ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ العظیم

تقویۃ الایمان

مصنفہ

حضرت مولانا شاہ اسماعیل صاحب شہید

(۱)۔ تذکیر الاخوان

(۲)۔ خط مولوی محمد اسمٰعیل شہید

(۳)۔ فتویٰ دربارہ تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان

(۴)۔ ترجمہ عقائد نامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

(۵)۔ فتویٰ دربارہ علم غیب

(۶)۔ رسالہ مارق الاشرار

(۷)۔ رسالہ ہدایت الایمان منظوم (۸)۔ شجرۂ ایمانیہ

ناشر

اسعد بکڈپو دیوبند (یوپی)

(محبوب پرنٹنگ پریس دیوبند)

قیمت

فہرست مضامین تقویۃ الایمان

مضمون	صفحہ
پہلا باب توحید اور شرک کے بیان میں	۵
پہلی فصل شرک سے بچنے کے بیان میں	۱۲
دوسری فصل شرک فی العلم کی برائی کے بیان میں	۱۸
تیسری فصل شرک فی التصرف کی برائی کے بیان میں	۲۳
چوتھی فصل شرک فی العبادۃ کی برائی کے بیان میں	۳۴
پانچویں فصل شرک فی العادۃ کی برائی کے بیان میں	۴۰
تکمیل الاخوان یعنی تقویۃ الایمان کا دوسرا باب سنت کی خوبیوں اور بدعت کی برائیوں کے بیان میں	۵۸
پہلی فصل سنت کو مضبوط پکڑنے اور بدعت سے بچنے کے بیان میں	۶۰
دوسری فصل ایمان کی حقیقت کے بیان میں	۸۲
تیسری فصل ایمان بالقدر کے بیان میں	۱۰۷
چوتھی فصل حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اہل بیت کے ذکر میں	۱۲۳
پانچویں فصل قبروں کی بدعتوں کے بیان میں۔	۱۶۹
چھٹی فصل تقلید کے بیان میں۔	۱۸۳

مضمون	صفحہ
ساتویں فصل رسموں کے رد کے بیان میں	۱۹۰
پہلی رسم رنگ سہاجا	۱۹۷
دوسری رسم انساب پر فخر کرنا	۲۰۳
تیسری رسم آپس میں ایک دوسرے کی تعظیم زیادہ کرنا	۲۱۱
چوتھی رسم زیادہ مہر مقرر کرنا شادیوں میں [illegible]	۲۱۷
پانچویں رسم بیوہ کو نکاح ثانی سے روکنا	۲۲۳
چھٹی رسم مردہ پر رونا، چلانا، سوگ کرنا	۲۲۸
ساتویں رسم حد سے زیادہ زینت کرنا	۲۳۶
نقل خط شاہ اسماعیل صاحب شہید ؒ	۲۴۴
سوال و جواب متعلق تقویۃ الایمان	۲۶۸
عقائد رسالہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی بزبان اردو منظوم	۲۹۱
فتویٰ علمائے حنفیہ در مسئلہ علم غیب	۲۹۶
فتویٰ علم غیب از جانب غیر مقلدین	۳۰۱
رسالہ تحقیق الاشعار از شیخ فتح اللہ مرحوم و مغفور۔	۳۰۷
رسالہ ہدایۃ الایمان مع شجرہ ایمانیہ	۳۴۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اپنا سچا دین بتلایا اور
سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں بنایا اور ان
کی راہ سیکھنے کا شوق دیا اور ان کے نائبوں کی کہ جو ان کی راہ بتلاتے ہیں اور ان کے طریقہ پر
چلتے ہیں ان کی محبت دی سو اے پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب پر اور اس کے آل و اصحاب پر
اور اس کے سب نائبوں پر ہزار ہزار درود و سلام بھیج اور اس کی پیروی کرنے والوں کو رحمت
کر اور ہم کو ان میں شریک کر اور ہم کو اسی کی راہ پر جیتے اور موئے قائم رکھ اور اسی کے تابعوں میں گن
رکھ۔ آمین رب العالمین۔

اما بعد سنا چاہئے کہ آدمی سارے اللہ کے بندے ہیں اور بندہ کا کام بندگی ہے جو بندہ کہ
بندگی نہ کرے وہ بندہ نہیں اور اصل بندگی ایمان کا درست کرنا ہے کہ جس کے ایمان میں کچھ خلل ہے
اس کی کوئی بندگی قبول نہیں اور جس کا ایمان سیدھا ہے اس کی تھوڑی بندگی بھی بہت ہے، سو
ہر آدمی کو چاہئے کہ ایمان کے درست کرنے میں بڑی کوشش کرے اور اس کے حاصل کرنے کو سب
چیزوں سے مقدم رکھے۔ اور اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں، کوئی پہلوں کی
رسموں کو پکڑتے ہیں کوئی قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے
ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر
راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھئے اور اس کی سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے
اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو قبول کیجئے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ
پکڑیئے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجئے اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول
کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہئے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اس راہ
پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت
کرتی ہیں سو یہ بات بہت غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت

صاف اور صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں چنانچہ سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ.

اور بیشک اتاریں ہم نے طرف تیرے آیتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں

ف۔ یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں بلکہ ان پر چلنا نفس پر مشکل ہے۔ اس واسطے کہ نفس کو حکم برداری کسی کی بری لگتی ہے سو اسی لیے جو لوگ بے حکم ہیں وہ ان سے انکار رکھتے ہیں اور اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیے کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتلانے کو اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں فرمایا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ

اور اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول ان میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں اور بیشک تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح میں۔

ف۔ یعنی یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا کہ اس نے بے خبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقلمند اور راہ بھٹکتے ہوؤں کو سیدھی راہ پر سو جو کوئی یہ آیت سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سو اس نے اس آیت کا انکار کیا اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی بلکہ یوں کہا چاہیے کہ جاہل لوگ ان کا کلام سمجھ کر عالم ہو جاتے ہیں اور گمراہ لوگ ان کی راہ چل کر بزرگ بن جاتے ہیں۔ اس بات کی مثال یوں ہے جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک بہت بیمار پھر کوئی شخص اس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے جا اور اس کا علاج کرا اور وہ بیمار یہ جواب دے کہ اس کے پاس جانا اور اس کا علاج کروانا بڑے بڑے تندرستوں کا کام ہے مجھ سے کیونکر ہو سکے کہ میں سخت بیمار ہوں سو وہ بیمار احمق ہے اور اس حکیم کی حکمت کا انکار رکھتا ہے اس واسطے کہ حکیم تو بیماروں ہی کے علاج کے واسطے ہے جو تندرستوں ہی کا علاج کرے اور انہی کو اس کی دوا سے فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کاہے کا۔ غرض جو کوئی بہت جاہل ہے اس کو اللہ و رسول کے کلام سمجھنے میں زیادہ رغبت چاہیے اور جو بہت گنہگار ہو اس کو اللہ و رسول کی راہ چلنے میں زیادہ کوشش چاہیے۔ سو یہ ہر خاص و عام کو چاہیے کہ اللہ و رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں سو سننا چاہیے کہ ایمان کے دو جزو ہیں خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے

اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں اور اس کے ... خلاف کو شرک اور دوسری بات کو اتباع سنت کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو بدعت سو ہر کسی کو چاہئے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دو چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں اور باقی گناہ ان سے نیچے ہیں کہ وہ اعمال میں خلل ڈالتے ہیں اور چاہئے کہ جو کوئی توحید اور اتباع سنت میں بڑا کامل ہو اور شرک و بدعت سے بہت دور اور لوگوں کو اس کی صحبت سے یہ بات حاصل ہوتی ہو اسی کو اپنا پیر و استاد بنا دے سو اسی لئے کئی آیتیں اور حدیثیں کہ جن میں بیان توحید کا اور اتباع سنت کا ہے اور برائی شرک و بدعت کی اس رسالہ میں جمع کیں اور اُن آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ اس کے حاصل کا بیان زبان ہندی سلیس میں کر دیا تو عوام الناس اور خاص اس سے فائدہ برابر لیویں جس کو اللہ توفیق دے وہ سیدھی راہ پر ہو جاوے اور تبلانے والے کو وسیلہ نجات کا ہووے آمین یا الٰہ العالمین اور اس رسالہ کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور اس میں دو باب ٹھیرائے۔ پہلے باب میں بیان توحید کا اور برائی شرک کی اور دوسرے باب میں اتباع سنت کا اور برائی بدعت کی۔

پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں

اول سننا چاہئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعوی رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں سو اول معنی شرک و توحید کے سمجھنا چاہئے تا برائی اور بھلائی ان کی قرآن و حدیث سے معلوم ہو۔ سننا چاہئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآئی کیلئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کیلئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین اور ان کے جینے کیلئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کے نام کی بدھی پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے کوئی مشکل کے وقت دوہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے غرضکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گذرتے ہیں اور دعوی مسلمانی کا کئے جاتے ہیں، سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوی

یہ فرمایا ہے اللہ صاحب نے سورۂ یوسف میں

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ	اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں

یعنی اکثر لوگ جو دعوی ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعوی ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کے کرتے ہو سو یہ دونوں راہیں ملا دیتے ہو تو اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء و اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں شرک جب ہوتا کہ ہم اُن انبیاء و اولیاء کو پیروں و شہیدوں کو اللہ کی برابر سمجھتے سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کا مخلوق اور یہ قدرت تصرف اسی نے اُن کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے اور اُن سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل۔ ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم اُن کو مانتے ہیں وتنا اللہ سے ہم نزدیک ہوتے ہیں اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں اور ان باتوں کا سبب یہ ہے کہ خدا اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیا اور جھوٹی کہانیوں کے پیچھے پڑے اور غلط غلط رسموں کی سند پکڑی اور اگر اللہ و رسول کا کلام تحقیق کرتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کرتے تھے اللہ صاحب نے ان کی ایک نہ مانی اور ان پر غصہ کیا اور ان کو جھوٹا بتایا چنانچہ سورۂ یونس میں اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ	اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے ان کو نہ کچھ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس کہہ کیا بتلاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں سو وہ نرالا ہے ان سے جن کو یہ شریک بتاتے ہیں

ف یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کرنے کی اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو سو اس کو بتاتے ہو جو نہیں جانتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو ملنے اور اس کو پکارنے سے کچھ فائدہ یا نقصان پہنچ جائے بلکہ انبیاء و اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے ان کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہیں

ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہے اور اللہ صاحب نے سورہ زمر میں فرمایا ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۝

اور جو لوگ کہ ٹھہراتے ہیں ورے اللہ سے اور حمایتی کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں، بیشک اللہ حکم کرے گا ان میں اس چیز میں کہ جس میں اختلاف ڈالتے ہیں بیشک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے ناشکر کو۔

ف۔ یعنی جو بات سچی تھی کہ اللہ بندہ کی طرف سب سے زیادہ نزدیک ہے سو اس کو چھوڑ کر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں کو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو اللہ کی نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسی کے سب مرادیں پوری کرتا ہے اور سب بلائیں ٹال دیتا ہے سو اس کا حق نہ پہچانا اور اس کا شکر ادا کیا بلکہ یہ بات اوروں سے چاہنے لگے پھر اس الٹی راہ میں اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں سو اللہ ہرگز ان کو راہ نہیں دے گا اور اس راہ سے ہرگز اس کی نزدیکی نہ پاویں گے بلکہ جوں جوں اس راہ میں چلیں گے سو اس سے دور ہو جاویں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے پوجنے کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے۔ اور جھوٹا اللہ کا ناشکرا اور اللہ صاحب نے سورہ مومنون میں فرمایا ہے۔

قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ۝

کہہ کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا جو تم جانتے ہو سو وہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہے، کہہ پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہو۔

ف۔ یعنی جب کافروں سے بھی پوچھئے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہو سکے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے

ف۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ

توحید کے مضمون سے خبردار ہو گیا۔ اب یہ بات تحقیق کی چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزیں اپنے
واسطے خاص کر رکھی ہیں کہ ان میں کسی کو شریک نہ کیا چاہیے سو وہ باتیں بہت ساری ہیں مگر کئی باتوں کا
ذکر کر دینا اور ان کو قرآن و حدیث سے ثابت کر دینا ضروری ہے تا اور باقی باتیں ان سے لوگ
سمجھ لیں۔ سو اوّل بات یہ کہ ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک
پوشیدہ ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا
سمندر کی تہ میں یہ اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی یہ شان نہیں سو جو کوئی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے
لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ میں اُس کی دہائی دیوے اور دشمن
پر اس کا نام لیکر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال
باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا
یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اُس سے میری کوئی بات چھپی نہیں
رہ سکتی اور جو مجھ پر احوال گذرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی و مرنا و جینا غم و خوشی
سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے اور جو بات میرے مُنھ سے نکلتی ہے وہ سب سُن لیتا ہے اور جو خیال و
وہم میرے دل میں گذرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے شرک ہو جاتا ہے اور اس
قسم کی باتیں سب شرک ہیں، اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا، سو
اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے
خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے
خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ
ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا روزی
کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا، فتح و شکست دینی اقبال و ادبار دینا مرادیں
پوری کرنی حاجتیں بر لانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی، برے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی
کی شان ہے اور کسی انبیاء اور اولیاء کی، پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو
ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں
مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف
کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن
کو خود بخود ہے یا یوں سمجھے کہ اللہ نے انکو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تیسری بات

اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے سو سمجھنا چاہیے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے بلکہ شرک کے معنی یہ کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں کہ اور اپنے بندوں کے ذمے نشان بندگی کے ٹھہرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اس کا مخلوق اور اسی کا بندہ اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاویگا خواہ انبیاء و اولیاء سے خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے۔ چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر حالانکہ وہ اولیاء و انبیاء سے معاملہ کرتے تھے چنانچہ سورۂ براءت میں فرمایا

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ ... عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

ٹھہرایا انہوں نے مولویوں اور درویشوں کو مالک اپنا سوائے اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور حالانکہ ان کو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کریں مالک ایک کی، نہیں کوئی مالک سوائے اس کے سو وہ نرالا ہے ان کے شریک بتانے سے۔

ف۔ یعنی اللہ کو تو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو سو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ نرالا ہے اس کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا نہ چھوٹا نہ برابر کا بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندۂ عاجز ہیں، عجز میں برابر چنانچہ سورۂ مریم میں فرمایا ہے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝

جتنے لوگ ہیں آسمان و زمین میں سو آنے والے ہیں رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر اور بیشک قابو میں کر رکھا ہے ان کو اور گن رکھا ہے ان کو ایک ایک اور ہر کوئی ان میں سے آنے والا ہے اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا اکیلا۔

ف۔ یعنی کوئی فرشتہ اور آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا اور وہ ایک ایک میں آپ ہی تصرف کرتا ہے کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا اور پھر کوئی معاملہ میں اس کے روبرو اکیلا حاضر ہونے والا ہے کوئی کسی کا وکیل و حمایتی نہیں بننے والا ان مضمونوں کی آیتیں قرآن میں اور بھی سینکڑوں ہیں، جس نے ان دو چار آیتوں کے بھی معنی سمجھ لیے وہ بھی شرک

یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع
اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ رکھنا اور اس
کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ
یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور راستے میں اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے
اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جاکر طواف کرنا اور اس گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اس کی طرف جانور لیجانے
اور وہاں منتیں ماننی اس پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا
کرنی اور دین و دنیا کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اس کی دیوار سے اپنا منھ اور چھاتی
ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اس کے گرد روشنی کرنی اور اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت
میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان
درست کرنا اور اس کے کنویں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے
لیجانا رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں
شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا مواشی نہ چگانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کیلئے اپنے
بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے
تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع
کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور
دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے ان کے نام کی چھڑی
کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے اس پر شامیانہ
کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے مجاور بن کے بیٹھ رہے وہاں کے
گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے اس کو
اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم
کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت
سے اللہ مشکلیں کھولدیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ اللہ صاحب نے اپنے
بندوں کو سکھلایا ہے کہ اپنے دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی کچھ تعظیم کرتے رہیں تا کہ
ایمان بھی درست رہے اور ان کاموں میں بھی برکت ہووے جیسے اڑے کام پر اللہ کی نذر ماننی اور
مشکل کے وقت اس کو پکارنا اور ہر کام کا شروع اس کے نام سے کرنا اور جب اولاد ہو تو اس کے

عبد الرحمٰن خدا بخش اللہ دیا امۃ اللہ اللہ دی
شکر ہیں اس کے نام کا جانور ذبح کرنا اور اس کا نام عبد اللہ
رکھنا اور کھیت اور باغ میں سے تھوڑا بہت اس کے نام کا رکھنا اور دھن اور ریوڑ میں سے کچھ
اس کی نیاز کر رکھنا اور جو جانور اس کے نام کے اس کے گھر کی طرف لیجائے ان کا ادب کرنا یعنی نہ
اُن پر سوار ہونا نہ لادنا اور کھانے پینے پہننے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے
فرمایا اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا اور بُرائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے جیسے قحط
اور ارزانی، صحت و بیماری، فتح و شکست اقبال و ادبار غمی و خوشی یہ سب اس کے اختیار میں سمجھنا
اور اپنا ارادہ جس کام کا بیان کرنا تو پہلے اس کے ارادہ کا ذکر کر دینا جیسا یوں کہنا کہ اگر اللہ چاہے گا
تو ہم فلانا کام کریں گے اور اس کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے اور اپنی
بندگی جیسے یوں کہنا ہمارا رب ہمارا مالک ہمارا خالق اور کلام میں جب قسم کھانے کی حاجت ہو تو
اسی کے نام کی قسم کھانی سو اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کوئی کسی
انبیاء و اولیاء کی اماموں اور شہیدوں کی بھوت و پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اڑے کام پر
ان کی نذر مانے مشکل کے وقت ان کو پکارے بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لیوے جب اولاد ہو اُن
کی نذر و نیاز کرے اپنی اولاد کا نام عبد النبی امام بخش پیر بخش رکھے، کھیت و باغ میں ان کا حصہ
نکالے جو کھیتی و باڑی میں سے آوے پہلے ان کی نیاز کر دے، جب اپنے کام میں لاوے اور دھن
اور ریوڑ میں سے ان کے نام کے جانور ٹھیراوے اور پھر ان جانوروں کا ادب کرے پانی دانے
پر سے نہ ہانکے، لکڑی پتھر سے نہ مارے اور کھانے پینے پہننے میں رسموں کی سند پکڑے کہ فلانے
لوگوں کو چاہیے کہ فلانا کھانا نہ کھاویں فلانا کپڑا نہ پہنیں، حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاویں لونڈی
نہ کھاوے، جس عورت نے دوسرا خصم کیا ہو وہ نہ کھاوے، شاہ عبد الحق کا توشہ حقہ پینے والا نہ
کھاوے اور برائی اور بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلانا
ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گیا اور فلانے کو انہوں نے راندا تو محتاج ہو گیا اور فلانے کو نواز دیا تو
اس کو فتح و اقبال مل گیا اور قحط فلانے ستارے کے سبب سے پڑا فلانا کام جو فلانے دن شروع کیا
تھا یا فلانی ساعت میں سو پورا نہ ہوا یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا
تو بات ہو جائے گی یا اس کے تئیں بولتے، میں یا معبود داتا بے پروا خداوند خدایگان مالک الملک
شہنشاہ بولے یا جب حاجت قسم کھانے کی پڑے تو پیغمبر کی یا علی کی یا امام کی یا پیر کی یا ان کی قبر کی
کی قسم کھاوے سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے اور اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں

یعنی اپنی عادت کے کاموں میں جو اللہ کی تعظیم کرنی چاہیے سو غیر کی کرے سو ان چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن و حدیث میں ذکر ہے سو اس لئے اس باب میں پانچ فصلیں کی ہیں۔ فصل پہلی میں ذکر ہے شرک کی برائی کا اور توحید کی خوبی کا۔ فصل دوسری میں ذکر ہے اشراک فی العلم کی برائی کا۔ فصل تیسری میں ذکر ہے اشراک فی التصرف کی برائی کا۔ فصل چوتھی میں ذکر ہے اشراک فی العبادت کی برائی کا۔ فصل پانچویں میں ذکر ہے اشراک فی العادت کی برائی کا۔

الفصلُ الاولُ فی الاجتناب عن الاشراک

(پہلی فصل بچنے میں شرک سے یعنی اس فصل میں مجمل شرک کی برائی کا ذکر ہے)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ نساء میں بیشک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھیرادے اس کا اور بخشتا ہے سوا اسکے جسکو چاہے اور جس نے شریک ٹھیرایا اللہ کا سو بیشک راہ بھولا دور بھٹک کر

ف۔ یعنی اللہ کی راہ بھولنا یوں بھی ہوتا ہے کہ حرام و حلال میں امتیاز نہ کرے، چوری بدکاری میں گرفتار ہو جائے نماز روزہ چھوڑ دیوے، جورو بچوں کا حق تلف کرے ماں باپ کی بے ادبی کرے لیکن جو شرک میں پڑا وہ سب سے زیادہ بھولا اس لئے کہ وہ ایسے گناہ میں گرفتار ہوا کہ اللہ تعالیٰ اُس کو ہرگز نہ بخشے گا اور سارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ شاید بخش بھی دیوے اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک نہ بخشا جاوے گا جو اس کی سزا ہے مقرر ملے گی پھر اگر پرلے درجہ کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے تو اس کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہے گا نہ اُس سے کبھی باہر نکلے گا نہ اُس میں کبھی آرام پاوے گا اور جو اس سے ورلے درجہ کے شرک ہیں ان کی سزا جو اللہ کے یہاں مقرر ہے سو پاوے گا اور باقی جو گناہ ہیں ان کی جو جو کچھ سزائیں اللہ کے ہاں مقرر ہیں سو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دیوے چاہے معاف کرے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک سے کوئی بڑا گناہ نہیں اس کی مثال یہ کہ بادشاہ کی تقصیریں اس کی رعیت کے لوگ جتنی کریں چوری قزاقی چوکی پہرے کے وقت سو جانا دربار کے وقت کو ٹال جانا، لڑائی کے میدان سے ٹل جانا سرکار کے پیسہ پہنچانے میں قصور کرنا علیٰ ہذا القیاس ان سب کی سزائیں بادشاہ کے ہاں مقرر ہیں مگر چاہے تو پکڑے اور چاہے تو معاف کر دیوے اور ایک تقصیریں اس ڈھب کی ہیں کہ جن میں بغاوت نکلتی ہے جیسے کسی امیر یا وزیر یا چودھری قانون گو کو یا چوہڑے چمار کو بادشاہ بنا دے یا اس کے واسطے تاج و تخت تیار کرے یا اس کے تئیں

قتل بہا ڈالے یا اس کے تئیں بادشاہ کا سا مجرا کرے یا اس کے لئے ایک دن خاص کا ٹھہرا دے اور بادشاہ کی طرح نذر دلوے یہ تقصیر سب تقصیروں سے بڑی ہے اس کی سزا مقرر اس کو پہنچتی ہے اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دلوے اس کی بادشاہت میں قصور ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں سو اُس مالک الملک شہنشاہ غیور سے ڈرا چاہئے کہ پرلے درجے کا زور رکھتا ہے اور ویسی غیرت وہ مشرکین سے کیونکر غفلت کرے گا اور کس طرح اُن کو ان کی سزا نہ دیگا اللہ سب مسلمانوں پر رحمت کرے اور ان کو شرک کی آفت سے بچاوے آمین۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ لقمان میں جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اس کو اے بیٹے میرے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انہوں نے اُس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہو گی۔ اور یہ یقین جان لیا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ایسے ہی عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے سو اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اسی کی بے ادبی ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ انبیاء میں اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر کہ اس کو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات یوں ہے کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے سو بندگی کرو میری۔

ف۔ یعنی جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شریعتوں میں ہے سو یہی راہ نجات کی ہے اس کے سوائے اور سب راہیں غلط ہیں۔

وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مشکوٰۃ کے باب الریا میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہؓ نے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیَ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ وَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ

میں بڑا بے پروا ہوں ساجھیوں میں ساجھے سے جو کوئی کرے کچھ کام کہ ساجھی کردے اس میں میرے ساتھ اور کسی کو سو میں چھوڑ دیتا ہوں اسکو اور اسکے ساجھے کو اور میں اس سے بیزار ہوں۔

ف۔ یعنی جس طرح اور لوگ اپنی مشترک چیز آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں سو میں یوں نہیں کرتا میں بے پروا ہوں بلکہ جو کوئی کچھ کام میرے واسطے کرے اور غیر کو بھی اس میں شریک کردے سو میں اپنا حصہ بھی نہیں لیتا بلکہ سارے ہی کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص ایک کام کرے اللہ کے واسطے پھر وہی کام کرے اور کسی کے واسطے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک جو عبادت اللہ کی کرے وہ بھی اللہ کے ہاں مقبول نہیں بلکہ اس سے بیزار ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ۔ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُہُوْرِہِمْ ذُرِّیَّتَہُمْ۔ قَالَ جَمَعَہُمْ فَجَعَلَہُمْ اَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَہُمْ ۔۔۔۔ فَاسْتَنْطَقَہُمْ فَتَکَلَّمُوْا ثُمَّ اَخَذَ عَلَیْہِمُ الْعَہْدَ وَالْمِیْثَاقَ وَاَشْہَدَہُمْ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاِنِّیْ اُشْہِدُ عَلَیْکُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرْضِیْنَ السَّبْعَ وَاُشْہِدُ عَلَیْکُمْ اَبَاکُمْ اٰدَمَ شَہِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ہٰذَا غٰفِلِیْنَ لَمْ نَعْلَمْ بِہٰذَا۔ اِعْلَمُوْا اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ غَیْرِیْ وَلَا رَبَّ غَیْرِیْ وَلَا تُشْرِکُوْا بِیْ شَیْئًا اِنِّیْ سَاُرْسِلُ اِلَیْکُمْ رُسُلِیْ یُذَکِّرُوْنَکُمْ عَہْدِیْ وَمِیْثَاقِیْ وَاُنْزِلُ اِلَیْکُمْ کُتُبِیْ قَالُوْا شَہِدْنَا بِاَنَّکَ رَبُّنَا وَاِلٰہُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَیْرُکَ وَلَا اِلٰہَ لَنَا غَیْرُکَ۔

مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابی بن کعب نے اس آیت کی تفسیر میں کہ اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ الخ فرمایا کہ اللہ نے اولاد آدم کی اکٹھی کی اور ان کی شکلیں لگائیں پھر ان کی صورت بنائی پھر ان کو بولنے کی قوت دی سو وہ بولنے لگے پھر ان سے قول و عہد لیا اور ان کی جان پر ان سے اقرار کرایا کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے کیوں نہیں، فرمایا سو میں گواہ کرتا ہوں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اور تمہارے باپ آدم کو اس واسطے کہ کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ ہم نہ جانتے تھے سو جان رکھو کہ بیشک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے اور مت شریک ٹھیراؤ میرا کوئی بیشک میں اب بھیجوں گا طرف تمہارے رسول اپنے کہ یاد دلا دیں گے تم کو قول و قرار میرا اور اتاروں گا تم پر کتابیں اپنی، بولے اقرار کیا ہم نے کہ بیشک تو مالک ہمارا ہے اور حاکم ہمارا، نہیں کوئی مالک ہمارا تیرے سوائے اور نہیں کوئی حاکم ہمارا تیرے سوا۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب نے سورۂ اعراف میں فرمایا ہے اور جب نکالی تیرے رب نے بنی آدم کی پشت

سے اُن کی اولاد اور اقرار کروایا اُن سے ان کی جانوں پر کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا۔ بولے کیوں نہیں
قبول کیا ہم نے اپنے ذمہ پر یہ ہم نے اس لئے کیا کہ کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ بیشک ہم اس بات
سے غافل تھے یا کہنے لگو کہ شرک تو کیا تھا ہمارے باپ دادوں نے پہلے سے اور ہم تھے پیچھے ان کے
سو کیا برباد کرتا ہے تو ہم کو اُن جھوٹوں کے کام کے بدلے۔ یہ ترجمہ کلام اللہ کی آیت کا ہے سو اس کی تفسیر
میں اُبی بن کعبؓ نے فرمایا کہ اللہ صاحب نے ساری اولادِ آدمؑ کی اکٹھی کی ایک جگہ اور ان کی جدا جدا
شکلیں لگائیں جیسے پیغمبروں کی جدا شکل اور اولیاء کی جدا شکل اور شہیدوں کی جدا شکل اور نیک بختوں
کی جدا شکل اور حکم بردار لوگوں کی جدا شکل اور بدکاروں کی جدا شکل اور اسی طرح کافروں کی شکلیں ٹھہرائیں
جیسے یہود و نصاریٰ اور مجوس و ہندو۔ علیٰ ہذا القیاس پھر ان سب کی صورتیں بنائیں یعنی ہر کسی کی صورت
جیسی دنیا میں بنانی منظور تھی ویسی ہی وہاں ظاہر کی کسی کو خوبصورت کسی کو بدصورت کسی کو سوانکھا کسی
کو گونگا کسی کو کانا کسی کو اندھا علیٰ ہذا القیاس پھر اُن کو بولنے کی طاقت دی پھر اُن سب سے اللہ صاحب
نے یوں فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں سو سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے پھر اُن سے قول و قرار
لیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم و مالک نہ جانیو اور کسی کو میرے سوا نہ مانیو سو اُن سب نے ان سب کا قول و
قرار کیا اور اللہ صاحب نے اس بات پر آسمان و زمین و آدم کو گواہ کیا اور یہ فرمایا کہ اس قول و قرار کے
یاد دلانے کو پیغمبر آویں گے اور کتابیں لاویں گے سو ہر کسی نے جدے جدے اللہ کی توحید کا اقرار کیا
اور شرک کا انکار سو شرک کی بات میں ایک دوسرے کی سند نہ پکڑنی چاہئے نہ پیر کی نہ استاد کی نہ
باپ دادوں کی نہ کسی بادشاہ کی نہ کسی مولوی کی نہ کسی بزرگ کی اور یہ جو کوئی خیال کرے کہ ہم تو دنیا میں
اس بات کو بھول گئے پھر بھولی بات کی کیا سند ہے سو یہ خیال غلط ہے اس واسطے کہ بہت سی باتیں
آدمی کو یاد نہیں ہوتیں پھر معتبر لوگوں کے کہنے سے یقین کرتا ہے جیسے کسی کو اپنی ماں کے پیٹ سے
اپنا پیدا ہونا یاد نہیں ہوتا پھر لوگوں ہی سے سنکر یقین کرتا ہے اور اپنی ماں ہی کو ماں سمجھتا ہے اور کسی
کو ماں نہیں بتا سکتا، پھر اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نہ کرے کسی اور کو ماں بتا دے تو اس کو سب لوگ
برا کہیں گے اور جو وہ جواب دیوے کہ مجھ کو تو اپنا پیدا ہونا کچھ یاد نہیں کہ میں اس کو اپنی ماں جانوں تو
سب لوگ اس کو احمق کہیں گے اور بڑا بے ادب تو جب عوام الناس کے کہنے سے آدمی کو بہت باتوں
کا یقین آجاتا ہے تو پھر پیغمبروں کی تو بہت بڑی شان ہے ان کی خبر دینے سے کیونکر نہ یقین آوے
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل توحید کا حکم اور شرک کا منع اللہ صاحب نے ہر کسی سے عالم ارواح
میں کہہ دیا ہے اور سارے پیغمبر اسی کی تاکید کو آئے ہیں اور ساری کتابیں اسی کے بیان میں اتری ہیں

سو یہ ایک ٹکڑا دس ہزار پیغمبروں کا فرمایا اور ایک سو چار کتاب آسمانی کا علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ آدمی خوب درست سمجھے اور شرک سے بہت دور بھاگے نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کرتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک ٹھہرائے کہ اُس سے اپنی کوئی مراد مانگے اور اپنی حاجت اُس کے پاس لیجائے۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ۔ مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبل نے نقل کیا کہ فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ شریک ٹھہرا اللہ کا کسی کو گو کہ مارا جاوے تو اور جلایا جاوے تو

ف یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر کہ شاید کوئی جن یا بھوت کچھ ایذا پہنچاوے سو جیسا مسلمان کو ظاہری بلاؤں پر صبر کرنا چاہئے اور اُن کے ڈر سے اپنا دین نہ بگاڑنا چاہئے اسی طرح جن اور بھوتوں کی بھی ایذا پر صبر کرنا چاہئے اور ان سے ڈر کر ان کو نہ ماننا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ فی الحقیقت تو ہر کام اللہ ہی کے اختیار میں ہے مگر وہی کبھی کبھی اپنے بندوں کو جانچتا ہے، اور اور بروں کے ہاتھ سے بھلوں کو ایذا پہنچاتا ہے تا کہ کچوں اور پکوں میں فرق ہو جاوے اور مومن اور منافق جدا جدا معلوم ہو جاویں سو جیسے ظاہر میں متقیوں کو فاسق ستاتا ہے اور مسلمانوں کو کافروں کے ہاتھ سے اللہ کے ارادہ سے ایذا پہنچ جاتی ہے اور ان کو وہاں صبر ہی کرنا پڑتا ہے اور دین بگاڑنا نہیں پہنچتا اسی طرح کبھی کبھی نیک آدمی کو جن اور شیطانوں کے ہاتھ سے اللہ کے ارادہ سے ایذا پہنچ جاتی ہے، سو اس پر صبر ہی کرنا چاہئے اور اُن کو ہرگز نہ ماننا چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص شرک سے بیزار ہو کر اوروں کو ماننا چھوڑ دے اور ان کی نذر و نیاز ماننے کو برا جانے اور غلط غلط رسموں کو مٹانے لگے اور اس میں اس کو کچھ نقصان مال کا یا اولاد کا یا جان کا پہنچ جاوے یا کوئی شیطان کسی پیر و شہید کا نام لیکر ایذا دینے لگے تو اُس پر صبر کرے اور اپنی بات پر قائم رہے اور یہ سمجھے کہ اللہ ہمارا دین جانچتا ہے اور جیسے اللہ صاحب ظالم آدمیوں کو ڈھیل دیکر پکڑتا ہے اور مظلوموں کو ان کے ہاتھ سے چھڑاتا ہے اسی طرح ظالم جنوں کو بھی اپنے وقت پر پکڑے گا اور نیک آدمیوں کو ان کی ایذا سے بچا دے گا۔

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ۔ مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کونسا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہ کہ پکارے تو کسی کو اللہ کی طرح کا ٹھہرا کر حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو کیا

ف۔ یعنی جیسے کہ اللہ کو سمجھتے ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور سب کام اس کے اختیار میں ہیں سو ہر مشکل کے وقت یہی سمجھ کر اُس کو پکارتے ہیں سو کسی اور کو اس طرح کا سمجھ کر پکارنا نہ چاہیے کہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ اوّل تو یہ کہ یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ حاجت بر لانے کی طاقت ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو۔ دوسرے یہ کہ ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اُس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے تمام کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ لَقِيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً۔

مشکوٰۃ کے باب الاستغفار میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبرؐ نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے بیشک تو جو مجھ سے ملے دنیا بھر گناہ لیکر پھر ملے مجھ سے تو کہ نہ شریک سمجھتا ہو میرا کسی کو تو بیشک لے آؤں میں تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر۔

ف۔ یعنی اس دنیا میں سب گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اس میں بلکہ یہ شیطان بھی اسی میں ہے پھر یوں بھی سمجھے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگاروں سے ہوئے ہیں سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ صاحب ویسی ہی اس پر بخشش کرے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں جیسے کہ شرک کی شامت سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہیں اور یہی حق ہے اس لئے کہ جب شرک سے آدمی پورا پاک ہو گا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے اور اس کے سوا کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے اور یہ اُس کے دل میں خوب ثابت ہو جاوے کہ اُس کے تقصیروار کو اُس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا اور اس کے روبرو کسی کی حمایت نہیں چلتی اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا سو جب یہ بات خوب اس کے دل میں ثابت ہو جاوے پھر جتنے گناہ اُس سے ہوں گے سو بشریت کی راہ سے ہوں گے یا بھول چوک کر اور اُن گناہوں کا ڈر اس کے دل پر گھر رہا ہو گا اور اُن سے ایسا بیزار ہو گا اور شرمندہ کہ اپنی جان سے بھی تنگ ہو گا اور بیشک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے سو جوں جوں اُس سے گناہ ہوں گے اُسی کے موافق اُس کی یہ حالت بڑھے گی اور جس قدر یہ حالت بڑھے گی اسی قدر اللہ کی رحمت بڑھے گی سو یہ جان لینا چاہیے کہ جس کی توحید کامل ہے اُس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کر سکتی۔ فاسق موحّد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے

جیسے رعیتی تقصیر دار ہزار درجہ بہتر ہے باغی خوشامدی سے کہ یہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہے اور وہ اپنے فریب پر مغرور

الفصل الثانی

(فصل دوسری بیان میں برائی شرک فی العلم کے)

فی رد الاشراک فی العلم

ف۔ یعنی اس فصل میں اُن آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُہَا اِلَّا ھُوَ ط

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ انعام میں کہ اُسی پاس کنجیاں غیب کی ہیں نہیں جانتا اُن کو مگر وہی۔

ف۔ یعنی جس طرح اللہ صاحب نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتا دی ہیں جیسے آنکھ دیکھنے کو کان سننے کو ناک سونگھنے کو زبان چکھنے کو ہاتھ ٹٹولنے کو عقل سمجھنے کو۔ اور وہ راہیں ان کے اختیار میں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں جیسے جب کچھ دیکھنے کو جی چاہا تو آنکھ کھولدی نہ چاہا تو آنکھ بند کرلی جس چیز کے مزہ دریافت کرنے کا ارادہ ہوا منھ میں ڈال لیا نہ ارادہ ہوا نہ ڈالا سو گویا ان چیزوں کے دریافت کرنے کو کنجیاں ان کو دی ہیں جیسی جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ ان کی خواہش پر چنانچہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ بعضی بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات ..... نہ معلوم ہوئی پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتا دی چنانچہ حضرت کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہ رض پر تہمت کی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا پر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر و غم میں رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ وہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ رض پاک ہیں۔ سو یقین یوں رکھا چاہئے کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اُس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اُس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے اُس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا، اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب چاہوں اُس سے غیب کی بات دریافت کرلوں اور آئندہ باتوں کا

معلوم کر لینا میرے قابو میں ہے سو وہ بڑا جھوٹا ہے کہ دعویٰ خدائی کا رکھتا ہے اور جو کوئی کسی نبی ولی کو یا جن و فرشتے کو امام و امام زادے کو یا پیر و شہید کو یا نجومی و رمال یا جفار کو یا فال دیکھنے والے کو یا برہمن اسٹی کو یا بھوت و پری کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس آیت سے منکر اور یہ جو وسواس آتا ہے کہ بعضے وقت کوئی نجومی یا رمال یا برہمن یا شگونی کچھ کہہ دیتا ہے اور وہ اسی طرح ہو جاتا ہے تو اس سے ان کی غیب دانی ثابت ہوتی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ بہت باتیں ان کی غلط بھی ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے اختیار میں نہیں ان کی اٹکل کبھی درست ہوتی ہے کبھی غلط اور یہی حال ہے استخارہ اور کشف کا اور قرآن مجید کی فال کا لیکن پیغمبروں کی وحی میں کبھی غلطی نہیں پڑتی سو وہ اُن کے قابو میں نہیں اللہ صاحب جو آپ چاہتا ہے سو بتا دیتا ہے اُن کی خواہش کچھ نہیں چلتی۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝	کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نمل میں کہ کہو نہیں جانتے جتنے لوگ ہیں آسمانوں میں اور زمین میں غیب کو مگر اللہ اور نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھائے جاویں گے۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ لوگوں سے یوں کہہ دیں کہ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ کوئی چیز، یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اچھے لوگ سب جانتے ہیں کہ ایک دن قیامت آوے گی اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ کب آوے گی سو ہر چیز کا معلوم کر لینا جو ان کے اختیار میں ہوتا تو یہ بھی معلوم کر لیتے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝	اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ لقمان میں کہ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ کہ مادہ کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا ہے کوئی کہ کیا کرے گا کل اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار۔

ف یعنی غیب کی باتوں کی سب خبریں اللہ ہی کو ہیں اور ان کا جان لینا کسی کا قابو نہیں چنانچہ قیامت کی خبر کہ اس کا آنا بہت مشہور ہے اور نہایت یقینی اُس کے بھی آنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں پھر اور چیزوں کے ہونے کی خبر کا تو کیا ذکر ہے جیسے کسی کی فتح کسی کی شکست

کسی کا بیمار ہو، کسی کا تندرست ہونا گو یہ باتیں نہ تو قیامت کی برابر مشہور ہیں نہ ویسی یقینی اور اسی طرح مینہ برسنے کے وقت کی خبر کسی کو نہیں حالانکہ اس کا موسم بھی بندھا ہوا ہے اور اکثر اُن موسموں پر برستا بھی ہے اور سارے نبی و ولی اور بادشاہ اور حکیم اُس کی خواہش بھی رکھتے ہیں سو اگر اُس کے وقت معلوم کرنے کی کچھ راہ ہوتی تو کوئی البتہ پالیتا پھر جو چیزیں کہ نہ اُن کا موسم بندھا ہوا ہے نہ سب لوگ مل کر ان کی خواہش رکھتے ہیں جیسے کسی شخص کا مرنا جینا اولاد ہونی یا غنی و فقیر ہونا یا فتح و شکست ہونی سو ایسی چیزوں کی خبر کی راہ کیونکر پا سکیں اور اسی طرح جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اس کو بھی کوئی نہیں جا سکتا کہ ایک ہے یا دو نر ہے یا مادہ کامل ہے یا ناقص خوبصورت ہے یا بدصورت۔ حالانکہ حکیم لوگ ان سب چیزوں کے اسباب لکھتے ہیں پر کسی کا حال بالخصوص نہیں جانتے تو اور چیزیں کہ آدمی میں چھپی ہیں جیسے خیالات وارادے اور نیتیں اور ایمان اور نفاق وہ تو کیونکر جان سکے اور اسی طرح جب کوئی اپنا حال نہیں جانتا کہ کل کو کیا کرے گا تو اور کسی کا کیونکر جان سکے اور جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو کسی کے مرنے کی جگہ یا وقت کیونکر جان سکے۔ غرض کہ اللہ کے سوا کوئی کچھ آیندہ کی بات اپنے اختیار سے نہیں جان سکتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب جو غیب دانی کا دعوٰی کرتے ہیں کوئی کشف کا دعوٰی رکھتا ہے کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پترہ کوئی رمل کا قرعہ پھینکتا ہے کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے یہ سب جھوٹے ہیں اور دغاباز ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا چاہئے لیکن جو شخص آپ دعوٰی غیب دانی کا نہ رکھتا ہو اور غیب کی بات معلوم کرنیکا اختیار نہ رکھتا ہو بلکہ اتنی ہی بات بیان کرتا ہو کہ کچھ بات کبھی اللہ کی طرف سے مجھکو معلوم ہوتی ہے سو وہ میرے اختیار میں نہیں کہ جو بات میں چاہوں تو معلوم کرلوں یا جب میں چاہوں تو دریافت کرلوں تو یہ بات ہو سکتی ہے شاید وہ سچا ہو یا مکار۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝

اور فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ احقاف میں اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اُس شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ اس کے پکارنے سے غافل ہیں۔

ف۔ یعنی شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ سے قادر علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں کہ اول تو ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں اور دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے اگر کوئی قیامت تک ان کو پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں

دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت
سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ اُن سے
حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک
ثابت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اُن کو ایسا سمجھو کہ دور سے اور نزدیک سے
برابر سن لیتے ہیں جب ہی ان کو اس طرح سے پکارا اور حالانکہ اللہ صاحب نے اس آیت میں فرمایا
ہے کہ جو اللہ کے ورے ہیں یعنی مخلوق سو وہ اُن پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ
نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ
اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ
وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ
وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور کہا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ اعراف میں کہہ کہ نہیں اختیار
رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع و نقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے
اللہ، اور جو جانتا میں غیب تو بیشک بہت سی لے لیتا میں بھلائی
اور نہ چھوتی مجھ کو کچھ برائی، میں تو فقط ڈرانے والا ہوں اور
خوشخبری سنانے والا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں۔

ف: یعنی سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے انھی کے بڑے
بڑے معجزے دیکھے، انھیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انھی کی پیروی سے
بزرگی حاصل ہوئی تو اسی لئے انھیں کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کے آگے صاف
بیان کر دیں تاکہ سب لوگوں کا حال معلوم ہو جاوے سو انھیں نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت
ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک
نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں اور غیب دانی اگر میرے قابو میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام
معلوم کر لیتا اور اگر بھلا معلوم ہوتا تو اُس میں ہاتھ ڈالتا اور اگر بُرا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتا
غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں اور کچھ خدائی کا دعوٰی نہیں رکھتا فقط پیغمبری کا دعوٰی
ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ بُرے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سُنا دیوے سو یہ
بھی انھی کو فائدہ کرتی ہے کہ جن کے دل میں یقین ہے اور دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں
وہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب
لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں
سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتلانے میں تاثیر دیتا ہے، بہت لوگ
اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں اور اس بات کی اُن میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم

میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو کہ جس کو چاہیں مار ڈالیں یا اولاد دیویں یا مشکل کھول دیویں یا
مرادیں پوری کر دیویں یا فتح و شکست دیویں یا غنی و فقیر کر دیویں یا کسی کو بادشاہ کر دیویں یا کسی کو
امیر و وزیر یا کسی سے بادشاہت یا امارت چھین لیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں یا کسی کا
ایمان چھین لیویں یا کسی بیمار کو تندرست کر دیویں یا کسی سے تندرستی چھین لیویں کہ ان باتوں میں
سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں، عاجز و بے اختیار اور اسی طرح کچھ اس بات میں بھی
ان کو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دی ہو کہ جس کے دل کا
احوال جب چاہیں معلوم کر لیں یا جس غائب کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں کہ وہ جیتا ہے یا
مر گیا یا کس شہر میں ہے یا کس حال میں۔ یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کر لیں کہ
فلانے کے ہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں
فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے
خبر ہیں اور نادان، سو جیسے سب لوگ کبھی کچھ بات عقل سے یا قرینہ سے کہہ دیتے ہیں پھر کبھی ان
کی بات موافق پڑ جاتی ہے اسی طرح یہ بڑے لوگ بھی جو بات عقل اور قرینے سے کہتے ہیں سو
اس میں کبھی درست ہو جاتی ہے کبھی چوک ہاں مگر جو اللہ کی طرف سے وحی یا الہام ہو سو اس کی
بات نرالی ہے مگر وہ اُن کے اختیار میں نہیں۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ
عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ
كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا
يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ
اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَ
فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ
وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ.

مشکوٰۃ کے باب اعلان النکاح میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا
کہ ربیع نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر میں
داخل ہوئے جب شادی ہوئی تھی میری پھر بیٹھے میرے پاس
مسند پر جیسا تو بیٹھا ہے میرے پاس سو وہیں شروع کیا کچھ
چھوکریوں ہماری نے کہ دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں
ان لوگوں کا کہ مارے گئے تھے ہمارے بڑے بوڑھے بدر میں سو ایک
کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کہ کل کی بات پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی۔

ف۔ یعنی ربیع ایک بی بی تھیں انصار میں سے ان کی شادی میں پیغمبر خدا تشریف لائے اور ان کے
پاس آ بیٹھے سو ان لوگوں کی کئی چھوکریاں کچھ گانے لگیں کہ اس میں پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات بھی
کہ ان کو اللہ نے ایسا رتبہ دیا ہے کہ آئندہ باتیں جانتے ہیں سو اُس کو پیغمبر خدا نے منع کیا اور فرمایا کہ

یہ بات مت کہہ اور جو کچھ پہلے گاتی تھیں وہی گائے جا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انبیاء و
اولیاء یا امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت
پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر
خدا کی تعریف میں یا اور انبیاء و اولیاء یا بزرگوں کی یا پیروں کی یا استادوں کی تعریفوں میں بیان
کرتے ہیں اور حد سے گذر جاتے ہیں اور خدا کے سے اوصاف ان کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں
اور پھر یوں کہتے ہیں کہ شعر میں مبالغہ ہوتا ہے یہ سب بات غلط ہے کہ پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر
اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا چہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کہے یا سن کر پسند کرے۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ خَمْسَ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ

مشکوٰۃ کے باب رویۃ اللہ عزوجل میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو کوئی خبر دے تجھ کو کہ حضرت پیغمبر خدا جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کی ہیں سو بیشک بڑا طوفان باندھا۔

ف۔ یعنی وہ پانچ باتیں کہ سورہ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں اور اس کی تفسیر اس فصل کے اول
گذر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو انھی پانچ میں داخل ہیں سو جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ
پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ
کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ۔

مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلاء نے کہ کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے۔

ف۔ یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو
اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے
کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا برا سو وہ بات
مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے۔

الفصل الثالث فی ذکر رد الاشراک فی التصرف

(فصل تیسری اشراک فی التصرف کی برائی کے بیان میں)۔ ف یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور

حدیثوں کا ذکر ہے کہ جس سے اشراک فی التصرف کی بُرائی ثابت ہوتی ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ ٥

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مومنون میں کہہ کون ہے وہ شخص جس کے ہاتھوں میں ہے قابو ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی نہیں حمایت کرتا جو جانتے ہو وہی کہدیں گے کہ اللہ ہی ہے پھر کہاں سے خبط میں پڑ جاتے ہو

ف۔ یعنی جس سے پوچھئے کہ ایسی شان کس کی ہے کہ ہر چیز اس کے قابو میں ہے جو چاہے سو کر ڈالے اس کا ہاتھ کوئی پکڑ نہ سکے اور اس کی حمایت میں کوئی ہاتھ ڈال نہ سکے اور اس کے تقصیر وار کو کہیں پناہ نہ مل سکے اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت چل نہ سکے سو ہر کوئی یہی جواب دے گا کہ ایسی شان اللہ کی ہے سو سمجھا چاہئے کہ پھر اور کسی سے مرادیں مانگنی محض خبط ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں متصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو ملنے سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کی برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ٥ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا ٥

فرمایا اللہ صاحب نے (یعنی سورہ جن میں) کہہ کہ بیشک میں نہیں اختیار رکھتا تمہارے برے نقصان کا نہ فائدہ کا کہہ کہ بیشک مجھ کو ہرگز نہ بچا دیگا اللہ سے کوئی اور ہرگز نہ پاؤنگا ورے اسکے کوئی بچاؤ۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ لوگوں کو سنا دیویں کہ میں تمہارے نفع و نقصان کا کچھ مالک نہیں اور تم مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے سو اس پر مغرور ہو کر حد سے مت بڑھنا کہ ہمارا پایہ بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہیں سو کریں وہ ہم کو اللہ کے عذاب سے بچالے گا کیونکہ یہ بات بالکل غلط ہے اس واسطے کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کہیں بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو عوام الناس اپنے پیروں شہیدوں کی حمایت پر بھروسہ کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں اس کے احکام کی تعظیم نہیں کرتے محض گمراہ ہیں کہ سب پیروں کے پیر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اللہ سے ڈرتے تھے اس کی رحمت کے سوائے کسی طرف اپنا بچاؤ نہیں سمجھتے تھے

پھر اور کسی کا تو کیا ذکر ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَھُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نحل میں اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسوں کو کہ نہیں اختیار رکھتے ان کی روزی کا آسمانوں سے اور نہ زمین سے کچھ، اور نہیں طاقت رکھتے۔

ف۔ یعنی اللہ کی سی تعظیم کرتے ہیں ایسے لوگوں کی کہ ان کا کچھ اختیار نہیں اور ان کی روزی پہنچانے میں کچھ دخل نہیں رکھتے نہ آسمان سے مینہ برسا دیں نہ زمین سے کچھ اگا دیں اور ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء یا امام وشہیدوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت تو ہے لیکن اللہ کی تقدیر پر وہ شاکر ہیں اور اس کے ادب سے دم نہیں مارتے اگر چاہیں تو ایک دم میں اُلٹ پلٹ کر دیں لیکن شرع کی تعظیم کرکے چپ بیٹھے ہیں سو یہ بات سب غلط ہے بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اسکی طاقت رکھتے ہیں

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یونس میں اور مت پکار ورے اللہ کے ایسوں کو کہ نہ فائدہ دیویں تجھ کو نہ نقصان سو اگر کیا تونے یہ تو بیشک تو بے انصاف ہے۔

ف۔ یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجیے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَھُمْ فِیْھِمَا مِنْ شِرْکٍ وَّمَا لَہٗ مِنْھُمْ مِّنْ ظَھِیْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ سبا میں کہ کہہ بھلا پکارو تو اُن لوگوں کو کہ خیال کرتے ہو ورے اللہ سے سو وہ نہیں اختیار رکھتے ایک ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمینوں میں اور نہیں انکا دونوں میں کچھ ساجھا اور نہیں اللہ کا اُن میں سے کوئی بازو اور نہیں کام آتی سفارش اس کے روبرو مگر جس کو پروانگی دے یہانتک کہ جب گھبراہٹ دور ہوتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں کہ حق اور وہی ہے بلند بڑا۔

ف۔ یعنی جو کوئی کسی سے مراد مانگتا ہے اور مشکل کے وقت پکارتا ہے اور وہ اس کی حاجت روا کر دیتا ہے سو یہ بات اسی طرح ہوتی ہے کہ یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی یا مالک پر اس کا دباؤ ہو جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے کیونکہ اس کے بازو ہیں اور اس کی سلطنت

کے رکن، ان کے ناخوش ہونے سے سلطنت بگڑتی ہے یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور
اس کی سفارش خواہ نہ خواہ قبول کرلے پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہ زادی یا بیگمات
کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کرسکتا سو چار ناچار اُن کی سفارش قبول کرلیتا ہے
سو جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا یہ لوگ پکارتے ہیں اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں سو نہ تو وہ مالک ہیں آسمان
اور زمین میں ایک ذرہ بھر چیز کے اور نہ کچھ ان کا ساجھا ہے اور نہ اللہ کی سلطنت کے رکن ہیں اور
نہ اس کے بازو کہ ان سے دب کر ان کی بات مان لے اور نہ بغیر پروانگی سفارش کرسکتے ہیں کہ
خواہ نہ خواہ اس سے دلوادیں بلکہ اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے
وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہوجاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار
اس بات کی تحقیق اُس سے نہیں کرسکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات
کی آپسمیں تحقیق کرلیتے ہیں سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ کہہ نہیں سکتے پھر بات الٹنے کا تو کیا ذکر
اور کسی کی وکالت اور حمایت کرنے کی کیا طاقت۔ اس جگہ ایک بات بڑے کام کی ہے اس کو کان
رکھ کر سُن لینا چاہئے کہ اکثر لوگ انبیاء و اولیاء کی شفاعت پر بہت پھول رہے ہیں سو شفاعت کی
حقیقت سمجھ لینا چاہئے کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی ہوتی
ہے جیسے ظاہر کے بادشاہ کے ہاں کسی شخص کی چوری ثابت ہوجاوے اور کوئی امیر و وزیر اس کو
اپنی سفارش سے بچالیوے تو ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اُس چور کے پکڑتے ہی کو چاہتا ہے
اور اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور
اس چور کی تقصیر معاف کردیتا ہے کیونکہ وہ امیر اُس سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو
بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے
درگذر کرجانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کردیجیے کہ بڑے بڑے کام خراب ہوجاویں اور
سلطنت کی رونق گھٹ جائے اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں یعنی اُس امیر کی وجاہت کے سبب
سے اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی اور جو
کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے
سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل کہ اُس نے خدا کے معنی کچھ بھی نہیں سمجھے اور اُس مالک الملک
کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی اُس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو
کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کرڈالے اور ایک

میں سارا عالم عرش سے فرش تک اُلٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اُس جگہ قائم کرے کہ اسکے
تو محض ارادے ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے کسی کام کے واسطے کچھ اسباب .... اور سامان جمع
کرنے کی کچھ حاجت نہیں اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبرئیل
اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں تو اُس مالک الملک کی سلطنت میں ان کے سبب سے کچھ رونق بڑھ
نہ جاوے گی اور جو سب شیطان اور دجّال ہی سے ہو جاویں تو اس کی کچھ رونق گھٹنے کی نہیں وہ ہر
صورت سے بڑوں کا بڑا ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ اس کا نہ کوئی کچھ بگاڑ سکے نہ کچھ سنوار سکے
دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں میں یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق
اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جاوے اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اس کی محبت
سے لاچار ہو کر اُس چور کی تقصیر معاف کر دے، تو اس کو شفاعت محبت کہتے ہیں یعنی بادشاہ نے
محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصّہ پی جانا اور ایک چور کو
معاف کر دینا بہتر ہے اُس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھکو ہوگا اس قسم کی شفاعت
بھی اُس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں اور جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی
ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل جیسا کہ مذکور اول ہو چکا وہ مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی
نوازے اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا اور کسی کو کلیم کا اور کسی کو روح اللہ وجیہ کا خطاب
بخشے اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس اور روح الامین فرماوے مگر پھر مالک مالک ہے
اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ
سکتا جیسا اس کی رحمت سے ہر دم خوشی سے جھکتا ہے ویسا ہی اس کی ہیبت سے رات دن
زہرہ پھٹتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر تو چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری
کو اُس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھیرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن
ڈرتا ہے اور بادشاہ کی آئین کو سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر وار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے
جانتا ہے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر و وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی
حمایت نہیں جتاتا اور رات دن اُسی کا مُنھ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرماوے، سو
اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اُس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب
در گذر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے سو کوئی امیر و وزیر اُس
کی مرضی پا کر اُس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اسکی

سفارش کا نام کرکے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اُس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اُس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اس کے معنی یہی ہیں سو ہر بندہ کو چاہئے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے اور اسی سے ڈرتا رہے اور اسی کی التجا کرتا رہے اور اسی کے روبرو اپنے گناہوں کا قائل رہے اور اس کو اپنا مالک بھی سمجھے اور حمایتی بھی اور جہاں تک خیال دوڑا دے اللہ کے سوائے کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسہ نہ کرے کیونکہ وہ خود بڑا غفور رحیم ہے سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دے گا اور سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخش دے گا اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنا دے گا غرضکہ جیسی اپنی ہر حاجت اسی کو سونپا چاہئے اسی طرح یہ حاجت بھی اُسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسا کیجئے اور اس کو اپنی حمایت کے واسطے پکاریئے اور اس کو اپنا حمایتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول جایئے اور اس کے احکام کو یعنی شرع کو بے قدر کر دیجئے اور اسی اپنے حمایتی ٹھہرا دیئے ہوئے کی راہ و رسم کو مقدم سمجھئے کہ یہ بڑی قباحت کی بات ہے اور سارے نبی اور ولی اس سے بیزار ہیں وہ ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے بلکہ غصہ ہو جاتے ہیں اور الٹے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کی تو بزرگی یہی تھی کہ اللہ کی خاطر کو سب جورو بیٹے مرید شاگرد نوکر غلام یار آشنا کی خاطر سے مقدم رکھتے تھے اور جب یہ لوگ اللہ کے خلاف مرضی ہوتے تھے تو وہ بھی ان کے دشمن ہو جاتے تھے تو پھر یہ پکارنے والے لوگ ایسے کیا ہیں کہ وہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمایتی بن کر اس کی خلاف مرضی ان کی طرف سے ان کے حضور میں جھگڑنے بیٹھیں گے بلکہ بات تو یوں ہے کہ اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ ان کی شان ہے جس کے حق میں اللہ کی خوشی یوں ہی ٹھہری کہ اس کو دوزخ ہی میں بھیجے تو وہ اور دو چار دھکے دینے کو تیار ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ

مشکوٰۃ کے باب التوکل والصبر میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عباسؓ نے کہ تھا میں پیچھے پیغمبر خدا کے ایک دن سو فرمایا اے لڑکے یاد رکھ اللہ کو کہ وہ

یَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰٓی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَّمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰٓی اَنْ یَّضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ۔

یادر کھے گا تجھ کو یادر کھ اللہ کو کہ پاوے گا تو اس کو اپنے روبرو اور جب مانگے تو کچھ مانگ اللہ ہی سے اور جب مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ ہی سے اور یہ یقین سمجھ لے کہ بیشک سب لوگ اگر اکھٹے ہو جاویں اس پر کہ کچھ فائدہ پہنچا دیں تجھ کو تو فائدہ نہ پہنچا سکیں گے مگر جتنا کہ لکھ دیا اللہ نے تیرے حق میں اور جو اکھٹے ہو جاویں اس پر کہ نقصان پہنچا دیں تجھ کو تو کچھ نہ نقصان پہنچا سکیں گے مگر وہی کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تجھ پر۔ اٹھائی گئی قلم اور سوکھ گیے کاغذ۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب گو کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے پر اور بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں کہ کوئی رعیتی بہتیر اہی التجی کرے اس کی طرف مارے غرور کے خیال نہیں کرتے اسی لئے رعیتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں اور ان کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں تا کہ انھیں کی خاطر سے التجا قبول ہووے بلکہ وہ بڑا کریم ورحیم ہے وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں جو اس کو یادر کھے وہ آپ ہی اس کو یادر کھتا ہے کوئی سفارش کرے یا نہ کرے اور اسی طرح گو کہ وہ سب چیز سے پاک ہے، اور سب سے بلند مگر اور بادشاہوں کا سا دربار نہیں کہ کوئی رعیتی لوگ وہاں پہنچ نہ سکیں اور امیر و وزیر ہی رعیت پر حکم چلا دیں اور رعیت کے لوگوں کو انہیں کا ماننا ضرور پڑے اور انہیں کا دربار کرنا پڑے بلکہ اپنے بندوں سے بہت نزدیک ہے جو ادنیٰ بندہ اپنے دل سے اس کی طرف متوجہ ہووے تو وہیں اس کو اپنے مُنھ کے آگے پاوے وہاں اپنی غفلت ہی کے سوا اور کچھ پردہ نہیں جو کوئی کچھ اس سے دور ہے سو اپنی غفلت کے سبب سے دور ہے اور وہ سب سے نزدیک پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو پکارتا ہے کہ وہ اس کو اللہ سے نزدیک کر دیویں سو یہ نہیں سمجھتا ہے کہ پیر و پیغمبر تو اس سے دور ہیں اور اللہ نہایت نزدیک سو یہ ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک رعیتی آدمی اپنے پادشاہ کے پاس اکیلا بیٹھا ہے اور وہ بادشاہ اسی کی غرض سُننے کو متوجہ ہے پھر وہ رعیتی کسی امیر و وزیر کو کہیں دور سے پکارے کہ تو میری طرف سے فلانی بات بادشاہ کے حضور میں عرض کر دے سو وہ یا اندھا ہے یا دیوانہ اور فرمایا کہ ہر مراد اللہ ہی سے مانگے اور ہر مشکل میں اسی کی مدد چاہے اور یہ یقین سمجھ لیجیے کہ قلم تقدیر ہرگز نہیں مٹتا پھر اگر سارے جہان کے بڑے اور چھوٹے مل کر چاہیں کہ کسی کو کچھ نقصان و نفع پہنچائیں اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہیں سکتا۔ اس حدیث سے معلوم

ہوا کہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیار کو اللہ نے یہ طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں جس کی تقدیر میں اولاد نہیں اس کو اولاد دے دیویں جس کی عمر تمام ہو چکی ہو اس کی عمر بڑھا دیویں سو یہ بات کچھ صحیح نہیں بلکہ یوں سمجھا چاہیئے کہ اللہ اپنے ہر بندہ کی کبھی دعا قبول بھی کر لیتا ہے اور انبیار اور اولیار کی اکثر مگر دعار کی توفیق دینا بھی اسی کے اختیار میں ہے اور قبول کرنا بھی اور دعا بھی کرنی اور مراد بھی ملنی دونوں باتیں تقدیر میں لکھی ہیں تقدیر سے باہر کوئی کام دنیا میں نہیں ہو سکتا اور کچھ کام کرنے کی قدرت نہیں ہر بندہ بڑا ہو یا چھوٹا نبی ہو یا ولی سوائے اس کے کہ اللہ سے مانگے اور اس کی جناب میں دعا کرے کچھ اور طاقت نہیں رکھتا پھر وہ مالک و مختار ہے چاہے اپنی مہربانی کی راہ سے قبول کرے چاہے اپنی حکمت کی راہ سے قبول نہ کرے۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِقَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ لِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ

مشکوٰۃ کے باب التوکل والصبر میں لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عمرو بن العاص نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک آدمی کے دل کی ہر میدان کی طرف راہ ہے سو جو کوئی پیچھے ڈالے اپنے دل کو سب راہوں کے تو کچھ پروا نہیں کرتا اللہ کہ کسی جنگل میں تباہ کر دے اس کو اور جو کوئی بھروسا کرے اللہ پر تو وہ کفایت کرتا ہے اس کو سب راہوں سے۔

ف۔ یعنی جب آدمی کو کسی چیز کی طلب ہوتی ہے یا کوئی مشکل اڑ جاتی ہے تو اس کے دل میں ہر طرف خیال دوڑتے ہیں کہ فلانے پیغمبر کو پکاریئے فلانے امام کی مدد چاہیئے فلانے پیر شہید کی منت مانئے فلانی پری کو مانیئے فلانے نجومی یا رمال سے پوچھیئے فلانے ملا سے فال کھلوایئے پھر جو کوئی ہر خیال کے پیچھے پڑتا ہے تو اللہ اس سے اپنی قبولیت کی نگاہ پھیر لیتا ہے اور اس کو اپنے سچے بندوں میں نہیں رکھتا اور اللہ کی تربیت اور ہدایت کی راہ اس کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے اور وہ اسی طرح ان خیالات کے پیچھے دوڑتا ہی دوڑتا تباہ ہو جاتا ہے کوئی دہریا ہو جاتا ہے کوئی ملحد کوئی مشرک ہو جاتا ہے کوئی سب سے منکر اور جو کوئی اللہ ہی پر بھروسا کرتا ہے اور کسی خیال کے پیچھے نہیں پڑتا سو اللہ اس کو اپنے مقبول لوگوں میں گن رکھتا ہے اور اس پر ہدایت کی راہ کھول دیتا ہے اور اس کے دل کو چین اور آرام ایسا بخش دیتا ہے کہ خیالات باندھنے والوں کو ہرگز میسر نہیں ہوتا اور جو کچھ جس کی تقدیر میں لکھا ہے وہ اس کو مل ہی رہتا ہے مگر خیالات باندھنے والا مفت رنج کھینچتا ہے اور توکل کرنے والا چین و آرام سے پالیتا ہے۔

أخرج الترمذي عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليسأل أحدكم ربه حاجته كلها حتى يسأل الملح وحتى يسأله شسع نعله إذا انقطع.

مشکوٰۃ کی کتاب الدعوات میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ہر کسی کو چاہیئے کہ اپنی سب حاجت کی چیزیں اپنے رب سے مانگے اور جوتے کا تسمہ جب ٹوٹ جاوے وہ بھی اسی سے مانگے۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہ سمجھے کہ بڑے بڑے کام تو آپ کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام اور نوکروں اور چاکروں کو حوالہ کر دیتے ہیں سو لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں ان کی التجا کرنی ضرور پڑتی ہے سو اللہ کے یہاں کارخانہ یوں نہیں بلکہ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ ایک ہی آن میں کروڑوں کام چھوٹے اور بڑے درست کر سکتا ہے اور اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سو چھوٹی چیز بھی اسی سے مانگا چاہیئے کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی۔

وأخرج الشيخان عن أبي هريرة قال لما نزلت ـ وأنذر عشيرتك الأقربين ـ دعا النبي صلى الله عليه وسلم قرابته فعم وخص فقال يا بني كعب بن لؤي أنقذوا أنفسكم من النار فإني لا أملك لكم من الله شيئا أو قال فإني لا أغني عنكم من الله شيئا ويا بني مرة بن كعب أنقذوا أنفسكم من النار فإني لا أغني عنكم من الله شيئا ويا بني عبد شمس أنقذوا أنفسكم من النار فإني لا أغني عنكم من الله شيئا ويا بني عبد مناف أنقذوا أنفسكم من النار فإني لا أغني عنكم من الله شيئا ويا بني هاشم أنقذوا أنفسكم من النار فإني لا أغني عنكم من الله شيئا،

مشکوٰۃ کے باب الخلافۃ والامارۃ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابوہریرہؓ نے کہ جب اتری یہ آیت کہ ڈرا دے تو اپنی برادری کو جو ناتا رکھتے ہیں تجھ سے تو پکارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناتے والوں کو پھر اکٹھا کر کے پکارا اور جدا جدا بھی سو فرمایا اے اولاد کعب بن لوی کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہیں اختیار رکھتا تمہارا اللہ کے ہاں کچھ یا یوں فرمایا کہ بیشک میں نہیں کام آنے کا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے اولاد مرہ بن کعب اے اولاد عبد شمس کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤنگا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے اولاد عبد مناف کی بچاؤ تم اپنی جان کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے اولاد بنی ہاشم کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ۔

وَیَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ اور اے اولاد عبد المطلب کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے
النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ
وَیَا فَاطِمَۃُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ سَلِیْنِیْ اور اے فاطمہ بچالو اپنی جان کو آگ سے، مانگ لے مجھ سے
مِنْ مَّالِیْ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ

ف۔ یعنی اور جو لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہوتے ہیں ان کو اس کی حمایت پر بھروسا ہوتا ہے اور اس پر مغرور ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے ہیں سو اسی لئے اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے سو انہوں نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی جب تک کہ کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے تو کچھ کام نہیں نکلتا۔

الفصل الرابع

(الفصل الرابع) فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ (فصل چوتھی اشراک فی العبادت کی برائی کے بیان میں)

ف۔ یعنی عبادت کہتے ہیں ان کاموں کو کہ اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے واسطے اپنے بندوں کو بتلائے ہیں سو اس فصل میں یہ مذکور ہے کہ قرآن و حدیث میں اللہ کی تعظیم کے لوگوں کو کون کون سے کام بتائے ہیں تاکہ اور کسی کے لئے وہ کام نہ کیجئے کہ شرک لازم آوے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ ہود میں کہ بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا یہ بات کہنے کو کہ بے شک میں تم کو ڈرانے والا صاف ہوں یہ کہ عبادت نہ کرو مگر اللہ کو بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر دکھ کے دن کی مار سے۔

ف۔ یعنی مسلمان اور کافروں میں مقابلہ حضرت نوح ہی کے وقت سے شروع ہوا ہے سو جب ہی سے اس بات پر مقابلہ ہے کہ اللہ کے مقبول بندے یہی کہتے آئے ہیں کہ اللہ کی تعظیم کسی اور کی سی نہ چاہئے اور جو کام اس کی تعظیم کے ہیں وہ اوروں کے واسطے نہ کیجئے۔

وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَہُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ فصلت میں کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو کہ جس نے پیدا کیا ان کو جو تم اسی کے بندے بننا چاہتے ہو۔

ف۔ یعنی جو آدمی چاہے کہ اللہ ہی کا بندہ بنے تو سجدہ اسی کو کرے اور کسی چاند و سورج کو نہ کرے اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے دین میں یوں ہی فرمایا ہے کہ سجدہ کرنا حق خالق ہی کا ہے سو کسی مخلوق کو نہ کیا جاوے کہ مخلوق ہونے میں چاند اور سورج اور نبی اور ولی برابر ہیں سو جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا اور حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو تو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کریں تو کچھ مضائقہ نہیں سو یہ بات غلط ہے آدمؑ کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے چاہئے یہ لوگ ایسی ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کر لیں اور اصل بات یہی ہے کہ بندہ کو اللہ کا حکم ماننا چاہئے، جب اس نے جو حکم فرمایا اس کو جان و دل سے قبول کر لینا چاہئے اور حجت نہ نکالے کہ اگلے لوگوں پر تو یہ حکم نہ تھا ہم پر کیوں ہوا کہ ایسی حجتیں لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اس کی مثال یہ کہ ایک بادشاہ نے اپنے ملک میں ایک مدت تک ایک حکم جاری کیا پھر بعد اس کے ایک اور حکم جاری کیا پھر جو کوئی یہ کہنے لگے کہ ہم پہلے ہی حکم پر چلے جاویں گے پچھلا حکم نہیں مانتے سو وہ بھی باغی ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا وَّاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا۔

اور فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ جن میں اور بیشک سجدے اللہ ہی کو ہیں سو نہ پکارو ساتھ اللہ کے کسی اور کو اور یہ کہ جب کھڑا ہوتا ہے بندہ اللہ کا کہ پکارے اس کو تو لوگ قریب ہے کہ ہو جاویں اس پر ٹھٹھ کہہ کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے رب ہی کو اور نہیں شریک سمجھتا اس کا کسی کو۔

ف۔ یعنی جب کوئی اللہ کا بندہ اپنے پاک دل سے اس کو پکارتا ہے تو بے وقوف لوگ یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ تو بڑا بزرگ ہو گیا یہ جس کو چاہے سو دیوے جس سے جو چاہے چھین لے سو اس بات کی امید کر کے اس پر ہجوم کرتے ہیں سو اس بندے کو چاہئے کہ سچی بات بیان کر دے کہ مشکل کے وقت پکارنا اللہ ہی کا حق ہے اور نفع و نقصان کی امید رکھنی اسی سے چاہئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے اور شرک سے میں بیزار ہوں سو جو کوئی یہ چاہے کہ یہ معاملہ مجھ سے کرے اور میں اس سے راضی ہوں یہ ہرگز ممکن نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آداب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اور اس کا نام

بچنا انہی کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھیرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ

اور فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ حج میں کہ خبر کردے لوگوں میں حج کی کہ چلے آویں گے تیرے پاس پیادے اور دُبلے دُبلے اونٹوں پر چلے آتے ہیں دور دور کے رستہ سے کہ آ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں میں اور یاد کریں اللہ کا نام کئی معین دنوں میں اس چیز پر کہ دیا ہے اس نے اُن کو مواشی چوپایوں میں سے سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ بدحال محتاج کو پھر چاہیے کہ تمام کریں میل کچیل اپنا اور پوری کریں منتیں اپنی اور طواف کریں اس قدیم گھر کا۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے لئے بعضے بعضے مکان ٹھیرائے ہیں جیسے کعبہ اور عرفات اور مزدلفہ اور منیٰ اور صفا اور مروہ اور مقام ابراہیم اور ساری مسجد الحرام بلکہ سارا مکہ معظمہ بلکہ سارا حرم اور لوگوں کے دل میں وہاں جانے کا شوق ڈال دیا ہے کہ ہر طرف سے خواہ سوار خواہ پیادہ دور دور سے قصد کرتے ہیں اور رنج اور تکلیف سفر کی اٹھا کے میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچتے ہیں اور اسکے نام پر وہاں جانور ذبح کرتے ہیں اور اپنی منتیں ادا کرتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں اور اپنے مالک کی تعظیم جو دل میں بھر رہی ہے وہاں جا کر خوب نکالتے ہیں، کوئی چوکھٹ کو چومتا ہے کوئی دروازے کے سامنے دعا کر رہا ہے کوئی غلاف پکڑے ہوئے التجا کر رہا ہے کوئی اس کے پاس اعتکاف کی نیت سے بیٹھ کر رات دن اللہ کی یاد میں مشغول ہے کوئی ادب سے کھڑا اس کو دیکھ ہی رہا ہے۔ غرض اس قسم کے کام اللہ کی تعظیم کے کرتے ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے اور ان کو دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے سو اس قسم کے کام کسی اور کی تعظیم کے لئے نہ کیا چاہیے اور کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر اور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا اور وہاں جا کر جانور چڑھانے اور منتیں پوری کرنی اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا اور اسی قسم کے کام کرنے اور اُن سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں، ان سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کیا

چاہئے کسی مخلوق کی یہ شان نہیں کہ اس سے یہ معاملہ کیجئے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : اَوْ فِسْقًا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کی کرکے۔

ف یعنی جیسے سور اور لہو اور مردار ناپاک و حرام ہے ایسا ہی وہ جانور بھی ناپاک اور حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کا ٹھیرایا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جانور کسی مخلوق کے نام کا نہ ٹھیرائے اور وہ جانور حرام ہے اور ناپاک اس آیت میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گاؤ سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے پھر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کردیجئے ولی کا یا نبی کا باپ کا یا دادا کا بھوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ؕ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ یوسف میں کہ حضرت یوسفؑ نے قید خانہ میں اور قیدیوں سے کہا اے رفیقو قید خانہ کے کیا کئی مالک جدے جدے بہتر ہیں یا اللہ ایک زبردست نہیں مانتے ہو تم ورے اس کے مگر کئی ناموں کو کہ ٹھیرائے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے۔ نہیں اتاری اللہ نے ان کی کچھ سند۔ نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے۔ اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اس کے سوائے مت مانیو۔ یہی ہے دین مضبوط مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ف۔ یعنی اول تو غلام کے حق میں کئی مالک ہونے بہت نقصان کرتا ہے بلکہ ایک مالک زبردست چاہئے کہ سب مراد اس کی پوری کردے اور سب کاروبار اس کے بنادے اور دوسرے یہ کہ ان مالکوں کی کچھ حقیقت بھی نہیں وہ کچھ چیز اصل میں نہیں ہیں بلکہ آپ ہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں کہ مینہ برسانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور دانہ اگانا کسی اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور۔

پھر آپ ہی ان کے نام ٹھیرا لیتے ہیں۔ فلانے کام کے مختار کا نام یہ اور فلانے کا یہ، پھر آپ ہی ان کو مانتے ہیں۔

اور ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں پھر اسی طرح ایک مدت میں یہ رسم جاری ہو جاتی ہے حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات میں ہیں کچھ ان کی حقیقت نہیں وہاں نہ اللہ کے سوا کوئی ہے اور کسی کا یہ نام، اگر کسی کا یہ نام ہے تو اس کو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں سو سب خیال ہی خیال ہے جس نام کا کوئی شخص وہاں مالک اور مختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں، اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں سو ایسا شخص کہ اس کا نام محمد یا علی ہو اور اس کو اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اس قسم کے خیال باندھنے کا تو اللہ نے حکم نہیں دیا اور کسی کا حکم اس کے مقابل معتبر نہیں بلکہ اللہ نے تو ایسے خیال باندھنے سے منع کیا ہے اور وہ کون ہے کہ اس کے کہنے سے ان باتوں کا اعتبار ہووے یہی اصل دین ہے کہ اللہ ہی کے حکم پر چلیے اور کسی کا حکم اس کے مقابل میں ہرگز نہ مانیے لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خالص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھیرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے سو اللہ کے حکم کے پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کی خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے یا مجتہد کے یا غوث و قطب کے یا مولوی و مشائخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ و وزیر کے یا پادری و پنڈت کی بات کو اور ان کی راہ و رسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت و حدیث کے مقابل میں پیر و استاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے، ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ اصل حاکم اللہ ہے اور پیغمبر خبر دینے والا ہے پھر جو کسی کی بات اس کی خبر کے موافق ہو تو مانیے اور جو موافق نہ ہو تو نہ مانیے

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

مشکوٰۃ کے باب القیام میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا معاویہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کی طرح کھڑے رہیں لوگ اس کے روبرو سو ٹھیرا لیوے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں۔

ف۔ یعنی جو شخص چاہے کہ اس کے روبرو لوگ ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑے رہیں نہ ہلیں نہ جلیں نہ بولیں نہ ادھر ادھر دیکھیں بلکہ تصویر کی طرح بنجادیں سو وہ شخص دوزخی ہے کیونکہ وہ شخص خدائی کا دعویٰ رکھتا ہے جو تعظیم

کہ اللہ کی خاص ہے کہ اس کے بندے اس کے روبرو نماز میں ہاتھ باندھ کے ادب سے کھڑے ہوتے ہیں وہی اپنے لئے چاہتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑے رہنا انھی کاموں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھیرائے ہیں سو اور کسی کے لئے نہ کیا چاہیئے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِی الْأَوْثَانَ۔

مشکوٰۃ کے کتاب الفتن میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا ثوبان سے کہ نہیں آنے کی قیامت یہاں تک کہ مل جاویں کتنی قومیں میری امت میں سے مشرکین میں اور یہاں تک کہ پوجنے لگیں کئی قومیں میری امت میں سے بتوں کو۔

ف۔ یعنی شرک دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ کسی کے نام کی صورت بنا کر پوجے اس کو عربی زبان میں صنم کہتے ہیں اور دوسرا یہ کہ کسی تھان کو مانے یعنی کسی مکان کو یا درخت کو یا کسی پتھر کو یا لکڑی کو یا کاغذ کو کسی کے نام کا ٹھیرا کر پوجے اس کو زبان عربی میں وثن کہتے ہیں اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد اور کسی کے نام کی چھڑی اور تعزیہ اور علم اور شدہ اور امام قاسم کی اور پیر دستگیر کی مہندی اور امام کا چبوترہ اور استاد اور پیروں کے بیٹھنے کی جگہ کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جاکر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں اور اسی طرح شہید کے نام کا طاق اور نشان اور توپ جس کو بکرا چڑھاتے ہیں اور اس کی قسم کھاتے ہیں اور اسی طرح بعضے مکان مرضوں کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسے سیتلا کا تھان یا مسانی کا یا بھوانی کا یا کالی کا یا کالکا کا یا براہی کا۔ غرض یہ سب وثن ہیں سو پیغمبر خدا نے خبر دی ہے کہ مسلمان جو قیامت کے نزدیک مشرک ہو جاویں گے ان کا شرک اسی قسم کا ہوگا کہ ایسی چیزوں کو مانیں گے برخلاف اور مشرکوں کے کہ جیسے ہندو یا مشرکین عرب کہ اکثر صنم پرست ہیں یعنی مورتوں کو مانتے ہیں سو دونوں مشرک ہیں اللہ سے پھرے ہوئے رسول کے دشمن۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي الطُّفَیْلِ أَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَخْرَجَ صَحِیْفَۃً فِیْہَا لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔

مشکوٰۃ کے کتاب الصید والذبائح میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابی الطفیل نے نقل کیا کہ حضرت علیؓ نے ایک کتاب نکالی اس میں یوں لکھا تھا کہ لعنت کی اللہ نے اس شخص کو کہ ذبح کرے واسطے غیر اللہ کے

ف۔ یعنی جو کوئی اللہ کے سوائے کسی اور کے نام کا کوئی جانور کرے سو وہ ملعون ہے۔ حضرت علیؓ نے ایک کتاب میں کئی حدیثیں پیغمبر خدا کی لکھ رکھی تھیں سو ان ہی میں کی یہ بھی ہے۔ اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ کسی کے نام کا جانور کرنا یہ بھی ان ہی کاموں میں سے ہے کہ اللہ نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں اسی کے نام پر کرنا چاہیئے اور کسی کے نام پر کرنا شرک ہے۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ أَنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ إِنَّهُ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَوَفّٰى مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَيَبْقٰى مَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ إِلٰى دِيْنِ آبَائِهِمْ

مشکوٰۃ کے باب "لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس" میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ نہیں تمام ہوگا رات اور دن یعنی قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ پھر پوجے جاویں لات وعزیٰ تو سو کہا میں نے یا پیغمبر خدا بیشک میں جانتی تھی جب اتاری تھی اللہ نے یہ آیت هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى الخ کہ بے شک یوں ہی رہے گا آخر تک، فرمایا کہ بے شک ہوگا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ۔ پھر بھیجے گا اللہ ایک باد اچھی سو جان نکل لے گی جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ بھر ایمان ہو سو رہ جاویں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔

ف یعنی اللہ صاحب نے فرمایا ہے سورۂ برات میں کہ اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے ہدایت اور سچا دین دیکر کہ اس کو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ بہتیرا ہی نا مانیں سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت سے سمجھا کہ اس سچے دین کا زور قیامت تک رہے گا سو حضرت نے فرمایا کہ اس کا زور تو مقرر ہوگا جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ آپ ہی ایک ایسی باد بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جاویں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں یعنی اللہ کی تعظیم نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے سو اسی طرح سے شرک میں پڑ جاویں گے کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گذرے ہیں جو کوئی ان کی راہ و رسم کی سند پکڑے آپ ہی مشرک ہو جاوے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی جیسا مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی امام و شہیدوں کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں یہی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے اور کافروں کے بتوں کو بھی مانتے ہیں اور ان کی رسموں پر چلتے ہیں

جیسا برہمن سے پوچھنا، شگون لینا، ساعت ماننا، سیتلا مسانی پوجنا ہنومان لونا چماری کلوا بیر کی دہائی دینی، دیوالی کا تہوار کرنا، نوروز و مہرجان کی خوشی کرنی، قمر در عقرب تحت الشعاع کا اعتبار کرنا کہ یہ سب رسمیں ہنود و مجوس کی ہیں کہ مسلمانوں میں رواج پاگئی ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں شرک کی راہ اسی طرح کھلے گی کہ قرآن و حدیث چھوڑ کر باپ دادوں کی رسموں کے پیچھے پڑ جائے گے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِّنْ قِبَلِ الشَّامِ وَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْاِيْمَانِ اِلَّا قَبَضَتْهُ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَا تَاْمُرُوْنَ فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ

مشکوٰۃ کے باب "لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس" میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈے گا اس کو پھر تباہ کردے گا اس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سے سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی اس کو پھر باقی رہ جاویں گے بُرے بُرے لوگ بیوقوفی میں جیسے جانور پرندہ اور بہائم کھانے کی فکر میں نہ اچھی سمجھتے ہیں کسی اچھی بات کو نہ بری سمجھتے ہیں کسی بری بات کو پھر بھیس بدل کر آوے گا اُن پاس شیطان سو کہے گا کیا تم کو شرم نہیں آتی سو کہیں گے تو کیا بتاتا ہے ہم کو سو بتادے گا ان کو پوجنا تھانوں کا اور ان کی اس میں چلی آوے گی روزی اچھی طرح گذرے گی زندگی۔

ف۔ یعنی آخر زمانہ میں ایماندار لوگ مر جاویں گے اور محض بے وقوف لوگ رہ جاویں گے کہ رات دن پرائے مال کھا جانے کی فکر میں ہیں نہ بھلا سمجھیں نہ برا پھر شیطان بتادے گا کہ محض بے دین ہو جانا بڑے شرم کی بات ہے سو دین کا شوق ہو گا مگر اللہ و رسول کے کلام پر نہ چلیں گے بلکہ اپنی عقل سے دین کی راہیں نکالیں گے سو شرک میں پڑ جاویں گے اور اس حالت میں بھی ان کو روزی کی کشائش اور زندگی کا آرام مل جاوے گا وہ اس سبب سے اور زیادہ شرک میں پڑیں گے کہ جوں جوں ہم ان کو مانتے ہیں ووں ووں مرادیں ملتی ہیں سو اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیے کہ بعضے وقت بندہ شرک میں پڑا ہوتا ہے اور اس غیر سے مرادیں مانگتا ہے اور اللہ اس کی بھلائی کو اس کی مرادیں پوری کرتا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ میں سچی راہ پر ہوں سو مراد ملنے نہ ملنے کا اعتبار نہ کیجیے اور سچا دین توحید کا اس لئے نہ چھوڑ دیجیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جاوے اور محض بے حیا ہی بن جاوے اور

پر ایمان کھانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا امتیاز نہ کرے مگر تو بھی شرک کرنے سے
اللہ کے سوائے اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے کیونکہ شیطان وہ باتیں چھڑا کر یہ بات سکھاتا ہے۔

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ اَلْیَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِی الْخَلَصَةِ۔

مشکوٰۃ کے باب "لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس" میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا ابو ہریرہؓ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہیں آنے کی قیامت یہاں تک کہ ہلیں سرین دوس کی عورتوں کے گرد ذی خلصہ کے۔

ف۔ یعنی دوس نام ہے عرب کی ایک قوم کا ان میں ایک بت تھا جس کا نام ذی خلصہ تھا وہ پیغمبر
خدا کے وقت میں برباد ہو گیا تھا مگر فرمایا کہ قیامت کے نزدیک اس کو پھر لوگ ماننے لگیں گے
عورتیں اس کے گرد طواف کریں گی سو ان کے سرین ہلتے آپ کو نظر آئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
اللہ کے گھر کے سوائے اور کسی کا طواف کرنا شرک کی بات ہے اور کافروں کی رسم ہے۔ یہ ہرگز
نہ کیا چاہئے۔

الفصل الخامس

(الفصل الخامس) فی رد الاشراک فی العادات۔ (فصل پانچویں اشراک فی العادات کی برائی کے بیان میں)

ف۔ یعنی اس فصل میں اُن آیتوں اور حدیثوں کا مذکور ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے
کہ آدمی اپنے دنیا کے کاموں میں جیسا معاملہ اللہ سے رکھتا ہے کہ اس کی تعظیم طرح طرح سے کرتا
ہے ویسا ہی معاملہ اور کسی سے نہ کرے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ۝ یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ ۚ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓئِكَ

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ نساء میں کہ نہیں پکارتے ہیں اللہ کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے ہیں مگر شیطان سرکش کو کہ لعنت کی اس کو اللہ نے اور اس نے کہا کہ بیشک میں الگ نکال لوں گا تیرے بندوں میں سے ایک حصہ اور بے شک بے راہ کروں گا ان کو اور خیالات میں ڈالوں گا ان کو سو کاٹیں گے جانوروں کے کان اور بے شک سکھاؤں گا میں ان کو سو بدل ڈالیں گے صورت بنائی ہوئی اللہ کی اور جس نے ٹھیرایا شیطان کو حمایتی اللہ کو چھوڑ کر سو بے شک صریح ٹوٹے میں پڑا جو وعدہ دیتا ہے ان کو شیطان سو محض دغا ہے ان کو

مَاْوٰاھُمْ جَھَنَّمُ وَلَا یَجِدُوْنَ عَنْھَا مَحِیْصًا ۔ ٹھکانا دوزخ ہے اور نہ پاویں گے اس سے چھٹکارا ۔

ف ۔ یعنی اللہ کے سوائے جو اور لوگوں کو پکارتے ہیں سو اپنے خیال میں عورتوں کا تصور باندھتے ہیں پھر کوئی حضرت بی بی کا نام ٹھیرالیتا ہے کوئی بی بی آسیہ کوئی بی بی اناولی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی سیتلا اور مسانی وکانی غرض ایسے ہی خیالات باندھتے ہیں اور وہاں حقیقت میں نہ کوئی عورت ہے نہ کوئی مرد محض اپنا خیال ہے اور شیطان کا وسواس اور یہ جو کبھی سر پر چڑھ کر بولتا ہے اور کبھی کوئی کرشمہ دکھا دیتا ہے سو وہ شیطان ہے سو سب ان کی نذر و نیاز یں اسی کو پہنچتی ہیں سو اپنے خیال میں تو عورتوں کو دیتے ہیں اور حقیقت میں شیطان لے لیتا ہے اور ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں نہ دین کا نہ دنیا کا کیونکہ شیطان اللہ کی درگاہ سے راندہ ہوا ہے سو اُس سے دین کا تو کیا فائدہ ہوتا ہے اور انسان کا دشمن اُس کا کب بھلا چاہے بلکہ وہ تو اللہ کے روبرو کہہ چکا ہے کہ بہت سارے تیرے بندوں کو اپنا بندہ بناؤں گا اور ان کو گمراہ کروں گا کہ اپنے خیالات کو مانیں گے اور جانور میرے نام کے ٹھیرا دیں گے اور ان پر میری نیاز کا نشان کریں گے جیسے جانور کا کان چیرنا یا کان کاٹنا یا اُس کے گلے میں ناڑا ڈالنا ماتھے پر مہندی لگانا منہ پر سہرا باندھنا منہ کے اندر پیسہ رکھنا غرضکہ جو کچھ کسی جانور پر نشان کر دیجئے اس بات کا کہ یہ فلانے کی نیاز ہے وہ سب اس میں داخل ہے اور یہ بھی شیطان نے کہا ہے کہ ان کو میں سکھاؤں گا کہ اللہ کی صورت بنائی ہوئی بدلیں گے یعنی جیسی اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کی صورت بنا دی ہے اس کو بدل ڈالیں گے ۔ کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھے گا کوئی کسی کے نام پر ناک کان چھیدے گا کوئی ڈاڑھی منڈا کر خوبصورتی دکھاوے گا کوئی چار ابرو کی صفائی دیکر فقیری جتاویگا یہ سب شیطان کے وسواس ہیں اور اللہ و رسول کے خلاف سو جس نے اللہ سے کریم کو چھوڑ کر شیطان سے دشمن کی راہ پکڑی سو صریح غبن کھایا کیونکہ شیطان اوّل تو دشمن دوسرے سوائے وسواس ڈالنے کے کچھ قدرت بھی نہیں رکھتا سو وہ یہی کرتا ہے کہ کچھ وعدے جھوٹے دیتا ہے کہ فلانے کو مانوگے تو یہ ہوگا اور فلانے کو مانوگے تو یوں ہوگا اور دور دور کی آرزوئیں جتاتا ہے کہ اتنے روپے ہو ویں تو ایسا باغ بنا اور محل تیار ہو سو وہ بات نہیں لگتے سو آدمی گھبرا کر اللہ کی راہ بھول جاتا ہے اور وں کی طرف دوڑنے لگتا ہے اور ہوتا وہی ہے جو اللہ نے تقدیر میں لکھدیا ہے یہ کسی کے ماننے نہ ماننے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ یہ سب شیطان کا وسواس ہے اور اس کی دغابازی اور آخر انجام ان باتوں کا یہی ہے کہ آدمی اللہ سے پھر جاتا ہے اور شرک میں گرفتار ہو جاتا ہے اور اصل دوزخی بن جاتا ہے اور ایسا شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے کہ بہتیرا ہی چاہے کہ چھوٹے ہرگز نہیں چھوٹ سکتا ۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا لِیَسْکُنَ اِلَیْھَا فَلَمَّا تَغَشّٰھَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِہٖ فَلَمَّا اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰہَ رَبَّھُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ فَلَمَّا اٰتٰھُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَہٗ شُرَکَآءَ فِیْمَا اٰتٰھُمَا فَتَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ.

اور کہا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ اعراف میں کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور بنایا اسی سے جوڑا اس کا کہ چین پاوے اس سے پھر جب اس نے ڈھانپ لیا اس کو پیٹ رہ گیا اس کو ہلکا پھر گذر گئی اسی طرح پھر جب بوجھل ہوئی تو پکارنے لگے اپنے مالک اللہ کو کہ جو بخش دے تو ہم کو اچھا بچہ تو بیشک ہم ہو دیں حق ماننے والے پھر جب اس نے دیا ان کو اچھا بچہ ٹھہرانے لگے اس کے شریک بیچ اسی چیز میں کہ اسنے دیا انکو سو بہت دور ہے اللہ ان کے شریک بتانے سے۔

ف یعنی اول بھی انسان کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور اسی نے جورو بھی دی اور خاوند جورو میں الفت دی اور جب اولاد کی امید ہوتی ہے تو اس کو پکارتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں جو اولاد اچھی بھی ہووے تو اللہ کا بہت حق مانیں پھر جب وہ اولاد بخشتا ہے تو اوروں کو ماننے لگتے ہیں اور ان کی نذر و نیاز بھی کرتے ہیں، کوئی کسی کی قبر پر لیجاتا ہے کوئی کسی کے تھان پر کوئی کسی کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کی بدھی پہناتا ہے کوئی کسی کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کا فقیر بناتا ہے کوئی کسی کا نام رکھتا ہے نبی بخش کوئی علی بخش کوئی پیر بخش کوئی سیتلا بخش کوئی گنگا بخش سو اللہ تو کچھ ان کی نذر و نیاز کی پروا نہیں رکھتا وہ تو بہت بڑا بے پرواہ ہے مگر وہ آپ ہی مردود ہو جاتے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا ھٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِھِمْ وَھٰذَا لِشُرَکَآئِنَا فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِھِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ وَمَا کَانَ لِلّٰہِ فَھُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِھِمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ.

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں کہ لوگ ٹھہراتے ہیں اللہ کا اس چیز میں سے کہ اسنے پیدا کیا ہے کھیتی اور مواشی سے ایک حصہ سو کہتے ہیں اپنے خیال میں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا سو جو ٹھہرایا ان شریکوں کا وہ نہ مل جاوے اللہ کی طرف اور جو ٹھہرایا اللہ کا وہ مل جاوے اور شریکوں کی طرف بہت برا حکم کرتے ہیں۔

ف۔ یعنی سب کھیتی اور مواشی اللہ ہی نے پیدا کی ہے اور کسی نے نہیں کی پھر اس میں سے جس طرح اُس کی نیاز نکالتے ہیں اسی طرح اوروں کی بھی نیاز کرتے ہیں بلکہ اوروں کی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہیں اس کی اتنی نہیں کرتے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَالُوْا ھٰذِہٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا یَطْعَمُھَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِھِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُھُوْرُھَا وَاَنْعَامٌ لَّا یَذْکُرُوْنَ

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں کہ کہتے ہیں یہ مواشی اور کھیتی اچھوتی ہے کہ نہ کھاوے اس کو مگر وہی کہ چاہیں ہم اس کو محض اپنے خیال سے اور بعضے مواشی ہیں کہ منع ہے سواری اسکی اور بعضے ہیں کہ نہیں

اسم اللہ علیہا افتراء علیہ سیجزیہم بما کانوا یفترون ۔

مذکور کرتے اللہ کا نام اس پر یہ سب جھوٹ باندھا ہے اللہ پر سو وہ سزا دیوے گا ان کو بدلے جھوٹ باندھنے کے ۔

ف۔ یعنی لوگ محض اپنے خیال سے ٹھیرا لیتے ہیں کہ فلانی چیز اچھوتی ہے اس کو فلانا کھاوے اور بعضے جانوروں پر لادنے سے اور سواری سے منع کرتے ہیں کہ یہ فلانے کی نیاز کا ہے اس کا ادب کیا جائے اور بعضے جانوروں کو اللہ کے نام کا نہیں ٹھیراتے بلکہ اور کسی کے نام کا بتلاتے ہیں اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ان باتوں سے اللہ خوش ہوتا ہے اور مرادیں دیتا ہے سو یہ سب جھوٹ ہے اس کی سزا پاویں گے ۔

وقال اللہ تعالیٰ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون ۔

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ مائدہ میں نہیں ٹھیرایا اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی لیکن کافر لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور اکثر وہ سمجھ نہیں رکھتے

× × × × × ×

ف۔ یعنی جو جانور کسی کے نام کا ٹھیراتے تھے اس کا کان پھاڑ دیتے تھے اس کو بحیرہ کہتے تھے اور جو سانڈ کرتے تھے اس کو سائبہ کہتے تھے اور جو کسی کی منت مانتے تھے کہ فلانے جانور کا بچہ اگر نر ہووے تو ہم اس کی نیاز کر دیں پھر جو اکٹھا نر و مادہ ہوتا تو نر کو بھی نیاز نہ چڑھاتے کہ مادہ کے ساتھ مل کر وہ بھی نیاز نہ ٹھیرے اس مادہ کو وصیلہ کہتے ہیں اور جس جانور کی پشت سے دس بچے ہو لیتے اس پر لادنا اور چڑھنا موقوف کر دیتے اس کو حامی کہتے تھے سو فرمایا کہ یہ سب باتیں اللہ نے نہیں فرمائیں یہ انہوں نے اپنی بیوقوفی سے رسمیں باندھ لی ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی جانور کسی کے نام کا ٹھیرا رکھنا اور کچھ اس کا نشان اس پر لگا دینا اور یہ معین کرنا کہ فلانے کی نیاز گائے ہی ہوتی ہے اور فلانے کی بکری اور فلانے کی مرغی یہ سب رسمیں بیوقوفی کی ہیں اور خلاف اللہ کے حکم کے ۔

وقال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۔

اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ نحل میں کہ نہ کہو جھوٹی باتیں کہ بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں کہ یہ کیا چاہئے اور یہ نہ کیا چاہئے کہ باندھتے ہو اللہ پر جھوٹ۔ بیشک جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ وہ مراد نہیں پاتے ۔

ف۔ یعنی اپنی طرف سے جھوٹ مت ٹھیرا لو کہ فلانا کام کیجئے اور فلانا کام نہ کیجئے کہ کسی کام کو روا یا ناروا کر دینا اللہ ہی کی شان ہے سو اس میں اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور یہ خیال باندھنا کہ فلانے کام کو یوں کیجئے تو مرادیں ملتی ہیں اور نہیں تو کچھ خلل ہو جاتا ہے سو یہ خیال غلط ہے کیونکہ اللہ پر جھوٹ

باندھنے سے کبھی مراد نہیں ملتی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا چاہیئے لال کپڑا نہ پہنئے حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاویں اور جب ان کی نیاز کیجئے تو اس میں بالضرور فلانی فلانی ترکاریاں ہوں اور مسّی اور مہندی ہو اور اس کو لونڈی نہ کھاوے اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہے وہ بھی نہ کھاوے اور جو نیچ قوم ہو یا بدکار وہ بھی نہ کھاوے اور شاہ عبدالحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے اور اُن کو احتیاط سے بنایئے اور حقہ پینے والے کو نہ دیجئے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی چڑھتا ہے اور بوعلی قلندر کی سہ منی اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی اور بیاہ میں فلانی فلانی رسمیں ضروری ہیں اور موت میں فلانی فلانی اور موت کے بعد نہ آپ شادی کیجئے نہ شادی میں بیٹھئے نہ اچار ڈالئے اور فلانے لوگ نیلا کپڑا نہ پہنیں اور فلانے لال سو سب جھوٹے ہیں اور شرک میں گرفتار اور اللہ کی حکومت کی شان میں اپنا دخل کرتے ہیں کہ ایک شرع اپنی جدا قائم کرتے ہیں۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ زَیْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَةِ عَلٰی اِثْرِ سَمَاءٍ کَانَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِیْ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِالْکَوَاکِبِ اَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا فَذٰلِكَ کَافِرٌ بِیْ وَمُؤْمِنٌ بِالْکَوَاکِبِ۔

اور مشکوٰۃ کے باب الکہانۃ میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ زید بن خالد نے نقل کیا کہ نماز پڑھائی ہم کو پیغمبر خدا نے نماز فجر کی حدیبیہ میں پیچھے مینہ کے کہ رات کو برسا تھا پھر جب پڑھ کے بیٹھے منہ کیا لوگوں کی طرف پھر فرمایا کہ جانتے ہو تم کیا فرمایا تھا تمہارے رب نے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ و رسول ہی خوب جانتا ہے کہا فرمایا کہ آج فجر کو ہوں گے بعضے بندے میرے مومن اور بعضے کافر سو جس نے کہا کہ ہم کو مینہ ملا اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے سو وہ مجھ پر یقین لایا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے کہا کہ ہم کو مینہ ملا فلانے نچھتر سے سو میرا منکر ہوا اور ستاروں پر یقین لایا۔

ف۔ یعنی جو کوئی عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھتا ہے سو اس کو اللہ صاحب اپنے منکروں میں جانتا ہے اور ستارہ پوجنے والوں میں شمار کرتا ہے اور جو کوئی ان سب کاروبار کا کارخانہ اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے سو اس کو اللہ بھی اپنے مقبول بندوں میں گن لیتا ہے اور ستارہ پرستوں سے نکال لیتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک و بد ساعت کا ماننا اور اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا اور نجومی کے کہے پر یقین کرنا شرک کی باتیں ہیں کہ یہ سب نجوم

سے علاقہ رکھتی ہیں اور نجوم کو ماننا ستارہ پرستوں کا کام ہے۔

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِّنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ بِغَیْرِ مَا ذَکَرَ اللّٰہُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَۃً مِّنَ السِّحْرِ، الْمُنَجِّمُ کَاھِنٌ وَالْکَاھِنُ سَاحِرٌ وَالسَّاحِرُ کَافِرٌ

مشکوٰۃ کے باب الکہانت میں لکھا ہے کہ رزین نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جس نے سیکھی کوئی بات علم نجوم کی سوائے اُس کے کہ بیان کی ہے اللہ نے تو سیکھی اس نے ایک راہ جادو کی۔ نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔

ف یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ستاروں کا بھی مذکور کیا ہے کہ ان میں اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے اور اس کی حکمت اور اُن سے آسمانوں کی خوبصورتی ہے اور شیطانوں کو انھی سے مار مار کر بھگاتے ہیں یہ بات نہیں ذکر کی کہ کچھ جہان کے کارخانے میں ان کو دخل ہے اور دنیا میں کچھ بھلائی بُرائی ان کی تاثیر سے ہوتی ہے سو جو کوئی وہ پہلی بات چھوڑ کے اس دوسری بات کی تحقیق کے پیچھے پڑے اور اس سے معلوم کر کر غیب کی باتیں بتایا کرے سو جیسا برہمن جنوں سے پوچھ پوچھ کر غیب کی باتیں بتلاتا ہے کہ جس کو عربی زبان میں کاہن کہتے ہیں یہ بھی اسی طرح نجوم سے معلوم کر کے غیب کی باتیں بتلاتا ہے تو گویا نجومی اور کاہن کی ایک ہی راہ ہے اور کاہن تو جادوگروں کی طرح جنوں سے دوستی کرتا ہے اور ان سے دوستی اسی طرح پیدا ہوتی ہے کہ ان کو مانئے اور پکاریئے اور بھوگ دیجئے سو یہ کفر کی بات ہے سو نجومی اور کاہن اور ساحر کفر کی راہ چلتے ہیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حَفْصَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَہٗ عَنْ شَیْءٍ لَّا یُقْبَلُ صَلٰوتُہٗ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا

مشکوٰۃ کے باب الکہانۃ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی حفصہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو کوئی جاوے کسی خبریں بتانیوالے پاس پھر پوچھے اس سے کچھ تو نہیں قبول ہوتی اس کی نماز چالیس دن۔

ف۔ یعنی جو کوئی غیب کی باتیں بتانے کا دعویٰ رکھتا ہے اُس پاس جو کوئی جاکر کوئی پوچھے تو اسکی عبادت چالیس دن مقبول نہیں ہوتی کیونکہ اُس نے شرک کی بات کی اور شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور نجومی اور رمال اور جفار دیکھنے والے اور نامہ نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعوٰی کرنے والے اس میں داخل ہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ قَبِیْصَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ

مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرہ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ العِیَافَۃُ وَالطَّرْقُ وَالطِّیَرَۃُ مِنَ الجِبْتِ ۔

ذکر کیا کہ قبیصہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ شگون لینے کیلئے جانور اڑانے اور فال نکالنے کیلئے کچھ ڈالنا اور کسی طرح کا شگون لینا کفر کی رسموں سے ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ

مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرہ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا پیغمبر خدا نے فرمایا کہ شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے۔

ف۔ یعنی عرب کے لوگوں میں شگون لینے کا بہت رواج تھا اور اس کا بڑا اعتقاد تھا اس پر حضرت نے کئی کئی بار فرمایا کہ یہ شرک کی بات ہے تاکہ لوگ اس عادت کو چھوڑ دیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا ھَامَۃَ وَلَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَاِنْ تَکُنِ الطِّیَرَۃُ فِیْ شَیْءٍ فَفِی الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْاَۃِ۔

مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرہ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ سعد ابن مالک نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہیں ہامہ اور نہیں کسی کا کسی کو مرض لگتا ہے اور نہ کسی چیز میں نامبارکی ہے اور جو ہو نامبارکی کسی چیز میں تو گھر میں اور گھوڑے میں اور عورت میں ہے۔

ف۔ یعنی عرب کے جاہلوں میں مشہور تھا کہ جو کوئی مارا جاوے اور اس کا کوئی بدلہ نہ لیوے تو اسکے سر کی کھوپری میں سے ایک الّو نکل کر فریاد کرتا پھرتا ہے اس کو ہامہ کہتے تھے سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ کہے کہ آدمی مر کر کسی جانور کی صورت میں بن آتا ہے سو وہ جھوٹا ہے اور یہ بھی انھیں میں مشہور تھا کہ بعضے مرض جیسے خارش جذام ایک سے دوسرے کو لگ جاتا ہے سو فرمایا کہ یہ بھی غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں دستور ہے کہ جس لڑکے کو چیچک نکلے اس سے پرہیز کرتے ہیں اور لڑکوں کو اس کے پاس نہیں جانے دیتے کہ کہیں اس کے بھی نہ نکل آئے یہ کفر کی رسم ہے اس کو نہ ماننا چاہیئے اور یہ بھی انھیں میں مشہور تھا کہ فلانا کام فلانے کو نامبارک ہوا اور اس کو راست نہ آیا سو فرمایا کہ یہ بھی غلط ہے اور کچھ اس بات کا اثر ہے تو تین ہی چیزوں میں ہے یعنی گھر گھوڑا عورت۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ چیزیں کبھی نامبارک بھی ہوتی ہیں مگر اس کے معلوم کر لینے کی راہ نہیں بتائی کہ کیونکر جان لیجے کہ یہ مبارک ہے اور یہ نامبارک سو یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ جو گھر شیر دہان اور جو گھوڑا استارہ پیشانی اور عورت کلجبی ہو تو نامبارک ہوتی ہے سو اس کی کچھ سند نہیں بلکہ مسلمان لوگوں کو یوں چاہیئے کہ ان باتوں کا کچھ خیال نہ کریں اور جب نیا مکان لیویں یا گھوڑا ہاتھ لگے یا بیاہ کریں یا لونڈی مول لیویں تو اللہ سے اس کی بھلائی مانگیں اور اسی سے اس کی

برائی سے پناہ چاہیں اور باقی اور چیزوں میں اس قسم کے خیالات نہ دوڑا دیں کہ فلانا کام مجھے راست آیا اور فلانا نہ آیا۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ۔

مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرہ میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہ کسی کا کسی کو مرض لگے اور نہ کسی مردہ کی کھوپڑی میں سے الّو نکلے اور صفر بھی کچھ نہیں۔

ف۔ یعنی عرب کے جاہلوں میں یہ بھی مشہور تھا کہ جس کے ایسا مرض پیدا ہو جاوے کہ کھاتا چلا جاوے اور پیٹ نہ بھرے جسکو حکیم جوع الکلب کہتے ہیں تو اس کے پیٹ میں کوئی بھوت یا بلا گھس جاتی ہے کہ وہی کھاتی چلی جاتی ہے اُس کو صفر کہتے تھے سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے کچھ بھوت بلا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بعضے مرضوں کے ساتھ کچھ بلا خیال کرتے ہیں اور اسی کو مانتے ہیں جیسے سیتلا اور مسانی اور براہی سو یہ سب غلط ہے۔ اور یہ بھی ان میں مشہور تھا کہ مہینہ صفر کا نامبارک ہے اس میں کوئی کام نہ کیا چاہیئے سو یہ بھی غلط ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات کہنی کہ تیرہ دن صفر کے نامبارک ہیں ان میں کچھ بلائیں اُترتی ہیں اور اسی پر ان دنوں کا نام تیرہ تیزی رکھنا کہ ان کی تیزی سے کچھ کام بگڑ جاتا ہے اور اسی طرح کسی مہینے کو یا تاریخ کو یا دن کو نامبارک سمجھنا یہ سب شرک کی رسمیں ہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهٗ فِی الْقَصْعَةِ فَقَالَ کُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَکُّلًا عَلَیْهِ۔

مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرہ میں لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ رکابی میں رکھ دیا پھر فرمایا کھا اللہ پر اعتماد کرکے اور اُدھر بھروسہ کرکے۔

ف۔ یعنی ہم کو اللہ پر اعتماد ہے اور اسی پر بھروسہ جس کو چاہے بیمار کر دے جس کو چاہے تندرست ہم کسی بیمار کے ساتھ کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور بیماری کا لگ جانا نہیں مانتے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ جُهِدَتِ الْاَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِیَالُ وَهَلَکَتِ الْاَمْوَالُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَیْكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ

مشکوٰۃ کے باب بدء الخلق میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ جبیرؓ نے نقل کیا کہ آیا پیغمبر خدا کے پاس ایک گنوار پس کہا کہ سختی میں پڑ گئی جانیں اور بھوکے مرتے ہیں کنبے اور مر گئے مواشی سو مینہ مانگو اللہ سے ہمارے لئے کیونکہ ہم سفارش چاہتے ہیں تمہاری اللہ کے پاس اور اللہ کی تمہارے پاس۔ پیغمبر خدا نے فرمایا نرالا ہے اللہ نرالا ہے اللہ سو اللہ کی پاکی یہاں تک

سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَمَا زَالَ یُسَبِّحُ حَتّٰی عُرِفَ ذٰلِکَ فِیْ وُجُوْہِ اَصْحَابِہٖ ثُمَّ قَالَ وَیْحَکَ اِنَّہٗ لَا یُسْتَشْفَعُ بِاللّٰہِ عَلٰی اَحَدٍ شَانُ اللّٰہِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِکَ وَیْحَکَ اَتَدْرِیْ مَا اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ عَرْشُہٗ عَلٰی سَمٰوٰاتِہٖ ھٰکَذَا وَقَالَ بِاَصَابِعِہٖ مِثْلُ الْقُبَّۃِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَیَئِطُّ بِہٖ اَطِیْطَ الرَّاحِلِ بِالرَّاکِبِ۔

بولتے رہے کہ اس کا اثر اُن کے یاروں کے چہروں میں معلوم ہونے لگا پھر فرمایا کہ کیا بیوقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے سفارش نہیں کرتا اس کی شان اس سے بہت بڑی ہے کیا بیوقوف ہے تو جانتا ہے کیا چیز ہے اللہ بیشک تخت اس کا اس کے آسمانوں پر اسی طرح سے ہے اور بتلایا اپنی انگلیوں سے کہ قبہ کی طرح اور بے شک وہ چرچر بولتا ہے اُس سے جیسا چرچر بولے پالان اونٹ کا سوار کے بوجھ سے ۔

ف ۔ یعنی ملک عرب میں قحط پڑا تھا سو ایک گنوار نے آکر پیغمبر خدا کے روبرو اُس کی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس ہم چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس سو یہ بات سُن کر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت میں آگئے اور اللہ کی بڑائی ان کے مُنہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے لوگوں کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہوگئے پھر اُس شخص کو سمجھایا کہ کسی کو کسی کے پاس اپنا سفارشی ٹھیرائے تو یوں ہوتا ہے کہ اصل کاروبار اس کے اختیار میں ہو اور سفارش کرنے والے کی خاطر سے وہ کردے سو جب یہ کہا اللہ کو سفارشی پیغمبر کے پاس ، ہم نے ٹھیرایا سو گویا اصل مختار پیغمبر کو سمجھا اور اللہ کو سفارشی سو یہ بات محض غلط ہے اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں کہ سارے آسمان و زمین کو عرش اس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے اور باوجود اس بڑائی کے اُس شاہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا بلکہ اس کی عظمت سے چرچر بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت کہ اس کی بڑائی کا بیان بھی کر سکے اور اس کی عظمت کے میدان میں اپنا خیال اور وہم بھی دوڑا سکے پھر کسی کام میں دخل کرنے کی اور اس کی سلطنت میں ہاتھ ڈالنے کی تو کس کو قدرت وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی وزیر اور مشیر کے ایک آن میں کروڑوں کام کرتا رہتا ہے وہ کس کے روبرو سفارش کرے اور کس کا منہ کہ اس کے سامنے کسی کام کا مختار بن کے بیٹھے سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے پھر کیا کہئے ان لوگوں کو کہ اُس مالک الملک سے ایک بھائی بندی کا سا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھ کر کیا کیا بڑبڑھ کر باتیں کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب کو ایک کوڑی کو مول لیا اور کوئی کہتا ہے کہ میں اپنے رب سے دو برس بڑا ہوں

کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور صورت میں ظاہر ہو تو ہرگز اس کو نہ دیکھوں اور کسی نے یہ بیت کہی ہے

بیت۔ دل از مہر محمد ریش دارم ❊ رقابت با خدائے خویش دارم

اور کسی نے یوں کہا ع باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار۔ اور کوئی حقیقت محمدی کو حقیقت الوہیت سے افضل بتاتا ہے اللہ پناہ میں رکھے ایسی باتوں سے کیا اچھی بیت کہی ہے کسی شاعر نے۔ بیت۔

از خدا خواہیم توفیق ادب ❊ بے ادب محروم گشت از فضل رب

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یعنی اے شیخ عبدالقادر دو تم اللہ کے واسطے۔ یہ لفظ نہ کہا چاہیے، ہاں اگر یوں کہے کہ یا اللہ کچھ دے شیخ عبدالقادر کے واسطے تو بجا ہے غرض کہ ایسا لفظ منہ سے نہ بولے کہ جس سے کچھ بو شرک کی یا بے ادبی کی آوے کہ اس کی بہت بڑی شان ہے اور وہ بڑا بے پروا بادشاہ ہے ایک نکتہ میں پکڑ لینا اور ایک نکتہ میں نواز دینا اسی کا کام ہے اور یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے کہ معما اور پہیلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں کچھ اللہ کی جناب میں ضرور نہیں کوئی شخص اپنے بادشاہ سے یا اپنے باپ سے ٹھٹھا نہیں کرتا اور جگت نہیں بولتا اس کام کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور نہ بادشاہ۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تمہارے سب ناموں میں اچھا نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہے

ف۔ یعنی عبداللہ کے معنی بندہ اللہ کا اور عبدالرحمٰن کے معنی بندہ رحمٰن کا سو اسی میں داخل ہے عبدالقدوس عبدالجلیل عبدالخالق خدابخش اللہ دیا اللہ داد غرض جس نام میں اللہ کی طرف نسبت نکلے خصوصاً اللہ کے ویسے نام کا ذکر ہو کہ اور کسی کو نہیں بولتے۔

أَخْرَجَ أَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ شُرَيْحِ ابْنِ هَانِئٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ يَكْنُوْنَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ شریح نے نقل کیا اپنے باپ سے کہ وہ جب آیا پیغمبر خدا کے پاس اپنی قوم کے ساتھ تو حضرت نے سنا ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں اس کو ابوالحکم یعنی اصل قضیہ چکا دینے والا

فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْحَکَمُ وَاِلَیْهِ الْحُکْمُ فَلِمَ تُکْنٰی اَبَا الْحَکَمِ۔

پھر فرمایا اس کو پیغمبر خدا نے کہ بیشک اللہ ہی ہے اہل فیص
چکانے والا اور اسی کا ہے حکم۔ پھر تجھ کو کیوں کہتے
ہیں ابوالحکم۔

ف۔ یعنی یہ بات کہ ہر قضیہ چکاوے اور ہر جھگڑا مٹادے یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ آخرت میں
ظہور کرے گی کہ پہلے پچھلے دین و دنیا کے جھگڑے سب صاف ہو جاویں گے اس بات کی کسی مخلوق
کو طاقت نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے اور اس میں دو
جاتا ہے اور کسی کو نہ کہے جیسے بادشاہوں کا بادشاہ مالک سارے جہان کا خداوند جو چاہے کر ڈالے
معبود بڑا دانا بے پروا، علیٰ ہذا القیاس۔

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہؓ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط۔

ف۔ یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق
کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام
ہو جاوے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا
یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت میں کتنے
پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب
کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں کہے کہ
اللہ و رسول ہی جانے یا فلانی بات میں اللہ و رسول کا یوں حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں اللہ نے اپنے
رسول کو بتادی ہیں اور سب بندوں کو اپنے رسول کی فرمانبرداری کا حکم کر دیا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ۔

مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ جس نے قسم کھائی غیر اللہ کی سو بیشک شرک کیا۔

وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْتِ وَلَا بِاٰبَائِکُمْ

مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا عبدالرحمٰن نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہ قسم کھایا کرو جھوٹے معبودوں کی اور نہ باپ دادوں کی۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْہٰکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ اَوْ لِیَصْمُتْ

مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اللہ منع کرتا ہے تم کو باپ دادوں کی قسم کھانے سے جس کو قسم کھانا ہو سو اللہ ہی کی قسم کھاوے یا چپ رہے۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلْفِہٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا پیغمبر خدا سے کہ فرمایا جو کوئی قسم کھاوے پھر قسم کھانے میں لات اور عزّیٰ کی تو چاہئے پھر کہے لا الٰہ الا اللہ۔

ف۔ یعنی عرب کے لوگ کفر کی حالت میں بتوں کی قسم کھاتے تھے سو جن مسلمانوں کے منہ سے اس عادت کے موافق قسم نکل جاوے تو پھر لا الٰہ الا اللہ کہہ لیویں۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھاوے اور اگر منہ سے نکل جاوے تو توبہ کیجئے اور جس کی قسم کھانے کا مشرکوں میں دستور ہے اس کی قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔

أَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ ضَحَّاکٍ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَۃَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ کَانَ فِیْھَا وَثَنٌ مِّنْ اَوْثَانِ الْجَاھِلِیَّۃِ یُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ کَانَ فِیْھَا عِیْدٌ مِّنْ اَعْیَادِھِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِکَ فَاِنَّہٗ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ۔

مشکوٰۃ کے باب النذور میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ثابت نے نقل کیا کہ ایک شخص نے منت مانی پیغمبر خدا کے وقت میں کہ ذبح کرے اونٹ ایک مقام میں کہ اس کا نام بوانہ تھا پھر آیا پیغمبر خدا کے پاس اور خبر دی ان کو سو فرمایا پیغمبر خدا نے کہ کیا تھا اس میں کوئی تھان کفر کے وقت کا کہ پوجتے ہوں لوگ کہا کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ وہاں کوئی تہوار ہوتا تھا ان کا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ تو پوری کر منت اپنی کیونکہ نہ پوری کیا چاہیے ایسی منت کہ کچھ اس میں اللہ کا گناہ ہو۔

× × × ×

ف۔ یعنی اللہ کے سوا کسی اور کی منت ماننی گناہ ہے سو ایسی منت کو پورا کرنا نہ چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کسی اور کی منت نہ مانئے اور جو مانی ہو تو پورا نہ کیجئے کیونکہ یہ بات خود گناہ ہے پھر اس پر ہٹ کرنا اور زیادہ گناہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جگہ اللہ کے سوائے اور کسی کے نام پہ جانور چڑھاتے ہوں یا پوجا کرتے ہوں یا اور کسی طرح کا وہاں جمع ہو کر شرک کرتے ہوں وہاں

اللہ کے نام کا بھی جانور نہ لیجائے اور کسی طرح ان میں نہ شریک ہوجیے نہ اچھی نیت سے نہ بری نیت سے کہ اُن سے مشابہت کرنی خود بُری بات ہے ۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيرٌ فَسَجَدَ لَهُ فَقَالَ أَصْحَابُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَأَكْرِمُوا أَخَاكُمْ ۔

مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا مہاجرین اور انصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو ان کے اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا تم کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت سو ہم کو ضرور چاہیئے کہ تم کو سجدہ کریں سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی ۔

ف : یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہیئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء انبیاء امام و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے نہ خدا کی سی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے بزرگوں کو بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہیں چنانچہ بعضے درگاہوں پر شیر حاضر ہوتے ہیں اور بعضی پر ہاتھی اور بعضے پر بھیڑیئے مگر آدمی کو اس کی کچھ سند نہ پکڑنی چاہیئے بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو اور شرع میں جائز ہو مثلاً قبروں پر مجاور بننا شرع میں نہیں بتایا سو ہرگز نہ بنے اور کسی کی قبر پر کوئی شیر رات دن بیٹھا رہتا ہو تو اس کی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو جانور کی ریس نہ کرنی چاہیئے ۔

أَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَيْتُ الْحِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ يُسْجَدَ لَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي رَأَيْتُ الْحِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ لِي أَرَأَيْتَ

مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس ابن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجیے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو تو فرمایا مجھ کو بھلا خیال کر

لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِی اَکُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا. فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا — جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو، کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کر۔

ف: یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں سجدہ تو اسی پاک ذات کو ہے کہ نہ مرے کبھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجئے نہ کسی تھان کو کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر مر کر خدا نہیں بن گیا ہے بندہ ہی بندہ ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰهِ وَکُلُّ نِسَائِکُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلَا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِهٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلٰکُمُ اللّٰهُ۔ — مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے یوں نہ بولے کہ میرا بندہ اور میری بندی، تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتیں سب اللہ کی بندی ہیں اور غلام بھی اپنے میاں کو یوں نہ کہے کہ میرا مالک کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے۔

ف: یعنی میاں اپنے غلام و لونڈی کو اپنا بندہ اور بندی نہ کہے اور غلام اپنے میاں کو اپنا مالک نہ کہے کیونکہ مالک اللہ ہے اور باقی سب اسی کے بندے ہیں نہ ایک دوسرے کا بندہ ہے نہ اس کا مالک اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کسی کا حقیقت میں غلام ہی ہے سو وہ بھی آپس میں یہ گفتگو نہ کریں کہ یہ اس کا بندہ ہے اور وہ اس کا مالک پھر جھوٹ موٹ کا بندہ بننا اور عبدالنبی اور بندہ علی اور بندہ غفور اور پرستار خاص اور امرد پرست اور آشنا پرست اور پیر پرست اپنے تئیں کہلوانا اور ہر کسی کو خداوند خدایگان داتا کہہ بیٹھنا تو محض بیجا ہے اور نہایت بے ادبی اور ذرا سی بات میں کہنا کہ تم ہماری جان و مال کے مالک ہو ہم تمہارے بس میں ہیں جو چاہو کرو محض جھوٹ ہے اور شرک کی بات ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ — مشکوٰۃ کے باب المفاخر میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مجھ کو حد سے مت بڑھاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم کو نصاریٰ نے حد سے بڑھا دیا سو میں تو اس کا بندہ ہی ہوں سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔

ف: یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں اور سارے مراتب اس سے نیچے ہیں مگر آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہے اور بندہ ہی ہونا اس کا فخر ہے کچھ اس میں خدائی کی

شان نہیں آجاتی اور خدا کی ذات میں نہیں مل جاتا سو یہ بات کسی بندہ کے حق میں نہ کہا چاہئے کہ نصاریٰ ایسی ہی باتیں حضرت عیسیٰ کے حق میں کہہ کر کافر ہو گئے اور اللہ کی درگاہ سے راندے گئے سو اسی لئے پیغمبر خدا نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم نصاریٰ کی چال نہ چلو اور اپنے پیغمبر کی تعریف میں حد سے مت بڑھو کہ نصاریٰ کی طرح کہیں مردود نہ ہو جاؤ لیکن افسوس کہ ان کی امت کے بے ادب لوگوں نے ان کا حکم نہ مانا اور آخر نصاریٰ کی سی باتیں کہنے لگے کیونکہ نصاریٰ بھی حضرت عیسیٰ کو یہی کہتے تھے کہ اللہ انکے بھیس میں ظاہر ہوا اور وہ ایک طرح سے انسان ہیں اور ایک طرح سے خدا سو بعینہ یہی بات بعضوں نے حضرت کی شان میں کہہ ڈالی چنانچہ کسی نے یوں کہا ہے۔ بیت

فی الجملہ ہمیں بود کہ می آمد و می رفت ؎ ہر قرن کہ دیدی
در عاقبت آں شکل عرب وار برآمد ؎ دارائے جہاں شد

اور کسی نے یوں کہا بیت۔

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل ؎ سلمائے حدوث تو و لیلائے قدم را
تا مجمع امکان و وجوب نہ نوشتند ؎ مورد متعین نہ شد اطلاق اعم را

بلکہ بعض جھوٹے دغابازوں نے اس بات کو خود پیغمبر خدا کی طرف نسبت کیا ہے کہ انہوں نے خود فرمایا ہے اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم اور اسی طرح ایک بڑی سی عبارت عربی بنا کر اور اس میں ایسی خرافاتیں جمع کر کے اس کا نام خطبۃ الافتخار رکھا ہے اور اس کو حضرت علیؓ کی طرف نسبت کیا ہے سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ اللہ سارے جھوٹوں کا منہ کالا کرے اور جس طرح نصاریٰ کہتے ہیں کہ سارے کاروبار اس جہان کے اور اس جہان کے حضرت عیسیٰ کے اختیار میں ہیں اور جو کوئی ان کو مانے اور ان کی التجا کرے اس کو بندگی کی کچھ حاجت نہیں اور کچھ گناہ اس کو خلل نہیں کرتا اور کچھ حرام و حلال کا اس کے حق میں امتیاز کرنا ضرور نہیں وہ خدا کا سانڈھ بن جاتا ہے جو چاہے سو کرے حضرت عیسیٰ آخرت میں اس کو شفاعت سے بچالیں گے سو اسی طرح کا عقیدہ جاہل مسلمانوں کو حضرت پیغمبر کی جناب میں ہے بلکہ ان سے اتر کر اماموں کی اور اولیاء کی بلکہ ہر شیخ کی جناب میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ ہدایت کرے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَیِّدُنَا فَقَالَ السَّیِّدُ اللّٰهُ فَقُلْنَا

مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ مطرف نے نقل کیا کہ آیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کیساتھ پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا ہم نے کہ تم سردار ہو سو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہمارے ہو

وَ اَفْضَلُنَا فَضْلًا وَّ اَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ اَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ فَلَا يَجْتَرِئَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ۔

بزرگی میں اور بڑی سخی ہو سو فرمایا کہ خیر اس طرح کا کلام کہو اس سے بھی تھوڑا کلام کرو اور تم کو کہیں بے ادب نہ کردے شیطان

ف یعنی کسی بزرگ کی شان میں سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں اختصار ہی کرو اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جائے اب سننا چاہئے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات اللہ ہی کی شان ہے ان معنوں کر اس کے سوائے کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آئے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اول کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں سو اسی طرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں، ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہئے اور ان پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانئے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ لَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتُوَسِّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ انہوں نے خریدا ایک غلیچہ کہ اس میں تصویریں تھیں پھر جب اس کو دیکھا پیغمبر خدا نے دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہ گئے سو پہچانی میں نے ان کے چہرے پر ناخوشی کہا میں یا رسول اللہ میں توبہ کرتی ہوں اللہ اور اللہ کے رسول کے روبرو کیا گناہ کیا میں نے سو پیغمبر خدا نے فرمایا کیسا ہے یہ غالیچہ کہا میں نے کہ تمہارے لئے خریدا ہے میں نے کہ اس پر بیٹھو اور اس کا تکیہ بناؤ سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ان تصویروں والے قیامت کے

إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰئِكَةُ.

کے دن عذاب میں پھنسیں گے اور کہا جائے گا کہ ان کو کہ جان ڈالو اس چیز میں کہ بنائی تم نے اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے نہیں آتے۔

ف۔ یعنی اکثر مشرک مورتوں کو پوجتے ہیں سو اس لئے فرشتوں کو تصویروں سے گھن آجاتی ہے اور پیغمبروں کو بھی ان سے نفرت ہے اور ان کے بنانے والوں پر غضب ہوگا کہ بت پرستی کا سامان اکٹھا کرتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے جاہل لوگ پیغمبر کی یا اولیاء کی یا اپنے پیروں کی تصویروں کی تعظیم کرتے ہیں اپنے پاس برکت کے لئے رکھتے ہیں سو محض گمراہ ہیں اور شرک میں ڈوبے ہوئے اور پیغمبر اور فرشتے اُن سے بیزار ہیں بلکہ سب تصویروں کو ناپاک سمجھ کر گھر سے دور پھینکے کہ پیغمبر بھی خوش ہوں اور فرشتے بھی اس گھر تک آویں اور اُن کے قدم سے گھر میں برکت پھیل جاوے۔

أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا أَوْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ أَوْ قَتَلَ أَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَا يَنْتَفِعُ بِعِلْمِهِ.

مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عباس نے نقل کیا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے بڑا عذاب قیامت کے دن اس شخص کو ہے کہ اسنے کسی نبی کو مارا یا اس کو کسی نبی نے مارا یا اس نے والدین میں سے کسی ایک کو مارا اور تصویر بنانے والوں کو اور اس عالم کو کہ اسکے علم سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔

ف۔ یعنی تصویر بنانے والا بھی اُن بڑے بڑے گنہگاروں میں داخل ہے یہاں سے تصویر بنانے کا گناہ سمجھا چاہئے کہ یزید و شمر نے تو پیغمبر کو نہیں مارا بلکہ پیغمبر کے نواسے کو اور امام وقت کو کہ پیغمبر کا نائب تھا اور تصویر بنانے والے کو خود پیغمبر کے قاتل کا سا گناہ ہے تو وہ یزید اور شمر سے بھی بدتر ہے۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً وَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً أَوْ شَعِيْرَةً.

مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا سے سنا میں نے کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کون زیادہ بے ادب ہوگا اُس شخص سے کہ ارادہ کرے کہ پیدا کرے جیسے میں پیدا کرتا ہوں سو بھلا ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کرلیں۔

ف۔ یعنی تصویر بنانے والا پردے میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کہ جو چیزیں اللہ نے بنائی ہیں اس کی

مثل بنانے کا ارادہ کرتا ہے سو بڑا بے ادب ہے اور یہ اس کا صریح جھوٹ ہے کیونکہ ایک دانہ کے بنانے کا بھی مقدور نہیں رکھتا محض نقل کا ڑھتا ہے۔

وَ اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَا اُرِیْدُ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیَ الَّتِیْ اَنْزَلَنِیْہَا اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ مشکوٰۃ کے باب المفاخرت لکھا ہے کہ رزین نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بیشک میں نہیں چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھ کو سو میں تو وہی محمد ہوں بیٹا عبد اللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول

ف۔ یعنی جیسے اور سردار اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں سو پیغمبر ان سے نہ تھے کیونکہ اور سرداروں کو مبالغہ کرنے والوں کے دین سے کچھ کام نہیں ہوتا خواہ درست رہے یا بگڑ جاوے اور پیغمبر خدا اپنی امت کے بڑے مربی شفیق تھے اور ان پر بہت مہربان اور رات دن ان کو اپنی امت کے دین ہی درست کرنے کا فکر تھا سو جب انہوں نے معلوم کیا کہ میری امت کے لوگ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور بہت احسان مند اور یہ دستور ہے جب کہ کسی کو کسی کی محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کے خوش کرنے کو اس کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں اور جو کوئی پیغمبروں کی تعریف میں حد سے بڑھے گا تو خدا ہی کی بے ادبی کرے گا اور اس سے اس کا دین بالکل برباد ہو جاوے گا اور پیغمبر کا اصل دشمن بن جاوے گا سو اسی لئے فرمایا کہ مجھ کو مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل سو ان کو اللہ کا دین مجھ سے سیکھنا چاہیئے سوائے مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزاروں درود و سلام بھیج اور انہوں نے جیسا ہم سے جاہلوں کو دین کے سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی تو تو ہی اس کوشش کی قدر دانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں محض بے مقدور سو جیسا تو نے اپنے فضل سے ہم کو شرک و توحید کے معنی خوب سمجھائے اور لا الٰہ الا اللہ کا مضمون خوب تعلیم کیا اور مشرک لوگوں میں سے نکال کر موحد پاک مسلمان بنایا اسی طرح اپنے فضل سے بدعت و سنت کے معنی خوب سمجھا اور محمد رسول اللہ کا مضمون خوب تعلیم کر اور بدعتی بدمذہبوں میں سے نکال کر سُنّی پاک متبع سنت کا کر۔ آمین یا رب العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تمت

تذکیر الاخوان

بقیہ

تقویۃ الایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدایا حمد تیری ذات پاک کہ تو نے اپنے فضل سے ہم کو ہدایت بخشی اور اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا اور توحید خالص کی راہ لگایا اور بدعت کے عقائد سے بچایا اور نبی امی کو قرآن معجز دیکر ہماری ہدایت کے واسطے رسول بنایا سولے مالک ہمارے اپنے اُس رسول کریم پر اپنے علم کے موافق درود بے انتہا بھیج کہ اُس نے خاص تیرے حکم کے بموجب لوگوں کو شرک اور بدعت سے روکا اور تیری سیدھی راہ پر چلایا اور توحید کی خوبیاں اور شرک کی برائیاں مفصل بیان کیں اور سنت پر عمل اور بدعت کے ترک کا تقید کیا اور آل واصحاب پر کہ انہوں نے سنت کو جاری اور بدعت کو رد کیا۔

بعد اس کے معلوم کیا چاہیئے کہ ایک فاضل جلیل متشرع دیندار نے شرک اور بدعت کی برائی کے بیان میں ایک رسالہ "تقویۃ الایمان" نام لکھا اور اُس میں صرف آیتیں اور حدیثیں جمع کیں، اور اس کے دو باب ٹھیرائے ایک باب میں توحید کی خوبیاں اور شرک کی برائیاں بیان کیں اور دوسرے باب میں اتباع سنت کی خوبیاں اور بدعت کی برائیاں اور تفصیل بعضی بدعات کی آیت و حدیث سے ذکر کی اور ارادہ ہندی ترجمہ کا کیا مگر فرصت نہ پائی اور راہ خدا میں جان دی إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اب سن بارہ سو پچاس ہجری میں اللہ تعالیٰ نے اس خاکسار گنہگار بیچمدان محمد سلطان کے دل میں ارادہ اس کے ترجمہ کا ڈالا سو اس دوسرے باب کا ترجمہ ہندی بولی میں شروع کیا اور تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان اُس کا نام رکھا اتمام کو پہنچانا اور قبول کرنا اس کے اختیار ہے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

سُنا چاہیئے کہ جو کام یا اعتقاد یا قول ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہ کیا اور نہ کسی کو فرمایا اور نہ کسی کو کرتے دیکھا اور منع نہ کیا اور نہ حضرت کے بعد اصحابوں میں رائج اور جاری ہوا اور کسی اصحاب معتبر نے اُس پر انکار نہ کیا اور نہ اصحابوں کے بعد تابعین کے وقت میں بغیر انکار کے رائج اور جاری ہوا اور نہ تابعین کے بعد تبع تابعین کے وقت میں بے انکار کے جاری اور رائج ہوا، اور نہ اُن چاروں زمانوں میں اس کی نظیر اور مثل پائی گئی اور نہ مجتہدوں نے اپنے اجتہاد کی راہ سے اس کو ثابت کیا بلکہ حضرت کے اصحابوں اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد اپنی طرف سے لوگوں نے کام یا عقیدہ یا بات نئی ایجاد کی اور اس کے کرنے میں ثواب جانا سو وہ کام اور عقیدہ اور بات بدعت اور گمراہی ہے پھر خواہ وہ کام یا عقیدہ یا بات بالکل خود نئی ہو یا وہ خود نئی نہ ہو مگر جو کام یا عقیدہ یا بات اُن چاروں زمانوں میں تو رائج ہوا یا مجتہدوں نے اجتہاد کی راہ سے ثابت کیا اُس میں کوئی نئی بات اپنی طرف سے لوگوں نے نکالی وہ بھی بدعت ہے اور وہ کام اور عقیدہ اور بات بھی بدعت میں شامل ہے جس کو لوگ شرعی کام کی طرح اہتمام اور تقید سے معروف ہو کر کریں اور موجب ننگ و نام اور تعریف اور مدح کا جانیں اگرچہ اس میں ثواب نہ جانیں اور جو کام یا عقیدہ یا بات حضرت نے خود کیا یا کسی کو کرتے دیکھا اور پسند کیا یا اکثر معتبر اصحابوں نے کیا وہ سنت ہے یا تابعین اور تبع تابعین میں رائج اور جاری ہوا اور کسی معتبر نے انکار نہ کیا یا مجتہدوں نے اپنے اجتہاد سے نکالا وہ بھی سنت میں داخل ہوا، اس تقریر سے معلوم ہوا یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ایک بدعت حسنہ ہے اور ایک بدعت سیئہ۔ سو بدعت حسنہ وہ ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نکلی قواعد شرعیہ کی رو سے۔ اور بدعت سیئہ وہ ہے جو شریعت کے قواعد کلیہ کی رو سے بالخصوص اُس کے جواز کا حکم نہیں معلوم ہوتا بلکہ ایک نوع کی برائی اس میں پائی جاتی ہے سو اس تقریر میں اور اُس تقریر میں جو اول مذکور ہوئی صرف نزاع لفظی ہے، الحاصل دونوں تقریروں کا ایک ہے کہ جو چیز اس تقریر کی رو سے بدعت حسنہ ثابت ہوتی ہے اُس پہلی تقریر کی رو سے وہی چیز سنت میں شامل ہوتی ہے۔

پھر سنت کا لفظ چھوڑ کر اصحابوں کی اور تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدوں کی بات کو بدعت کیوں کہئے اور جو چیز اس تقریر کی رو سے بدعت سیئہ معلوم ہوتی ہے اس ہی تقریر سے بھی وہی چیز بدعت معلوم ہوتی ہے، فرق اتنا ہی ہے کہ اس تقریر سے اصحاب کبار اور تابعین ابرار کے نکالے ہوئے مسائل کو رواج اور رسوم کو بدعت کہنا لازم آتا ہے اور کلیہ کل بدعة ضلالة کو تاویل کرنا پڑتا ہے تو مسلمان کو لازم ہے کہ نزاع لفظی کو چھوڑ کر اصل مطلب کو دریافت کرے۔

الفصل الاوّل

فی الاعتصام بالسنّۃ والاجتناب عن البدعۃ ۔ فصل پہلی سنت کو مضبوط پکڑنے میں اور بدعت سے بچنے میں

ف ۔ یعنی اس فصل میں مجمل سنت کی خوبیوں کا اور بدعت کی برائیوں کا ذکر ہے ۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران میں کہ اور مضبوط پکڑو اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ اپنے اوپر جب تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا۔ دلوں میں اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی ۔

ف ۔ یعنی یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ تم کو ایک نبی کے تابع کیا اور ایک کتاب دی کہ اس پر عمل کرو سب مل کر اور آپس میں پھوٹ مت ڈالو کہ کوئی اپنی طرف سے ایک مذہب نکالے اور دوسرا اس کے مقابلہ میں اپنی عقل کی تیزی کا بتانے کو دوسرا دیا پھیلا دے اور جب نئی نئی راہیں نکلیں تو پھوٹ پڑے اور ایکا نہ رہے سو فرمایا کہ اس قرآن کو اللہ کی طرف سے رسی سمجھو جیسے کوئی شخص کسی گڑھے میں پڑے ہوئے شخص کو رسی لٹکا کر نکالتا ہے سو اللہ نے قرآن اتارا تم سب اس کو مضبوط پکڑو جیسے نکلنے والا رسی کو مضبوط پکڑتا ہے اور جو رسی نہ پکڑے وہ نیچے پڑا رہتا ہے یا سستی سے پکڑے تو گر پڑتا ہے سو تم سب مل کر اس قرآن کو مضبوط پکڑو اور اسی پر عمل کرو اور نئی نئی باتیں نکال کر دین میں پھوٹ نہ ڈالو اور اہل سنت کی جماعت سے ٹوٹ نہ رہو اس سے معلوم ہوا کہ گمراہی کی اصل یہی ہے کہ دین میں قرآن کو چھوڑ کر بدعتیں اور نئی باتیں نکالتے ہیں اور نئی رسموں کے رائج ہونے سے قرآن چھوٹتا ہے ۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران میں کہ اور مت ہو ان کی طرح جو علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کو صاف حکم اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہے جس دن سفید ہوں گے بعضے منہ اور سیاہ ہوں گے بعضے منہ سو وے جو سیاہ ہوئے ان کے منہ کیا تم کافر ہو گئے ایمان میں آکر اب چکھو عذاب بدلا اس کفر کرنے کا ۔

ف ۔ یعنی اگلی امتوں کو صاف حکم پہنچ چکے تھے پھر وے آپس میں اختلاف کر کے بہت فرقے ہو گئے ، چنانچہ یہود اور نصاریٰ بہتر بہتر فرقے ہو گئے کہ ان کو عذاب ہوتا ہے سو تم ان کی طرح مت ہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو ، تم کو قرآن و حدیث میں صاف صاف حکم آ چکے ہیں تم اپنے دین میں نئی نئی رسم اور نئی

عقیدے اور طریقے نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہووے کوئی خارجی بنے اور کوئی رافضی اور کوئی ناصبی اور کوئی جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجی کہا جائے اور کوئی سر پہ بال رکھ کر اور چار ابرو کا صفایا و دیگر فقیری جتاوے پھر اُن میں کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے حکم یہی ہے کہ سب مل کر قرآن وحدیث پر عمل کرو اور سنت طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت ہو جاؤ اور نئی نئی باتیں نکال کر تفرقہ اور پھوٹ ڈالو اس واسطے کہ قیامت کو بعضے لوگ سرخ رو اور بعضے سیاہ رو ہوں گے تو ان روسیاہوں سے کہا جائے گا کہ تم پہلے مسلمان ہوئے اور اللہ کی کتاب قرآن کے ماننے کا تم نے اقرار کیا پھر دین میں نئی نئی باتیں رسمیں نکالیں اور بدعات کفریہ جاری کیں تو اُس سے اللہ کی کتاب کے موافق عمل کرنا چھوٹ گیا۔ پھر اُن نئی رسموں کے جاری ہونے سے ان کی محبت دل میں پڑ گئی اور چھوٹنا ان کا مشکل پڑ گیا تو قرآن میں جو اس کے خلاف حکم ہے اُس حکم سے دل میں انکار آ گیا اُس انکار کا مزہ چکھو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص نئی نئی باتیں بدعتیں نکالے اور بدعت کے کام کرے تو اللہ صاحب کے نزدیک قرآن کا منکر ٹھیر جاتا ہے اور روز قیامت کو روسیاہ اٹھے گا پھر اُس پر عذاب ہوگا اور اس سے کہا جاوے گا کہ مزہ چکھو ان بدعتوں کا۔

كما قال الله تبارك تعالى إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔	فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ انعام میں کہ جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے کئی فرقے تجھ کو اُن سے کام نہیں، ان کا کام حوالے اللہ کے پھر وہی جتا دے گا ان کو جیسا کچھ کرتے تھے۔

ف۔ یعنی جن لوگوں نے دین میں کئی کئی راہیں نکالیں اور جُدا جُدا فرقے متفرق ہو گئے پھر سمجھائے سے مانتے نہیں اور ایک راہ اللہ کی بتائی ہوئی رسول کے کہنے کے موافق سب مل کر نہیں چلتے، اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اُن سے کچھ کام نہیں وہ تجھ سے الگ ہیں وہ اللہ کے حوالے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب کرے گا تب وہ جانیں گے کہ وہ ہمارے بدعات کے کام ایسے بُرے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب لوگ اللہ و رسول کے حکم کے موافق عمل نہیں کرتے اور نئی نئی راہیں نکالتے ہیں اور سمجھانے اور منع کرنے سے باز نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت اور مہر اُن پر سے اٹھا لیتا ہے سو وہ گمراہی میں پڑے رہتے ہیں کہ قیامت کے روز ان کو عذاب ہوگا سو لب دنیا میں اللہ کی طرف سے ہدایت کے واسطے قرآن آ چکا اور رسول بتا چکے پھر اب کوئی نہ مانے تو اللہ تعالیٰ خود آ کر بتانے کا نہیں مگر ہاں قیامت کو عذاب البتہ کرے گا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ۔ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ روم میں نہ ہو ان میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے بہت گروہ ہر فرقہ جو اپنے پاس ہے اُس پر خوش ہو رہے۔

ف۔ یعنی جو کام شریعت میں یا عقل کے نزدیک صریح بد ہے اس کو ہر کوئی بد جانتا ہے اور جو کام برا کوئی اپنی عقل سے یا اور کسی سے سیکھ کر نیا ایجاد کرتا ہے تو اس کی برائی صریح قرآن و حدیث میں نہیں پاتا سو اُس کام کو نیک جانتا ہے اور اس پر خوش ہوتا ہے اور بہت سے جو ایسی نئی نئی باتیں نکالتے ہیں تو خوش ہو کر یا اس کو پسند کر کے اختیار کرتے ہیں اور ہر ایک کی جُدا جُدا نئی نئی بدعتیں علیحدہ علیحدہ وضع کی ہوئی ہیں تو گروہ گروہ جُدا جُدا ہو جاتے ہیں اور دین میں ایکا نہیں رہتا اور پھوٹ پڑ جاتی ہے مثلاً ایک فرقے نے علی مرتضیٰ کو اور اصحابوں سے افضل اور بہتر جانا اور اپنا لقب تفضیلیہ رکھا اور ایک فرقے نے اُن سے بڑھ کر علی مرتضیٰ کو افضل اور اصحابوں کو بُرا جانا اور محرم میں محفلیں تعزیہ داری اور مرثیہ خوانی اور سیاہ پوشی اور چھتی اور شبس اڑانے کی ایجاد کیں اور ایک عید غدیر اور عید بابا شجاع شیرائی اور نوروز کیا اور روزے نماز اذان وضو میں کمی بیشی کر لی اور اپنا لقب شیعہ اور محب اہل بیت رکھا اور ایک فرقے نے ان کے مقابلہ میں علی کو بُرا کہا اور اپنا لقب خارجی پسند کیا اور ایک فرقے نے علی مرتضیٰ کی اولاد کی دشمنی اور عداوت اختیار کی اور ناصبی خطاب اپنے واسطے گوارا کیا، اور ایک فرقے نے شفاعت اور دیدار الٰہی کا انکار کیا اور گناہ کبیرہ کو اسلام سے خروج کا باعث جانا اور معتزلی کہلائے اور ایک فرقے نے گوشہ نشینی اور ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر کر کے شغل برزخ اور نماز معکوس اور ختم اور توشے اور طرح طرح کے نئے نئے ورد و وظیفے اور فالنامے اور گنڈے تعویذ اتارے اور حاضرات اور عرس اور قبروں پر مراقبہ اور باجا راگ سننا اور حال لانا ایجاد کیا اور مشائخ اور پیر کہلائے پھر کسی نے آپ کو چشتی مقرر کیا اور کسی نے قادری اور کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی کسی نے رفاعی بیٹھ الیا اور کوئی سر پر بڑے بڑے بال رکھ کر اور چار ابرو کا صفایا کر اور بڑی بڑی ٹوپیاں اور تاج دھر کر اور کفنی اور سلیمان گلے میں ڈال کر مداریہ یا جلالیہ مشہور ہوا اور کسی نے دو چار شکلیں منطق اور ریاضی اور ہندسہ کی یاد کر لیں اور آپ کو مُلا اور مولوی اور عالم مشہور کرنا چاہا سو اس کے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں طرح کی راہیں نکالیں اور ہر ایک فرقہ خوش ہوا کہ ہم ہی خوب ہیں اور ہماری ہی راہ اچھی ہے، سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ایسا نہ کرو بلکہ ایک ملت اور دین اختیار کرو جو اللہ نے فرما دیا اور سابق میں بھی یہود اور نصاریٰ نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی گروہ ہو گئے سو تم ویسے نہ ہو اور اپنے دین

میں پھوٹ اور تفرقہ نہ ڈالو، ایک قرآن وحدیث پر عمل کرو اور اپنے پیغمبر ہی کے تابع رہو تاکہ دین میں پھوٹ نہ پڑے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی کو چاہیئے کہ اپنے ہی مذہب اور رویئے طریقے، رسوم و عادات کو اچھا جان کر اس پر خاطر جمع کر کے بے فکر ہو کر بیٹھ نہ رہے بلکہ بات بات کی تلاش میں رہے اور اپنے مذہب اور رویئے اور طریقے رسوم کو قرآن وحدیث سے مقابلہ کرے جو اس کے موافق ہو وہ اختیار کرے اور جو اس سے مخالف ہو وہ ترک کرے۔

بنا گمراہی کی یہی ہے کہ آدمی اپنے رویئے طریقے پر اڑا رہے اور بیفکر ہو کر نہ بیٹھ رہے، بہت خلقت اسی سے گمراہی میں پڑی ہے کہ اللہ ورسول کا حکم دریافت اور تحقیق نہیں کرتے اپنے بزرگوں کی راہ پر خاطر جمع سے مطمئن ہو کر بیٹھ رہے اور جانا کہ یہی حق ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں کہ یہ راہ میری سیدھی ہے سو اس پر چلو اور مت چلو کئی راہیں، پھر تم کو پھیر دیں گی اس کی راہ سے۔ یہ کہہ دیا ہے تم کو تاکہ تم بچتے رہو۔

ف۔ یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا یہ قرآن جو میں نے تمہارے واسطے بھیجا جو رویہ اور طریقہ میں نے تمہارے کرنے کیلئے فرمایا یہی راہ میری رضامندی اور میری طرف پہنچنے کی سیدھی ہے اس راہ پر چلو اور سوا اس کے اور راہیں باپ دادا کی اور پیر واستاد کی رسم ورواج ملک کی بادشاہوں کی نہ چلو اگر ان راہوں پر چلو گے تو وہ راہیں تم کو میری راہ سے بہکا دیں گی، یہ میں نے تم کو سمجھا دیا کہ تم خبردار ہو جاؤ اور راہوں سے بچتے رہو اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بادشاہ نے کسی شخص کو دور سے اپنے حضور میں بلایا اور فرمان قاصد شتر سوار کے ہاتھ بھیجا اور اس میں لکھدیا کہ فلانے شاہراہ پر ہو کر سیدھے آئیو اور اس شاہراہ کی سب نشانیاں لکھدیں اور یہ بھی لکھدیا کہ فلانا ہمارا قاصد جو یہ فرمان لیکر پہنچا ہے اس کے ساتھ جس طرح یہ راہ پر لاوے حضور میں آئیو اور اس راہ میں اور بھی بہت راہیں ملی ہیں کہ وہ اور طرف گئی ہیں ان راہوں کے چلنے والے بھی رستہ میں ملیں گے اور اپنی طرف بلا دیں گے ان کی طرف نہ جائیو اور نہیں تو بہک جاؤ گے اور حضور تک نہ پہنچو گے پھر وہ شخص تھوڑی دور چل کر اور راہوں پر لگ چلو ے اور اس قاصد کے کہنے کے موافق عمل نہ کرے اور فرمان کو نہ دیکھے اور اس کے مطلب کو

نہ دریافت کرے اور راہوں کے چلنے والوں کے پیچھے چلے اور پھر جانے کہ میں سیدھی راہ پر بادشاہ
کے حکم کے بموجب چلتا ہوں تو وہ شخص ہرگز بادشاہ تک نہ پہنچے گا تو اب اس کو یوں سمجھا چاہئے کہ
جیسے ہر زمانہ میں لوگ دنیا کے کاموں میں نئی نئی وضعیں اور طرح داریاں نکالتے ہیں ویسے ہی دین
کے کاموں میں ہر زمانہ کے لوگ نئی نئی باتیں اور جدا جدا راہیں نکالا کرتے ہیں چنانچہ اس سبب سے
اگلے دین والے لوگ یہود اور نصاریٰ کئی فرقے ہو گئے اور مسلمانوں میں بھی لوگ ہزاروں فرقے بن گئے
سو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا قاصد بنا کر اور فرمان اپنا دیکر لوگوں کے واسطے بھیجی
اور لوگوں کو اپنی طرف بلایا اور قرآن میں سب پتے اپنی طرف پہنچنے کے صاف کھول دیئے اور حضرت
نے بھی سب رویہ طریقے صاف صاف بیان کر دیئے اور اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ قرآن سیدھی
راہ ہے اس کے موافق راہ پر چلو تو اللہ تک پہنچو پھر اگر یہود کی یا نصاریٰ یا مجوس کی یا ہنود کی راہ چلوگے
یا اور راہیں نئی ایجاد کروگے تو نہ پہنچو گے بلکہ بہک جاؤ گے جو مسافر کئی راہیں چلے وہ منزل مقصود کو نہیں
پہنچے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کے موافق عمل کرنا اور قرآن کی راہ کو اختیار کرنا یہی راہ مضبوط
سیدھی ہے کہ اس راہ پر آدمی بے خطر اللہ کی طرف پہنچتا ہے اور جو شخص اور راہوں پر چلے وہ گمراہ ہے اللہ
کی راہ سے علیحدہ پھر وہ راہیں کسی کی ہوں خواہ اگلے کافروں کی خواہ اب کے کافروں کی خواہ جاہلوں کی خواہ
بدعتیوں کی چنانچہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں نے یہی رویہ اختیار کیا کہ ایک راہ قرآن وحدیث کی چھوڑ کر بہت
سے فرقوں کی راہیں اختیار کیں نماز روزہ حج وزکوٰۃ وغیرہ عبادت نہ کرنا دہریوں اور سوفسطائیوں کی راہ
یا نماز میں سستی اور جو عبادت اپنی مرضی کے موافق ہو کرنا اور جو اپنی مرضی کے خلاف ہو اُس سے دل چرانا بعضا
حکم شریعت کا ماننا بعضا نہ ماننا ظاہر میں اور دل میں منافقوں کی راہ اور قبروں پر مسجدیں اور مقبرے اور
قبریں اونچی اونچی بنانا اور اپنے بزرگوں کے حق میں یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ خدائے تعالیٰ سے مل کر ایک ہو گئے
تھے سو خدا ان میں سما گیا تھا۔ نصاریٰ کی اور ہندوؤں کی راہ اور مردوں سے حاجتیں مانگنا اور انکی منتیں
ماننا کفار قریش کی راہ اور اپنے باپ دادے کی راہ اور رویہ کو خلاف خدا اور رسول کے اختیار کرنا اور ان
کے رسم ورسوم کو مقدم سمجھنا اگلے کافروں کی اور ہندوؤں کی راہ اور اپنے نسب پر فخر کرنا اور موت میں پیٹنا
اور چلانا ماتم کرنا اگلے کافروں کی راہ اور تکلفات اور تعظیم مفرط اور ظاہر داری بہت کرنا مجوسیوں کی راہ اور
بیوہ عورت کو دوسرا نکاح عیب جاننا یا شادی میں سہرا اور مقنعہ موتی باندھنا ڈاڑھی منڈانا اور عید میں
بغل گیر ہو کر ملنا اور شب برات میں روشنی کرنا اور گدھے اور خچر اور اونٹ کی سواری کو معیوب سمجھنا شگون
لینا اور تاریخ اور دن اور ساعت وغیرہ کی نحوست وسعادت ماننا۔ بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کرنا

تیجہ دسواں چالیسواں برسی مردوں کی کرنا اور چیچک کی بیماری میں سیتلا بھوانی کا ماننا اور چھوت وغیرہ کا لحاظ کرنا اور بت پرستی جیسے تعزیہ جھنڈے نشان قدم رسول وغیرہ کی تعظیمیں کرنا یہ سب ہندوؤں کی اور اپنے عالموں اور مولویوں اور درویشوں کی نکالی ہوئی ایجادیں ہیں انکی بات کو خدا اور رسول کے فرمودے کی برابر سمجھنا اور اس کی تحقیق نہ کرنا یہود و نصاریٰ کی راہ لوگوں نے اختیار کی اور بہت باتیں اپنی طرف سے نئی نکالیں جیسے پیغمبر خدا صلعم کے اصحابوں کو برا کہنا اور ہزاروں باتیں اور رسمیں اپنے یہاں جاری کرلیں اور ایک راہ قرآن وحدیث کی چھوڑ دی اور گمراہی میں پڑ گئے اگر قرآن کی راہ اختیار کرتے تو اپنا اچھا دین نہ ہوتے ہوئے اور بد دینوں کافروں کی راہیں کیوں چلتے اور طرفہ یہ کہ پھٹے منہ زبان سے پھر بھی دعویٰ کئے جاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران میں کہ کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ پر چلو کہ اللہ تم کو چاہے اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ف یعنی ہر دین و مذہب کے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کو اللہ کی محبت ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور جو کام ہم کرتے ہیں سو اسی کی محبت سے کرتے ہیں تاکہ وہ ہم سے خوش ہو اور ہم کو چاہے پھر اگر ہم سے کچھ گناہ بھی ہو جاوے تو وہ بخش ہی دے گا۔ اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے پیغمبر تو ان لوگوں سے کہدے کہ اگر تم سچے ہو اور تم کو اللہ سے محبت ہے تو اللہ نے مجھ کو اپنا رسول کرکے تمہارے پاس بھیجا کہ تم میرے کہنے بموجب اس کی بندگی کرو اس کی محبت سے جو کام بتلاؤں سو کرو سو تم میری راہ چلو تاکہ معلوم ہو کہ تم کو اللہ سے محبت سچی ہے وہ تمہارے گناہ بھی بخشے کہ ایسے شخصوں کے واسطے بخشنے والا ہے اور مہربان ہے پھر جو شخص پیغمبر۔۔۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ نہ چلے بلکہ اپنی طرف سے نئی نئی راہیں نکالے پھر دعویٰ کرے کہ مجھکو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے سو وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار اور پیغمبر صلعم کی طرف سے اس پر پھٹکار۔ اس واسطے کہ وہ شخص اگرچہ ظاہر میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر حقیقت میں گویا دعویٰ پیغمبری کا رکھتا ہے کہ اپنی ایک شرع نئی جدا ہی قائم کرتا ہے وہ پیغمبر کا تابعدار کاہے کو ہے بلکہ دوسرا بھائی جیسے باغی خوشامدی محبت یوں ہی ہوتی ہے کہ محبوب کے کہنے کے موافق کام کیجئے نہ جس طرح اپنا جی چاہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت کی سنت کی پیروی نہ کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے اور جو سنت کے موافق کام کرے اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے سچی ہے اور وہ اللہ کا محبوب ہے اللہ تعالیٰ اس کو چاہتا ہے اس کے گناہ

معاف ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس پر بخشش اور مہربانی ہوگی۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نساء میں کہ سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھ ہی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا اٹھے ان میں پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی تیرے فیصلہ سے اور قبول رکھیں مان کر۔

ف۔ یعنی جب کسی عبادت یا دنیا کے معاملہ یا رسم اور عادت کی بابت لوگوں کے آپس میں جھگڑا اٹھے ایک کہتا ہو یوں کیا چاہیے دوسرا کہتا ہو یوں نہیں یوں کیا چاہیے ایک دعویٰ کرے حق میرا ہے دوسرا کہے میرا ہے کوئی کہے یہ کام یہ رسم یا عادت بد ہے کوئی کہے نیک ہے تو ایسے وقت میں چاہیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف بدیں اور حاکم ٹھیرا دیں پھر جو حکم حضرت فرما دیں یا حضرت کی حدیث سے ثابت ہو اس حکم کو خواہ اپنی مرضی کے موافق ہو خواہ خلاف جان و دل سے خوش ہو کر قبول کریں اور مان لیں تب مسلمانی کا دعویٰ سچا معلوم ہو اور جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصف اور حاکم نہ بدے یا حضرت کے حکم سے دل میں ناخوش ہو اور حکم کو نہ مانے اور چون وچرا کرے وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ کافر و منافق ہے ظاہر میں آپ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کہتا ہے پھر حضرت کے فیصلہ سے اور حکم سے راضی نہیں ہوتا اور دل میں خفگی اور تنگی لاتا ہے۔ اس مقام پر انصاف سے پوچھا چاہیے کہ اس زمانہ میں ہندوستانی مسلمانوں میں ہزاروں نئی باتیں اور نئے عقیدے اور رسم و رسوم جو رائج ہیں اور ایک جہان اس میں گرفتار ہے جیسے لڑکا پیدا ہوتے وقت ایک بکرا ذبح کرنا اور بندوقیں چھوڑنا اور زچا کی چارپائی پر تیر اور کلام اللہ رکھنا چھٹی کرنا اور نام فلاں بخش اور غلام فلاں رکھنا اور اگرچہ خون زچا کا چالیس روز سے کم میں بند ہو جائے مگر پورے چالیس دن تک اس کو ناپاک سمجھنا بسم اللہ کے واسطے چار برس اور چار مہینے کی قید کرنا اور بسم اللہ کی شادی کی محفل کرنا اور ختنہ میں شادی اور محفل اور رسم و رسوم کرنا اُس مختون کو معاذ اللہ قبروں یا نشان یا جھنڈے کے سلام کو لیجانا اس کے ہاتھ میں بال کا کنگنا باندھنا اور اس کے ہاتھ میں لوہا رکھنا اور رسوم منگنی کی کرنا بیڑی وغیرہ بانٹنا اور شادی نکاح میں موتی باندھنا اور دروازوں پر نیل یا چونے کے ٹیکے دینا ساچق اور آتشبازی اور پھول کٹھولی اور روشنی کی سیدھیاں اور ٹٹیاں اور ناچ اور زرد نارنجی اور سرخ کپڑے پہننا کنگنا باندھنا مرد کو مہندی لگانا سہرا باندھنا اور ٹوٹے گانا اور جلوہ کرنا اور شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا اور چوتھی کھیلنا محرم میں عورت کی صحبت اور عورت کو زینت ترک کرنا چارپائی پر نہ سونا تعزیہ بنانا شدے نکالنا محرم کی محفلیں کرنا علم چڑھانا مہندی نہانا اور صفر کے مہینے کو بالخصوص تیرہ دن نامبارک

سمجھنا اور آخری چہارشنبہ کو سیر کو جانا اور ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے کھڑے ہو جانا اور یہ جاننا کہ روح حضرت کی یہاں آتی ہے اور ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا اور جمادی الاولی میں مکن پور کو بدیع الدین شاہ مدار کے چلّے کو عرس میں جانا اور شعبان میں آتشبازی چھوڑنا اور حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا اور رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع اور قضا عمری پڑھنا شوال میں عید کے روز سویاں پکانا اور بعد نماز عیدین کے بغل گیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا اور ذیقعدہ مہینے میں نکاح نہ کرنا وعلی ہذا القیاس کفن کے ساتھ جانماز اور چادر بھی ضرور بنانا اور بعض کی چارپائی منحوس سمجھنا اور حضرت عزرائیل کے نام کو یا سورۂ یٰسین کو معاذ اللہ بد جاننا اور کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا اور قبر میں تل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا اور تیجہ دسواں چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی عرس مردوں کے کرنا اور اسقاط مروجہ کرنا حافظوں کو قبروں پر بٹھلانا قبروں پر چادریں ڈالنا مقبرے بنانا قبروں پر تاریخ لکھنا وہاں چراغ جلانا موت کے ذکر کو برا جاننا بعد تین روز سے ماتم پرسی کرنا اور دور دور سے سفر کر کے قبروں پر جانا اور توشے اور سہ مٹیاں کرنا اور ماں باپ کے ترکہ سے بیٹیوں کا حصہ نہ دینا اللہ بیمار ہو تو میں ٹکے کرنا حاضرات کرنا منگل بدھ سنیچر کے دن کو نامبارک سمجھنا اور بعضی تاریخوں کو نحس جاننا گھوڑے حویلی عورت میں مبارکی نحوست کی علامتیں مقرر کرنا اور درود ناد علی اور ختم بزرگوں کے نام کے یا قرآن کے آیتوں کو معکوس پڑھنا اور چراغ جلتے وقت ایک دعا ایجادی پڑھنا اور شغل برزخ وغیرہ طریقہ ایجاد کرنا اور اس کو عمل میں لانا اور مغرب کی نماز کے بعد یازدہ قدمی پڑھنا اور ہولی دوالی وغیرہ کفار کی رسموں کو ماننا اور اونٹ اور گدھے اور خچر کی سواری کو معیوب سمجھنا اور عورتوں کا مردوں سے اور مردوں کا عورتوں سے سلام علیک کرنے کو معیوب سمجھنا اور اسی طرح خوردوں کا بزرگوں سے یا بزرگوں کا خوردوں سے سلام علیک کرنے کو ادب کے خلاف جاننا اور خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بیٹھکر خطبہ پڑھنا اور علاوہ اس کے سلف کے عقائد سے انحراف کرنا وحدت وجود اور وحدت شہود یا جبر وقدر کے مسئلہ میں گفتگو کرنا اس کے اسرار کی بہت سی تحقیق میں مشغول ہونا اور معاذ اللہ تقدیر کا انکار کرنا اور حضرت عمرؓ کی خلافت کو برحق نہ سمجھنا اور اہل بیت یا اصحابوں کے حق میں بد اعتقادی کرنا یا ان پر طعن کرنا اور مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا اور تحقیق ضروری نہ سمجھنا راگ یا باجا سننے کو بہتر جاننا اپنی ذات پات نسب کی بڑائیاں کرنا آپس میں ایک دوسرے کی گفتگو اور حرکات سکنات تحریر میں تعظیم زیادہ کرنا مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرنا اور شادیوں میں بیجا خرچ کرنا بیوہ کا دوسرا نکاح معیوب سمجھنا مصیبت میں چلانا پیٹنا زیادہ سوگ میں بیٹھنا اپنے جسم و مکان اور سواری وغیرہ کی زینت

بہت سی کرنا غرض کہ یہ باتیں اور سوا اس کے ہزاروں رسمیں جو رائج ہیں کہ ہزاروں آدمی یہ رسمیں کرتے ہیں اور اور بہتیرے آدمی منع بھی کرتے ہیں قطع نظر اور دلیلوں سے جب مسلمانوں میں اختلاف پڑا اور اس بات میں جھگڑا اٹھا تو ایسے وقت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف اور حاکم بنانا چاہئے اس واسطے کہ حضرت کے وقت میں بھی تو لڑکے پیدا ہوتے تھے عورتیں زچا ہوتی تھیں اور لڑکوں کے ختنے بھی ہوتے تھے اور قرآن پڑھنا ان کو شروع ہوتا تھا اور لوگوں کے نکاح ہوتے تھے اور لوگوں کو بیماریاں ہوتی تھیں اور لوگ مرتے تھے اور قبریں بنتی تھیں اور چلّا اور برس روز گذرتا تھا اور محرم صفر وغیرہ مہینے آتے تھے تو ایسے وقت میں حضرت کیا کرتے تھے اور کیا فرماتے تھے اور حضرت کے اصحاب کس طرح عمل میں لاتے تھے پھر اگر ان کا بُرا ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل اور تقریر سے ثابت ہو تو چاہیے مسلمان خوش ہو کر دل سے قبول کرے اور ویسا ہی حضرت کی مرضی کے موافق عمل میں لاوے اور جو شخص اس کی بُرائی دریافت کرکے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا بُرا لگے تو صاف جان لیا چاہیئے کہ وہ شخص اس آیت کی بموجب مسلمان نہیں اور یہ بے شبہ بات ہے کہ حضرت کے اور اصحابوں کے اور تابعین بلکہ تبع تابعین کے بعد یہ رسمیں رائج ہوئیں تو اب معلوم کیا چاہیئے کہ حضرت نے نئی نئی رسموں اور ایجادی کاموں کے حق میں کیا فرمایا ہے سو سُننا چاہیئے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔

مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے نئی چیز نکالی ہمارے اس دین میں جو چیز اس میں سے نہیں تو وہ چیز باطل اور مردود ہے۔

ف۔ یعنی جس نے ایسی چیز دین میں نکالی کہ جس کی دین میں اصل نہ ہو سو وہ چیز باطل و رد ہے، نئے کام دو طرح کے ہیں ایک وہ کہ حضرت کے اصحابوں کے یا تابعین یا تبع تابعین کے وقت میں ایسا واقع نہ ہوا کہ اُس نئے کام کی حاجت ہوتی بعد اُس زمانہ کے ایسا واقع ہوا کہ اُس نئے کام کی حاجت ہوئی مثلاً حضرت کے وقت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت یا تابعین کے وقت تک کسی کو صرف و نحو پڑھنے کی یا قرآن شریف کے زیر و زبر بنانے کی یا فقہ کی کتاب تصنیف کرنے کی حاجت نہ ہوئی اُس واسطے کہ سب مسلمان عرب تھے کلام اللہ کو بے صرف و نحو کے سمجھتے تھے اور بے زیر و زبر کے صحیح پڑھتے تھے اور اکثر لوگ مسائل کے عالم تھے اور اختلاف کم تھا سو ان کو احتیاج ہی نہ ہوئی کہ فقہ کی کتاب اور فتاویٰ بناتے بعد اس زمانہ کے جب اسلام توران اور ہندوستان وغیرہ کی طرف پہنچا تب احتیاج ان چیزوں کی ہوئی

اور بموجب اشارے آیات واحادیث کے یہ چیزیں بنائی گئیں تو یہ چیزیں کہ وسیلہ علم کا ہیں جیسے صرف و نحو اور علم قرأت اور اصول و فقہ اور کتابیں تصنیف کرنا اور اجتہاد وغیرہ چیزیں ان لوگوں کے حق میں بدعت نہیں اور دوسری طرح کے نئے کام وہ ہیں کہ وہ واقع بھی ہوئے مگر حضرت کے یا اصحاب یا تابعین یا تبع تابعین کے وقت میں وہ نئی چیزیں بے انکار کے جاری نہ ہوئیں تو وہ چیزیں بدعت اور باطل اور مردود ہیں مثلاً اُس وقت میں لوگ مرتے تھے اور دفن ہوتے تھے مگر کوئی تیجہ دسواں چالیسواں نہیں کرتا تھا اور اسی طرح سے فاتحہ نہیں دیتا تھا اور یہ رسوم لوازمات میت سے کوئی نہ سمجھتا تھا مثلاً اُس وقت میں لوگوں کے نکاح ہوتے تھے مگر کوئی ساچق اور آتشبازی وغیرہ اور سمجھن آرسی نہیں کرتا تھا تو ایسے سب کام باطل اور مردود ہیں اس واسطے کہ دین کا کام وہ ہوتا ہے جسکے کرنے میں خوبی اور بہتری اور ثواب ہو اور نہ کرنے میں ثواب جاوے یا الزام آوے اور بُرائی ٹھیرے سو دین کے کام دو طرح کے ہیں ایک وہ کام جو دل سے علاقہ رکھتے ہیں جیسے نیت اور اعتقاد اور فکر اور دھیان محبت عداوت وغیرہ دوسرے کام جو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہیں سو وہ کام یا عبادات ہیں یا معاملات ہیں یا رسوم و عادات ہیں سو ان دونوں طرح کے کام مقرر کرنا یا ٹھیرانا اور بتلانا اور ان کاموں میں وقت اور جگہ اور وضع اور گنتی مقرر کرنا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام تھا اور اسی واسطے حضرت کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کر کے بھیجا سو حضرت نے فرمایا کہ جس نے کوئی عقیدہ یا کوئی عبادت یا کوئی رسم نئی نکالی اور اس کی مثل اور نظیر بھی دین میں نہ تھی سو وہ عقیدہ اور عبادت اور رسم یا جو دین کے عقیدے اور عبادت اور رسم میں وقت یا جگہ یا وضع ہیئت یا گنتی کی قید اپنی طرف سے مقرر کی سو وہ بدعت اور باطل اور مردود ہے اور معلوم رہے کہ مثل اور نظیر کا دریافت کرنا ہر شخص کا کام نہیں یہ مجتہد کا کام ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ — مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ — کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ — اچھی باتوں میں سے اچھی بات اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ — بہتر راہوں میں سے بہتر راہ محمدؐ کی ہے اور سب برے کاموں میں سے
مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ — برا کام وہ ہے جو نیا پڑا اور ہر نئی چیز گمراہی ہے یعنی سبب گمراہی کا ہے

ف یعنی اللہ تعالیٰ آدمی پر باپ سے زیادہ مہربان ہے کہ اس نے اگلے دین سب منسوخ کر کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے کتاب قرآن مجید بھیجا اور اُس میں جو باتیں دنیا اور آخرت میں آدمی کے

کام کی تفصیل بیان کردیں سو وہ سب نئی باتوں سے اچھی ہیں اُس پر عمل کرو اور اللہ تعالیٰ نے حضرت کو پیغمبر کرکے بھیجا انہوں نے قرآن کا سب مطلب صاف صاف بیان کردیا اور عمل کرکے دکھلا دیا کوئی بات باقی نہ رہی جس کی نئی ایجاد کرنے کی دین میں ضرورت ہو پھر باوجود اس کے جو دین میں کوئی نئی بات نکلے وہ سب برائیوں سے زیادہ بُری ہے کہ دین میں نئی بات نکالنا گویا اپنی ایک شرع جدا قائم کرنا ہے یا قرآن میں اور حضرت کے رویۂ اور کام میں نقصان بتانا ہے گویا یہ دعویٰ کرنا ہے کہ یہ بات خدائے تعالیٰ نے قرآن میں نہ کہی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی جو کہہ جاتے سو اب ہم نے نکالی اور جو بات ایسی ہو کہ جس میں ایسی بُری بات نکلتی ہو وہ صریح گمراہی ہے اسی واسطے بدعت کا کام سب بد کاموں سے زیادہ بد ہے کہ بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی اس سبب سے کہ وہ بدعت کو نیک کام جان کر کرتا ہے تو اس کو کبھی توبہ کرنے ... کا خیال نہیں گذرتا اسی واسطے حضرت نے فرمایا کہ سب بدعتیں گمراہی ہیں.

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْغَضُ إِلَى اللّٰهِ ثَلٰثٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ.

مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ غضب اللہ کا سب آدمیوں سے تین پر ہے ایک گناہ کرنے والا حرم میں دوسرے چاہنے والا اسلام میں اگلے کافروں کی عادت کے کام تیسرے چاہنے والا مرد مسلمان کا خون ناحق صرف اس واسطے کہ بہا دے اسکا خون.

ف. یعنی جو شخص گناہ کرتا ہے تو اللہ صاحب اُس پر ناخوش ہوتا ہے اور اس کی طرف غضب الٰہی متوجہ ہوتا ہے جتنے آدمی دنیا میں گناہ کرتے ہیں جس قدر غضب الٰہی ان سب لوگوں کی طرف ہوتا ہے اُن سب سے زیادہ غضب الٰہی اس پر ہوتا ہے کہ جو کعبہ شریف کے حرم میں گناہ کرے اور جو شخص کافروں کی رسم مسلمانوں میں کیا چاہیئے اور جو ناحق کسی مسلمان کا خون کرنا چاہے اس واسطے کہ گویا وہ شخص اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے کعبہ شریف کو اللہ صاحب نے اپنا گھر ٹھیرایا اور وہاں کے ادب کا اور وہاں کی عبادت کا حکم دیا پھر جس نے وہاں کا ادب نہ کیا وہاں گناہ کیا تو اُس نے نہایت بے ادبی کی بلا تشبیہ جیسے کسی نے باوجود بادشاہ کے منع کرنے کے روبرو دیوان خاص میں قصور بے ادبی بادشاہ کی کی اور اللہ تعالےٰ نے آدمی کو پیدا کیا اس کی آنکھ ناک کان اعضاء درست بنائے اس کو بڑھایا دنیا میں جگہ دی پھر ایمان اس کو دیا پھر جس نے اس کو مار ڈالنا چاہا تو گویا اللہ کا مقابلہ کیا کہ جس کو اللہ تعالیٰ رکھا چاہی اس کو یہ مٹایا چاہے اور اگلے لوگوں نے کچھ اپنی عقل سے رسم ورواج نکال لئے تھے کہ وہ اُن کو

نیک جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صاحب کو پیغمبر کرکے قرآن دیکر بھیجا اور حکم کیا کہ اگلے کافروں کی رسم و رسوم کو مٹا دیں اور لوگوں کو اس کے کرنے سے باز رکھیں پھر جو شخص وہ رسم و رسوم اگلے کافروں کی پھر جاری کرے اور چاہے کہ مسلمانوں میں وہ رسمیں جاری ہو جاویں تو اُس نے گویا شریعت کے مٹانیکی بنیاد ڈالی اور کفر کے جاری ہونے کی تدبیر کی تو یہ شخص گویا خدا تعالیٰ کا مقابلہ کیا چاہتا ہے کہ جس کو خدا مٹایا چاہے یہ جاری کیا چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ کا دشمن ٹھہر جاتا ہے اور اگلے کافروں کی بھی رسمیں اور عادتیں تھیں کہ اپنے مولویوں اور درویشوں کی نکالی ہوئی بات کو عین خدا ہی کا حکم سمجھنا اور باوجود مخالفت فرمودۂ خدا اور رسول کے اُس بات کو غلط نہ جاننا اور نہ چھوڑنا اور خدا و رسول کے کلام کے مقابلہ میں اُس بات کی سند پکڑنا اپنے باپ دادے کے رسم و رویہ کو مقدم کرنا مسئلہ کے مقابلہ میں اس کی دلیل اور سند پکڑنا دنیا کی طمع یاروں کے برا ماننے کے خوف سے یا نفسانیت کی راہ سے سچا مسئلہ بیان نہ کرنا کلام اللہ اور کلام الرسول میں تحریف کمی بیشی کرنا اپنی خواہش کے موافق مسئلہ تاویلیں تراش لینا صلح کل کا رویہ اختیار کرنا، اپنی ذات خاندان نسب پر فخر کرنا اس میں ذون کی لینا مردوں کو بیان کرکے چلا کر رونا پیٹنا غم میں سیاہ کپڑے پہننا قبریں بلندی کی بنانا قبروں پر یا مقبرے میں اس کی تاریخ وغیرہ لکھنا مقبرے بنانا قبروں پر مسجدیں بنانا وہاں کھانا چڑھانا باجے راگ کو عبادت سمجھنا نوروز کو ماننا صفر کے مہینے کے تیرہ دن کو نامبارک سمجھنا سعادت نحوست ستاروں کی اور دلوں کی ماننا جن پریوں کو ماننا کرنا شگون لینا بزرگوں کی منتیں ماننا بزرگوں کی نیاز اچھوتی ٹھہرانا تصویروں کی تعظیم کرنا اور جس شخص سے معجزہ وکرامت نہ ہو اُس کو پیغمبر اور ولی نہ سمجھنا وغیرہ یہ ہزاروں رسمیں اور عادتیں سب یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور منافقوں کی اور مکہ والے اگلے مشرکوں کی ہیں۔ اور سوا اس کے اور ہزاروں رسمیں ہندوؤں کی ہیں کہ لوگوں نے اپنے یہاں رائج کر لیں کہ پیغمبر خدا ایسی ہی باتوں کے مٹانے اور ایسی ہی رسموں کے دفع کرنے کے لئے آئے اور قرآن نازل ہوا پھر جو شخص ایسی رسمیں اور عادتیں اختیار کرے اور مسلمانوں میں جاری کرے تو وہ شخص اس حدیث کے بموجب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغضوب ہے راندہ گیا خدا کے غضب میں گرفتار اور خدا کے دشمنوں میں شمار۔ اس مقام پر معلوم رکھنا چاہیئے کہ ایک قسم کی بدعت یہ بھی ہے کہ اگلے کافروں کی رسوم اور عادات اسلام میں جاری رکھنا گویا وہ رسم اسلام میں نئی نکلی بعضے شخص جو شبہ کرتے ہیں کہ جس کام کی صریح بُرائی قرآن و حدیث میں نہیں آئی اس کو ہم کیوں بُرا جانیں سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ جس کام کی ہم کو خدا اور رسول کی طرف سے اجازت نہ ہو وہ کام ہم کو منع ہے۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي أُمَّتِهٖ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهٗ فِي أُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهٖ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ.

مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نبی کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے اس کی امت پاس مجھ سے پہلے تو ہوتے تھے ..... اُس کی امت میں کچھ لوگ صاف دل اس کے مددگار اور یار کہ اختیار کرتے تھے اس نبی کا رویہ اور عمل کرتے تھے اسکے حکم کے موافق پھر یوں ہوتا کہ پیدا ہوتے انکے بعد بد دیۃ لوگ کہ وہ لوگوں کو کہتے جو خود نہ کرتے اور کرتے ایسے کام جس کا حکم نہ ہوتا تو جس نے جہاد کیا ان پر اپنے ہاتھ سے سو وہ مسلمان کامل ہے اور جو جہاد کرے ان پر اپنی زبان سے وہ بھی مسلمان ہے اور جو جہاد کرے ان پر اپنے دل سے وہ بھی مسلمان ہے اور نہیں ہے بعد اس کے کچھ ایمان رائی کے برابر۔

ف. حضرت نے اپنی امت کے خبردار کرنے کو اگلے پیغمبروں کی امتوں کا حال بیان کیا سو حضرت کی امت کا بھی یہی حال ہوا کہ حضرت کے اصحاب صاف دل پاک باطن لوگ تھے کہ حضرت کے مددگار رہتے تھے اور حضرت کے حکم کے موافق عمل کرتے تھے بعد ایک مدت کے ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ لوگوں کو اور کچھ بتلاتے اور آپ اور کچھ کرتے خود فضیحت بدیگراں نصیحت اور ایسے کام کرتے ہیں جس کا حکم نہیں ہوا یعنی نئی نئی ایجاد کے کام بدعت کے سو حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی ان پر ہاتھ سے جہاد کرے کہ ان کو مارے اور ان کا وہ بدعت کا کام متغیر کر دے اور توڑ ڈالے اور اس کا کارخانہ برہم کرے سو وہ کامل مسلمان ہے اوّل درجہ کا اور جو کوئی صرف زبان سے منع کرے بدعت سے اور اس کی برائی بیان کرے اور بدعتی کو نصیحت اور بدعت کی فضیحت کرے وہ بھی مسلمان ہے دوسرے درجہ کا اور جو شخص اُس بدعت کے کام کو دل سے بُرا جانے اور فکر و تدبیر اس کے دور ہونے کی کرے اور بدعتی سے دل نہ ملاوے وہ بھی مسلمان ہے تیسرے درجہ کا ضعیف الایمان اور جو اتنا بھی نہ ہو اس میں رائی برابر بھی ایمان نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو خود بدعتی موجد بدعات ہو اس کے ایمان کا کیا ٹھکانا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے اُس قدر بدعت کے موقوف ہونے کے واسطے کوشش کرے اور بدعت کے کام کو توڑ دے اور زبان سے بدعتیوں کو نصیحت کرے اور بدعت کے عیب بیان کرے اور دل سے بدعت کو بُرا جانے اور بدعتیوں سے

دوستی اور اتحاد نہ رکھے اور رکھے تو ایمان میں نقصان ہے اور جسقدر بدعت سے بچے اور بدعت کو موقوف کرے اتنا ہی ایمان کامل ہوا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ جس کام کا حکم نہ ہوا اگرچہ مناہی اور ممانعت بھی نہ ہوئی ہو اُس کام کو کرنا بدعت ہے اور ممنوع مثلاً کہنیوں تک دونوں ہاتھ وضو میں دھونا فرض ہے اور بغلوں تک دھونا صریح منع بھی نہیں تو اب اگر کوئی شخص وضو میں بغلوں تک ہاتھ دھوئے اور جانے کہ میں اچھا کرتا ہوں تو اس کو منع کریں گے کہ وضو میں اس طرح دونوں ہاتھ دھونے کا حکم نہیں ہوا یا مثلاً اذان میں اول چار دفعہ اللہ اکبر کہنا چاہیے پھر کوئی شخص پانچ دفعہ اگر کہے اور دلیل لائے کہ پانچ دفعہ اذان میں اللہ اکبر کہنا منع نہیں آیا تو اُس کو رد کہیں گے اور یہی کہیں گے کہ چار مرتبہ سے زیادہ کہنے کا حکم نہیں آیا مثلاً اذان میں اشہد ان محمداً رسول اللہ کے ساتھ یوں کہے اشہد ان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کو منع کریں گے مثلاً فجر کی دو سنت مقرر ہیں کوئی تین یا چار رکعت سنت فجر کو پڑھے تو اسی طرح اس کو منع کریں گے اور یہی کہیں گے کہ اس طرح سے حکم نہیں ہوا منع کرنیکو یہی دلیل کافی ہے کہ اس کام کی شریعت میں صراحۃً یا اشارۃً اجازت نہیں آئی مگر ہاں کام کرنے کیواسطے البتہ دلیل چاہیے اور حکم بتلایئے خواہ آیت ہو یا حدیث ہو یا حضرت کے اصحابوں کا اور تابعین کا عمل اور اتفاق ہو۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقُوْا عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وَاِنَّہٗ سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِھِمْ تِلْکَ الْاَھْوَاءُ کَمَا یَتَجَارَی الْکَلْبُ بِصَاحِبِہٖ لَا یَبْقٰی مِنْہُ

مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور آوے گا ایک ایسا وقت میری امت پر جیسا آیا بنی اسرائیل پر جیسے ایک جوتی برابر دوسری کے یہاں تک کہ اگر ہوا ان میں کوئی ایسا کہ اُسنے برا کام کیا اپنی ماں سے علانیہ تو البتہ ہوگا میری امت میں بھی ایسا شخص کہ کریگا ایسا اور بنی اسرائیل پھوٹ ہو گئے بہتر فرقے اور پھوٹ کر ہو جاوے گی میری امت تہتر فرقے کہ سب وہ دوزخی ہوں گے سوا ایک فرقے کے اصحابوں نے عرض کیا کون ہے وہ ایک فرقہ یا رسول اللہ، فرمایا وہ لوگ جو اس طریقہ پر جس پر میں ہوں اور میرے یار اور یوں ہوگا کہ نکلیں گے میری امت سے ایسے کہ جاری ہوں گی ان میں بدعتیں جیسے جاری ہوتی ہے ہڑک کتے کے کاٹے ہوئے کو کہ نہیں باقی رہتی

عِرْقٌ وَّلَا مَفْصَلٌ اِلَّا دَخَلَہٗ۔ اس کی کوئی رگ اور نہ کوئی جوڑ مگر بیٹھ جاتی ہے اُس میں۔

ف۔ یعنی جیسے کتّے کے کاٹے کی بیماری آدمی کے بالکل رگ وریشہ میں گوشت وپوست جوڑ بند میں بیٹھ جاتی ہے ویسے ہی ایک زمانہ میری امّت پر ایسا آوے گا کہ لوگوں میں بدعتیں جاری ہوجاویں گی عقیدے اور عبادتیں اور وظیفے اور روزے نماز صدقہ خیرات مراقبے نئی نئی طرح کے نکلیں گے اور مسلمانوں کے دین میں یہود اور نصاریٰ سے بھی زیادہ پھوٹ پڑے گی کہ وے تو بہتّر ہی فرقے ہوں گے یہ تہتّر فرقے ہوجاویں گے سو ویسا ہی ہوا کوئی خارجی ہوا کوئی رافضی کوئی جبری کوئی قدری کوئی معتزلی کوئی آزاد کوئی ستراشاہی اور کوئی سُنّی سو حضرت نے فرمایا کہ بیشک میرے اور میرے اصحابوں کے عقیدے اور طریقے اور رسم وعادت یعنی سنّت کے موافق عمل کرنے والا جو فرقہ ہو وہ بہشتی اور جنتی ہے اور باقی سب فرقے جو بدعت کی نئی نئی باتیں نکال کر گروہ متفرق ہوگئے وہ سب دوزخی ہوں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حضرت کے یاروں کے عقیدے اور رسم وعادت اور عبادت کے موافق اپنا عقیدہ اور عبادت اور رسم اور عادت درست رکھے تو وہ جنتی اور سچّا سنّی مسلمان سنّت کے موافق ہے اور جو شخص اُن کے عقیدے اور عبادت اور رسم اور عادت کے سوا اور طریقے نکالے یا اُن کے طریقے میں کچھ کمی بیشی کرے سو وہ اپنے واسطے دوزخ کی راہ صاف کرتا ہے ان کے طریقے میں کیا نقصان پایا جو آدمی اور طریقہ نکالے اور پھر مسلمانی کا دعویٰ کرے جھوٹے نام سے کام نہیں چلتا بلکہ الزام آتا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ترمذی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِنْ نے کہ انسؓ نے نقل کیا کہ مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ بچے اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو صبح اور شام کرے اور تیرے دل میں
غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَذٰلِکَ کسی کی طرف سے کدورت اور میل یعنی کینہ اور عداوت نہ ہو تو کر
مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْ سُنَّتِیْ فَقَدْ پھر فرمایا اے میرے بچے یہ میری سنّت ہے اور جسنے دوست رکھا میری سنت کو
اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ۔ تو اسنے مجھی کو دوست رکھا اور جسنے مجھکو چاہا اور دوست رکھا تو وہ میرے ساتھ ہوگا بہشت میں

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کی دوستی یہی ہے کہ سنّت کے موافق عمل کیجئے اور یہ بھی دریافت ہوا کہ جو شخص سنّت کے موافق عمل کرے وہ بڑے مرتبہ کا بہشتی ہے کہ بہشت میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگا تو ہر مسلمان طالب بہشت کو چاہیئے کہ جس قدر ہو سکے سنّت کو اختیار کرے اور بدعت کو ترک کرے اور بدعت سے بیزار رہے اور ایک سنّت یہ بھی ہے کہ شام سے صبح تک اور

صبح سے شام تک یعنی مدام کسی کی عداوت اور کسی سے بغض اور کینہ دل میں نہ رہے۔

أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِيْ فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ.

مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ میں لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چنگل مارا یعنی عمل کیا میری سنت پر میری امت کے فساد کے وقت تو اس کو ثواب سو شہید کا ہے۔

ف۔ یعنی جب امت کے لوگ طرح طرح کی بدعتیں ایجاد کریں گے اور ہر ایک اپنی بدعت کو نیک جان کر ذوق و شوق سے عمل میں لادے گا اور ہزارہاں بدعتیں ہوں گی پھر بعضی بدعت کو کوئی فرض جانے گا اور بعضی کو کوئی واجب بتادے گا اور بعضی کو کوئی سنت ٹھیرادے گا اور کوئی مصلحت وقتی اور دنیادی قرار دیگا اور کوئی رسم اپنے بزرگوں کی جان کر اور کوئی عوام کے طعن کے خوف سے عمل میں لادے گا اور ہر ایک اپنی بات پر اڑا رہے گا تو ایسے وقت میں جو شخص سنت پر عمل کرے گا اور اس بدعت سے کنارہ کرے گا اور حضرت کے طریق کو نہایت مضبوط پکڑے گا اور کسی حال میں نہ چھوڑے گا تو اُس کو سو شہید کے موافق ثواب ملے گا اس واسطے کہ ہزاروں بدعتی اس کے دشمن ہونگے اور اس کو بُرا کہیں گے بلکہ اُس کی جان اور آبرو کھونے کی فکر میں رہیں گے اور وہ موافق سنت کے خود صبر کرے گا اس لئے اس کو سو شہید برابر ثواب ملے گا سو اب اسی اختلاف اور بدعات کا وقت ہے کہ ہر شخص اپنی ہی گاتا ہے اور جو جس کے جی میں آتا ہے بے دھڑک عمل میں لاتا ہے پھر کوئی آپ ہی نئی نئی باتیں ایجاد کرتا ہے اور کوئی غیر مذہبوں اور بددینوں سے رسوم اور بدعات یاد کرتا ہے یہ سب خرابیاں اسی سے پڑیں کہ لوگوں نے قرآن حدیث پڑھنا اور اس کے معنیٰ دریافت کرنا چھوڑ دیا اس علم شریف میں سستی کی اور علموں میں لگ پڑے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ جَابِرٍ رضہ أَنَّ النَّبِيَّ صلعم حِيْنَ أَتَاهُ عُمَرُ رضہ فَقَالَ إِنَّا نَسْمَعُ أَحَادِيْثَ مِنْ يَهُوْدَ فَتُعْجِبُنَا فَتَرَىٰ أَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا فَقَالَ أَمُتَهَوِّكُوْنَ أَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارَىٰ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِيْ.

مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ میں ہے کہ ذکر کیا امام احمد اور بیہقیؒ نے کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب آئے عمرؓ اور کہا کہ ہم سنتے ہیں باتیں یہودیوں سے سو اچھی معلوم ہوتی ہیں ہمیں سو بھلا تم اجازت دیتے ہو ہم کو کہ ہم لکھ لیں کچھ اسمیں سے تو فرمایا پیغمبر خدا نے کہ کیا تم بھی حیران ہو جیسے حیران ہوئے یہود اور نصاریٰ سو بے شبہ میں تو لایا ہوں تمہارے پاس شریعت روشن اور صاف اور اگر زندہ ہوتے موسیٰ تو نہ بن آتی انکو کچھ سوا میری پیروی کے۔

ف۔ یعنی جس دین میں نقصان ہوتا ہے اور سب احکام نہیں کھلتے تو اُس دین کے علماء اور لوگ حیران ہوتے ہیں کہ فلانے کام میں کیا حکم کیجئے اور کیسا فتوٰی دیجئے اور فلانے کام کیونکر کریئے تو وہ لوگ اور دین والے لوگوں سے سیکھ کر ویسا ہی کرتے ہیں جیسے یہود اور نصارٰی کہ جب انہوں نے اپنے دین میں سب احکام نہ پائے یا دین کے احکام ان کی سمجھ میں نہ آئے تو اور دین والوں کی باتیں حیران ہوکر انہوں نے سیکھ لیں سو اس دین اسلام میں اللہ تعالی نے سب احکام بیان کئے اور اس کی تفصیل پیغمبر خدا سے بخوبی معلوم ہوئی اور کسی بات میں اشتباہ اور دھوکا نہ رہا اور اس شریعت میں کسی اور دین کی حاجت نہ رہی اور سب اگلے دین منسوخ ہوگئے اگر اس وقت میں یہودیوں کے پیغمبر حضرت موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو اس شریعت پر چلتے تو یہود اور نصارٰی کس گنتی اور شمار میں ہیں اور کیا چیز ہیں جو ہم ان سے باتیں سیکھیں پھر اگر ہم ان سے دین کی باتیں سیکھیں تو گویا اپنے دین کو ناقص اور ان کے دین کو کامل اور پورا جانیں اور اس بات سے ایمان میں نقصان آتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور دینوں کے علم پڑھنا اور دین والوں سے باتیں سیکھنا اور اختیار کرنا نہ چاہیئے مگر ہاں جو کوئی اور دین والوں کی باتیں اُس سے پرہیز کرانے اور بچنے کیلئے یا رد کرنے کیلئے دریافت کرے تو یہ جدا بات ہے تو ایسا شخص چاہیئے کہ پہلے آپ مسلمانی کے دین میں پکا اور مضبوط اور عالم ہووے اس زمانہ کے اکثر لوگ اسی سبب سے گمراہی میں پڑگئے کہ اپنے دین کی تو خبر نہ رکھی اور کچھ رسم درواج یہود کے اور نصارٰی کے اور ہنود کے سیکھ لئے اور کرنے لگے اور پھر اسکو اپنے دین کی بات جانتے ہیں چنانچہ اکثر جاہل جب نصارٰی کی پکی قبریں اور اونچی اور اس پر مقبرے اور قبے بنے ہوئے اور اس پر تاریخیں اور نام مردوں کے لکھے دیکھتے ہیں یا ہندؤں کے شادی اور موت کی رسم ورسوم دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایسی باتیں ساری ہمارے دین میں بھی ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اس دین کے نادانوں نے انھیں لوگوں سے یہ باتیں سیکھ لیں اور آپ کو ان کے مشابہ کرلیا اور پھر اگر کوئی نصیحت کرے تو اُس سے ردّ و بدل کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ ھُدًی کَانُوْا عَلَیْہِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ

مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ امام احمد اور ترمذی نے نقل کیا کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گمراہ نہ ہوئی کوئی قوم ہدایت پانیکے بعد جس ہدایت پر تھی مگر اس سبب سے کہ ملا ان کو جھگڑا پھر پڑھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کہ فرمایا

مَا ضَرَبُوْہُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ نے کہ تجھ سے بحث نہیں کرتے کافر مگر جھگڑے سے بلکہ یہ لوگ نرے جھگڑالو ہیں۔

ف ۔ یعنی جھگڑا اُس کو کہتے ہیں کہ آپ ناحق پر ہو اور حق والے کو ٹکرانا چاہے سو فرمایا کہ دین کے کام میں جب تک اگلے لوگ حق بات کو مانتے رہے تب تک راہ اور ہدایت پر رہے اور جب ناحق بات کو رائج اور جاری کرنے لگے اور حق بات میں چون و چرا کی اور اس کو ٹکرانے لگے تو گمراہ ہو گئے سو مسلمان کو چاہیئے کہ بدعت کے کام پر جھگڑے نہیں اور حق بات کی جو قرآن وحدیث میں لکھی ہو پیروی کرے اور جو شخص بدعت کیلئے جھگڑے اور بدعت جاری کرے انجام اس کا گمراہی ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اکثر کافر حق بات کو حق جانتے تھے اور پھر جھگڑتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن میں فرمایا کہ یہ لوگ نرے جھگڑالو ہیں اور بحث اور گفتگو حق کی تحقیق کے واسطے نہیں کرتے مگر اس واسطے کرتے ہیں کہ حق بات کو ٹکرالیں سبحان اللہ ایک مسلمان قرآن و حدیث سے ثابت کرتا ہے کہ یہ کام بدعت ہے اور کرنا نہ چاہیئے دوسرا اس کے مقابل میں کہتا ہے کہ یہ کام ہمارے باپ دادے یا ہمارے شہر کے لوگ کرتے ہیں سو ہم بھی کریں گے اور نہ چھوڑیں گے خدا اور رسول کے حکم کو اور بزرگوں کی نکالی ہوئی بدعت سے کمتر اور حقیر جانا اور آسان اور سہل کام شریعت کے کام چھوڑ کر ناحق کی سختی اور تکلیف شاق دنیا اور آخرت کی اپنے واسطے گوارا کی اور گمراہی میں پڑ گئے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَیُشَدِّدُ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ فَشَدَّدَ اللّٰہُ علیھم فَتِلْكَ بَقَایَاھُمْ فِی الصَّوَامِعِ وَ الدِّیَارِ رَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ ۔

مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سختی اختیار نہ کرو اپنی جانوں پر کہ سختی رکھے گا اللہ تم پر جس قوم نے سختی اختیار کی اپنے اوپر تو سختی رکھی اللہ نے ان پر سو وہی باقی ہیں ان ہی میں سے گرجوں میں ... اور دیروں میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ درویشی جو ایجاد کی ہے اور بدعت نکالی ہے انہوں نے سو ہم نے تو فرض نہ کی تھی اُن پر۔

ف ۔ یعنی بعضے لوگ یہود اور نصاریٰ میں درویش ہوتے تھے کہ آبادی چھوڑ کر جنگلوں میں رہتے تھے اور ٹاٹ پہنتے تھے اور زنجیریں گلے میں ڈالتے تھے اور اپنے آپ کو خوب جا کر ڈالتے تھے تاکہ زنانہ ہو جائے اور جانتے تھے کہ ہم اچھا کرتے ہیں سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ فقیری اور درویشی جو انہوں نے

تک ترک کر دے مگر حلال اور مباح جانتا رہے جیسے بیمار مرض کے خوف سے اچھا ہونے کے لئے طبیب کی صلاح موافق روٹی گوشت وغیرہ ترک کرے پھر جب صحت ہو جاوے تب کھاوے اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں جس کام کا جس قدر حکم ہو اتنا ہی اور ویسا ہی بجا لاوے اپنی طرف سے احتیاط نام رکھ کر اور کچھ قید یں نہ بڑھا وے۔

اَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍؒ　مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ نقل کیا امام قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ　مالکؒ نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑیں میں نے تم تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا　میں دو چیزیں کہ ہرگز گمراہ نہ ہوگے جب تک مضبوط پکڑے رہوگے ان تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ　دونوں کو ایک کتاب اللہ کی اور سنت رسول اللہ کی۔

ف یعنی آدمی کشمکش میں گرفتار ہے دنیا اپنی طرف بلاتی ہے شیطان اپنی طرف کھینچتا ہے باپ ماں اپنے رویہ پر چلایا چاہتے ہیں اور بادشاہ امیر اپنے رویہ اور استاد پیر اپنے طریقہ پر اور دوست آشنا اپنی وضع پر اور جورو اولاد اپنی مرضی موافق آدمی کو چاہتے ہیں اور آدمی کو ان سب سے حاجتیں درپیش ہیں سو اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ میں اور حدیث میں رسول اللہؐ نے دنیا کمانے کے اور شیطان کے دفع کرنے کے حیلے اور اسباب اور ماں باپ کی تابعداری کی طرح اور بادشاہ اور امیر کی فرمانبرداری کی وضع اور استاد کی اور پیر کی پیروی کا طریق اور دوست آشنا کی دوستی نباہنے کے انواع اور جورو لڑکوں کے حقوق سب مفصل بیان کئے تو جب تک آدمی اللہ کی کتاب قرآن اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رویہ اور طریق کو مضبوط پکڑے رہے کہ کسی حال میں نہ چھوڑے تب تک گمراہ نہ ہو اور اگر قرآن کو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دے تو دنیا داری کے سبب ماں باپ کے رویہ اور رسوم پر چل کر یا بادشاہ امیروں کی فرمانبرداری کر کے یا استاد پیر کے بہکانے سے یا دوست آشنا کے اغوا سے یا جورو کی تابعداری سے گمراہ ہو جاوے اور جو قرآن و سنت کو مضبوط اختیار کرے تو ان سب کا کہنا اُسی بات میں ماننے جو کتاب اللہ اور سنت کے موافق ہو اور نہیں تو ہرگز نہ مانے بڑی کمبختی اس کی جو عیسیٰ کو چھوڑ کر دجال کے پیچھے جاوے اور زیادہ تر بدنصیبی اُس کی جو اللہ ہادی مطلق اور محمد رسول اللہ رہنمائے برحق کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا پیشوا بنا دے۔

اَخْرَجَ رَزِيْنٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ　مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْمَاتَ　رزین نے نقل کیا کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ جس کو

نے اپنی امت کو فرمایا کہ جب آدمی مشکل مشکل
سواس کا ہم نے ان کو حکم نہیں دیا سو ہمارے حضرت
کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کو چھوڑ دیتا ہے کہ وہ اُسی مشکل اور سخت کاموں میں پڑا رہتا ہے اور
اس کی بُرائی اُس کی سمجھ میں نہیں آتی سو تم ایسے سخت کام ایجاد نہ کیجیو کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے شریعت
میں بہت آسان کام بتلائے ہیں ان کے سوا اپنی طرف سے بے حکم خدا اور رسول کے سخت اور
مشکل کام اپنے اوپر اختیار نہ کرو جیسے وسواس کے مارے اور کسی مسلمان کا برتن اور پانی اور بدن اور
کپڑا ناپاک سمجھنا اور وضو اور غسل وغیرہ میں بہت سا پانی خرچنا اور نیت نماز کی زبان سے بار بار
کہنا اور ہر عمل کے واسطے بے سبب ہندوؤں کی طرح نہانا اور لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا اور
اور فلانے فلانے درود وظیفے معمولی خلاف سنت پڑھنا مثلاً جب بدھ کا روز آوے تو آپ کو ناپاک
سمجھ کر نہا کر کپڑے بدل کر ایک ورد ایجادی خواہ مخواہ پڑھنا یا جب فقیر بن کر گدی پر بیٹھے پھر اپنے مکان سے
باہر نہ جانا اور اپنی طرف سے طرح طرح کے وظیفے ورد ایجاد کرنا اور اس کے ایجاد کے موافق قیود اور
شروط سے پڑھنا اور نماز معکوس پڑھنا اور ہفتہ میں ایک روز گوشت ترک کرنا یا اچھا کپڑا اصلاح
نہ پہننا یا اچھے کھانے کو جو حلال طیب ہو نہ کھانا یا ایک ترکاری کا ترک کر دینا یا کسی مہینے یا کسی روز
مخصوص میں کوئی چیز مخصوص ترک کرنا یا شادی موت کی رسوم کو لوازمات نکاح اور موت کے سمجھ کر
خواہ مخواہ بجا لانا اور جب تک وہ رسوم اپنے معمول سے نہ ہوں تب تک اُس نکاح شادی موت کو اچھا
نہ سمجھنا اور جب تک وہ لوازمات جمع نہ ہولیں تب تک ختنہ اور شادی میں دیر کرنا مثلاً اپنی وضع اور
لباس معمولی خاندانی کے سوا اور وضع اور لباس اور القاب کو اگرچہ مباح اور جائز ہو اپنے واسطے
مکروہ سمجھنا یا سال کے بعد ضرور سمجھ کر فلانے بزرگ کا عرس کرنا یا سال کے بعد فلانے بزرگ
کی قبر کی زیارت کو خواہ مخواہ جانا اور سوا اس کے ہزاروں باتیں ہیں پھر ایسے ایسے کاموں کو عبادت اور ثواب
جاننا حالانکہ یہ سب بدعات ہیں لوگوں کے ایجاد اگلی اُمتوں کے لوگ ایسے ہی کام کر کے سختی میں پڑ گئے
اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مہربانی سے اٹھالی اور ان کو اُن کی سختی اور مشکلوں میں چھوڑ دیا سو ان ہی میں
کے کچھ لوگ بعضی خانقاہوں اور چلہ گاہوں اور درگاہوں اور دیروں میں اور گرجوں میں باقی موجود
ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیئے کہ اپنی طرف سے اپنے اوپر کوئی بات نہ ٹھہرا لے جو کام خدا
اور رسول نے عبادت بتلائے وہ عبادت جانے اور بجا لاوے اور جو چیز حلال و مباح ہے اس کو کھاوے
اور عمل میں لاوے مگر ہاں بعضے امر حلال مباح ہے اگر کسی بڑی عمدہ عبادت نامور میں خلل پڑتا ہو
اُس مباح اور حلال سے آدمی گناہ میں گرفتار ہوتا ہو تو ایسی جگہ اُس مباح اور حلال کو اُتنے ہی مطلب

فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلِإِقَامَةِ دِيْنِهِ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى آثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ عَلَى الْهُدٰى۔

چھوڑ دیے اختیار کرنا ہو اور سیدھی راہ چلنا ہو تو چاہیے کہ وہ راہ پکڑے اور پیروی کرے ان لوگوں کی جو مر گئے اسلئے کہ زندوں پر فتنہ کی امن نہیں سو وہ لوگ صحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے کہ وہ افضل تھے اس امت میں اور نیک تر تھے دلوں سے اور نہایت دور اندیش تھے از روئے علم کے اور از بس کم تھے تکلف میں کہ اختیار کیا تھا ان کو اللہ نے اپنے نبی کی صحبت کیلئے اور اپنے دین کے قائم کرنے کے واسطے سو دریافت کرو انکی بزرگیاں اور پیچھے چلو انھی کے قدم پر قدم اور جہاں تک ہو سکے مضبوط پکڑو انکی خوئیں اور عادتیں اس واسطے کہ وہ تھے سیدھی راہ پر

ف۔ یعنی نئی نئی راہیں اور رویہ نہ نکالو اور جس کو نیک راہ چلنا ہو تو پیغمبر ﷺ کے یاروں کے قدم بر قدم چلے اور انھیں کی رسوم اور عادتیں خوب مضبوط ہو کر اختیار کرے اس واسطے کہ وہ لوگ نہایت صاف دل پاک باطن تھے اور ان کو علم میں نہایت فہم تھا اور فراست اور سمجھ تھی کہ دور کی بات سوچتے تھے اور تکلف ان میں نہایت کم تھا اور ظاہرداری کم کرتے تھے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کا ان کو مصاحب بنایا تھا کہ ان سے دین قائم ہووے سو ان کی بزرگیاں اور خوبیاں دریافت کرو اور وے صراط مستقیم پر تھے بعد ان کے جوں جوں پیغمبر صاحب کا زمانہ دور ہوتا گیا پچھلے لوگ جو پیدا ہوتے گئے ان کے کاموں میں شیطان دخل کرتا گیا اور ان میں نفسانیتیں پیدا ہوئیں اور اختلاف بہت سا پڑا سو مسلمان کو ایسے وقت میں یوں ہی مناسب ہے کہ حضرت کے اصحابوں کی راہ کو جو سب سے افضل اور پاک باطن اور بے تکلف اور سب کے سب اصل جاری کرنے والے دین کے تھے اختیار کرے اور نئی نئی باتیں نہ نکالیں اور ان کی نکالی ہوئی راہ پر چلے اور نہیں تو موت یا قیامت نزدیک ہے مرنے کے بعد اور قیامت کو حال معلوم ہو گا۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَأَقُوْلُ ......

مشکوٰۃ کے باب الحوض والشفاعۃ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ سہل بن سعدؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سب سے آگے جاؤں گا حوض کوثر پر سامان درست کرنے کو جو شخص ہو نکلے گا میری طرف پیے گا اور جو پیے گا ہرگز کبھی پیاسا نہ ہو گا البتہ مجھ پر وارد ہوں گے کئی فرقے کہ میں پہچانتا ہوں گا ان کو اور وہ پہچانتے ہوں گے مجھ کو پھر لٹکے پردہ

إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي ۔ ہو جاویگا میرے اور ان کے بیچ میں تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ہیں تو کہا جاویگا تو نہیں جانتا کہ کیا نئی نئی باتیں نکالی تھیں انہوں نے تیرے بعد تب میں کہونگا کہ دوری ہووے دوری اسکو جسنے متغیر کیا میرے بعد دین کو

ف ۔ یعنی روز قیامت کو جب آفتاب میل برابر نزدیک ہوگا اور دوزخ سامنے آوے گا تو نہایت گرمی شدت کی ہوگی اور لوگوں کو پیاس لگے گی اور وہاں ایک حوض ہوگا کہ جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے برف سے زیادہ سرد ہوگا اُس حوض پر ہمارے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آگے سے جا کر ٹھہریں گے اور جو پیاسا اُدھر جاوے گا حضرت اس کو پانی پلاویں گے تو وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا، اس اثنا میں بدعتی لوگ بھی جنہوں نے دین کے کام میں نئی نئی باتیں اور رسمیں نکالی تھیں اور سنت اٹھا کر بدعت ایجاد کی تھی حوض کوثر پر جاویں گے تو بسبب اس کے کہ وہ کلمہ کو پڑھتے تھے اور نماز روزہ ادا کرتے تھے نشانیوں سے پیغمبر صاحب اُن کو پہچانیں گے کہ یہ میری امت میں ہیں اور وہ لوگ بھی حضرت کو پہچانیں گے کہ یہ ہمارے پیغمبر ہیں اس عرصہ میں فرشتے ایک پردہ ان بدعتیوں اور حضرت کے درمیان آڑ کر دیں گے اور حوض پر حضرت کے پاس ان کو نہ جانے دیں گے تو حضرت صاحب رحمۃ للعلمین یہ حال دیکھ کر فرشتوں سے کہیں گے کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہیں ان کو کیوں روکتے ہو وہ فرشتے عرض کریں گے کہ حضرت آپ کے بعد ان لوگوں نے دین میں نئی نئی باتیں نکالی تھیں کہ وہ آپ کو معلوم نہیں تو حضرت یہ بات سُن کر ایسے ناراض اور بیزار اُن سے ہو جاویں گے کہ باوجود اس خلق عظیم کے اُن لوگوں کے حق میں فرشتوں سے ایسی آفت کے وقت میں کہ یہ پیاسے اور محتاج ہوں گے قیامت کے میدان میں فرمائیں گے کہ دور کرو انکو دور کرو انکو کہ انہوں نے میرے بعد دین میں نئی نئی باتیں نکال کر دین کی صورت بدل دی گویا دین ہی اور کر دیا بلکہ اصل دین میں خلل آگیا اور جس واسطے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صاحب کو رسول بنا کر بھیجا تھا کہ بدعت اٹھادیں سو انہوں نے اور بدعتیں ایجاد کیں۔ یہاں پر ایک بات اور بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیغمبر صاحب کی معرفت بھیجا اور دین و دنیا کی سب باتیں مجمل اور مفصل قرآن میں بیان کر دیں اور پیغمبر صاحب نے اُس بموجب کر کے دکھلا دیا اور مجمل بات کو مفصل کر کے بتلا دیا جب قرآن تمام ہوا اور حضرت کے دنیا سے جانے کے دن قریب ہوئے اللہ صاحب نے فرمایا

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا یعنی آج کے دن کامل اور پورا کر چکا میں تمہارے لئے تمہارا دین اور تمام کر چکا میں تم پر اپنی نعمت اور فضل اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین

اور کامل ہو چکا اور نعمت
یعنی قرآن میں سب باتیں تمہارے کام کی صاف صاف کہدیں اور دین پورا اور کامل ہو چکا اور نعمت اللہ کی جو قرآن کا نازل ہونا تھا سو پورا ہو چکا اس کے بعد اگر کوئی کچھ بات بڑھا دے اور نئی نکالے سو وہ بات قرآن سے باہر ہے اور اللہ کے فضل سے دور اور دین اسلام سے بعید اور یا کوئی قرآن کے حکموں میں سے کوئی بات گھٹا دے اور کم کرے تو دین میں جس کو اللہ نے پورا اور کامل کیا تھا نقصان کیا اور اللہ کا فضل کم کر دیا۔

الغرض جب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین دنیا سے تشریف لے گئے اور قرآن کا علم کم ہوتا گیا اور نئے لوگ پیدا ہوتے گئے اور دین میں نئی باتیں نکالتے گئے پھر بعد میں جو لوگ پیدا ہوئے اُن نئی باتوں کو اپنے بزرگوں کی راہ و رسم جان کر اس دین کی بات میں ان رسموں کو ملاتے گئے پھر اب ایسا ہوتا گیا وہ رسم و رسوم اور دین کی بات مل کر ایک بات ٹھیر گئی اور احمق لوگ اس بالکل مجموعہ کو دین کی بات اور مسلمانی کے کام سمجھنے لگے تو دین جیسا اُس وقت میں حضرت اور صحابیوں کے سامنے تھا جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی ویسا نہ رہا مثلاً ختنہ کرنا سنت ہے اور اُس میں کچھ اور اسباب اور سامان نہیں چاہیئے اور حضرت اور صحابیوں کے وقت اسی طرح بے تکلف لوگوں کے ختنے ہوا کرتے تھے پھر پچھلے لوگوں نے اس میں نئی نئی پخیں نکالیں اور چھڑ کے کپڑے اور سہرا اور باجا اور راگ ایجاد کیا پھر اب کے جاہل ان سب کاموں کو ختنے کے لوازمات سے سمجھتے ہیں اور سنت اور بدعت کو ملا کر سنت اور بدعت کو ایک کر دیا علی ہذا القیاس نکاح وغیرہ میں بدعتیں ایجاد کر کے نیک کام اور بد کو ملا کر ایک ہی ٹھیرا لیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ جو نیک بخت موافق سنت حضرت کے اور صحابیوں کے رویہ کے موافق کرے اور کچھ رسم و رسوم ذکرے تو لوگوں کے نزدیک اُس کام کا اعتبار نہ ہو اور کمبخت بدعتی اور جاہل اس پر ہنسیں اور طعن کریں اللہ سب مسلمانوں کو بدعات سے بچا کر سنت کے موافق کرے آمین یا رب العالمین اور بعضی بدعتیں بلکہ اکثر بدعتوں کو لوگ ایمان کے کاموں میں جانتے ہیں تو اب دریافت کیا چاہیئے کہ ایمان کس کا نام ہے اور ایمان کا کیا کام ہے۔

الفصل الثانی

فی ذکر حقیقۃ الایمان

(فصل دوسری ایمان کی حقیقت کے ذکر میں)

ف۔ یعنی اس فصل میں اُن آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان کی حقیقت یہ ہے اور اصل ایمان کے یہ کام ہیں۔ پھر جب یہ بات ثابت ہو جاوے تو عقلمند

دی آپ ہی بوجھ لے کہ برخلاف اس کے جو کام ہیں وہ بے ایمانی کے کام ہیں یا ایمان کے کام ہیں، جاننا چاہیے ایمان .... کے کام اللہ و رسول کے بتانے سے معلوم ہوتے اور اپنی عقل سے نہیں بوجھے ہوتے اگر صرف عقل سے معلوم ہوتے تو بڑے کامل مسلمان بقراط اور ارسطاطالیس ہی ہوتے عقل کو شرع کے تابع کرنا چاہیے شرع عقل کے تابع نہیں تو اب دریافت کیا چاہیے کہ اللہ و رسول نے کون کون سے کام ایمان کے فرمائے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ مومنون میں کہ کام نکال چکے وہ ایمان والے جو اپنی نمازوں میں توے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو ان پر نہیں الزام پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوا سو وے ہی ہیں حد سے بڑھنے والے۔ اور جو اپنی اماتوں اور اپنے اقرار سے خبردار ہیں اور جو اپنی نمازوں سے خبردار ہیں، وہی ہیں میراث لینے والے جو میراث پاویں گے بہشت وے اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ف۔ یعنی جو مسلمان کہ نمازیں اخلاص سے اللہ کی طرف .... دل لگائے ہوئے اللہ کے خوف سے دبے جاتے ہیں اور خیال اور وہم اور طرف نہیں جانے دیتے اور جو لغو نکمی بات پر کہ جس سے دنیا و دین کا کچھ فائدہ نہیں چنانچہ راگ باجا کھیل تماشے پر دھیان نہیں کرتے اور جو اپنے مال سے زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو روکتے ہیں اور سوائے اپنی نکاحی عورت کے یا لونڈی کنیز کے اور سے نہیں کرتے پھر جو شخص اپنی نکاحی بی بی یا سوائے اپنی باندی کے اور کہیں اپنی شہوت خرچ کرے جیسے متعہ کرے یا کسی عورت کو اجرت دیکر اس سے زنا کرے یا صرف دوستی سے زنا کرے یا زبردستی کسی عورت سے صحبت کرے یا غیر کی عورت سے کرے یا کسی کی باندی عاریۃ لیکر اس سے صحبت کرے یا مرد سے ایسی حرکت کرے یا جلق و سحاق کرے تو وہی حد سے بڑھنے والا ہے زانی حرامکار اور جو لوگ امانت بجنسہ ادا کرتے ہیں اور اپنا قول و عہد نباہتے ہیں

اور جو اپنی نمازوں کی خبرداری کرتے ہیں کہ وقت پر ادا کرتے ہیں اور کسی حال میں نماز سے غفلت نہیں کرتے ہیں سو ایسے لوگ مراد کو پہنچتے ہیں اور انھیں کا کام نکلا کہ حضرت آدم کے وارث ہوں گے اور بہشت کو میراث میں پاویں گے اور وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان نماز اپنی حضور دل سے عجز و انکسار کے ساتھ وقت پر ادا کرے اور مال ہو تو زکوٰۃ دے اور امانت داری کرے اور قول و قرار نباہے اور لغو و بیہودہ نکمے کام نہ کرے اور سوائے اپنی عورت اور باندی کے اور سے صحبت نہ کرے اور اپنی شہوت کو روکے رہے تو کچھ اس کا کام نکلے اور وہ مراد کو پہنچے اور بہشت پاوے کہ یہ کام ایمانداری اور مسلمانی کے ہیں انھیں سے فلاح اور نجات ہوتی ہے

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۔ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انفال میں کہ ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آوے اللہ کا ڈر جاویں ان کے دل اور جب پڑھے جاویں اُن کے پاس اُس کے کلام زیادہ ہووے ان کا ایمان، اور اپنے رب پر بھروسا کرتے رہتے ہیں جو قائم رکھتے ہیں نماز اور ہمارا دیا خرچ کرتے ہیں سچے ایمان والے اُن کے واسطے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور روزی آبرو کی

ف۔ یعنی ایمان کی نشانیاں اور پتے یہ ہیں کہ جب آدمی کے سامنے اللہ کا ذکر آوے تو ڈر جاوے اور دل اس کا مارے ہیبت کے کانپ اٹھے اور جب اللہ کا کلام اس کے سامنے پڑھا جاوے تو شوق سے دل لگا کر سنے اور ہر حکم کو مانے اور ہر بات کو سچا جانے اور اس پر یقین لاوے تو ہر بار سننے سے اس کا ایمان مضبوط ہوا اور اللہ پر یقین زیادہ ہوا اور اپنے رب ہی پر بھروسا رکھے اور کسی کی پروا نہ رکھے اور نماز کو اچھی طرح سیدھی درست ادا کرے اور خدا نے جو مال و متاع دیا سو اس کی راہ پر اُس کے حکم بموجب خرچ کرے تو وہی مسلمان ہے سچا ایمان دار تو جوں جوں اس کی یہ باتیں زیادہ ہوتی جاویں اُتنا ہی اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ بڑھتا جاتا ہے پھر ایسے شخص سے اگر کچھ گناہ بھی ہو تو اللہ معاف کر دے اور اس کو بہشت میں عزت و آبرو کی روزی دے۔ اس بات سے معلوم ہوا کہ جس میں یہ باتیں نہ ہوں پھر وہ مسلمانی کا دعوٰی کرے وہ جھوٹا ہے۔ دعوٰی اس کا تب سچا ہو جب اس کے پاس یہ گواہ ہوں جو مذکور ہوئے۔

قَالَ اللّٰہُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا

فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ انفال میں کہ اور جو لوگ ایمان لائے

فِي سَبِيلِ اللهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَّنَصَرُوْا أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ — اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی ہیں مسلمان ٹھیک ان کو بخشش ہے اور روزی عزت کی۔

ف۔ یعنی جن لوگوں نے مسلمانی کا دین قبول کیا پھر بموجب حکم خدا کے کافروں کے ملک سے اپنا گھر چھوڑ کر نکل گئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور لڑے اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے ملک میں اور اپنے بیچ میں جگہ دی اور ان کی مدد کی سو ایسے ہی لوگ ہیں ٹھیک مسلمان سچے کہ ان کی بخشش ہوگی اور بہشت میں عزت کی روزی ملے گی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانی کے یہ کام ہیں کہ کافروں کے ملک سے نکل جانا اور جہاد کرنا اور مجاہدوں کو اپنے بیچ میں جگہ دینا ان کی مدد کرنا پھر جو شخص یہ کام نہ کرے وہ ٹھیک مسلمان نہیں۔

قَالَ اللهُ تَعَالىٰ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أُولٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ — فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ حجرات میں کہ ایمان والے وہی ہیں کہ جو یقین لائے اللہ اور رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں وے جو ہیں وہی ہیں سچے۔

ف۔ یقین لانا اللہ پر یہ ہے کہ اللہ ہی کو اپنا خالق مالک حاجت روا مشکل کشا روزی رزق دینے والا سمجھے اور جتنی خوبیاں اور وصف کمال کے ہیں سب اُس میں جانے اور جتنے نقصان ہیں سب سے اس کو پاک سمجھے پھر اس کے حکم کو جان و دل سے قبول کرے اُسی کی طرف ہر حال میں نظر رکھے آسانی اور آرام میں اسی کا شکر کرے اور رنج و مصیبت مشکل میں اسی کی طرف رجوع لاوے اس کے کام کو سب سے مقدم رکھے اپنی مرضی نامرضی اس کے حکم کے تابع کر دے اپنے آپ کو اس کے تابع کر دے اپنے آپکو اسکے روبرو ناچیز جانے پھر ان باتوں میں کبھی شبہ نہ لاوے اور اللہ کے رسول پر یقین لانا یہ ہے کہ اُس رسول کو اللہ کا بندہ مقبول سب مخلوق سے کمالات اور خوبیوں میں افضل جانے اور جو بات رسول فرماوے اُس کے بجا لانے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی سمجھے اور رسول کے حکم کو سب مخلوق کے حکم سے مقدم کرے اور اس میں اپنی عقل ناقص کو دخل نہ دے اور اُس کے حکم کے مقابلہ میں کسی کا حکم نہ مانے اور اُس کے فرمودہ کو برحق جانے پھر اس بات میں ایسا مضبوط ہو جاوے کہ کبھی شبہ نہ آوے سو جو شخص کہ ایسا ہو اور اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑے اور جان و مال اپنا اُس کے حکم پر نثار کرے وہی سچا مسلمان ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانی کے کام یہی ہیں کہ

اللہ اور رسول پر یقین لانا اور شبہ میں نہ پڑنا اور جان و مال سے جہاد کرنا۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ نساء میں کہ سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جبتک کہ تجھی کو منصف نہ جانیں اس میں جو جھگڑا اٹھے آپس میں پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی تیرے فیصلے سے اور قبول رکھیں مان کر۔

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی علامت اور دستاویز یہی ہے کہ دنیا اور دین کے جس کام کی بابت آپس میں تنازع و جھگڑا اٹھے اس کے فیصلے کے واسطے محمد رسول اللہ کو منصف ٹھہرا اور پھر جو حکم حضرت کی حدیث سے ثابت ہو اس میں چون و چرا نہ کرے اور اُس سے ناخوش اور دل میں بھی تنگ نہ ہووے اور بسر و چشم اس حکم کو تسلیم کر لیوے اور مان لیجے تو ایمان ہے اور نہیں تو نہیں۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ۔ مشکوٰۃ کے باب الایمان میں لکھا ہے کہ ذکر کیا بخاری اور مسلم نے کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنایا گیا اسلام پانچ چیزوں پر۔ گواہی دینا اس بات پر کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے خدا کے اور یہ کہ محمدؐ بندہ ہیں اس کا اور رسول اس کا ہے اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوٰۃ کا اور حج کرنا اور روزے رکھنا رمضان کے

ف۔ یعنی ہر چیز کی ایک بنیاد اور جڑ ہوتی ہے کہ جس پر وہ چیز قائم ہوئی ہے۔ اگر وہ جڑ نہ ہو تو وہ چیز بھی قائم نہ رہے جیسے مکان کی بنیاد زمین پر اور چھت کی بنیاد دیواروں یا ستونوں پر ویسے ہی دین اسلام کی بنیاد اور جڑ پانچ چیزیں ہیں گویا اسلام انھیں پر قائم ہے اور دین کے اصل الاصول یہی ہیں سو اول اور افضل ان میں گواہی دینا ہے اس بات پر کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد رسول اللہ صلعم بندہ اس کا اور رسول اس کا ہے اور یہ بات دل اور زبان سے علاقہ رکھتی ہے۔ دوسری بنیاد اسلام کی نماز ہے کہ وہ تمام بدن اور روح سے علاقہ رکھتی ہے تیسری بنا اسلام کی زکوٰۃ دینا ہے مال دار پر کہ وہ عبادت مالی ہے۔ اور چوتھی بنیاد اسلام کی رمضان کا مہینہ بھر روزہ رکھنا کہ وہ بھی عبادت بدنی باطنی ہے۔ پانچویں بنیاد اسلام کی حج کرنا ہے کعبہ شریف کا کہ وہ عبادت مرکب بدنی اور مالی ہے پر اس مقام پر اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد

ان محمدا عبدہ ورسولہ کے معنیٰ اور مطلب دریافت کیا چاہیے کہ اکثر لوگ اس کے مضمون
اور مطلب سے غافل ہیں بلکہ برخلاف اس کے عقیدہ رکھتے ہیں اور پھر دعویٰ اسلام کا کئے
جاتے ہیں سو سننا چاہیئے کہ شہادت کہتے ہیں گواہی کو اور گواہی وہ ہوتی ہے جو بات آدمی
کے نزدیک یقین کامل سے بے شک وشبہ ثابت ہو اس کی خبر دے تو وہ گواہ سچا ہے اور اگر
اس کے نزدیک وہ بات یقین کامل سے ثابت نہ ہو اور خبر دے تو وہ گواہ جھوٹا ہے۔ اگرچہ وہ
بات حقیقت میں سچی ہو جیسے حضرت کے وقت میں منافق حضرت سے کہتے تھے نشہد انک
رسول اللہ یعنی ہم گواہی دیتے ہیں البتہ تم پیغمبر بیشک ہو خدا کے اور دل سے اس بات پر یقین نہیں
لاتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کو فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ لے پیغمبر تو اس کا پیغمبر ہے
مگر واللہ یشھد ان المنٰفقین لکٰذبون یعنی اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق البتہ جھوٹے
ہیں اس لئے کہ صرف زبان سے یہ بات کہتے ہیں اور یقین کامل اس کا ان کو نہیں اس واسطے یہاں
فرمایا کہ جب آدمی کے نزدیک یقین کامل سے ثابت ہو جاوے اس کے بموجب زبان سے کہے
کہ خدا ہی بندگی کے لائق ہے اور کوئی نہیں اور محمد صلعم بندہ اس کا ہے اور رسول ہے تب اس
کا زبان سے کہنا سچا ہو اور وہ کہنے والا مسلمان ٹھیرے اور نہیں تو نہیں پھر اگر زبان سے کہا اور
دل میں اس کے یہ بات نہیں تو بھی مسلمان نہیں بلکہ منافق ہے اور اگر دل سے اس بات کو سچا
جانا اور زبان سے نہ کہا تو مسلمان نہیں ہاں اگر گونگا ہو تو لاچاری ہے یا دل میں یقین آنیکے
بعد فوراً مر گیا اور زبان سے کہنے نہ پایا تو اس کا کچھ قصور نہیں پھر جو شخص دل سے یقین لایا اور زبان
سے اقرار کیا تو اس نے گویا یہ بات کہی کہ میں مشرک اور بت پرست اور ستارہ پرست اور پیر پرست
نہیں ہوں اور مجوس اور صابئین اور ثنویہ اور ہنود وغیرہ سب دینوں سے دست بردار ہوا اس
واسطے کہ اس نے اقرار کیا کہ سوائے خدا کے کوئی اور معبود نہیں اور سوا اس کے میں کسی کی عبادت
نہ کروں گا سو اس کی تقریر یہ ہے کہ آپ کو نہایت ذلیل کرنا اور اس کی تعظیم کے واسطے اس کا
نام عبادت اور بندگی اور پرستش اور پوجا ہے جیسے سجدہ یا رکوع کرنا ہاتھ باندھ کر اس کے
روبرو کھڑا ہونا اس کے مکان کا طواف کرنا اس کے نام پہ مال خرچنا اس کے نام کا روزہ رکھنا
اس کی نذر منت بدنا اس سے مراد مانگنا اٹھتے بیٹھتے مشکل آسانی کے وقت اس کا نام مدد کے
واسطے لینا اس کے نام کا ورد اور وظیفہ کرنا اس کی عبادت کرنے والے کے منکروں سے لڑنا
وغیرہ کہ عبادت ہیں تو جب آدمی نے یہ گواہی دی کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے اللہ کے

سو اس کا مطلب یہ ٹھیرا میرے نزدیک یقین کامل سے ثابت ہو چکا کہ کوئی اس لائق نہیں کہ اس کو سجدہ و یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھئے یا اس کے نام پر مال خرچئے یا اس کے نام کو ورد و وظیفہ کیجئے یا مشکل کے وقت اس کو پکاریئے یا اس سے مدد مانگئے، آسانی کے حال میں اس کی شکر گذاری میں اس کی حمد کیجئے، سوائے اللہ کے کوئی اس لائق نہیں نہ کوئی بزرگ نہ کوئی خرد نہ کسی کا جسم نہ کسی کی روح نہ کوئی امیر و فقیر نہ کوئی جن و فرشتہ نہ کوئی بھوت و پری نہ کسی کا مکان نہ کسی کا چلہ نہ کسی کا جھنڈا نہ تھان نہ کسی کا پنجہ اور قدم نہ کسی کی مورت اور تصویر نہ کسی کی قبر کہ اس کے واسطے یہ کام عبادت ہوں اور عبادت کے لائق اللہ ہی ہے کہ اس کی عبادت کیجئے اس لئے کہ عبادت اس کی کرنا چاہیئے جو خود مستغنی اور بے پروا ہو اور اس کے سب محتاج ہوں اس واسطے کہ اگر سب اس کے محتاج نہ ہوں تو خود مستغنی اور بے پروا ہوں پھر بے پروا ہو کر کیوں کسی کی عبادت کریں اور جس کی عبادت کریں اگر وہ مستغنی نہ ہوگا تو محتاج ہوگا پھر محتاج محتاج برابر ٹھیرے ایک محتاج دوسرے محتاج کی کیوں عبادت کرے پھر جو مستغنی بے پروا ہوگا تو وہ خود بخود ہوا ہوگا اس کو کسی نے پیدا نہ کیا ہوگا اور قدیم ہوگا اور ہمیشہ رہے گا اور سب عیبوں سے پاک ہوگا اور سنتا بھی ہوگا اور دیکھتا بھی ہوگا اور بولتا بھی ہوگا اور اپنے کاموں سے کچھ اس کو اپنی غرض نہ ہوگی اور کوئی کام اس پر واجب نہ ہوگا اور جس کی سب مخلوق محتاج ہوں گے وہ سب کی قدرت بھی رکھتا ہوگا اور ہر کام اپنے ارادے سے کرے گا اور غیب کا عالم ہوگا کہ سب کا حال اس کو مفصل معلوم ہوگا اور وہ زندہ ہوگا اور ایک ہوگا تو سب کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہوگا تو جب آدمی نے لا الہ الا اللہ کہا تو اس سے مراد یہ نکلی کہ کوئی ایسا نہیں جو خود مستغنی اور بے پروا ہو کر کسی چیز کی اس کو پرواہ نہ ہو اور سب اسی کی طرف محتاج ہوں مگر اللہ ہی ایسا ہے کہ خود مستغنی اور بے پروا ہے اور سب اسی کے محتاج ہیں تو کچھ وہم اور خیال میں آوے عرش سے فرش تک بزرگ خورد، جسم و روح مردے زندے جن بھوت پری یا کوئی درخت یا کوئی پتھر یا کسی کا جھنڈا یا نشان یا کسی کا چلہ یا مکان یا کسی کی قبر یا کسی کی تصویر یا کسی کا پنجہ یا کسی کی مورت یا کسی کا تھان غرض سوائے خدا کے جو کچھ ہے کوئی چیز اس لائق نہیں کہ اس کے واسطے نماز پڑھیئے یا روزہ رکھئے یا اس کے نام پر مال خرچیئے یا اس کے نام کا طواف کیجئے یا اس کے واسطے کوئی عبادت قلبی یا بدنی یا مالی یا مرکب بجا لائے اس واسطے کہ سوائے خدا کے کوئی مستغنی اور بے پروا نہیں سب مخلوق اسی کی طرف محتاج ہیں کہ خدا ہی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں اور حادث ہیں

قدیم نہیں اور نیست و نابود ہونے والے ہیں اور سوائے خدا کے سب نقصانوں سے کوئی پاک
نہیں اور سوائے خدا کے سب کو کچھ کچھ غرض لگی ہے اور سب محکوم ہیں اور سوائے خدا کے کسی کو
سب کاموں کی قدرت نہیں اور سوائے خدا کے کسی میں مستقل تاثیر نہیں کوئی عالم غیب کا نہیں
تو جو شخص کلمہ کہے اور لا الٰہ الا اللہ کے یہ معنی نہ جانے یا ان باتوں میں سے کسی بات پر اعتقاد نہ لادے
یا شک لاوے اس کا ایمان نہیں اور جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا اعتقاد لادے اور اقرار کرے مگر
محمد عبدہ ورسولہ کا مطلب نہ سمجھے یا سمجھے اور انکار کرے وہ بھی مسلمان نہیں تو اب اس کا مطلب
دریافت کیا چاہئے سو وہ یہ ہے کہ یقین کامل سے بے شک وشبہ جانے اور زبان سے اقرار
کرے کہ محمد صلعم بندے اللہ کے ہیں اور بھیجے ہوئے اس کے ہیں پیغام پہنچانے کے واسطے۔
اس مقام پر جو حضرت کا نام لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول تھے تو اس سے پوچھا
گیا کہ پیغمبر ہمیشہ آدمی اور خدا کے بندے ہی ہوتے ہیں اس لئے کہ اگر اللہ کے بندے نہ ہوتے تو
معاذ اللہ خود خدا ہوتے اور اگر ایسا ہوتا تو پیغام کس کی طرف سے لاتے پھر جب وہ بندے ٹھہرے
تو بندگی بھی خدا کی ان پر لازم ٹھہری اور وہ آدمی تھے اور سب مخلوق سے چن کر جو انہی کو پیغمبر کیا
تو اس سے معلوم ہوا کہ ان میں ایسے اوصاف جمع ہوئے تھے کہ آدمی کے حق میں اس سے زیادہ
کمال نہیں اور وہ اوصاف یہی ہیں جیسے، عقلمندی ہوشیاری. حلم بردباری، عاقبت اندیشی، خوش
خلق بے نفسانیت ہونا اور مطیع رہنا اور قناعت اور زہد اور مروت اور سخاوت اور شجاعت
رحمت، تقویٰ پرہیزگاری اور کسی کا غلام نہ ہونا اور سوائے اس کے جتنے اوصاف کمال کے اعلیٰ
درجہ پر ہیں سب ان میں تھے پھر جب لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیغمبر کرکے بھیجا تو اس سے یہ
معلوم ہوا کہ آدمی سارے مکلف ہیں کہ ان کو خدا کے حکم کے بموجب کام کرنا چاہئے خود مختار نہیں
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ نے کام کے کسب کا اختیار دیا ہے اگر محض مجبور اور بالکل بے
اختیار ہوتا تو امر ونہی کیوں ہوتا اور یہ معلوم رہے کہ جب کوئی دعویٰ کرے کہ میں خدا کی طرف سے
پیغمبر ہوں تو اس سے اگر معجزہ ظاہر نہ ہو تو وہ پیغمبر نہ معلوم ہو اور اس میں اور آدمیوں میں فرق نہ ٹھہرے
تو پیغمبر کے واسطے معجزہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے ایسا کام کروا دے جو خلاف
عادت ہو تا کہ لوگ اس کو سچا جانیں اور منکر اس کی بات پر یقین لاویں اور اس کا کہا خدا کا حکم
سمجھیں پھر رسول میں تین باتیں اور بھی ضروری ہیں. ایک یہ کہ وہ شخص سچا ہو جھوٹ کبھی نہ
بولتا ہو. دوسرے یہ کہ معصوم ہو کوئی اس سے گناہ نہ ہوتا ہو. تیسرے یہ کہ خدا کا حکم لوگوں کو

پہنچا دے چپ چاپ نہ بیٹھ رہے تو سچا ہونا اس لئے کہ اگر جھوٹ بھی بولتا ہو تو اس کی اور سچی بات کا اعتبار نہ رہے اور جب پیغمبری اس کی خدا نے معجزے سے ثابت کروا دی تاکہ لوگ اس کو سب بات میں سچا جانیں اور اس کا کہا مانیں پھر وہ جھوٹ بولے تو گویا اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو سچا کرایا اور جھوٹے کی بات ماننے کا حکم دیا اور یہ بات اللہ تعالیٰ سے محال اور غیر ممکن ہے اور معصوم ہونا اس واسطے پیغمبر خدا کا ضرور ہے کہ اگر معاذ اللہ پیغمبر معصوم نہ ہو تو اس سے حرام اور مکروہ صادر ہو تو وہ گنہگار ٹھہرا اور سب لوگوں کو اس کی پیروی کا حکم ہے پھر جو کوئی اس کی پیروی کرے وہ بھی گنہگار رہے تو ایسا جو پیغمبر ہو تو لوگ ہدایت نہ پاویں بلکہ گمراہ ہو جاویں اور رسول بھیجنے سے جو غرض ہے لوگوں کی ہدایت سو حاصل نہ ہو بلکہ ضلالت حاصل ہو تو رسول کا معصوم ہونا بھی ضرور ہے اور پیغمبر کو حکم خدا پہنچانا اس واسطے ضرور ہے کہ اگر وہ حکم خدا چھپا دے تو اس کے رسول کرنے سے جو غرض تھی وہ حاصل نہ ہووے اور اس کا رسول ہونا لغو ہوا اور خدائے تعالیٰ سے لغو کام ہونا غیر ممکن ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ جو باتیں بشریت اور آدمیت سے تعلق رکھتی ہیں جیسا کھانا، پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ جائے ضرور۔ پیشاب۔ نکاح کرنا۔ پیغمبر کے حق میں نقصان نہیں اگر یہ باتیں اُس میں نہ ہوں تو وہ آدمی نہ ٹھیرے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جس نے یہ بات کہی اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ تو اس نے یہ اقرار کیا کہ میں یقین کامل سے بے شک و شبہ جانتا ہوں اور زبان سے اقرار کرتا ہوں کہ محمد بندے اللہ کے تھے خدا کی عبادت ان پر بھی واجب تھی اور سب مخلوق سے افضل تھے۔ عقلمند۔ ہوشیار۔ حلیم۔ رحیم۔ عاقبت اندیش خوش خلق۔ بے طمع۔ قانع۔ صاحب مروت۔ سخی۔ شجاع۔ غرض کہ سب جو کچھ آدمی کے حق میں اوصاف کمال کے ہیں ان میں سب سے زیادہ تھے اور وہ سچے تھے اور سب گناہوں سے معصوم اور خدا کا حکم سب بعینہ انہوں نے پہنچایا اور جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ حکم خدا کا تھا اور ان کے کام سب خدا کی مرضی کے موافق تھے سو ان کے فرمودہ کو میں نے سچا جانا اور انہی کی راہ و رویہ میں نے اختیار کیا اور اوروں کی راہ و رویے میں نے انکار کیا یہ اس واسطے کہ ہمارے واسطے اور کوئی رسول نہیں اور جو رسول نہیں وہ معصوم بھی نہیں تو اس سے گناہ ہونا بھی ممکن ہے تو جب گناہ ہونا اس سے ممکن ہوا تو اس کی راہ رویہ کا اعتبار بھی نہیں اور اس کی اطاعت ہم پر واجب نہیں مگر ہاں جس کی راہ رویہ کو خود رسول فرما دے کہ وہ اختیار کرو اور فلانے کی اطاعت کرو تو یہ رسول کے فرمودہ بموجب عمل ٹھیرا پھر جو شخص بے حکم محمد صلعم کے اور کسی کی راہ و رویہ اور طریق اختیار کرے یا اور راہ نئی نکالے تو اس نے گویا محمد رسول اللہ صلعم کا انکار کیا

اور یہ جو گواہی دیتا ہے کہ اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ سو اُس کی یہ گواہی جھوٹی ہے یا اگر پیغمبر کی طرف
معاذ اللہ جھوٹ بولنے کی یا وحی نہ پہنچانے کی یا گناہ کرنے کی یا بدخلقی یا طمع نفسانی یا محبت جاہ یا رذالت
کی نسبت کی تو بھی وہ مسلمان نہ رہا اور اُس کا یہ کلمہ کہنا سچا نہ ٹھیرا اور جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کا معتقد ہو اور کہے اور حکم شریعت کا نہ مانے تو وہ بھی مسلمان نہیں سو سب حکم شریعت کے دو طرح کے ہیں
ایک اس طرح پر کہ فلانا کام نہ کرو۔ دوسرا اس طرح کہ فلانا کام کرو سو یہ جس کے کرنے کا حکم ہے اوّل
اس میں سے یہ تھا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کا دل سے یقین لانا اور زبان سے
کہنا اور دوسرے اس میں سے نماز ادا کرنا ہے اور وہ سترہ رکعت ہیں ایک دن اور رات کے عرصہ
میں پانچ وقت اس کے معین ہیں کہ کمی بیشی کا اس میں کسی کو اختیار نہیں، اس کی مثال ایسی ہی سمجھنا
چاہیے کہ جیسے ایک بادشاہ عظیم الشان نے سب اپنی رعایا سے چن کر ایک خاص چیلہ کو دربار داری
کا پنج وقتہ حکم دیا اور نہ حاضر ہونے پر سخت عذاب کا وعدہ دیا پھر اگر وہ دربار داری اور حاضر باشی
میں قصور کرے تو بادشاہ کی طرف سے سخت عذاب پاوے اور مار کھاوے اور سب رعیت کے
نزدیک نمک حرام ٹھیرے اور اس کا اعتبار جاوے اور اگر بادشاہ کے حکم بموجب غسل کر کے خوشبو
لگا کر سب کام اپنے چھوڑ کر اول وقت دربار کو نہایت شوق سے اور خوف سے جا کر دربار میں حاضر
ہو آداب مجرا بجا لاوے اور بادشاہ کی ثنا وصفت کرے اور بادشاہ کے احسان بیان کرے اور
شکر ادا کرے اور اپنی حاجتیں جو منظور ہوں سو بادشاہ سے عرض کرے پھر بادشاہ کا جو حکم ہو اس کو
جان و دل سے قبول کرے اور اپنا فخر اور عزت سمجھے اور اپنے اوپر بادشاہ کی عنایتیں دیکھ کر
اس کو آداب مجرا بجا لاوے پھر جب حکم ہو تب رخصت ہو تو ایسے چیلے کا سب رعیت کے نزدیک
بڑا مرتبہ ثابت ہوا اور ہر بار دربار میں عنایتیں بادشاہ کی اس کے حال پر متوجہ ہوں اور اس کو سب
رعیت پر فخر ہو اب اسی طرح نماز کو سمجھا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق سے چن کر آدمی کو اپنا
خاص چیلہ بنایا اور اس کو پانچ وقت اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا پھر اگر یہ پنج وقتہ نماز
ادا نہ کرے تو ساری مخلوق کے نزدیک نہایت ناچیز اور نمک حرام ٹھیرے اور غضب الٰہی
اس کی طرف متوجہ ہو اور دوزخ میں پڑ کر سخت عذاب پاوے اور اگر بموجب حکم حضرت شاہنشاہِ
معظم جل جلالہ خدائے تعالیٰ کے یہ بندہ نجاست ظاہری سے اپنا بدن غسل کر کے یا وضو سے پاک کر کے
اور باطن اپنا نجاست باطنی شرک اور بدعت و گناہ سے طاہر کر کے اچھی پوشاک اُس دربار کے
حضور ہونے کی پہن کر دربار میں جا کر مصلے پر حاضر ہو اور کعبہ شریف کو اس کی تخت گاہِ جلال خیال

کر کے اس کی طرف منہ کرے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے سب سے دست بردار ہو کر دونوں ہاتھ
کانوں تک اٹھا کر کہے اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے بڑی شان والا کہ میں نے دونوں جہان میں اسی
کو دنگ تر جانا پھر یہ جانے کہ خدا کے دربار میں خدا کے روبرو کھڑا ہوں تو کہے اے اللہ تو بہت
پاک ہے اور سب خوبیاں تجھ میں ہیں اور تیرا نام نہایت برکت کا ہے اور تیری شان بہت بڑی
اور سوا تیرے اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں کسی کی عبادت نہیں کرتا اور شیطان جو تیری درگاہ سے
راندہ گیا ہے اس سے تو مجھکو بچا اور اس کو مجھ سے دفع کرتا کہ میری عرض معروض میں خلل نہ ڈالے
اب میں اپنی عرض یہ رکھتا ہوں اور تیرا ہی نام لیکر شروع کرتا ہوں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنی شروع
اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا، سب تعریف اللہ ہی کو ہے جو سارے
جہان کا پرورش کرنے والا ہے، قیامت کے دن کا وہی مالک ہے جس کو چاہے بخشے جس کو
چاہے سزا دے سو میں تیری ہی عبادت اور بندگی کرتا ہوں اور تجھ سے مدد چاہتا ہوں تیرے
سوا اور کی طرف رجوع نہیں کرتا سو تو ہی دکھا دے مجھکو سیدھی راہ کہ میں تیری مرضی موافق کام
کروں نبیوں ولیوں کی راہ پر مجھکو چلا اور جو لوگ ان کی راہ چلنے کا جھوٹ موٹ دعویٰ کرتے ہیں
وہ تیرے غضب میں گرفتار ہیں اور راہ سے بے راہ ہیں ان کی راہ مجھکو نہ چلا اور یہ میری دعا اور
عرض قبول کر پھر رکوع میں جاوے تو یہ خیال کرے کہ میں نے اپنی پیٹھ تیرے سامنے جھکا دی جو
حکم تو ہم پر رکھدے وہ ہمیں قبول ہے اور زبان سے کہے کہ بہت پاک ہے میرا پروردگار بڑی شان
والا پھر سر اٹھا کر کھڑا ہو کہ میں اس بات پر سیدھا اور مضبوط ہوں اور زبان سے کہے کہ جو اللہ کی تعریف
کرے اس کی اللہ سنتا ہے اور اے اللہ تو ہمارا پروردگار ہے اور تیرے ہی لئے سب خوبیاں
ہیں پھر سجدہ کرے اور جانے کہ میں اس کے روبرو نہایت ناچیز ہوں خاک کی برابر کہ اپنا اشرف
اعضاء جو سر تھا سو میں نے اس کے سامنے خاک میں ملا دیا اور وہی بہت بڑا ہے اور یہ کہے کہ بہت
پاک ہے میرا رب جو سب سے برتر ہے پھر سر اٹھا دے اور بیٹھے اس کی شکر گذاری میں کہ مجھکو اس مرتبہ
کو پہنچایا کہ اس کے دربار میں حاضر ہوا اور اپنی عرض معروض کرتا ہوں دوسرا سجدہ کرے پھر بیٹھے
اور یہ جانے کہ گویا اس نے یہ میری بندگی قبول کی اور اپنے روبرو دربار میں بیٹھنے کا حکم دیا تو
خالی بیٹھنا بھی بے ادبی ہے تو وہاں بیٹھکر یہی کہے کہ سب عبادتیں زبان کی اور سب بندگیاں
بدن کی اور سب عبادتیں مال کی اللہ ہی کے واسطے ہیں اور سلام تجھ پر اے نبی اور رحمت
اللہ کی اور مہربانیاں اللہ کی کہ اس وسیلہ سے میں اس دربار تک پہنچا اور ہم سب اس بارگاہ کے

پہلوں پر اور اس درگاہ کے بندوں پر اور جتنے اللہ کے اچھے بندے ہیں سب پر سلام کرتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی سوائے اللہ کے بندگی کے لائق نہیں اور محمد اس کے بندے ہیں اور اس کی طرف سے رسول پھر دربار سے رخصت ہو اور کہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ یعنی ادھر اُدھر وہاں کے درباری وغیرہ جو ہیں ان کے واسطے یہ سلام ہوا پھر جب یہ اس طرح سے آداب مجرائے حاضری اور درباری کے بجالائے تو سب مخلوق کے نزدیک اس کا مرتبہ ٹھیرے اور ہر وقت اس پر عنایت الٰہی نازل رہے۔ جب حقیقت نماز کی معلوم ہو چکی تو اب جاننا چاہیئے کہ تیسری بات زکوٰۃ ہے تو اس کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ جیسے بادشاہوں کی طرف سے رعایا پر کچھ کچھ حقوق بادشاہی بندھے ہوتے ہیں جیسے کھیتی والوں پر محصول اور چماروں پر بیگار اور سپاہیوں پر لڑائی کہ اگر وہ لوگ حقوق بادشاہی نہ ادا کریں تو سزا پاویں اور ان کی کھیتی اور ملک معاش ضبط ہو جائے اور خالصہ میں لگ جاوے یا کسی اور کے حوالہ ہو جاوے اور اگر حقوق بادشاہی ادا کریں تو بادشاہ کی حمایت میں رہیں اور کوئی ان پر دست اندازی نہ کرنے پاوے ایسا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو مال ومتاع حاجت اصلی سے زیادہ دیا اس کے اوپر حق اپنا مقرر کیا کہ سال کے بعد اس قدر ہماری نذر گذرانا کرے اور محتاج لوگ اپنی طرف سے اس کے لینے کو مقرر کئے گویا ان محتاجوں کی تنخواہ ان مالداروں کے ذمہ ٹھیرادی پھر جو کوئی زکوٰۃ حق اللہ ادا نہ کرے تو آخرت میں سزا پاوے اور دنیا میں بھی اس کا مال ومتاع ضبط ہو جاوے اور کسی حق گذار کے حوالہ ہو، فرق اتنا ہے کہ دنیا کے بادشاہ فوراً ملک و معاش ضبط کر لیتے ہیں اور اللہ تحمّل والا ہے تھوڑی دیر کے بعد کرتا ہے اور اگر زکوٰۃ حق اللہ ادا کرے بے قصور تو اللہ کی طرف سے اس پر رحمت ہو اور اس کا مال ومتاع محفوظ رہے اور روز بروز جس طور پر اس کے حق میں بہتر ہو زیادہ ہووے، اور چوتھی بات حج ہے تو اس کو یوں معلوم کیا چاہیئے کہ جیسے بادشاہوں کا تخت گاہ مقرر ہوتا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ جو کوئی بادشاہ کی طرف سے کسی خدمت اور منصب پر سرفراز ہووے، وہ پایہ تخت میں حاضر ہو کر نذر گذرانے اور آداب مجرے بجالاوے اور سند پادشاہی پاوے، اور اگر کوئی پیشتر سے پھرا ہوا باغی ہو اور پھر اپنے قصور معاف کرانے کو آپ سے پایہ تخت میں جاکر حضور میں حاضر ہو پچھلی خطائیں اور قصور اس کے معاف ہوں ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ وہ زمان اور مکان سے پاک ہے۔ دنیا میں کعبہ شریف کو بمنزلہ اپنی تخت گاہ اور پایہ تخت کے ٹھیرایا اور حکم کیا کہ ہم نے جس کو یہ منصب دیا کہ سواری پر سوار ہو کر اپنے پاس سے کھاتا جاوے

اور کما کر آوے اور اپنے گھر والوں کو جن کا کھانا کپڑا اس پر واجب ہے اس قدر دے جاوے کہ اُس کے آنے تک ان کو کسی سے مانگنے کی احتیاج نہ ہو تو وہ شخص کعبہ شریف میں ایک مرتبہ حاضر ہو اور دربار عام کے روز نذر گذرانے اور آداب بجا لاوے اور دست مبارک کو بوسہ دے پھر اس سے اگر کوئی قصور بھی ہو گیا ہو تو وہ معاف ہو جائے گا اور ہمارے حضوریوں میں وہ گنا جائے گا۔ یہ بڑی بدنصیبی اس کی جو دنیا کے بادشاہوں کے بلکہ ادنیٰ ادنیٰ امیروں کے دربار میں حاضر ہونا اپنا فخر جانے اور خدائی دربار حج سے باوجود قدرت کے دل چھپاوے۔ پھر پانچویں بات رمضان میں مہینہ بھر تک روزے رکھنا ہے تو اس کو یوں بوجھا چاہیئے کہ جیسے صاحب ملک قصد ارادہ بادشاہ دشمنوں سے لڑائی کے واسطے اور ملک فتح کرنے کے واسطے جاڑے کے ایام میں کوچ وسفر مقرر کرتے ہیں کہ ان روزوں دشمن زیر کئے جاتے ہیں اور اپنی فوج کو مہارت اور مشق سفر اور لڑائی کی حاصل ہوتی رہے تو شیطان اور نفس یہ نیک راہ کے دشمن ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگوں پر ہماری ہی حکومت رہے سو اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مہینہ اس واسطے مقرر کیا کہ سال بھر میں ایک مہینہ بھر شیطان اور نفس سے بخوبی لوگ لڑیں اور نفس کی خواہشوں یعنی کھانے پینے جماع سے دن بھر اس کو روکیں اور اس کے مخالف کام کریں اور عبادت خدا کی اور دنوں سے زیادہ اس مہینہ میں بجا لاویں مثلاً قرآن کا ختم اور تراویح اور اعتکاف اور ذکر اور شغل تاکہ شیطان شکست ہو اور آئندہ کو بھی مسلمانوں کو خدا کی راہ میں محنت اور مشقت کرنا سہل ہو جاوے اور پھر جس چیز کا خدا نے کہنا اور کرنا منع کیا جب سامنے آوے یا ایسی چیز کو یا غیر مشروع کام کو جب جی چاہے اور شیطان اور نفس چاہیں کہ یہ شخص کام کرے تو یہ شخص جانے کہ اس کام سے میرا روزہ نہ رہے گا اور جیسے روزے میں کھانے پینے سے صبر ہوتا ہے اور باوجود حاجت اور خواہش کے کھاتے پیتے نہیں ویسے ہی اس غیر مشروع کام سے بھی اپنے آپ کو روکیں۔ غرض کہ یہ پانچ کام ہیں خدا اور رسول کو برحق سمجھنا اور زبان سے اقرار کرنا اور نماز پڑھنا اور مال ہو تو زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے مہینہ پر روزے رکھنا۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَۃً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَۃُ

مشکوٰۃ کے باب الایمان میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان ستر اور کئی شاخیں ہیں، افضل ان شاخوں میں سے کہنا لا الٰہ الا اللہ کا ہے اور ادنیٰ شاخ ایمان کی دور کرنا تکلیف کا

اَلْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ راہ سے اور شرم ڈالی ہے ایمان کی ۔

ف ۔ یعنی جیسے درخت میں بہت سی شاخیں ہوتی ہیں کہ اس میں سبز پتے اور رنگ برنگ کے پھول اور طرح طرح کے میوے مزیدار لگتے ہیں ویسے ہی ایمان کو سمجھا چاہیے کہ اس کی بھی بہت شاخیں ستر سے بھی زیادہ ہیں اور سب سے بڑی شاخ کلمہ کہنا ہے، گویا یہ شاخ جڑ ہے اور چھوٹی ٹہنی ایمان کی یہ ہے کہ راہ سے کانٹا اینٹ پتھر دور کر دے اور اگر گڑھا ہو مقدور ہو تو بند کر دے تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو ۔ اور ایک شاخ ایمان کی حیا و شرم بھی ہے یعنی کلمہ پڑھنا اور حیا و شرم کرنا اور مخلوق کی ایذا کا روادار نہ ہونا ایمان کا مقتضا ہے ۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۵

مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان نہیں ہوتا کوئی تم میں سے مگر جبکہ ہوں میں دوست اس کے نزدیک باپ سے زیادہ اور بیٹے سے زیادہ اور سب لوگوں سے زیادہ

ف ۔ یعنی جب پیغمبر خدا صلعم کو اپنے ماں باپ اور اولاد سے اور تمام مخلوقات سے زیادہ دوست جانے اور سب کی دوستی سے زیادہ ان کی محبت دل میں رکھے اور سب کی مرضی سے زیادہ انکی مرضی کے کام مقدم کرے اور حضرت کی حدیثوں کو سب کے قول سے زیادہ مقدم جانے اور حضرت کے حکم موافق سب کے حکم سے زیادہ عمل کرے تب مسلمان ٹھیرے اور نہیں تو نہیں اور محبت اسی کا نام ہے کہ محبوب کی مرضی موافق کام کیجئے اس کا نام محبت نہیں کہ صرف زبان سے کہہ لیا کہ ہم کو محبت ہے اور محبوب کا کہنا نہ مانے یا محبوب کی مرضی کے خلاف کام کرے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو اگر کسی پیر فقیر درویش عالم مولوی ماں باپ امیر بادشاہ کا کام یا قول خلاف حدیث کے معلوم ہو تو اس کو رد کرے پھر اگر کوئی اس کو مانے اور حدیث کو نہ مانے تو وہ مسلمان نہیں ۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ یَّکْرَهُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ

مشکوٰۃ کے باب الایمان میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ انس رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تین باتیں جس میں ہوں اسنے ایمان کا مزہ پایا جس کے نزدیک اللہ اور اللہ کا رسول سب سے زیادہ دوست ہوں اور جو دوست رکھے کسی بندہ کو کہ نہ دوست رکھتا ہو اس کو مگر اللہ کے واسطے اور جس کو برا لگے یہ کہ پھر جاوے کفر میں بعد

مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ۔ اسکے کمعاف کیا اسکو اللہ نے کفر سے جیسے برا لگتا ہے آگ میں پڑنا۔

ف یعنی جس میں یہ تین خصلتیں ہوں کہ سب سے زیادہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھے دوسرے یہ کہ اللہ فی اللہ اللہ کے بندے سے محبت رکھے۔ تیسرے یہ کہ جب اللہ نے کفر سے بچا کر مسلمان کیا پھر کفر میں جانا یعنی کفر کے کام کرنے کو ایسا برا جانے جیسا آگ میں گھسنے کو برا جانتا ہے تو اس شخص نے ایمان کا مزہ پایا یعنی تب اس پر ایمان کی خوبیاں کھلیں

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ عبدالمطلب قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بیٹے عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ مزہ ایمان ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا کا اس نے چکھا کہ جو خوش ہوا اللہ کے اپنا رب ہونے پر اور اسلام وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔ اپنا دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پیغمبر ہونے پر۔

ف۔ یعنی جو شخص یہ بات سمجھ کر مطمئن اور خوش ہو اکہ اللہ میرا رب ہے اور دین میرا اسلام ہے اور محمد صلعم میرے پیغمبر ہیں تو اسنے ایمان کا مزہ پایا اور مزہ تب ہی ملتا ہے جب دل میں یہ بات مضبوطی سے سما جائے اور جس کے دل میں یہ بات سمائی اس کو اطمینان ہو گیا اس بات پر کہ اللہ ہی میرا پروردگار ہے تو ہر گز اور کی طرف اس کے بے حکم رجوع نہ کرے گا اور جس کے دل میں یہ بات سمائی اور اس کو اطمینان ہو گیا اس بات پر کہ میرا دین اسلام ہی ہے تو اور دینوں کی بات پر ہر گز نہ چلے گا اور جس کے دل میں یہ بات سما گئی اور اطمینان ہو گیا کہ پیغمبر میرے محمد صلعم ہیں تو پھر وہ ان کے سوا کسی کے راہ رویہ اور رسم پر ہر گز نہ چلے گا اور کسی کا حکم خلاف ان کے نہ مانے گا۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلٰوتَنَا وَ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ۔ مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی ہماری طرح اور متوجہ ہوا ہمارے قبلہ کی طرف اور کھایا اس نے ہمارا ذبح کیا ہوا تو وہ مسلمان ہے کہ خدا کی امان میں ہے اور اس کے رسول کی امان میں ہے سو عہد شکنی نہ کرو اللہ کی امان میں۔

ف۔ نماز ایمان کی نشانی ہے گویا اسلام کی وردی ہے کہ اس کے بدون آدمی مسلمان نہیں معلوم ہوتا، اور یہودیوں کے ہاں نماز میں رکوع نہ تھا اور نصاریٰ کی نماز میں سجدہ نہیں اور یہود اور نصاریٰ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہیں سو فرمایا کہ جس نے ہماری طرح نماز پڑھی رکوع اور سجدے سے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہو گیا کہ یہ شخص دین محمدی میں آیا ہے اور جب اس نے مسلمان کے ہاتھ

کا ذبح کیا ہوا حلال جانور کھایا تو معلوم ہوا کہ یہ سب مسلمانوں کو اپنا بھائی جانتا ہے تو اس کو بھی مسلمان جانو
کہ اس کو اللہ اور رسول نے امان دی ہے اس کا ناحق مارنا اس کا مال لینا حرام ہے سو اس کو امان دو
اور اس کا خون مت کرنا اور اس کا مال مت چھین لو کہ یہ اللہ کی دی ہوئی امان میں رخنہ ہے اور
بد قولی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو جان و مال کی ایذا نہ دینا علامت اسلام کی ہے
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے ہاتھ کا حلال کیا ہوا جانور کھانا بھی
علامت اور نشانی اسلام کی ہے پھر جو شخص ایسا کرے اس کو مسلمان کہا چاہئے اور ایماندار جاننا
چاہئے پھر اس کے دل کا عالم اللہ ہے۔

أَخْرَجَ أَبُوْدَاوُدَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ۔

مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوامامہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی کو دوست رکھا اللہ کے واسطے اور دشمن رکھا اللہ کے واسطے اور دیا اللہ کو واسطے اور نہ دیا اللہ کے واسطے تو البتہ پورا کیا اپنا ایمان۔

ف۔ یعنی جو کوئی کسی سے دوستی محبت رکھتا ہے تو کچھ سبب سے رکھتا ہے مثلاً ماں باپ سے
اس واسطے کہ انہوں نے پرورش کیا اور پیر و استاد سے اس لئے کہ انہوں نے نیک راہ بتائی اور
حاکم اور بادشاہ سے اس واسطے کہ ان کی حمایت اور رعایت میں یہ شخص رہتا ہے اور کسی سے
اس واسطے کہ وہ سخی ہے اور کسی سے اس واسطے کہ اس کی صورت اور وضع اچھی معلوم ہوتی ہے،
آدمی محبت رکھتا اور کسی سے اس لئے محبت ہوتی ہے کہ وہ دوست کا دوست ہے یا دوست
کے دشمن کا دشمن ہے پھر اسی طرح حال بغض عداوت دشمنی کا بھی ہے کہ کسی کی دشمنی اور بغض کچھ
سبب رکھتا ہے پھر اسی طرح جو کوئی کچھ دیتا ہے یا نہیں دیتا ہے تو بھی کچھ سبب ہوتا ہے، پھر بعضے
شخص ایسے ہیں جن سے محبت دوستی رکھنے کو خدا نے حکم دیا ہے جیسے پیغمبر اور اولیاء اللہ اور شہید
اور عالم اور درویش اور کل مسلمان اور فرشتے اور بعضے وہ ہیں جن سے بغض و عداوت رکھنے کا
حکم دیا ہے یا وہ خدا کی درگاہ سے راندے گئے ہیں جیسے شیطان اور کافر آدمی اور کافر جن تو جو شخص
ایسا ہو کہ جس سے اللہ نے دوستی محبت کا حکم دیا اُس سے محبت رکھے اللہ کا مقبول سمجھ کر یا کسی کی
عداوت دشمنی رکھی ہو تو بھی اسی سبب سے کہ یہ خدا کے خلاف مرضی کام کرتا ہے یا سبب ضلالت کا ہے
اگرچہ دیوے تو ایسی ہی جگہ دیوے جہاں خدا نے دینے کا حکم دیا اور نہ دیوے تو اسی سبب سے
نہ دیوے کہ خدا نے اس جگہ دینا منع کیا ہے اس شخص کا ایمان کامل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حُب

اور بغض اور سخاوت اور بخل کو خدا کی مرضی کے تابع کر دینا موجب کمال ایمان کا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ۔

مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ ترمذی اور نسائی اور بیہقی نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کامل وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے اہل اسلام سلامت بچے رہیں اور مؤمن کامل وہ ہے جس کو امانت دار جانیں لوگ بیچ خونوں یعنی جانوں پر اور اپنے مالوں پر

ف۔ یعنی جس مسلمان کی زبان سے اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچے مثلاً کسی مسلمان کی اپنی زبان سے غیبت نہ کرے چغلی نہ کھاوے ٹھٹھا چھل نہ کرے، کسی مسلمان کو لعنت نہ کہے گالی نہ دے طعنہ نہ دے، کسی مسلمان سے جھگڑا نہ کرے کسی مسلمان کا چھپا بھید نہ کھولے، سخت گوئی درشتی نہ کرے، کسی مسلمان کو بددعا نہ دے کسی مسلمان کا برا نام نہ ٹھیرائے کسی کو ڈراوے نہیں مسلمان کی بات نہ کاٹ دے کسی مسلمان کا رستہ نہ بہکاوے کسی مسلمان کے حق میں جھوٹی گواہی نہ دے اور ہاتھ سے مثلاً کسی مسلمان کو ناحق قتل نہ کرے زخمی نہ کرے مارے نہیں مال نہ لے مسلمان کے گھر میں آگ نہ لگاوے تو وہ کامل مسلمان ہے اور جس سے لوگوں کو اپنی جان و مال کا خوف نہ ہو بلکہ لوگ اس کو اپنی جان و مال کا نگہبان و امین جانیں وہ مؤمن کامل ہے۔

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَ لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ۔

مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں ذکر کیا کہ انسؓ نے کہا کہ کم ایسا ہوا کہ خطبہ پڑھا واسطے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر یہی فرمایا کہ جس کو امانت نہیں اسکا ایمان نہیں اور جس کا قول عہد مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔

ف۔ یعنی جو امانت دار نہیں اور جس کو اپنے قول و قرار نباہنے کا لحاظ نہیں اس کا ایمان اور دین بھی نہیں یعنی ایمان اور دین میں اس کے نقصان ہے کامل نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ امانت داری اور قول و قرار نباہنا علامت کمال ایمان کی ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ

مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو واجب کرنے والیاں ہیں، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ دو واجب کرنیوالیاں کیا ہیں؟ فرمایا جو مرا کہ وہ شریک کرتا تھا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو

النَّارَ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ وہ گیا دوزخ میں اور جو مرا کہ نہیں شریک کرتا تھا ساتھ اللہ کے کسی چیز کو داخل ہوا بہشت میں۔

ف۔ یعنی شریک کرنے سے دوزخ واجب ہوتی ہے اور توحید بہشت واجب کرتی ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَاتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَاتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ۔ مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ احمد نے ذکر کیا کہ ابو امامہ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا رسول صلعم سے کہ کیا چیز ہے ایمان فرمایا کہ جب اچھی لگے تجھ کو اپنی نیکی اور بری لگے تجھ کو اپنی بدی تو تو مومن ہے۔

ف۔ یعنی جب اچھی بات اچھی لگے اور برا کام برا معلوم ہو تو ایمان ہے اور جب اچھی بری بات میں تمیز نہ رہے تو ایمان نہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَنْبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ حُرٌّ وَعَبْدٌ قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِيْبُ الْكَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ عنبسہ کے بیٹے عمرو نے نقل کیا کہ میں آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر عرض کیا میں نے یا رسول اللہ، کون تمہارے ساتھ ہے اس کام پر فرمایا میاں اور غلام میں نے کہا اسلام کیا چیز ہے فرمایا اچھی بات بولنا اور کھانا کھلانا میں نے کہا کہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا صبر کرنا اور جوانمردی۔

ف۔ یعنی تین باتیں پوچھیں حضرت سے ایک یہ کہ تم کس پر پیغمبر ہو اور تمہارے حکم میں کون کون ہیں، حضرت نے فرمایا کہ خواہ میاں ہو خواہ غلام سب پر میں پیغمبر ہوں اور سب میرے ساتھ ہیں، دوسری یہ کہ اسلام کیا چیز ہے فرمایا کہ ہر شخص سے اچھی بات بولنا نرمی ملائمت خوش خلق سے اور نصیحت کر دینا اور سلام علیک کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا، تیسرے یہ کہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا کہ صبر کرنا اور دلیری مردانگی کرنا، سو اس میں بہت باتیں آگئیں جیسے مشکل عبادت سے دل نہ چرانا اور مصیبت میں نہ گھبرانا اور دینداری نہ چھوڑنا اور نہ نالواطت سے بچنا اور مکروہات سے اور شبہات سے پرہیز کرنا اور کافروں کی لڑائی سے نہ بھاگنا، غصہ تھامنا بڑے بڑے کاموں میں تنگ دل ہونا، لوگوں کے بھید نہ کھولنا، امانت داری کرنا دنیا کی لذت میں مشغول نہ ہو یہ سب صبر اور دلیری سے متعلق ہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ عَنِ الْعِرْبَاضِ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ

بن ساریۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فاقبل علینا بوجہہ فوعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منہا العیون ووجلت منہا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان ہذہ موعظۃ مودع فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ

امام احمد در ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ساریہ کے بیٹے عرباض نے نقل کیا کہ نماز پڑھوائی ہم کو یعنی امامت کی رسول خدا صلعم نے ایک دن پھر متوجہ ہوئے ہماری طرف اپنا منہ کر کے تو نصیحت کی ہم کو خوب نصیحت کہ رو دیں اس سے خوب آنکھیں اور ڈر گئے اس کے سبب دل سو کہا ایک آدمی نے یا رسول اللہ گویا یہ نصیحت رخصت کرنے والے کی ہے تو نصیحت کرو ہم کو تو فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں خدا سے ڈرنے کی اور حاکموں سے حکم قبول کرنے کی اور فرمانبرداری کرنے کی اگرچہ غلام حبشی حاکم ہو پھر جو کوئی جیتا ہے بعد میرے تم میں سے تو آخر کو دیکھے گا اختلاف بہت تو لازم پکڑو اپنے اوپر میرے رویہ کو اور میرے خلیفوں کے رویہ کو کہ وہ خوبیوں والے نیک راہ پلائے ہوئے ہیں مضبوط پکڑ لو اس رویہ کو اور زور سے پکڑ لو اس کو دانتوں سے اور بچے رہو نئے کاموں سے اس واسطے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔

ف ۔ یعنی خدا کا خوف رکھیو تاکہ برے کام نہ ہوویں اور اگر برا کام ہو بھی جاوے تو بسبب خوف خدا کے توبہ نصیب ہو اور اگر خدا کا خوف ہو تو نیک کام بھی ہوں اور وقت کے حاکم کے حکم کو مانیو بغاوت مت کیجیو، حاکم کے کم ذات ہونے کا لحاظ نہ کیجیو اگرچہ غلام حبشی حاکم ہو تو تب بھی اس کی اطاعت فرمانبرداری کیجیو مگر اسی امر میں جو خدا کی مرضی کے خلاف نہ ہو اور اخیر زمانہ میں لوگوں میں اختلاف بہت پڑیگا تم میرا رویہ اور میرے اصحابوں کا رویہ جو میرے نائب ہوں گے خوبیوں والے نیک راہ پر خوب مضبوط اختیار کیجیو جیسے کوئی دانتوں سے چیز مضبوط زور سے پکڑتا ہے ویسے ہی میرے رویہ کو اور میرے یاروں کے رویہ کو اختیار کیجیو کسی طرح نہ چھوڑیو اور نئے نئے کاموں سے نہایت بچیو پرہیز کیجیو اس واسطے کہ نئے کام کا نام بدعت ہے اور جو بدعت ہے وہ گمراہی ہے تو نئے کاموں کے سبب گمراہی میں پڑ جاؤ گے بدعت کا حال اور نئے کاموں کی تفصیل کچھ پہلے معلوم ہو چکی۔ اس مقام پر اتنا معلوم ہے کہ اسلام کا یہ تمغہ ہے کہ خدا کا خوف رہے اور حاکم مسلمان سے بغاوت نہ کرے اور حضرت کے اور اصحابوں کے رویہ پر چلے اور نئے نئے یعنی بدعت کے کاموں سے پرہیز کرے اور جو پرہیز نہ کرے وہ ایک راہ گمراہی کی چلتا ہے ۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ وَقَالَ هٰذِهِ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ، وَقَرَأَ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ۔

مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ امام احمد اور نسائی اور دارمی نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے نقل کیا کہ ایک لکیر کھینچی ہمارے سمجھانے کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ یہ اللہ کی راہ ہے پھر اور لکیریں بنائیں اس کے دائیں طرف اور بائیں طرف اور فرمایا کہ یہ کئی راہیں ہیں کہ ہر راہ پر ایک ایک شیطان ہے کہ اپنی طرف بلاتا ہے اور پڑھی حضرت نے یہ آیت وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ۔ اخیر آیت تک۔

ف۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے اس پر چلو اور کئی راہیں نہ چلو کہ وہ راہیں تم کو میری راہ سے بہکا دیں گی سو حضرت نے اس کی مثال بنا کر سمجھایا کہ شریعت کی راہ خدا کی طرف سیدھی گئی ہے اور اس راہ کے آس پاس لوگوں نے بدعت کی راہیں نکال کر اس راہ میں ملادی ہیں سو اُن راہوں پر ایک ایک شیطان بیٹھا ہے اور اپنی طرف بلاتا ہے اور اس بدعت کی خوبیاں اور توجیہیں اور حیلے سمجھاتا ہے سو تم ان راہوں پر نہ چلو صرف اللہ کی بتائی شریعت کی سیدھی راہ چلو جس کو اللہ نے اپنی سیدھی راہ فرمایا اور جو اور راہیں چلوگے اور دین میں نئی نئی راہیں نکالوگے اور جاری کروگے تو سیدھی شریعت خدا کی راہ سے بھٹک جاؤگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا مقتضیٰ یہی ہے کہ قرآن و حدیث ہی کی سیدھی راہ شریعت کی اختیار کرے اور راہیں نہ چلے اور جو کوئی اور راہیں چلے یا شریعت میں کوئی نئی نئی راہ نکالے تو وہ شیطان کی راہ پر جاتا ہے

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُورِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔

مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ بلال بن الحارث المزنی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جلایا یعنی پھر جاری کیا میری سنتوں میں سے کسی سنت کو کہ وہ سنت میرے بعد مٹادی گئی ہو تو اس کو ثواب ہوگا اس قدر جس قدر ثواب ہوگا اس سنت پر عمل کرنے والوں کو بے اس کے کہ کم کیا جاوے عمل کرنیوالوں کے ثوابوں سے کچھ اور جس نے نئی نکالی بدعت گمراہی کی کہ راضی نہیں اس سے اللہ اور رسول اس پر گناہ ہوگا عمل کرنیوالوں کے گناہ برابر وہ کم نہ کریگا ان گناہوں سے۔

ف ۔ یعنی جب دنیا میں کسی جگہ لوگ نیک سنی زیادہ ہو جاتے ہیں تو بد باتیں بدعت کی مٹ جاتی ہیں گویا مرجاتی ہیں اور جب بد لوگ بدعتی زیادہ ہو جاتے ہیں تو سنت ٹوٹ جاتی ہے گویا مرجاتی ہے پھر جو شخص سنت کو پھر جِلادے یا زندہ کرے یعنی جاری اور رائج کرے اور لوگ اس سنت پر عمل کریں تو جتنا ثواب عمل کرنے والے کو ہو اسی قدر اس سنت کے جاری کرنے والے کو ہو اور عمل کرنے والے کا ثواب کم نہ ہو بلکہ خود اللہ تعالیٰ علیحدہ علیحدہ ثواب دے پھر جب تک جس قدر لوگ عمل کرتے جاویں اسی قدر اس کو ثواب زیادہ ہوتا جاوے اسی طرح جو شخص مٹی ہوئی بدعت کو پھر جاری کردے اور لوگ اسکے موافق عمل کریں تو جسقدر اس بدعت کرنیوالے کو گناہ ہو اسی قدر اس جاری کرنیوالے کو گناہ ہوتا جاوے پھر جس قدر لوگ اُس بدعت پر عمل کرتے جاویں اسی قدر اس رائج کرنے والے پر گناہ ہوتا جاوے مثلاً جس قدر تراویح کی نماز پڑھنے والے کو ثواب ہوتا ہے اسی قدر اکیلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوتا جاتا ہے اس واسطے کہ انہوں نے اس سنت کو جاری کیا ہے اور اب بھی بہت رائج سنتیں ہندوستان میں مٹ گئی ہیں جیسے بیوہ عورتوں کا نکاح ثانی اور ولیمہ کا کھانا اور اونٹ یا گدھے خچر کی سواری تو جو کوئی اب ان سنتوں کو جاری کرے تو جس قدر ان عمل کرنے والوں کو ثواب ہو اسی قدر اس جاری کرنے والے کو ہوتا جاوے مثلاً جس قدر تعزیہ داروں کو ہر سال ہمیشہ گناہ بڑھتا جاتا ہے اسی قدر اُس پر گناہ چڑھتا جاتا ہے جس نے پہلے تعزیہ داری محرم کی ایجاد کی ۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدِّيْنَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّيْنُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْأُرْوِيَّةِ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ إِنَّ الدِّيْنَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبَى لِلْغُرَبَاءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ ۔

مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عمرو بن عوف نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین گھسے گا مدینہ کے ملک کی طرف جیسے سانپ گھستا ہے اپنے بل کی طرف اور پناہ پکڑے گا دین مکے کے ملک سے جیسے پہاڑی بکری پناہ پکڑے پہاڑ کی چوٹی سے بیشک دین ظاہر ہوا مسافر اور اب ہو جائے گا جیسا پہلے ظاہر ہوا تھا سو کیا اچھا حال ہے مسافروں کا اور یہ وہ لوگ ہیں جو سنوارتے ہیں اس کو جو بگاڑا لوگوں نے میرے بعد سنت میں ۔

ف ۔ یعنی آخر زمانہ میں اصل اسلام اور دین کی باتیں ایسی ہو جائیں گی جیسے مسافر ہوتا ہے کہ اس کو کوئی نہیں پہچانتا اور لوگ اس کو بیگانہ جانتے ہیں اور ابتدا میں بھی اسلام کو کوئی نہیں جانتا تھا اور عرب کے کافر مسلمانوں کو انگشت نما کرتے تھے ویسے ہی اخیر زمانہ میں دین اسلام کی اصل

باتوں کو کوئی نہ پہچانے گا اور مسلمانوں کو لوگ انگشت نما کریں گے تو کیا اچھا حال ہوگا ان لوگوں کا
جو بدعت کو مٹا دیں اور سنت کو جاری کریں جو سنت جاری نہ رہے اور جو بدعتیوں نے جو اسلام
میں نئی نئی باتیں نکال کر دین کو بگاڑ دیا اس کو سنوار کر درست کرتے رہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی
زمانہ میں دین ملک عرب میں رہے گا اور اطراف سے جاتا رہے گا غرض کہ جو لوگ سنت کو جاری کریں
اور بدعت کو رد کریں ان کا بڑا مرتبہ ہے اور یہ بات دینداری کی ہے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِي ذِكْرِ اللهِ قَالَ وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ

مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبل نے نقل کیا کہ میں نے پوچھا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ افضل ایمان کیا ہے فرمایا یہ ہے کہ تو دوستی رکھے اللہ کے واسطے اور بغض رکھے اللہ کے واسطے اور جاری رکھے زبان کو اللہ کے ذکر میں عرض کیا معاذ نے کہ اور کیا ہے اے رسول خدا فرمایا یہ کہ اچھا جانے تو لوگوں کے لئے جو اچھا جانے اپنے واسطے اور برا جانے لوگوں کے واسطے جو برا جانے اپنے لئے۔

ف۔ یعنی جس کی دوستی کو اللہ نے فرمایا اس سے دوستی رکھے اور جس سے بغض رکھنے کو فرمایا اس سے
بغض رکھے اور اللہ کے ذکر سے کبھی غافل نہ ہووے اور جو چیز اپنے حق میں اچھی جانے وہی چیز اور لوگوں
کے حق میں اچھی جانے اور جو اپنے حق میں بری سمجھے وہ اوروں کے حق میں بھی بری سمجھے ان آیتوں
اور حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دین مسلمانی کے یہ کام ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہر صفت میں واحد سمجھنا اس
کے سے اوصاف کسی اور میں نہ جاننا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا رسول مقبول جاننا اور رسول نے ان
کے اور کسی کا رویہ نہ اختیار کرنا اور نماز دل لگا کر وقت پر پڑھنا زکوٰۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا
حج کرنا، لغو و بیہودہ کام نہ کرنا زنا سے بچنا امانت داری کرنا قول و قرار نباہنا جب اللہ کا ذکر آوے
ڈر جانا اور خدا کا خوف دل میں رکھنا اور اس کے کلام کو دل سے سننا اور اس پر یقین لانا، لوگوں کو
کھانا کھلانا خیرات کرنا، کافروں کے ملک سے نکل جانا، جہاد کرنا، مہاجروں کی خاطر داری کرنا اپنے
پاس ان کو رکھنا، ان کی مدد کرنا جہاد کی راہ میں اپنا مال خرچنا سب کام اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
کے موافق کرنا رستہ سے تکلیف کی چیز دور کرنا شرم رکھنا پیغمبر خدا صلعم کو ماں باپ اولاد وغیرہ تمام مخلوقات سے
زیادہ محبوب رکھنا خدا کے محبوبوں سے محبت کرنا کفر کے کام سے بیزار رہنا خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا
دین اسلام میں شک نہ لانا مسلمانوں کے نقصان کا روادار نہ ہونا حسد اور بغض اور سخاوت اور بخل

اپنا سب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع رکھنا زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہونچانا نیک کام سے خوش ہونا بد کام سے ناخوش ہونا لوگوں سے اچھی بات کہنا سلام علیک کرنا صبر اور مردانگی اختیار کرنا حاکم مسلمان کی تابعداری کرنا حضرت کے اور حضرت کے اصحابوں کے رویّہ کو خوب مضبوط پکڑنا اور بدعت سے بچنا سنّت کو کوشش کرکے جاری کرنا اور بدعت کو کوشش کرکے میٹنا سب آدمیوں کی خیر خواہی کرنا کہ یہ باتیں اصل دینداری کی ہیں ان باتوں سے اور ہزاروں باتیں نکلتی ہیں پھر اس کے جو باتیں برخلاف ہیں وہ بد دینی کی ہیں ان سے دین جاتا ہے اور کفر آتا ہے خدا محفوظ رکھے ۔

الفصل الثالث

[فی ذکر الایمان بالقدر ۔ تیسری فصل ایمان بالقدر کے ذکر میں]

ف ۔ یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تقدیر پر یوں یقین رکھنا چاہیئے اور یوں نہ رکھنا چاہیئے ۔

جاننا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ کے حکم کرنے کو اور اندازہ کرنے کو قضا و قدر کہتے ہیں یعنی اللہ تعالےٰ نے سب مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہر مخلوق کا ایک حال ٹھیرایا اور اندازہ کر دیا گویا حکم کر دیا کہ ہر چیز ایسی ہوگی اور فلانے فلانے کام کرے گی اور ابتدار اور انجام اس کا یوں ہوگا اور ہر چیز بیجان اور جاندار کو اللہ نے پیدا کیا اور جاندار چیز سے جو کام ہوتے ہیں اور جو ارادہ دل میں پڑتا ہے وہ بھی اللہ پیدا کرتا ہے اس بات کو مانیئے اور اس بات پر یقین لانے کا نام ایمان بالقدر ہے پھر جو شخص اس کے برخلاف جانے کہ بندہ اپنے کام آپ پیدا کرتا ہے اور جو کچھ وہ بندہ کرتا ہے وہ خود کرتا ہے یا بعضے بعضے کام اللہ کے ارادہ کے خلاف کرتا ہے یا فلانی بات جو دنیا میں ہوئی اس کا حال آگے سے اللہ کو معلوم نہ تھا ایسے شخص کو قدریہ کہتے ہیں یعنی تقدیر کا منکر کہ وہ بندوں میں صفت خالقیت کی ثابت کرتا ہے اور جو شخص یہ بات جانے کہ آدمی کو مطلق اپنے کام میں کچھ ذرا بھی اختیار نہیں جو کچھ اس سے نیک و بد ہوتا ہے سب اللہ ہی کرتا ہے اور آدمی اینٹ پتھر جانور محض مجبور بے اختیار محض ہیں حتیٰ کہ کفر اور گناہ بھی اللہ ہی کراتا ہے ایسے شخص کو جبریہ کہتے ہیں یعنی جبر کا اعتقاد رکھتا ہے سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے اس واسطے کہ یہ بات بے شک ہے کہ آدمی میں کچھ فی الجملہ ارادہ اور اختیار بھی ہے کہ اسی کے سبب بعض کام کرنا اور بعض کام نہ کرنا اس سے ظاہر ہوتا ہے آدمی کے چلنے میں اور پتھر کے لڑھکنے میں فرق ہے کہ آدمی خود چل سکتا ہے ٹھیر سکتا ہے اور پتھر نہ خود چل سکتا ہے نہ خود ٹھیر سکتا ہے اور آپ ہاتھ ہلانے والے میں اور رعشہ والے ہاتھ میں تفاوت

کہ رعشہ والا اپنے ہاتھ ہلنے سے تھام نہیں سکتا ہے اور وہ تھام سکتا ہے سو اسی اختیار اور اسی قدرت کے
کے سبب اللہ تعالیٰ نے نیک کام کا حکم دیا اور بد کام سے منع کیا، پھر جو کوئی بد کام کرے سزا پاوے
اور جو نیک کام کرے جزا پاوے اگر اس قدر بھی بندہ کو اختیار نہ ہوتا تو دنیا میں حاکم اور عدالت
اور چور اور خونی کی سزا کیوں مقرر ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر کیوں آتے اور قرآن اور
شریعت کس واسطے اترتے اگرچہ نیک اور بد کام پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے مگر بد کام سے
راضی نہیں اور بندے کے نصیب میں ہر کام کا لکھ دینا اور بات ہے اس لکھ دینے سے یہ نہ سمجھو
کہ وہ بد کام سے بھی راضی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے بلا تشبیہ ایک نجومی نے ایک لڑکے کا
جنم پترہ لکھدیا کہ یہ لڑکا فلانے فلانے وقت میں فلانے کام کرے گا اور چوری میں پکڑا جائیگا
اور قید ہوگا پھر اسکے بعد ایسا ہی ہوا تو اس چوری میں نجومی کا کچھ قصور نہیں اس نے تو اپنے علم
کے موافق ایک بات لکھدی تھی ایسے ہی سمجھا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نصیب میں ہر ایک کے جو
جو اس سے ہونا تھا سو لکھدیا پھر نیکی بدی الگ الگ بتادی اور نیکی کرنے کا حکم دیا اور بدی
سے منع کیا چنانچہ بکری کھانے کی اجازت دی اور سور کھانے سے منع کیا پھر اگر کوئی سور کھاوے
تو اس سے اللہ تعالیٰ پر کچھ الزام نہیں اگرچہ اسے اختیار کھانے کا دیا تھا بلکہ اس کھانے والے کا
قصور ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بچنے کا اختیار بھی دیا تھا گو کہ نصیب میں بھی اس کے لکھدیا
تھا کہ یہ شخص سور کھاوے گا مگر اجازت نہیں دی تھی بلکہ منع کیا تھا مگر ہاں وہ شخص سوتا تھا اور اس
کے منہ میں کوئی حرام چیز ڈالدے تو البتہ مجبور اور بے قصور ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی مکرہ اور بیہوش
اور سوتے اور دیوانے پر حکم جاری نہ کیا پھر اگر کسی کو یہ شبہ آوے کہ اللہ تعالیٰ نے فلانے فلانے کو
نیک بخت اور مسلمان نیکوکار اور فلانے فلانے کو کمبخت کافر بدکار روز ازل میں کیوں ٹھیرا دیا اس
کا جواب یہ ہے کہ اس بات کا بھید دریافت ہونا آدمی کی عقل کے بوجھ سے زیادہ ہے جیسے کہ آدمی
کی جان کی حقیقت یا قبر کے عذاب کی حقیقت آدمی کے عقل کے بوجھ سے زیادہ ہے سمجھ میں نہیں
آتی ویسے ہی یہ بات بھی ہے اور شریعت میں بھی ہم کو اس کے دریافت کرنے کا حکم نہیں ہوا، سو
اس بات کے بھید کا دریافت ہونا ممکن نہیں اور بالفرض اگر دریافت بھی ہو گیا تو دنیا و دین کا اس
سے کچھ فائدہ نہ نکلا، بہشت کا ملنا دوزخ سے بچنا اس کے دریافت پر موقوف نہیں بلکہ شریعت میں
ہم کو اس بات میں گفتگو کرنے سے منع آیا ہے پھر اس میں گفتگو اور جھگڑا کرنا نادانی اور حماقت ہے بلکہ
جہالت اور ضلالت اور ایمان جاتا ہے مگر جس قدر کہ قرآن اور حدیث میں اس کا ذکر ہے اس پر ایمان

لاوے اور چون وچرا نہ کرے سو سننا چاہیے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۔ فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ قمر میں کہ ہم نے ہر چیز بنائی ٹھہرا کر

ف۔ یعنی جو چیز ہے ظاہر اور چھپی عرش و کرسی اور لوح اور قلم اور فرشتے اور بہشت اور دوزخ اور آسمان اور تارے اور آسمانوں کی گردش اور زمین اور جو کچھ آسمانوں زمین کے درمیان میں ہے آدمی اور جانور اور پہاڑ اور دریا اور ہوا اور درخت اور آگ اور جو کچھ ان چیزوں سے مل کر بنتا ہے اور اس کے جو وہم و خیال میں آوے یا جو ہم کو معلوم ہو سب اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور بنایا اور اس کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے نزدیک ٹھیرا لیا اور انداز کر لیا کہ یہ چیز ایسی ہوگی اور فلانے فلانے کام اس سے ہوں گے اور فلانی فلانی برائیاں اور فلانی فلانی نیکیاں اس سے فلانے فلانے وقت میں ہوں گی اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے اور دانا اور علیم اور حکیم تب کام کرتا ہے جب پہلے اس کام کا انجام سوچ لیتا ہے اور اپنے ذہن میں ٹھیر الیتا ہے کہ اس کام کا انجام یوں ہوگا سو اللہ تعالیٰ سب حکیموں کا حکیم اور سب داناؤں کا دانا ہے اس نے جو چیز پیدا کی اس کے پیدا کرنے سے پہلے ہی سب اس کا اندازہ ٹھیرا دیا سو اس کے موافق اس چیز سے ظہور میں آتا ہے تو آدمی کو مناسب ہے کہ اگر کسی سے کچھ ضرر اور نقصان پہنچے تو اس کا شکوہ نہ کرے اور جانے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے یہ بات مقدر کی تھی اور اس میں کچھ حکمت تھی کہ وہ ہمارے خیال میں نہیں آتی اور اگر کسی سے کچھ فائدہ پہنچے تو شکر اللہ تعالیٰ کا کرے کہ اس نے ہمارے پیدا ہونے سے پہلے ہمارے واسطے یہ فائدہ مقدر کیا تھا اور جس کے ہاتھ سے وہ فائدہ پہنچے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب ظاہر سمجھکر اس کا احسان مانے اور شکر طبعی بجا لاوے اور کسی کی اگر بری صورت دیکھے یا صورت میں کچھ نقصان دیکھے تو اس پر ہنسے نہیں اور یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی طرح پیدا کیا، اس میں کچھ حکمت تھی، اس شخص کا کچھ قصور نہیں، تو اس پر ہنسنا اور طعن کرنا بھی اپنی طرف سے نادانی ہے پھر ایسے مقام پر یوں کہنا کہ ہم سے ہنسوانا بھی وہی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں سخت بے ادبی ہے اور جہالت اس واسطے کہ اس نے ہنسنے کا فی الجملہ اختیار دیا ہے ایسے ہی نہ ہنسنے کا بھی اختیار دیا ہے مگر ہاں خالق سب چیز کا اللہ تعالیٰ ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی: وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ والصافات میں کہ اللہ ہی نے بنایا تم کو اور جو تم کرتے ہو۔

ف۔ یعنی تم کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا اور بنایا اور جو تم کرتے ہو وہ کام بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے اگر وہ پیدا نہ کرے اور روک لے تو تم سے ہرگز نہ ہو سکے چنانچہ بہت کام آدمی کیا چاہتا ہے اور نہیں ہو سکے

بھلے کام نہیں کیا چاہتا ہے اور بے اختیاری میں ہو جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ کام بھی جو آدمی
کے ہاتھ سے ہوتے ہیں اس کا پیدا کرنے والا بھی اللہ ہی ہے تو جو کام اپنے ہاتھ سے اچھا بن پڑے یا
اور کسی سے اپنے حق میں کچھ سلوک ہو تو اللہ کا شکر بجالانا چاہیئے کہ باوجودیکہ وہی کام کا پیدا کرنے والا
ہے اور پھر ہم کو جزائے نیک کا وعدہ دیا تو اس کا نہایت احسان ہے اور جب یہ معلوم ہو چکا کہ ہمارے
سب کے کام بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے اور کسی کی حرکات اور سکنات پر ہنسنا اور عیب پکڑنا ہرگز
نہ چاہیئے مگر ہاں جس پر اللہ تعالیٰ ہی نے حکم دیا وہ بات جدا ہے اپنی طرف سے نہ چاہیئے اور یہ بھی دریافت
رہے کہ پیدا کرنا کام کا اور بات ہے اور کام کے کسب کا فی الجملہ اختیار دینا اور بات ہے اگر کام کے
کسب کا اختیار نہ ہو تو امر ونہی بے فائدہ ہو جاوے اور بہشت اور دوزخ بنانا اور دنیا میں پیغمبروں
کا بھیجنا اور بادشاہ اور حاکم مقرر کرنا لغو ٹھہرے سو کام کے کسب کا تو البتہ آدمی کو اختیار ہے مگر بالکل
اختیار بھی نہیں دیدیا گیا اگر ایسا ہو تو بندہ مختار ٹھہر جاوے اور اللہ تعالیٰ معاذاللہ بیکار رہ جاوے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ۔ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انفال میں کہ جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو۔

ف۔ ہر کام کا ارادہ پہلے آدمی کے دل میں پڑتا ہے بعد اس کے وہ کام آدمی کے ہاتھ پاؤں سے
ظہور میں آتا ہے پھر جس کام کو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا ہے اس کام سے آدمی کے دل کو روک لیتا ہے
اور کرنے نہیں دیتا چنانچہ ظاہر ہے کہ ہزاروں کام آدمی کیا چاہتا ہے یا بات کیا چاہتا ہے مگر اس سے
نہیں ہو سکتا تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی روک لیتا ہے اور کرنے نہیں دیتا اس کی مثال
ایسی ہے کہ جیسے کسی نے ایک جانور کے گلے میں ایک رسی باندھی اور سرا اس رسی کا اپنے ہاتھ میں رکھا
اور جانور کو دو کھیتوں کے بیچ میں چھوڑ دیا اور اس کو بتا دیا کہ اس کھیت میں سے کھائیو اور دوسرے
میں منہ نہ ڈالیو تو وہ جانور باوجودیکہ چھوٹا ہوا ہے مگر پھر بھی اس شخص کے اختیار میں ہے جہاں سے
چاہے رسی کھینچ لے اور نہ کھانے دے ایسے ہی آدمی کا حال سمجھا چاہیئے اس سبب سے آدمی کا چاہا
اللہ کے چاہے کے مقابل نہیں ہوتا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ: وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ کورت میں کہ اور تم جبھی چاہو کہ چاہے اللہ سارے جہان کا صاحب۔

ف یعنی تمہارے دل میں کام کا ارادہ ڈالنا بھی اللہ ہی کا کام ہے جب وہ چاہے تو تمہارے بھی
دل میں وہ ارادہ ڈالدے پھر تم اس کام کو کرنے لگو اور اگر وہ نہ چاہے تو تم ہزار چاہو کہ ہم فلانا کام کریں

مگر تمہارے دل میں اس کا ارادہ بھی نہ بیٹھے پھر جب ساری مخلوق اسی طرح پر ٹھیری تو خدا ہی پر توکل اور بھروسا مضبوط رکھنا چاہیے کہ سوا اس کے نہ کوئی کسی کا کچھ بگاڑ سکے نہ بنا سکے پھر غیروں کی طرف رجوع لیجانا اور غیروں کی خوشامد میں اپنے آپ کو ذلیل کرنا محض بے فائدہ ہے جب وہ چاہے گا لوگوں کے دل میں ارادہ ڈالدے گا اس کے بغیر چاہے کچھ نہیں ہوتا اس نے پہلے سب چیز کا اندازہ اپنے نزدیک ٹھیرالیا پھر اسی طرح پر پیدا کیا اور جو کام بندوں سے ہوتے ہیں وہ کام بھی وہی پیدا کرتا ہے اور جس کام سے چاہتا ہے وہی باز بھی رکھتا ہے اور جس کام کو چاہتا ہے وہی ارادہ بھی آدمی کے دل میں ڈال دیتا ہے سو اس پر اسی طرح یقین رکھنا چاہیے اور کچھ اپنی عقل ناقص کو دخل نہ دیا چاہیے اور نہیں تو ایمان جاتا رہے گا۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن نہیں ہوتا کوئی بندہ جب تک ایمان نہ لاوے چار چیزوں پر گواہی دیوے یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور بھیجا مجھکو برحق اور یقین لاوے موت پر اور یقین لاوے زندہ ہونے بعد موت کے اور یقین لاوے تقدیر کا۔

ف۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ کو واحد اور رسول خدا کو نبی برحق اور موت اور قیامت کو بے شک جاننا چاہیے ویسے ہی اس بات پر بھی یقین صادق لانا چاہیے کہ تقدیر بھی برحق ہے جو ہونا تھا سو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا حال پیدا کرنے سے پہلے مقدر کردیا اور ٹھیرا دیا اور جو اس پر یقین نہ لاوے وہ مومن نہیں کافر ہے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِيْ لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيْبٌ الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ عبداللہ ابن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ ہیں میری امت میں کہ ان کو اسلام میں کچھ نصیب نہیں۔ مرجئہ اور قدریہ۔

ف۔ یعنی جو شخص جانے کہ ہم کو کچھ مطلق اختیار نہیں ہے بالکل ہم محض مجبور اور بے اختیار ہیں اور جو کام ہم سے ہوتے ہیں اللہ ہی کراتا ہے سو ہم سے آخرت میں پرسش نہ ہوگی اگر حشر بھی ہو تو ہم بخشے جائیں گے سو ایسے شخص کو جبری کہتے ہیں کہ یہ بات جانتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ ہم پر جبر کی راہ سے کام

کرتا ہے ہمارا کچھ قصور نہیں تو اس عقیدے سے یہ بات نکلتی ہے کہ گناہ بھی ہم سے اللہ ہی کراتا ہے پھر ہم کو گناہ سے بچنے کا حکم کیوں کیا تو اس بات سے شریعت کا انکار نکلتا ہے اور جو شخص جانے کہ بالکل ہم مختار ہیں اور جو کرتے ہیں ہم خود کرتے ہیں اور جو کام ہم کرتے ہیں ان کاموں کو ہم ہی پیدا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس میں کچھ دخل نہیں اور آگے سے اس نے کچھ ٹھہرا نہیں دیا ایسے شخص کو قدریہ کہتے ہیں یعنی قدر کا منکر وہ گویا اپنے تئیں بھی ایک خالق افعال کا اور مختار جانتا ہے سو اس دونوں طرح کے عقیدے والے لوگ مسلمان نہیں ہیں اور اسلام سے ان کو کچھ حصہ نہیں ہے اور نصیب اسلام سے بے نصیب ہیں اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور پیغمبر خدا کی امت میں شمار کریں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَّذٰلِکَ فِی الْمُکَذِّبِیْنَ بِالْقَدْرِ ۔

ابوداؤد اور ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا کہ فرماتے تھے کہ ہوگا میری امت میں لوگوں کا زمین میں دھنس جانا اور صورتیں جانوروں کی سی ہو جانی اور یہ ان میں ہوگا جو جھٹلاتے ہیں تقدیر کو۔

ف۔ اور حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ میری امت ہیں کے لوگ زمین میں نہ دھنس جائیں گے جیسے اگلی امتوں میں قارون وغیرہ دھس گئے اور نہ میری امت کے لوگوں کی صورتیں جانوروں کی ہوں گی جیسے اگلی امتوں یہود اور نصاریٰ کی بندروں سوروں کی سی شکلیں ہوگئی تھیں سو اس حدیث میں فرمایا کہ جو لوگ میری امت کے یعنی کلمہ گو کر آپ کو مسلمان جانتے ہوں گے مگر تقدیر کے منکر ہوں گے سو اخیر وقت میں ان کی صورتیں بھی بعضوں کی جانوروں کی سی ہو جائیں گی اور بعضے زمین میں دھنس جائیں گے یعنی اللہ تعالیٰ کا اس عقیدے والوں پر ایسا غضب ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی ان کو عذاب شدید ہوگا۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قدریہ اسی کا نام ہے کہ تقدیر کا انکار کرے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقَدَرِیَّۃُ مَجُوْسُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ۔

امام احمدؒ اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قدری مجوس اس امت کے ہیں اگر بیمار پڑیں تو مت پوچھو اُن کو اور اگر مریں تو نماز نہ پڑھو اُن پر۔

ف۔ یعنی مجوس وہ ہوتا ہے کہ جو سورج اور آگ کو پوجے اور نچھتروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھے۔

اور جب آدمی تقدیر کا شاکر نہیں رہتا اور اللہ ہی پر بھروسہ نہیں رکھتا تو اس کا دل ہر طرف بٹتا ہے اور ہر چیز کو پوجنے لگتا ہے کبھی بھوانی کو مانتا ہے کبھی قبروں کو پوجتا ہے کبھی کسی درگاہ کے چراغ کو پوجتا کبھی دن رات کی نحوست وسعادت کے پیچھے پڑتا ہے حالانکہ کچھ ہوتا نہیں پڑتا وہی ہے جو اللہ نے تقدیر میں لکھ دیا سو ایسا شخص مسلمان نہیں رہتا ہے مجوسی سا ہو جاتا ہے سو حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اور پھر تقدیر کا منکر ہو تو وہ اس امت میں گویا مجوس ہے تو ایسا شخص اگر بیمار پڑے تو اس کا حال نہ پوچھو اور اگر مر جاوے تو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اس واسطے کہ یہ معاملہ مسلمانوں کے ساتھ کرنا چاہیے، کافر کے ساتھ ایسا معاملہ ملاپ اور دوستی اور ان کی مغفرت کی دعا مانگنا نہ چاہیے اس واسطے کہ اور لوگ یہ عقیدہ نہ اختیار کریں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ عَنْ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُجَالِسُوْا اَہْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوْہُمْ۔

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھ نہ بٹھلاؤ اہل قدر کو اور نہ اول بات کہو ان سے۔

ف۔ یعنی جو شخص تقدیر کا منکر ہو اس شخص سے محبت اور ملاقات نہ رکھو بلکہ اپنے ساتھ برابر نہ بٹھلاؤ اور نہ تم اس کے پاس بیٹھو اور اپنی طرف سے پہلے اس سے بات بھی نہ کہو ہاں اگر وہ پوچھے تو بقدر ضرورت اس کا جواب دینا مضائقہ نہیں گویا وہ شخص آدمیت سے خارج ہے سو کفار کی طرح اس سے معاملہ کرو بلکہ کافروں سے بھی بدتر ہے اس واسطے کہ کافر کو ہر مسلمان جانتا ہے اور اس کی بات نہیں مانتا اور یہ قدری تو آپ کو مسلمان کہے گا اور بعض آیتیں اور بعض حدیثیں اور کچھ قول اور بعض اشعار کے معنی اپنے طور پر لگا کر جاہلوں کو گمراہ کرے گا تو ایسے شخص سے ترک محبت کرنا اور علیحدہ رہنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کو گمراہ نہ کرے اور شاید اپنے عقیدے کو برا سمجھ کر ترک کر دے۔

اَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ وَالرَّزِیْنُ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّۃٌ لَعَنْتُہُمْ وَلَعَنَہُ اللّٰہُ وَکُلُّ نَبِیٍّ مُّجَابٌ الزَّائِدُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ وَالْمُکَذِّبُ بِقَدْرِ اللّٰہِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِیُعِزَّ مَنْ اَذَلَّہُ اللّٰہُ وَیُذِلَّ مَنْ اَعَزَّہُ اللّٰہُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَامِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ

ذکر کیا بیہقی اور رزین نے کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ شخص پر لعنت کی میں نے اور لعنت کی اللہ نے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ بڑھانے والا[۱] اللہ کی کتاب میں اور جھٹلانے والا[۲] اللہ کی تقدیر کا اور زبردستی[۳] سے حاکم بن جانے والا اس واسطے کہ عزت دیوے جس کو ذلیل کیا اللہ نے اور ذلیل کرے جس کو عزت دی اللہ نے۔ اور حلال[۴] کرنے والا اللہ کے حرام کا اور حلال[۵] کرنے والا میرے رشتہ داروں سے

وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ ۔ وہ چیز جو حرام کی اللہ نے اور چھوڑ دینے والا میری سنت کو

ف۔ یعنی جو شخص حضرت کی سنت کو بے عذر شرعی ترک کرے اور چھوڑ دے تو اس کو حضرت ضعیف ایمان نہیں اور جو سید ہو حضرت کی آل میں اور اللہ کے حرام کئے ہوئے کاموں کو حلال یعنی گناہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کا لحاظ نہ رکھے تو اس نے بڑا قصور کیا جیسے بلا تشبیہ وزیر کا بیٹا یا خلیفہ کی چوری کرے اور بادشاہ کے آئین کی قدر نہ رکھے اور برخلاف آئین کے کرے تو اس کو دیکھ کر اور رعیتی بہکیں تو اس کی سزا بھی زیادہ چاہیے جس پر عنایت و مہربانی زیادہ اس کو تقصیر پر عتاب بھی زیادہ اور جو شخص اللہ کے کعبہ کے حرم کی تعظیم نہ رکھے اور جو کام وہاں کرنے حرام ہیں سو وہاں کرے تو اس نے گویا ایسا کیا کہ خود بادشاہ کے مکان پر دربار میں بے ادبی اور حکم عدولی کی اور جو شخص لوگوں پر زبردستی حاکم بن بیٹھے تاکہ اشرافوں کو ذلیل کرے اور کمینوں کو زبردست کرے۔ اور جو شخص تقدیر کے برحق ہونے کو انکار کرے اور تقدیر کے قائل کو جھٹلا دے اور جو شخص قرآن میں کچھ اپنی طرف سے بڑھا دے کوئی لفظ یا کوئی حرف یا کوئی مطلب یا کوئی سورت سو ایسے شخص چھ قسم کے ملعون ہیں کہ اللہ نے ان کو پھٹکار دی اور رسول خدا نے ان کو بددعا دی کہ اللہ نے اپنی مہر اُن سے اٹھا لی سو حضرت کی یہ دعا قبول ہوئی اس واسطے کہ حضرت نبی تھے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قدری تقدیر کے منکر پر اللہ اور رسول کی طرف سے لعنت اور پھٹکار پڑتی ہے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمٰوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَإِنْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ ۔

امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ زید بن ثابت نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو کہ اللہ عذاب کرے اپنے آسمان والوں اور اپنے زمین والوں پر تو عذاب کرے اور وہ ظالم نہ ٹھیرے ان کے حق میں اور اگر وہ مہر کرے ان پر ہووے مہر اس کی بہتر ان کے لئے ان کے کاموں سے اور اگر تو خرچ کرے احد برابر سونا اللہ کی راہ میں قبول نہ کرے اللہ تجھ سے مگر جب تو ایمان لاوے تقدیر پر اور جان لیوے یہ کہ تجھ کو پہنچا تجھ سے جو کہ ٹلنے والا نہ تھا اور جو تجھ سے چوکا وہ تجھ کو پہونچنے والا نہ تھا اور اگر تو مرے اس کے برخلاف اور عقیدے پر تو ضرور داخل ہووے تو دوزخ میں۔

ف. یعنی جو کچھ اللہ نے قسمت میں لکھدیا اور مقدر کر دیا وہ ضرور پہنچے گا ممکن نہیں کہ چوک جائے
اور نہ پہنچے سو جو کچھ آدمی کو رنج اور تکلیف اور بیماری اور راحت اور خوشی اور صحت اور فتح اور شکست
اور مفلسی اور امیری پہنچتی ہے یہ سب تقدیر کے لکھے موافق پہنچتی ہے اور کسی سبب سے نہیں ٹلتی پھر
اگر سب مخلوق چاہے کہ نہ پہنچے تو ممکن نہیں کہ نہ پہنچے اور تقدیر خطا کرے اور جو آدمی کو نہ پہنچا مثلاً چاہا کہ
میں تندرست ہو جاؤں اور نہ ہوا یا چاہا کہ امیر ہو جاؤں اور نہ ہوا یا چاہا کہ بیری اس پر فتح ہو اور نہ
ہوئی یا سانپ ہاتھ پر چڑھا اور نہ کاٹا اور نہ مرا تو تقدیر ہی میں یوں لکھا تھا ممکن نہ تھا کہ اس کے
برخلاف ہو اگرچہ ساری مخلوق مل کر چاہے کہ اس کے برخلاف ہو مگر ہونا ممکن نہیں پھر اب اس
کے سوا اور طرح پر جو شخص سمجھے کہ فلانے سبب سے تقدیر لوٹ گئی اور تقدیر کا لکھا مٹ گیا، اور
تدبیر چل گئی پھر وہ شخص بے توبہ مرجاوے تو دوزخی ہے اور صدقہ خیرات بھی اس کی کچھ قبول نہیں
ہوتی اگرچہ پہاڑ برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کیا ہو تو بھی قبول نہ ہو اس واسطے کہ اس نے اللہ کی
تقدیر کا انکار کیا اور اللہ کے بنائے کے خلاف نہیں ہو سکتا وہ مالک الملک شہنشاہ بے پرواہ
ہے جیسا کہ اس نے چاہا ویسا ہر ایک کی قسمت میں لکھدیا وہ بہر صورت مالک ہے اگر سب فرشتوں
اور آدمیوں کو دوزخ میں ڈالدے تو بھی وہ ظالم نہ ٹھیرے اس واسطے کہ ساری مخلوق اس کی ہے
اور کسی کی نہیں اور اگر وہ خلق پر مہربانی کرے تو مہربانی اس کی خلق کے حق میں بہتر ہے مگر اس پر بندہ
کا کچھ حق نہیں۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ كَأَنَّمَا فُقِئَ فِي وَجْهِهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ أَبِهٰذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِهٰذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هٰذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَنَازَعُوا فِيهِ

ترمذی نے ذکر کیا کہ ابی ہریرۃ نے نقل کیا کہ باہر آئے ہم پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ہم جھگڑ رہے تھے قدر کے مسئلہ میں سو غصہ ہوئے ایسا کہ سرخ ہو گیا چہرہ ان کا گویا توڑے گئے ان کے چہرے پر انار کے دانے پھر فرمایا کہ کیا اس بات کا تم کو حکم ہوا کیا اس واسطے میں بھیجا گیا تمہاری طرف، تب ہی ہلاک ہوئے وہ جو تم سے پہلے تھے جب جھگڑا کیا انہوں نے اس بات میں، تقید کرتا ہوں میں تم پر تقید کرتا ہوں تم پر کہ نہ جھگڑو اس میں۔

ف. جو باتیں کہ بندوں کے حق میں فائدہ کی تھیں سو اللہ تعالیٰ نے بتا دیں کہ اللہ کو ایسا سمجھو اور رسول
کو یوں جانو بندگی اللہ کی اس طرح کرو اور دنیا کے کام کو یوں چلاؤ اور جو بات بندوں کے کام کی نہ تھی

کہ جس سے کچھ دنیا اور دین کا فائدہ نہ تھا اس کا مفصل بیان نہ کیا یا وہ بات جو آدمیوں کی سمجھ اور بوجھ سے زیادہ تھی اس کا بھی بیان نہ کیا تاکہ آدمی لایعنی باتوں میں مشغول نہ ہو جاویں مثلاً یہ بیان نہ کیا کہ چاند اور سورج فلانی چیز سے بنے اور عرش فلانی چیز سے اور زمین اور پانی اور آگ فلانی فلانی چیز سے اور سورج کی حقیقت یہ ہے اس واسطے کہ ان باتوں کے دریافت ہونے نہ ہونے سے کچھ فائدہ نقصان نہیں یا مثلاً شریعت میں وحدت وجود اور شہود اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور متشابہات آیتوں کی تاویلیں اور ہر عبادت کی وضع مخصوص کے مامور ہونے کا بھید دریافت کرنے کا حکم نہ ہوا اس واسطے کہ یہ باتیں اکثر آدمیوں کی عقل کے بوجھ سے زیادہ ہیں کہ اکثر لوگ اس کی حقیقت کو دریافت نہ کر سکیں گے بعضے مطلق انکار کریں گے اور بعضے اس میں زیادتی کریں گے تو وہ دونوں گمراہ ہوں گے چنانچہ اگلی امتوں کے لوگ اسی سبب سے گمراہ ہوئے ویسا ہی جبر اور اختیار اور تقدیر کا مسئلہ ہے کہ اس میں گفتگو اور بحث کرنا اور اس کی حقیقت کے دریافت کی فکر میں بہنا نہ چاہئے اس واسطے کہ آدمی کی عقل کے بوجھ سے یہ بات زیادہ ہے پھر بہت آدمی جاہل گمراہ ہو جاویں گے چنانچہ ویسا ہی ہوا اسی واسطے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ حضرت ابوہریرہؓ وغیرہ اصحاب بیٹھے ہوئے اس جبر اور تقدیر کے مسئلہ میں بحث کرتے ہیں تو نہایت ناخوش ہوئے اس قدر کہ چہرہ آپ کا انار کے دانے کی طرح سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ کیا تم کو اللہ اور رسول نے اس مسئلے میں گفتگو کرنے کا حکم کیا ہو یا میں اس مسئلہ میں جھگڑا ڈالنے کو آیا ہوں رسول ہو کر سو یوں تو نہیں ہے جو تم کو جس بات کا حکم ہوا ہے سو کرتے جاؤ اور کچھ چون وچرا مت کرو اور اگلی امتوں کے لوگ اسی طرح مشکل مشکل مسئلوں میں بحث کر کے گمراہ ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کیا سو میں تم کو تاکید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہرگز گفتگو نہ کیجیو۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ یَتَکَلَّمْ فِیْہِ لَمْ یُسْئَلْ عَنْہُ۔

ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جس نے کلام کیا کسی چیز میں قدر کے مسئلے سے تو پوچھا جائے گا اس سے وہ کلام قیامت کے دن اور جس نے نہ کلام کیا اس سے پرسش نہ ہوگی اس کی۔

ف۔ یعنی قیامت کے دن اس بات کا بھی حساب ہوگا تو جو شخص اس مسئلہ میں گفتگو کرے گا قیامت کو اس سے محاسبہ لیا جائیگا کہ تو نے اس میں کیوں گفتگو کی اور بحث کی اور جو شخص اس میں گفتگو اور بحث

ہی نہ کرے گا اُس سے پوچھا بھی نہ جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اس مسئلہ میں گفتگو ہی نہ کر
چاہیئے اس قدر سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے جو روز ازل میں تقدیر میں لکھدیا وہ ضرور ہو گا اور اللہ
نے بندوں کو بالجملہ کام کرنے کا اختیار دیا ہے اور کام کا پیدا کرنا اور دل میں ارادہ ڈالنا یہ اللہ
کا کام ہے جس قدر قرآن وحدیث میں مذکور ہے اس پر ایمان لاوے اور یقین رکھے زیادہ دم نہ

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اُكْتُبْ فَقَالَ مَا أَكْتُبُ، قَالَ الْقَدْرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ۔

ذکر کیا ترمذی نے کہ عبادۃ بن صامت کے بیٹے نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے پیدا کیا اللہ نے قلم تو فرمایا اس کو لکھ۔ وہ بولی کیا لکھوں فرمایا لکھ تقدیر سو اس نے لکھا جو ہوا اور ہونے والا ہے ہمیشہ تک۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

مسلم نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھیں تقدیریں خلائق کی آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے حالانکہ اس کا عرش پانی پر تھا۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الْأَرْضِ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ۔

امام احمد اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ میں نے سُنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی خاک سے کہ وہ لی تھی سب زمین سے سو ہوئی اولاد آدم کی اندازہ پر زمین کے کوئی سُرخ کوئی سپید، کوئی کالی درمیان میں اس کے کوئی نرم کوئی کڑی کوئی ناپاک کوئی ستھری۔

ف یعنی جو آدمیوں میں تفاوت ہے کہ بعضے سُرخ وسفید ہوتے ہیں اور بعضے سیاہ رنگ
اور ایسے ہی کسی کی خو نرم ہوتی ہے کوئی سخت ہوتا ہے اور کوئی نیک بخت پاک صاف ہے اور کوئی
خبیث کافر ہے سو پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلی ایسی پیدا کی کہ حضرت آدمؑ کو سارے جہان
کی طرح طرح کی زمینوں میں سے تھوڑی تھوڑی مٹی لیکر اُس سے بنایا کہ بعضی جگہ کی مٹی سُرخ اور بعضی جگہ کی

اور کہیں کی سیاہ اور کہیں ملی ہوئی اور کہیں کی نرم اور کہیں کی سخت تھی تو یہ سب باتیں حضرت آدمؑ میں جمع تھیں ویسا ہی اس کا ظہور ان کی اولاد میں ہوا اس واسطے کہ پہلے سے اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی تقدیر میں یوں ٹھیرا دیا تھا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ خَلْقَہٗ فِیْ ظُلْمَۃٍ فَاَلْقٰی عَلَیْہِمْ مِنْ نُوْرِہٖ فَمَنْ اَصَابَہٗ مِنْ ذٰلِکَ النُّوْرِ اہْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاَہٗ ضَلَّ فَلِذٰلِکَ اَقُوْلُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰی عِلْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

امام احمد اور ترمذی نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا خلق کو اندھیری میں پھر ڈالا ان پر کچھ اپنا نور پس جس کو پہنچا اُس نور میں سے اس نے سیدھی راہ پائی اور جسکو نہ پہنچا وہ نور وہ گمراہ ہوا تو اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ سوکھ گئی قلم اللہ کے علم پر۔

ف۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے موافق لکھنے کا قلم کو حکم دیا اس نے لکھ دیا پھر وہ خشک ہو گئی کہ اب نہیں وہ لکھتی اور اسلام جو ہے سو اللہ تعالےٰ کے نور کے سبب سے ہے جس پر نور اللہ تعالیٰ کا روزِ ازل میں پڑا وہ نیک راہ پر مسلمان ہوا اور جس پر وہ نور نہ پڑا وہ گمراہ ہوا کافر۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَغَ اِلٰی کُلِّ عَبْدٍ مِّنْ خَلْقِہٖ مِنْ خَمْسٍ مِّنْ اَجَلِہٖ وَعَمَلِہٖ وَمَضْجَعِہٖ وَاَثَرِہٖ وَرِزْقِہٖ

امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابو درداؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فارغ ہو چکا اپنی مخلوق میں ہر بندے کی پانچ چیز سے اس کی اجل سے اور اس کے عمل سے اور اسکے رہنے کی جگہ سے اور اسکی چال سے اور اسکی روزی سے

ف۔ یعنی ہر مخلوق کے حق میں یہ باتیں کہ یہ فلانے وقت پر فلانے روز فلانی جگہ اس طور پر مرے گا اور زندگی میں فلانے فلانے عمل کرے گا اور فلانی فلانی جگہ رہے گا اور فلانی فلانی چال اور رویہ اختیار کرے گا اور فلانی فلانی وضع اس کو اس قدر روزی رزق ملے گا اور یہ کھاوے گا اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیں اور ٹھیرا دیں ویسا ہی ہوتا ہے اُس سے کم و بیش نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو چاہئے کہ توکل ہی پر رہے، اس بات پر بہت بھروسا نہ کرے اور دنیا داری کے امور میں بہت کوشش اور سر دردی نہ کرے جو قسمت میں لکھا ہے وہ آگے ہی مقرر ہو چکا اس میں کمی بیشی نہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ حِیْنَ خَلَقَہٗ فَضَرَبَ کَتِفَہُ الْیُمْنٰی فَاَخْرَجَ ذُرِّیَّتَہٗ

امام احمد نے ذکر کیا کہ ابی الدرداؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدم کو انکی پیدائش کے وقت پھر مارا ان کا داہنا مونڈھا سو ان کی اولاد

بَیضَاءَ کَاَنَّھُمُ الذَّرُّ فَضَرَبَ کَتِفَہُ الْیُسْرٰی
فَاَخْرَجَ ذُرِّیَّۃً سَوْدَاءَ کَاَنَّھُمُ الْحُمَمُ فَقَالَ
لِلَّذِیْ فِیْ یَمِیْنِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ وَلَا اُبَالِیْ وَقَالَ
لِلَّذِیْ فِیْ کَتِفِہِ الْیُسْرٰی اِلَی النَّارِ وَلَا اُبَالِیْ

نکالی سفید جیسے چیونٹیاں اور مارا ان کا بایاں مونڈھا
سو نکالی ان کی اولاد کالی جیسے کوئلے پھر فرمایا ان کو جو
ہیں تجھے طرف بہشت کے اور کچھ پرواہ نہیں مجھکو اور فرمایا جو کہ
بائیں مونڈھے میں تھے طرف دوزخ کے اور کچھ پرواہ نہیں مجھکو

ف یعنی خلقت کے پیدا ہونے سے پہلے ہی حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے
حکم کر دیا اور ٹھیرا دیا کچھ لوگوں کے حق میں کہ بہشتی ہیں اور کچھ لوگوں کے حق میں کہ یہ دوزخی ہیں اور
فرمایا کہ مجھکو کچھ پرواہ نہیں جو چاہوں سو کروں میں مالک ہوں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ
اللّٰہَ خَلَقَ لِلْجَنَّۃِ اَھْلًا خَلَقَھُمْ لَھَا وَھُمْ
فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِھِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَھْلًا
خَلَقَھُمْ لَھَا وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِھِمْ۔

مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا کہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا
جنت کی لیاقت والوں کو بنایا ان کو بہشت کے واسطے اور
اور وہ اپنے باپوں کی پیٹھ میں تھے اور پیدا کیا دوزخ کے لائق
لوگوں کو بنایا ان کو دوزخ کے واسطے اور وہ اپنے باپوں کی پیٹھ میں تھے

ف یعنی دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو جس لائق وہ شخص تھا ویسا ہی
ٹھیرا دیا سو اسی موافق دنیا میں اس شخص سے کام ہوتے ہیں بہشتی سے اچھے کام اور دوزخی سے برے

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ
حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَھُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِکُمْ
یُجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نُطْفَۃً
ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ
مُضْغَۃً مِثْلَ
ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ اِلَیْہِ مَلَکًا بِاَرْبَعِ
کَلِمَاتٍ فَیَکْتُبُ عَمَلَہٗ وَاَجَلَہٗ وَرِزْقَہٗ وَ
شَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ الرُّوْحُ
فَوَالَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ
بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ حدیث
فرمائی ہم سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ سچے ہیں سچے
تھے فرمایا کہ پیدائش ہر کسی کی اکٹھا کی جاتی ہے اس کی ماں کے
پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ پھر ہوتا ہے خون جالیس دن
تک اور پھر ہوتا ہے لوتھڑا چالیس دن تک پھر بھیجتا ہے
کے واسطے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ چار
باتوں کے لئے سو وہ لکھ دیتا ہے اس کا عمل اور اس کی
اجل اور اس کی روزی اور بدبخت یا نیک بخت پھر
پھونکتا ہے اس میں روح تو قسم ہے اس کی کہ
نہیں کوئی معبود سوا اس کے کہ بیشک کوئی تم میں کا کام
جاتا ہے کام بہشت کے یہاں تک کہ نہیں رہتا اس کے

...وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

اور بہشت کے درمیان میں کوئی فرق سوا ایک ہاتھ بھر کے پھر بڑھ نکلتی ہے اس پر لکھت تو کرنے لگتا ہے کام دوزخیوں کے تو داخل ہوتا ہے دوزخ میں اور بعضا شخص تم میں کا کئے جاتا ہے کام دوزخیوں کے اس قدر کہ نہیں رہتا اس کے اور دوزخ کے درمیان فرق سوا ایک ہاتھ بھر کے پھر بڑھ نکلتی ہے اس پر لکھت تو کرنے لگتا ہے کام بہشتیوں کے تو داخل ہوتا ہے بہشت میں

ف یعنی حضرت رسول خدا خود بھی سچے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو سچا کہا تھا سو انہوں نے یوں حدیث فرمائی کہ ماں ایکسو بیس دن میں آدمی کی صورت بن کر بالک کے پیٹ میں درست ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ فرشتہ اس کے حق میں لکھ دیتا ہے کہ یہ شخص فلانے فلانے کام کرے گا اور فلانے سال اور سن میں فلانے وقت فلانے دن فلانی جگہ مریگا اور زندگی میں فلانی فلانی چیز اس قدر کھاوے گا اور بدبخت ہوگا یا نیک بخت ہوگا، بعد اسکے اس میں جان ڈالتا ہے سو اس کے لکھے کے موافق اس کا کام اور انجام دنیا میں ہوتا ہے پھر اگر اس کی قسمت میں انجام دوزخ لکھا ہوتا ہے تو دنیا میں اگرچہ پہلے وہ کام بہشتیوں کے کرتا ہے اس قدر کہ بہشت کے نزدیک ہو جاوے ہاتھ بھر پھر یکایک تقدیر کا لکھا زور مارتا ہے تو وہ شخص آخر کو کام دوزخیوں کے کرنے لگتا ہے تو دوزخ کو جاتا ہے اسی طرح جس کی تقدیر میں بہشت لکھی ہے تو وہ اگرچہ کام دوزخیوں کے سے کرتا ہے یہانتک کہ دوزخ کے نزدیک ہو جاتا ہے ہاتھ بھر پھر اس کی تقدیر کا لکھا زور مارتا ہے تو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے تو آخر بہشت کو جاتا ہے۔ المقصود آدمی اپنی عقل پر مغرور نہ ہو اور اعتماد نہ رکھے، اللہ ہی کے کرم اور فضل کا بھروسہ رکھے اور اسی سے امیدوار رہے اور خاتمہ سے ڈرتا رہے اگر خاتمہ اچھا ہوا تو اچھا ہے اور برا ہوا تو برا ہے۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ

مسلم نے ذکر کیا کہ ابی موسیٰؓ نے نقل کیا کہ کھڑے ہوئے ہمارے بیچ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھا پانچ باتوں کا سو فرمایا کہ بیشک اللہ نہیں سوتا اور لائق نہیں اس کو کہ سوئے۔ جھکا دیتا ہے پلڑا اور اونچا کر دیتا ہے اس کو عرض کیا جاتا ہے اس پر رات کا کام

قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ لَوْكَشَفَهُ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ۔

دن کے کام سے پہلے اور دن کا کام رات کے کام سے پہلے۔ پردہ اس کا نور ہے اگر کھولدے اس کو تو جلا دے اس کا نور ہر چیز کو خلق میں سے جہاں تک پہونچے اس کی نگاہ۔

ف۔ نبی صاحب نے خطبہ میں پانچ باتیں فرمائیں اور لوگوں کو سمجھایا کہ یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کو نیند نہیں آتی اس واسطے کہ سونا غفلت ہے اور غفلت نقصان ہے اور اللہ تعالیٰ نقصان سے بری ہے تو ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ سو دے۔ اور دوسرے یہ سمجھ لو کہ مقبول کرنا اور مردود کرنا اور روزی کی کشائش اور تنگی اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ تیسرے یہ کہ ترازو اس کے پاس ہے جس کے لئے چاہتا ہے پلڑا جھکا دیتا ہے اور جس کے واسطے چاہتا ہے پلڑا اونچا کر دیتا ہے۔ اور چوتھے یہ بات جان رکھیو کہ جو کام دن کو بندے کریں گے اس کام کی خبر اس کو رات کے کام سے پہلے رہتی ہے اور جو کام بندے رات کو کریں گے اس کی خبر دن کے کام سے پہلے اس کو پہنچتی ہے آگے سے اور پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی شان ہے، رعب اور دبدبہ اس کا بڑا ہے ایسا کہ پردہ اس کا نور ہے اگر وہ پردہ اٹھا دے تو ساری مخلوق جل جاوے کسی کو طاقت اس کی برداشت کی نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے جو کیا سو ہوا اور ہوگا اور جو ہونا ہے سب پہلے تقدیر میں لکھدیا پھر بھی اللہ تعالیٰ غافل نہیں اس کو اب بھی اختیار ہے جو چاہے سو کر دے۔ قسمت کی ترازو اس کے ہاتھ میں ہے جس کا چاہتا ہے پلڑا بھاری کرتا ہے جس کا چاہتا ہے نیچا کرتا ہے اور ہر ایک کام کی خبر رکھتا ہے آگے سے یعنی آگے سے ہر ایک کام ہر ایک کے واسطے اس نے مقرر کر دیا ویسا ہی اس سے ہوتا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ اٰمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهٖ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ۔

ترمذی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کہا کرتے تھے کہ اے پھیرنے والے دلوں کے ثابت رکھ میرا دل اپنے دین پر تو کہا میں نے کہ اے نبی اللہ کے ہم نے مانا تم کو اور جو کچھ تم لائے سو کیا تم ڈرتے ہو ہم پر فرمایا ہاں اس واسطے کہ دل اللہ کی دو انگلیوں میں ہے انگلیوں سے پھیر دیتا ہے دلوں کو جیسے چاہتا ہے۔

ف: یہی بات ثابت ہے کہ سب پیغمبر بہشتی ہیں اور پیغمبروں سے پیغمبری جاتی نہیں اور
سب پیغمبر دنیا سے ایمان کے ساتھ جاتے ہیں پیغمبروں کو اپنے ایمان کے جاتے رہنے کا خوف
نہیں حضرت کی زبان سے جو یہ دعا اکثر نکلتی ہے اے میرے اللہ میرا دل اپنے دین پر ثابت
رکھیو تو حضرت انسؓ سمجھے کہ اس دعا سے حضرت کا مطلب یہ ہے کہ میری امت کا دل ایمان
پر ثابت رکھیو سو عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے کیا تم کو ہم پر خوف ہے اس بات کا کہ ہم دین اسلام
سے پھر جاویں سو یہ دعا مانگتے ہو تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں مجھکو البتہ خوف ہے اس واسطے
کہ آدمی کا دل اللہ کی انگلیوں میں ہے اللہ کے قابو میں ہے جدھر چاہے پھیر دے۔ اس سے
معلوم ہوا کہ نیک راہ اور بدراہ پر لگا دینا اللہ ہی کا کام ہے جس دل کو جدھر چاہے پھیر دے
جس کے دل میں چاہے ارادہ نیکی اور سلوک کا ڈالدے اور جس سے چاہے برا کروا دے
آدمی کو چاہیے کہ اپنے دل پر اعتماد نہ رکھے ہر وقت اللہ کی درگاہ سے یہی التجا کرے کہ نیکی کے
رویہ پر دل کو ثابت رکھے۔

اخرج مسلم عن عبد اللہ بن عمرو
قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وفی یدیہ کتابان فقال اتدرون
ما ھذان الکتابان قلنا لا یا رسول اللہ
الا ان تخبرنا فقال للذی فی یدہ الیمنی
ھذا کتاب من رب العلمین فیہ اسماء
اھل الجنۃ واسماء آبائھم وقبائلھم
ثم اجمل علی آخرھم فلا یزاد فیھم
ولا ینقص منھم ابدا ثم قال للذی
فی شمالہ ھذا کتاب من رب العلمین
فیہ اسماء اھل النار واسماء آبائھم
وقبائلھم ثم اجمل علی آخرھم فلا یزاد
فیھم ولا ینقص منھم ابدا فقال
اصحابہ ففیم العمل یا رسول اللہ

مسلم نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن عمروؓ نے نقل کیا کہ باہر آئے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ہاتھوں
میں دو کتابیں تھیں سو فرمایا کہ بھلا تم جانتے ہو کیا ہیں یہ
دونوں کتابیں؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نہیں جانتے یا رسول
اللہ مگر تم بتلاؤ ہم کو، تو بتلا دیا اس کو جو اپنے ہاتھ میں تھی
کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے آئی ہے اس میں نام
لکھے ہیں بہشتیوں کے اور نام ان کے باپوں کے اور نام
انکے کنبوں کے پھر جملہ کیا ہوا ہے ان کے آخر پر سو زیادہ نہیں
ہوتا ان میں اور نہ کم ہوتا ہے ان سے کبھی پھر فرمایا اس کو جو
بائیں ہاتھ میں تھی کہ یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے
اس میں دوزخیوں کے نام ہیں اور نام ان کے باپوں کے
اور ان کے کنبوں کے پھر جملہ کیا ہوا ہے ان کے آخر پر تو
بڑھتا نہیں ان میں اور نہ ان میں سے کم ہوتا ہے کبھی پھر
عرض کیا ان کے یاروں نے کہ تو کس واسطے ہے عمل

إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ قَدْ فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ۔

یارسول اللہ اگر ایسی بات ہے کہ اُس سے فراغت ہوچکی تو فرمایا کہ سیدھی راہ چلو اور بندگی کرو اس واسطے کہ بہشتی کا واسطے خاتمہ کیا جاتا ہے بہشتیوں کے کام پر اگرچہ وہ کچھ کام کرے اور دوزخی کے واسطے خاتمہ ہوتا ہے دوزخیوں کے کام پر اگرچہ وہ کچھ کام کرے اور پھر اشارہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتوں کی طرف اور پھینک دیا ان دونوں کتابوں کو اپنے پیچھے پھر فرمایا فارغ ہوگیا تمہارا رب بندوں سے ایک گروہ جنّت میں اور ایک گروہ دوزخ میں۔

ف۔ یعنی جب حضرت نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں اور بہشتیوں کے نام مع ولدیت ذات بھانت کے نشان سمیت الگ الگ لکھدیئے ہیں پھر اُن ناموں کے آخر میں میزان دیکر جملہ کردیا ہے کہ اس میں کمی وبیشی نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ نے آگے ہی سے ہر ایک شخص کے حق میں بہشتی ہونا یا دوزخی ہونا ٹھیرا دیا ہے۔ یہ بات سُن کر یاروں نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے کہ دوزخ یا بہشت آگے ہی سے ہر ایک کے واسطے ٹھہر گئی اور اب اس میں کمی وبیشی نہیں تو پھر اب عمل نیک کرنا اور محنت اٹھانا کیا ضرور جس کی قسمت میں جو لکھا ہے وہی آخر کو ہو رہے گا، اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ جس کی قسمت میں بہشت ہے اُس سے مرنے کے قریب بہشتیوں کے سے کام ہونے لگتے ہیں اور اس کا خاتمہ بخیر ہوتا ہے اگرچہ پہلے برے کام کرتا رہا ہو اور جس کی قسمت میں دوزخ لکھا ہے اُس سے مرنے کے قریب برے کام ہونے لگتے ہیں اور اس کا خاتمہ انھیں بدکاموں پر ہوتا ہے اگرچہ وہ پہلے نیک کام کرتا رہا ہو سو تم نیک کام کئے جاؤ اور اپنی طرف سے بدکام کا ارادہ نہ کرو پھر آگے قسمت ہے اور اللہ کو جو کرنا تھا کہ ایک گروہ کے واسطے بہشت اور ایک فریق کے لئے دوزخ سو وہ کرچکا۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي خُزَامَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيْهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيْهَا

احمد اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابوخزامہ نے نقل کیا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ بتلاؤ حال دم کرنے کا کہ ہم دم کرتے ہیں اور حال دوا کا کہ ہم علاج کرتے ہیں اُس سے اور حال بچاؤ کا کہ ہم

هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ۔

پناہ پکڑتے ہیں اس سے کیا لوٹا دیتی ہیں چیزیں اللہ کی تقدیر میں سے کچھ فرمایا کہ یہ چیزیں بھی اللہ ہی کی تقدیر میں سے ہیں۔

ف۔ یعنی اس بات کے سننے سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تقدیر میں لکھا وہی ہوگا یہ خیال میں آتا ہے کہ بیمار پر کچھ پڑھ کر دم کر دینا یا علاج کرنا یا دعا صدقہ خیرات کرنا لاحاصل ہے فائدہ ہے اس سے کچھ نہیں ہوتا یہی بات خزامہ کے باپ نے حضرت سے پوچھی کہ اگر تقدیر ہی کا لکھا ہوتا ہے تو پھر ہم لوگ بیماریوں کے واسطے کچھ پڑھ کر دم کرتے ہیں اور دوا سے علاج کرتے ہیں اور مشکل میں دعا صدقہ وغیرہ خیرات کرتے ہیں اور لوگوں کو ظاہر میں فائدہ بھی معلوم ہوتا ہے تو کیا یہ چیزیں اللہ کی تقدیر کے لکھے ہوئے کو پھیر دیتی ہیں سو حضرت نے فرمایا کہ یوں سمجھو فائدہ جو ہوتا ہے سو یہ بھی تقدیر ہی میں لکھا ہے کہ یہ شخص یوں کرے گا تو یوں فائدہ ہوگا سو ویسا ہی ہوتا ہے یہ تقدیر کے خلاف نہیں بلکہ اس مقام پر معلوم کیا چاہئے کہ عالموں نے لکھا ہے کہ تقدیر دو قسم ہے ایک وہ ہے کہ جیسا مقرر کر دیا ویسا ہی ہوا اس کو مبرم کہتے ہیں اور ایک تقدیر معلق ہے کہ اگر فلانا شخص یوں کرے تو ایسا ہو یعنی مثلاً دعا مانگے تو بیمار اچھا ہو اور نہ مانگے تو نہ ہو تو یہ دعا تعویذ صدقہ خیرات دوا علاج کا اثر اسی تقدیر معلق کے سبب ہوتا ہے اگرچہ یہ اثر ہونا بھی اس کی تقدیر میں لکھا ہے مگر اصل یہ ہے کہ آدمی اس مقام پر تردد نہ کرے اور اپنی عقل ناقص کو منہ زور گھوڑے کی طرح اس میدان میں نہ دوڑا دے جس طرح فرمایا اس پر یقین لا دے اور چون و چرا نہ کرے بڑے آدمیوں کے حکموں اور کاموں کے بھید دیہاتی گنواروں کو معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے اور ان کی سمجھ میں نہیں آتا چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں اور کاموں کا بھید بندوں کو عقل سے دریافت ہونا۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک شخص کی تم میں سے لکھی گئی جگہ دوزخ میں اور جگہ بہشت میں، اصحابوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بھلا پھر ہم بھروسا نہ کر لیں اپنے لکھے ہوئے پر اور چھوڑ دیں عمل، فرمایا کہ عمل کئے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کے واسطے میسر ہو جاتی ہے وہی چیز جس کے واسطے وہ پیدا ہوا سو جو شخص ہو نیک بختوں میں تو موجود کیا جاتا ہے اس کو

السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَشْقِيَاءِ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى نیک بختی کا کام اور جو ہو بدبختوں میں تو میسر ہوتا ہے اس کو کام بدبختی کا پھر پڑھی حضرت نے یہ آیت کہ جس نے بخشش کی اور پرہیزگار رہا اور سچا جانا قرآن کو تو اب ہم آسان کر دیں گے اس کو آسانی کی راہ اور جس نے بخل کیا اور آپ کو بے پروا جانا اور جھوٹ بتایا قرآن کو تو اب ہم آسان کر دیں گے اس کو سختی کی راہ۔

ف۔ یعنی نیک بخت کے لئے اسباب بھی ویسے ہی نیکی کے جمع ہو جاتے ہیں اور بد کے لئے اسباب بھی ویسے ہی بدی کے موجود ہو جاتے ہیں اور نیک کو نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے اور بد کو بدی سہل ہو جاتا ہے تو آدمی کو چاہئے کہ جب اُس سے نیکی ہونے لگے اور نیکی کے اسباب جمع ہو جاویں تو شکر کرے اور نیکی ہی کئے جاوے اور جب معاذ اللہ بدی کے اسباب جمع ہو جاویں اور بدی ہونے لگے اور بدی میں مزا ملے تو خوف کرے اور جلدی سے اسے ترک کرے اور اسباب پر بھروسہ نہ کرے کہ بہشت اور دوزخ خود ہماری قسمت میں لکھا ہے ویسا ہی ہو گا ہم بندگی کیوں کریں۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ يَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ سعد کے بیٹے سہل نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کرتا ہے کام دوزخیوں کے سے حالانکہ وہ ہوتا ہے بہشتیوں میں سے اور کرتا ہے کام بہشتیوں کے حالانکہ وہ ہوتا ہے دوزخیوں میں سے، اور اعتبار کاموں کا ہے خاتمہ پر۔

ف۔ یہ حدیث اور جتنی اور حدیثیں[۲۳] اوپر اسی فصل میں گذریں سب مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھی ہیں، سو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بعضا آدمی حقیقت میں تقدیر کے بموجب بہشتی ہوتا ہے مگر پہلے کام اُس سے دوزخیوں کے سے ہوتے ہیں پھر آخر کو اُس سے کام بہشتیوں کے سے ہونے لگتے ہیں تو بہشت ہی کو جاتا ہے اور بعضا شخص تقدیر کے بموجب دوزخی ہوتا ہے مگر وہ بہشتیوں کی طرح کام کرتا ہے پھر آخر کو اُس سے کام دوزخیوں کے سے ہونے لگتے ہیں تو وہ دوزخ پاتا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اعتبار کاموں کے انجام کا ہے آخر کو مرنے کے نزدیک جیسے کام ہوں ویسا وہ شخص ہے تو کسی شخص کو جبتک وہ جیتا رہے بہشتی یا دوزخی نہ کہا چاہئے ہاں اگر نیک کام کرتے کرتے اسی نیکی کی حالت میں مر جاوے تو یہ جاننا چاہئے کہ ظن غالب یہ ہے کہ یہ بہشتی تھا اور اگر معاذ اللہ کفر کے کاموں کی حالت میں مر جاوے تو جاننا چاہئے کہ ظاہر میں اس کے کام دوزخیوں کے سے تھے انجام اللہ کو معلوم اور جس کا کفر پر مرنا یقینی معلوم ہوا اس کو

دوزخی جانتا یا کہنا مضائقہ نہیں غرضکہ تقدیر پر ایمان رکھنا فرض ہے اور اس میں چون و چرا کرنا بے ادبی ہے
اور جس کو اللہ نے نیک بتلا دیا وہ نیک ہے اور جس کو بد فرما دیا وہ بد ہے اور خاتمہ کا اعتبار ہے
اللہ تعالیٰ خاتمہ سب کا بخیر کرے اور اپنے نیک بندوں کی راہ پر لگا دے اور نیکوں کی محبت دے

الفصل الرابع

فی ذکر الصحابۃ واھل البیت رضی اللہ عنہم۔ (چوتھی فصل حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں اور حضرت کے اہل بیت کے ذکر میں۔)

ف: یعنی اس فصل میں اُن آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جس سے حضرت کے یاروں اور
اہل بیت کی بزرگی اور فضیلت ثابت ہوتی ہے تو جاننا چاہیے کہ اصحاب اس کو کہتے ہیں جس نے
حضرت سے ملاقات کی اور وہ مسلمان تھا پھر جب مرا تب بھی مسلمان تھا پھر اگر بہت روزوں
صحبت میں رہا تو زیادہ افضل ہے ان سے جو کم صحبت میں رہے۔ اور اہل بیت کہتے ہیں گھر
والوں کو جیسے بیبیاں اور لڑکے اور لڑکیاں اور بسبب لڑکیوں کے داماد اور ناتی اور ناتنیں سب
اہل بیت میں داخل ہیں بالخصوص اور باندی اور غلام اور جس کو بیٹا کر کے پالا بلکہ سارا کنبہ جو اپنے
طریق پر ہو اور ان کی اولاد بھی مطلق اہل بیت میں شامل ہے چنانچہ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ
اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبدالرحمٰنؓ اور سعدؓ اور سعیدؓ اور ابو عبیدہؓ اور ابوہریرہؓ
اور انسؓ اور بلالؓ اور معاویہؓ اور سوا ان کے سب مہاجر مکہ اور انصار مدینہ کے اور جہاد
کرنے والے حضرت کے ساتھ مل کر جو احد اور بدر اور حدیبیہ اور خیبر وغیرہ لڑائیوں میں
حضرت کے شریک تھے بالعموم۔ اور جس مسلمان نے حضرت سے ملاقات کی اور اسی ملاقات
کے عقیدے پر وفات پائی وہ سب اصحاب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ ان کی ثنا اور صفت
اور خوبیاں قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں ان سے محبت رکھنا اور ان کی راہ پر چلنا ایمان
کی علامت اور نشانی ہے پھر جو کوئی ان کو برا جانے یا ان کو نہ مانے تو گویا اس نے قرآن و حدیث
کا انکار کیا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بی بی خدیجہ اور حفصہ اور عائشہ اور بی بی زینب اور
بی بی ام حبیبہ اور بی بی جویریہ اور بی بی میمونہ اور بی بی ریحانہ زید کی بیٹی اور بی بی ریحانہ شمعون کی
بیٹی اور بی بی ماریہ قبطیہ وغیرہ حضرت کی بیبیاں اور فاطمہ زہرا اور ام کلثوم حضرت کی بیٹیاں اور
علی مرتضیٰ اور حضرت عثمانؓ باحیا حضرت کے داماد اور عمر فاروق حضرت کے نواس داماد اور حسن
حسین حضرت کے نواسے اور امامہ اور ام کلثوم وغیرہ حضرت کی نواسیاں اور زید جن کو بیٹا

دوزخی جاننا یا کہنا مضائقہ نہیں غرضکہ تقدیر پر ایمان رکھنا فرض ہے اور اس میں چون وچرا کرنا بے
اور جس کو اللہ نے نیک بتلا دیا وہ نیک ہے اور جس کو بد فرما دیا وہ بد ہے اور خاتمہ کا اعتبار ہے
اللہ تعالیٰ خاتمہ سب کا بخیر کرے اور اپنے نیک بندوں کی راہ پر لگا دے اور نیکوں کی صحبت دے

الفصل الرابع

فی ذکر الصحابۃ واھل البیت رضی اللہ عنہم۔ (چوتھی فصل حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں اور حضرت کے اہل بیت کے ذکر میں۔

ف۔ یعنی اس فصل میں اُن آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جس سے حضرت کے یاروں اور اہل بیت کی بزرگی اور فضیلت ثابت ہوتی ہے تو جاننا چاہئے کہ اصحاب اس کو کہتے ہیں جس نے حضرت سے ملاقات کی اور وہ مسلمان تھا پھر جب مرا تب بھی مسلمان تھا پھر اگر بہت روزوں صحبت میں رہا تو زیادہ افضل ہے ان سے جو کم صحبت میں رہے۔ اور اہل بیت کہتے ہیں گھر والوں کو جیسے بیبیاں اور لڑکے اور لڑکیاں اور بسبب لڑکیوں کے داماد اور نانی اور نواسے سب اہل بیت میں داخل ہیں بالخصوص اور باندی اور غلام اور جس کو بیٹا کرکے پالا بلکہ سارا کنبہ جو بنے ہاشم ہیں اور ان کی اولاد بھی مطلق اہل بیت میں شامل ہے چنانچہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رض اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبد الرحمن اور سعد اور سعید اور ابو عبیدہ اور ابو ہریرہ رض اور انس رض اور بلال اور معاویہ اور سوا ان کے سب مہاجر مکہ اور انصار مدینہ کے اور جہاد کرنے والے حضرت کے ساتھ مل کر جو احد اور بدر اور حدیبیہ اور خیبر وغیرہ لڑائیوں میں حضرت کے شریک تھے بالعموم۔ اور جس مسلمان نے حضرت سے ملاقات کی اور اسی ملاقات کے عقیدے پر وفات پائی وہ سب اصحاب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ ان کی ثنا اور صفت اور خوبیاں قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں ان سے محبت رکھنا اور ان کی راہ پر چلنا ایمان کی علامت اور نشانی ہے پھر جو کوئی ان کو برا جانے یا ان کو نہ مانے تو گویا اس نے قرآن وحدیث کا انکار کیا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بی بی خدیجہ اور حفصہ اور عائشہ اور بی بی زینب اور بی بی ام حبیبہ اور بی بی جویریہ اور بی بی میمونہ اور بی بی ریحانہ زید کی بیٹی اور بی بی ریحانہ شمعون کی بیٹی اور بی بی ماریہ قبطیہ وغیرہ حضرت کی بیبیاں اور فاطمہ زہرا اور ام کلثوم حضرت کی بیٹیاں اور علی مرتضیٰ اور حضرت عثمان باحیا حضرت کے داماد اور عمر فاروق حضرت کے نواس داماد اور حسن حسین حضرت کے نواسے اور امامہ اور ام کلثوم وغیرہ حضرت کی نواسیاں اور زید جن کو بیٹا

کر کے پالا تھا حضرت نے اور اسامہ ان کا بیٹا وغیرہ اور ان کی اولاد یہ سب رضی اللہ عنہم اجمعین
حضرت کے اہل بیت اور عترت میں داخل ہیں ان کی محبت رکھنا اور ان کے راہ اور رویہ کو اختیار
کرنا اسلام اور ایمان کی علامتِ کامل ہے پھر جو شخص ان سے محبت نہ رکھے یا ان پر طعن کرے اس
کے ایمان میں نقصان ہے اس واسطے ان کی تعریف اور مدح خصوصاً اور عموماً قرآن اور حدیث
سے ثابت ہے تو جو شخص معاذ اللہ ان کو بُرا جانے اس نے گویا قرآن اور حدیث کا انکار کیا
پھر اس کا سوائے دوزخ کے کہاں ٹھکانا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کا مالک خالق ہے اسکی
محبت رکھنا اور اس کے حکم پر چلنا فرض ہے اور اس کا حکم ہے کہ میرے محبوب رسول مقبول کی
محبت رکھو اور اس کے کہنے پر چلو تو حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت
فرض عین ہوئی سو قطع نظر اور دلیلوں سے جس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہوگی تو
وہی شخص ان سے بھی محبت رکھے گا جن سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھی تھی اور یہ
بے شک و شبہ یقینی بات ہے کہ جو مسلمان حضرت کے ساتھ رہتے تھے اور صلاح اور مشوروں
میں شریک ہوتے تھے اور دین مسلمانی کا انہی کی کوشش سے جاری ہوا حضرت کے وقت میں
اور بعد حضرت کے گو یا وہ لوگ پیغمبر کی پیغمبری کے کام میں مددگار تھے اور جو شخص حضرت کے
گھر کے تھے بیبیاں اور اولاد اور لونڈے وغیرہ جن کا ذکر اوپر مذکور ہوا اُن سب سے حضرت کو
محبت تھی بلکہ سارے مکہ اور مدینہ کے مسلمانوں سے بلکہ بالکل ملک عرب سے محبت تھی تو جس کو حضرت
سے محبت ہوگی وہ ان سب کی بھی محبت رکھے گا پھر ان اصحاب اور اہل بیت کی تعظیم کرے گا اور راہ
رویہ ان کا اختیار کرے گا پھر جس قدر اس کو حضرت سے محبت زیادہ ہوگی اسی قدر ان سب سے
بھی اُس کو محبت زیادہ ہوگی۔ اور جاننا چاہئے کہ حضرت کے اصحاب یا اہل بیت اگر بُرے ٹھیریں تو
مسلمانی کا دین بھی جھوٹا ٹھیرے اس واسطے کہ قرآن و حدیث مسلمانی کی بنیاد انہی کے واسطے سے
پچھلے لوگوں کو پہنچا پھر اگر وہ بُرے تھے تو ان کی بتائی ہوئی قرآن و حدیث کا کیا اعتبار اور جب
قرآن و حدیث بے اعتبار ہو گیا تو دین مسلمانی سب جھوٹ ٹھیرا تو جو شخص ان کو برا جانے وہ گویا
اپنے آپ کو مسلمان نہیں جانتا اور اپنے ایمان کا انکار کرتا ہے بلکہ دین اسلام کا انکار کرتا ہے
اور اصحاب اور اہل بیت کی خوبیاں اور بزرگیاں قرآن و حدیث میں بہت مذکور ہیں اس
مقام پر کئی آیتیں اور حدیثیں مذکور ہوتی ہیں سچے مسلمان کو عقیدہ درست کرنے کے واسطے
اس قدر بھی کافی ہے۔ سُنا چاہیئے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ اعراف میں کہ میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھ دوں گا ان کو جو ڈر رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو ہماری باتیں یقین کرتے ہیں جو تابع ہوتے ہیں اس رسول کے جو نبی ہے امی جس کو پاتے ہیں اپنے پاس لکھا ہوا توریت اور انجیل میں بتاتا ہے ان کو نیک کام اور منع کرتا ہے بُرے کاموں سے اور حلال کرتا ہے ان کے واسطے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے اُن پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان سے بوجھ ان کے اور پھانسیاں جو ان پر تھیں سو جو اس پر یقین لائے اور اس کی رفاقت کی اور مدد کی اور تابعدار ہوئے اُس نور کے جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی لوگ پہنچے ہیں مراد کو۔

ف۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر چند میری رحمت سب چیز کو شامل ہے مگر خاص کر کے ان لوگوں کے واسطے وہ رحمت لکھ دوں گا جو لوگ امی نبی پر یقین لائے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی رفاقت کی کہ ہجرت میں ان کا ساتھ دیا کہ مکہ سے گھر چھوڑ کر حضرتؐ کے ساتھ مدینہ کو گئے اور وہ لوگ جنہوں نے مدینہ میں پیغمبر کو جگہ دی اور مدد کی اور قرآن نورانی جو پیغمبر کے ساتھ نازل ہوا اس کے تابع ہوئے اور اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے حکم پر یقین کرتے ہیں اور اپنے نبی کا حال توراۃ اور انجیل میں دیکھ کر نبی پر ایمان لائے کہ وہ نبی ان کو نیک کام بتاتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور پاک چیزیں حلال بتاتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام کہتا ہے اور گناہوں کے بوجھ ان پر لدے ہوئے تھے اور باپ دادا کے رسوم کی پھانسیاں جو ان کے گلے میں تھیں سو اتارتا ہے سو وہ لوگ مراد کو پہنچ کر جنتی ہوئے۔ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کا حال ہے کہ وہ سب لوگ خصوصاً چار یار ہمیشہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق رہتے تھے اور مدد کرتے تھے اور دین اسلام ان سے جاری ہوا اور وہ خود اللہ سے ڈرتے تھے اور متقی پرہیزگار تھے اور زکوٰۃ دیتے تھے اور ہر کام میں خدا کا حکم مانتے تھے اور قرآن کی پیروی کرتے تھے سو وہ اصحاب ایماندار تھے اور اللہ نے اپنی خاص رحمت انکے واسطے لکھ دی اور وہ مراد کو پہنچے کہ بیشک جنتی ہوئے پھر اب جو کوئی ان کو بُرا کہے اور ان پر طعن کرے

[illegible] اور اس آیت کا منکر ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انبیار میں کہ اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے بعد کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے۔

ف۔ یہ آیت بھی حضرت کے اصحابوں کے حق میں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے ہم نے توریت حضرت موسیٰؑ پر نازل کی اس کے بعد زبور حضرت داؤدؑ پر اتاری سو پہلے توراۃ میں اور اس کے بعد زبور میں ہم نے لکھ دیا تھا آگے سے کہ ہمارے اچھے بندے زمین کے وارث و مالک بن جائیں سو جب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تب یہ وعدہ سچا پورا ہوا کہ پورب سے پچھاں تک انھی کا حکم ساری زمین کے لوگوں پر ظاہر اور باطن جاری ہوا اور آخر وقت میں حضرت امام مہدی کا بھی یہی دور ہونا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ خلیفے اللہ کے خاص بندے صالح تھے پھر جو کوئی ان کو منافق اور فاسق جانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ۔ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ حج میں کہ وے لوگ اگر ہم ان کو مقدور دیں ملک میں تو وہ قائم کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برے کام سے، اور اللہ ہی کے اختیار ہے آخر ہر کام کا۔

ف۔ اس آیت سے پہلے آیت قرآن میں اللہ صاحب نے اصحابوں کا ذکر کیا کہ صرف ایمان کے سبب سے ان کو کافروں نے مکہ سے نکالا سو ان اصحابوں کی اللہ نے مدد کی پھر اس آیت میں ان کی تعریف کی کہ وہ ایسے لوگ ہیں اگر وہ زمین پر حاکم ہوں تو نماز قائم کریں زکوٰۃ دیں یعنی نماز اور زکوٰۃ کو رائج کر دیں اور بھلے کام کا لوگوں کو حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں پھر ان کی نیکی کا دنیا میں جاری رہنا یا نہ رہنا یہ انجام اللہ ہی کے اختیار ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یار مہاجرین خصوصاً چاروں خلیفے جو کام کرتے تھے اور جو لوگوں کو کہتے تھے وہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول تھے اور یہ جو وعدے کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا تھا سو پورا کیا کہ زمین پر ان کو حاکم کیا اور پیغمبر کا خلیفہ بنایا پھر انہوں نے جو کام کرنے کو کہا وہ کام نیک تھا اور جس کام سے منع کیا وہ کام بد تھا۔ پھر اب جو کوئی ان کے کاموں کو اور حکم کو برا جانے وہ اس آیت کا انکار رکھتا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ۫ سِیْمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُہُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ ۚۖۛ وَمَثَلُہُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۟ۛ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِہِمُ الْکُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْہُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ فتح میں کہ محمد رسول ہے اللہ کا اور جو اس کے ساتھ ہیں زورآور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع اور سجدے میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی، اس کی نشانی ان کے منہ پر ہے سجدے کے اثر سے یہ مثال ہے ان کی تورات میں اور مثال ہے انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر خوش لگتی ہے کھیتی والوں کو تاکہ جلا دے ان سے جی کافروں کا، وعدہ دیا ہے اللہ نے ان میں سے جو یقین لائے اور کیے بھلے کام مغفرت کا اور بڑے ثواب کا۔

ف۔ یہ آیت اللہ صاحب نے حضرت کی شان میں نازل کی اور اس میں حضرت کے یاروں کے ظاہر اور باطن کی خوبیاں بیان کیں تاکہ مخالفوں پر حجت ہو کہ ایسے لوگ خدا پرست پیغمبر کے رفیق ہیں، اور جس کے رفیق و ہم صلاح یار ایسے ہوں گے وہ شخص اعلیٰ درجہ کا خدا پرست اور نیکوکار ہوگا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کی صحبت ایسی خوب ہے کہ اس کے سبب لوگ ایسے نیک ہو گئے۔ سو اس آیت میں حضرت نے اصحابوں کی ظاہری خوبیاں کہیں کہ وہ حضرت کے رفیق ہیں اور ساتھ موجود رہتے ہیں اور کافروں پر زورآور سخت ہیں اور آپس میں مسلمانوں پر نرم دل اور رحیم اور ہمیشہ نماز میں مشغول رہتے ہیں اور ان کے چہروں پر اللہ کا نور ہے سجدے کے سبب سے کہ ہزاروں میں پہچانے پڑتے ہیں اور باطن کی خوبی یہ ہے کہ یہ سب صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے ہے اور اللہ کا فضل چاہتے ہیں ملک و دولت دنیا نہیں چاہتے یعنی نیت ان کی للہ ہے ریاکار اور تقیہ شعار نہیں ہیں اور نفاق نہیں رکھتے اور سابق سے اللہ تعالیٰ نے توریت میں اور انجیل میں ان کی مثال لکھی کہ جیسے بیج بویا جاتا ہے جب اس سے کھیتی جمتی ہے اور درخت اس کے موٹے اور بڑے ہوتے ہیں تو کھیتی والے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کے دشمن ناخوش ہوتے ہیں، اسی طرح پر پہلے ایک دو مسلمان تھے پھر زیادہ ہوتے گئے اور اسلام کو اصحابوں سے قوت بڑھتی گئی پھر جب اسلام کو قوت ہوئی اور اللہ اور رسول خوش ہوئے اور کافر ناخوش ہوئے اور غصہ میں آئے، سو یہ حضرت کے اصحاب اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے ایسی ظاہر و باطن کی خوبیوں والے بنائے تاکہ ان کو دیکھ کر کافروں کا جی جلے اور

اگر ان اصحابوں سے کچھ گناہ بھی ہوئے تو آخرت میں وہ گناہ معاف ہو کر ثواب عظیم ان کو ملے گا اور
وہاں اور بھی زیادہ کافروں کا جی جلے گا جو ان کے دشمن تھے اصحابوں کو انعام و اکرام ہو گا اور خود وہ
کافر دوزخ میں جلتے ہوں گے، ہر چند اس آیت میں سب اصحابوں کی تعریف ہے مگر یہ چار باتیں
جو بیان کیں کہ اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ پیغمبر کے ساتھ رہنا اور اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ یعنی کافروں پر سخت اور
زبردست اور رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ یعنی آپس میں رحم دل اور تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یعنی نماز میں مشغول
رہنا سو یہ چاروں باتیں چاروں خلیفوں میں بالخصوص بھی مخصوص تھیں چنانچہ حضرت ابوبکرؓ ابتدا
عمر سے حضرت کے ساتھ رہے خصوصاً غار میں ساتھ دیا اور ہجرت میں رفاقت کی اور بعد مرنے کے
حضرت کے پاس ایک جگہ پر دفن ہوئے تو اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ کی حقیقت ان پر خوب ثابت ہوئی اور
کافروں پر سخت ہونا حضرت عمرؓ کا مشہور و معروف ہے جس روز یہ مسلمان ہوئے اس روز جماعت
سے سب مسلمانوں نے باہر نکل کر نماز پڑھی اس سے پہلے کافروں کے خوف سے نماز چھپ کر مسلمان
پڑھتے تھے ان کے مسلمان ہونے سے مسلمانوں کو قوت ہوئی اور کافر ڈر گئے اور ان کی خلافت
میں کافروں کے ہزارہا شہروں میں مسلمانوں کا عمل ہوا اور دین اسلام جاری ہو گیا تو اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ
کا مطلب حضرت عمرؓ میں خوب پایا گیا اور مسلمانوں پر رحم دلی حضرت عثمانؓ کی ظاہر ہے کہ جب ان
پر لوگوں نے بلوہ کیا تو اس وقت کم و بیش دو ہزار غلام مسلح حضرت عثمانؓ کے موجود تھے حضرت عثمانؓ
نے اسی وقت ان کو آزاد کیا اور فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ مسلمانوں پر کوئی میرے سبب سے تلوار
کھینچے اگرچہ میں جان سے مارا جاؤں چنانچہ وہ سب غلام چلے گئے اور بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ کو
شہید کیا اور حضرت عثمانؓ نے ان سے مقابلہ نہ کیا تو رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کا وصف ان میں خوب ظاہر
ہوا اور نماز میں مشغول رہنا حضرت علیؓ کا کمال کے درجہ کو پہنچا کہ عین سجدے کی حالت میں شہید
ہوئے تو تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا کا بیان ان پر خوب مطابق ہوا پھر اگر غور کیجیے تو ہر ایک میں یہ چاروں
صفتیں بخوبی تھیں اور نیت سب کی للہ فی اللہ تھی غرضکہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت کے اصحابوں
کا ظاہر اور باطن دونوں نیک تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمیشہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل متوجہ
تھا کہ توراۃ و انجیل میں بھی ان کی خوبیاں اوصاف کا ذکر بیان ہو گیا تھا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
ان اصحابوں کو ایسی خوبیوں والا بنایا اس واسطے کہ تا ان کے سبب سے کافروں کا جی جلے اور کافر غصہ
میں آویں تو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت کے اصحابوں کی خوبیاں اور نیکیاں اور تعریفیں
سنکر ناخوش ہو وہ کافر ہے اللہ کی درگاہ سے راندہ گیا مردود۔ سبحان اللہ جو شیطان اللہ کے پیغمبر محبوب کے

دوستوں یاروں سے دشمنی کرے وہ کیوں نہ اللہ کی درگاہ سے راندہ جاوے اور یہ بھی اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی صحابی سے کچھ گناہ کا کام بھی ہوگیا تو وہ معاف ہے کس واسطے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے معاف کرنے کا۔

قال اللہ تعالیٰ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؀

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ حشر میں کہ غنیمت کا مال ہے واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور مالوں سے اور ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرنیکو اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ لوگ وہی ہیں سچے اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر مدینہ میں اور ایمان میں ان سے آگے سے محبت کرتے ہیں اُس سے جو وطن چھوڑ آوے ان کے پاس اور نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اُس چیز سے جو ان کو ملا اور اول رکھتے ہیں اپنی جانوں سے اگرچہ ہو انکو حاجت اور جو شخص بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے

ف۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایک وہ لوگ تھے مہاجر جو مکہ سے اپنے گھر چھوڑ کر اور مال اور دنیاداری سب ترک کرکے صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے فضل خدا کے طالب حضرت کے ساتھ مدینہ کو چلے آئے تھے کہ جہاد کریں گے اور رسولِ خدا کے مددگار رہیں گے سو ان کو خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ سچے مسلمان ہیں۔ اور ایک اصحاب حضرت کے انصار تھے یعنی وہ لوگ جو مدینہ میں رہتے تھے آگے سے جب اور حضرت کے یار مکہ سے نکلکر مدینہ کو۔ گئے تو انہوں نے سب کو اپنے گھروں میں رکھا اور کھانا کپڑا دیا اور نہایت خاطر کی اور کمال محبت یہانتک کہ اپنی جان پر بھی ان کو مقدم رکھا کہ آپ بھوکے رہتے اور ان کو کھلاتے اور اپنی حاجت بند کرتے اور ان کو ہر چیز دیتے اور اگر وہ مہاجر مکہ والے کہیں سے کچھ پیدا کر لاتے تو یہ انصار مدینہ کے خوش ہوتے اور لالچ نہ کرتے چنانچہ بنو نضیر کے یہودیوں کی غنیمت کا مال جب حضرت کے پاس آیا تو حضرت نے مدینہ والے انصار سے فرمایا کہ اگر چاہو تو تم یہ مال لو اور خرچ کرو اور یہ مکہ کے مہاجر جو چار برس سے تمہارے گھروں میں رہتے ہیں اور تمہارے پاس سے کھاتے ہیں ان کو اسی طرح اپنے پاس رہنے دو اور کھلاؤ اور یا صلاح ہو تو میں یہ مال

ان مہاجروں کو دوں کہ یہ تم سے الگ اپنے پاس سے کھاویں اس کے جواب میں ان انصاریوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ مال سب انہیں مہاجروں کو دیجئے اور یہ جیسے آگے سے ہمارے پاس رہتے اور کھاتے ہیں ویسے ہی رہا کریں اور ہمارا کھایا کریں سو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں میں ان مہاجرین وانصار کی خوبیاں بیان کیں اور تعریف کی اور مہاجروں کے دل کا حال بیان فرمایا کہ وہ لوگ صرف اللہ ورسول کی مدد کرنے کو اپنا گھر بار مال ومتاع چھوڑ کر رسول کے ساتھ آئے ہیں ان کو اس میں کچھ دنیا کا فائدہ منظور نہیں سو وہی لوگ سچے مسلمان ہیں اور انصاروں کے ظاہر وباطن دونوں کا ذکر کیا کہ وہ مہاجروں سے محبت کرتے ہیں اور باوجود اپنی حاجت کے اپنا مال ومتاع مہاجروں پر خرچ کرتے ہیں اور حسد نہیں کرتے اور ان سے لالچ نہیں رکھتے اور جو شخص ایسا ہو کہ اس کو اللہ نے لالچ سے بچایا ہو کہ اپنی جان کے واسطے لالچ نہ کرے وہ مراد کو پہنچا اور دین ودنیا کی اس نے فلاح پائی اور یہ انصار لالچ سے بچے سو انہوں نے فلاح پائی اور مراد کو پہنچے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

فرمایا اللہ صاحب نے سورہ حدید میں کہ برابر نہیں تم میں جس نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور لڑائی کی ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان سے جو خرچ کریں اس سے پیچھے اور لڑیں اور سب کو وعدہ دیا ہے اللہ نے خوبی کا اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو

ف۔ مکہ کے فتح ہونے سے پہلے اکثر مسلمان محتاج اور کمزور تھے اس وقت مال خرچنے اور جہاد کرنے میں بڑا فائدہ ہوا کہ مسلمانوں کی حاجت روا ہوئی اور کافروں پر دین کا غلبہ ہوا اس واسطے اللہ کے نزدیک ان مال خرچنے والوں کا اور جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا ہے۔ یہ آیت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حال کے مطابق ہے چنانچہ اکثر مفسروں نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوصدیقؓ ہی کے حق میں نازل ہوئی اور جن لوگوں نے بعد فتح مکہ کے مال خرچا اور جہاد کیا وہ کم درجہ والے ہیں ان پہلوں سے اور بہشتی دونوں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خوبی کا دونوں سے وعدہ کیا اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت کے بعضے اصحاب بعضوں سے افضل ہیں سب کا مرتبہ برابر نہیں مگر بہشتی جنتی ہونے میں سب برابر ہیں اگرچہ بہشت کے اعلیٰ درجہ میں کوئی رہو اور کوئی اس سے نیچے درجہ میں جیسے بادشاہ کے وزیر ہوتے ہیں کوئی فقط وزیر کوئی وزیر اعظم مگر مقرب بادشاہ کے دونوں ہوتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجہ کے برابر کسی اصحاب کا مرتبہ نہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ توبہ میں کہ اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اُس سے اور تیار رکھے ہیں ان کے واسطے باغ کہ ان کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں ان میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی۔

ف۔ بدر کی لڑائی تک جو لوگ مسلمان ہوئے وہ قدیم ہیں اور جو لوگ بدر کی لڑائی کے بعد مسلمان ہوئے وے ان کے تابع ہیں اور مہاجر وہ اصحاب جو حضرت کے ساتھ مکہ سے نکل آئے، اور انصار وہ کہ مدینہ کے رہنے والے تھے اور انہوں نے اپنے ہاں جگہ دی تھی اور خاطر داری کر رکھا تھا سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ قدیمی مہاجر اور انصار اور جو پیچھے مسلمان ہوئے اور ان قدیمی اصحابوں کی نیک راہ پر چلے ان سب سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان سب کے واسطے بہشت تیار کر رکھی ہے کہ اُس کے باغوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ اُس بہشت میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور یہی بڑی مراد ملنی ہے کہ اللہ راضی ہو اور بہشت ملے اس سے زیادہ اور کیا ہو سبحان اللہ کیا بڑا مرتبہ ہے حضرت کے یاروں کا کہ اللہ تعالیٰ خود قرآن میں خبر دیتا ہے کہ میں ان سے راضی اور خوش ہوا اور ان کے واسطے آگے ہی سے بہشت تیار کر رکھی ہے پھر عجب خبیث وہ فرقہ ہے کہ جو ان مقبول لوگوں سے ناراض اور ناخوش ہوا اور بغض و عداوت رکھے اور بیحیائی سے دعویٰ کرے کہ قرآن پر ایمان رکھتا ہوں۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ فتح میں کہ اللہ خوش ہوا مسلمانوں سے جب وہ بیعت کرنے لگے تجھ سے اُس درخت کے نیچے پھر جانا جو ان کے دلوں میں تھا پھر اتارا ان پر چین اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک۔

ف۔ ایک بار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے کے واسطے مکہ کو چلے نزدیک پہنچ کر ایک صحابی کو بھیجا کہ مکہ کے لوگوں سے کہہ دیں کہ ہم لڑنے کو نہیں آئے عمرہ کرنے کو آئے ہیں کافروں نے ان کو مکہ میں نہ جانے دیا تب پیغمبر خدا صلعم نے عثمانؓ کو بھیجا یہاں خبر اڑی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تب حضرت نے

درخت کے نیچے حضرت نے ایک اصحابوں سے کہا کہ اب ان مکہ والوں پر جہاد کرو تو وہاں پر ایک ہزار پانسو بیس اصحابوں نے بیعت کی کہ ہم مکہ والوں سے لڑیں گے اگرچہ مارے جاویں سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان کے حق میں بھیجی فرمایا کہ ان سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اللہ راضی ہوا اور ان کے دل کا حال صاف معلوم ہو گیا کہ یہ سچے مسلمان ہیں کہ رسول کے حکم بموجب جان دینے کو موجود ہو گئے اور اللہ نے ان کو چین اور خاطر جمعی دی کہ ان کو ایمان جانے کا خوف نہ رہا اور دین میں نہایت مضبوطی ان کو ہوئی اور آئندہ کو ان کو ایک فتح اور ملی چنانچہ اس وعدے کے بموجب خیبر فتح ہوا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان اصحابوں سے اللہ راضی ہوا ان کے باطن کا حال معلوم کر کے اُن کے واسطے چین نازل کیا پھر ان کی برابر اور کسی اُمتی کا مرتبہ کاہے کو ہوگا اور ان کے واسطے خود اللہ تعالیٰ کلام اللہ میں فرماتا ہے کہ ان سے راضی ہوا اور ان کو چین دیا اور سوا ان کے اور کسی کا حال یقینی معلوم نہیں کہ اللہ ان سے راضی ہے یا نہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ.

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نور میں کہ وعدہ دیا اللہ نے ان کو جو ایمان لائے تم میں سے اور کئے ہیں نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کرے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جما دیگا ان کو دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور بدلے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے اُس سے پیچھے سو وہ لوگ ہیں بے حکم۔

ف۔ یعنی جو لوگ کہ خدا اور رسول پر ایمان لائے تھے اور انہوں نے روزہ نماز وغیرہ نیک کام کئے تھے اس سورۃ کے نازل ہونے تک ان کو اس آیت میں اللہ نے وعدہ کیا کہ آئندہ کوئی آدمیوں کو ان میں سے خلیفہ کرے گا اور زمین پر حاکم بنا دے گا جیسے حضرت داؤد وغیرہ اگلے لوگوں کو بنی اسرائیل میں زمین کا خلیفہ اور حاکم کیا تھا اور یہ وعدہ کیا کہ ان کا دین جو اللہ کو پسند ہے زمین میں اللہ رائج اور جاری کرے گا اور جما دے گا اور یہ وعدہ کیا کہ اُس وقت میں کافروں سے جو خوف تھا اُس خوف کے بدلے میں امن و امان ان کو ہو گی کہ چین سے اللہ کی بندگی کریں گے بے شرک ورِیا سو یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں پورا ہوا اور یہ سب باتیں ان میں

اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ لوگ مسلمان تھے جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو یہی اس وعدہ میں شامل تھے اور یہ بات پائی گئیں کہ یہ لوگ مسلمان تھے جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو بھی اس وعدہ میں شامل تھے اور یہ
کہ جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ کسی شخص کو خلیفہ کرے گا سو ان کو کیا جیسے سابق میں بھی حضرت
داؤد کو بنی اسرائیل میں کیا تھا اور انہی خلیفوں کے رویہ طریقہ کو اللہ تعالیٰ نے رائج اور جاری
کیا اور کافروں اور منافقوں کے خوف سے بالکل امن انہی کے وقت میں ہوئی اور سب لوگ
بے خوف و خطر بے شرک در یا اور بے تقیہ خدا کی عبادت کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ
ان کا رویہ اور دین اللہ کو پسند اور مرضی موافق تھا پھر اس کے بعد اگر کوئی ناشکری کرے کہ ایسے
شخصوں کے خلیفہ ہونے سے اللہ کا احسان نہ مانے اور ان کی خلافت کے حق ہونے کا منکر ہو تو
وہ فاسق ہے بے حکم کہ خدا کا حکم نہیں مانتا کہ جس کو خدا نے اپنی طرف سے خلیفہ بنایا ان کو خلیفہ
برحق نہیں سمجھتا پھر اس مقام پر اگر کوئی فاسق کہے کہ اس آیت سے حضرت امام مہدی کی خلافت
مراد ہے اس واسطے کہ وہ ساری زمین پر خلیفہ اور حاکم ہوں گے اور مسلمان ان کے وقت میں
بے خوف و خطر اللہ کی عبادت کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں خطاب ان سے ہے
جو اس آیت کے نازل ہوتے وقت موجود تھے اور حضرت امام مہدی ؑ اس وقت موجود نہ تھے
اور سوا اس کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کئی شخص کو خلیفہ کرے گا اور امام مہدی ؑ ایک شخص ہیں وہ
اس آیت سے مراد نہیں ہو سکتے پھر اگر کوئی شیعہ کہے کہ اس آیت سے صرف حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
کی خلافت مراد ہے کہ وہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت موجود تھے اس کا جواب یہ ہے
کہ حضرت علی مرتضیٰ ؓ ایک شخص تھے اور یہاں وعدہ ہے کہ کئی شخص خلیفہ ہوں گے تو صرف علی ؓ
اس آیت سے مراد نہیں ہو سکتے اور سوا اس کے شیعہ کے نزدیک اس آیت سے حضرت علی ؑ کی خلافت
ہرگز مراد نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی اپنی خلافت کے وقت میں ہمیشہ خوارج لوگوں
کے ڈر کے مارے تقیہ کر کے اپنا مذہب چھپاتے رہے اور دین خدا کی مرضی موافق جیسا ان کو منظور
تھا ویسا ان کی خلافت میں رائج اور جاری نہ ہوا اور اس آیت میں وعدہ یہ ہے کہ دین خدا کی مرضی
موافق ان خلیفوں کے وقت میں جاری ہو گا اور یہ تحقیق ہے کہ اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں تو اس صورت میں
حضرت علی ؓ کی خلافت مراد نہیں ہو سکتی یا یہ کہ حضرت علی ؓ نے جو کام اپنی خلافت میں کئے وہی ان کا مذہب
اور دین تھا اور اللہ کو بھی پسند وہی رویہ تھا پھر تقیہ کہاں رہا تو معلوم ہوا کہ حضرت علی ؓ تقیہ نہیں
کرتے تھے اور علاوہ اس کے حضرت علی کی خلافت میں ہمیشہ مخالفوں کا خوف رہا اور شام اور
مصر اور مغرب کے لوگ ان کے منکر تھے ان سے خوف رہا اور اس آیت میں وعدہ ہے امن کا۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ والّیل میں کہ اور اب بچا دیں گے دوزخ سے اُس بڑے پرہیزگار کو جو دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنے کو اور نہیں کسی کا اُس پر احسان جس کا بدلا دے مگر چاہ کر رضامندی اپنے رب کی جو سب سے اعلیٰ ہے اور البتہ آئندہ کو راضی ہوگا۔

ف۔ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اتری اور سبب اس کا یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مالدار تھے سو انہوں نے سب مال اپنا خدا کی راہ میں خرچ کر ڈالا اور فقیر محتاج ہو گئے چنانچہ چالیس ہزار درہم انہوں نے ضعیف مسلمانوں کی حاجت برآری میں اور مسجد کے واسطے زمین مول لینے میں خرچ کیے اور کافروں کے جو غلام لونڈیاں مسلمان ہوگئی تھیں اور وہ کافر نہایت ان کو تکلیف دیتے تھے سو انہوں نے ساٹھ لونڈی غلام مسلمان کافروں سے مول لیکر خدا راہ آزاد کر دیئے اور حضرت بلال ایک کافر کے غلام تھے اور یہ بھی مسلمان ہو گئے تھے وہ مردود ان کو دن بھر دھوپ میں پڑا رکھتا اور آس پاس ان کے آگ جلواتا اور رات بھر ان پر مار پڑتی اور یہ چلا چلا کر روتے اور یہی کہتے جاتے کہ خدا میرا ایک ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سُنی اُس کافر پاس تشریف لے گئے اور اُس کو سمجھایا وہ عذاب کرنے سے باز نہ آیا اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ تمہارا دل اس غلام پر جلتا ہے تو مجھ سے اس کو اپنے غلام فسطاس رومی کے بدلے کہ اُس کے پاس دس ہزار اشرفی ہیں مول لے لو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے غلام فسطاس رومی کو اور وہ دو ہزار اشرفیاں اور چالیس اوقیہ اور زیادہ اُس کافر کو دیکر حضرت بلال کو مول لے لیا اور اسی وقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر آزاد کیا تب ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ شخص یعنی ابوبکر جو بڑا متقی پرہیزگار خدا سے ڈرنے والا ہے سو اپنا مال صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے اپنا دل پاک کرنے کو لوجہ اللہ فی سبیل اللہ دیتا ہے اور کسی مخلوق کے احسان کے بدلے میں اپنا مال نہیں دیتا اس لئے کہ کسی کا اُس پر احسان نہیں سو اُس شخص کو ہم دوزخ سے بچا دیں گے اور آئندہ کو یہ اللہ سے راضی ہوگا، اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کا اللہ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بیان کرتا ہے کہ یہ شخص اپنا مال صرف اللہ کی رضامندی کیلئے صرف کرتا ہے اور جیسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا تھا وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى یعنی اب دے گا تجھ کو تیرا رب تو راضی ہوگا ویسے ہی حضرت ابوبکرؓ کے حق میں فرمایا وَلَسَوْفَ يَرْضٰى یعنی اور اب راضی ہوگا ابوبکرؓ سے اور اسی طرح اور ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ

یعنی بڑا بزرگ اللہ کے نزدیک تم میں سے وہ ہے جو بڑا پرہیزگار متقی ہو اور اس آیۃ میں ابوبکرؓ کو فرمایا
کہ اتقیٰ یعنی بڑا پرہیزگار متقی تو ان دونوں آیتوں کے لانے سے معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ کے نزدیک
بڑے مرتبے والے اور نہایت مکرم اور بزرگ ہیں کہ بعد پیغمبر خدا کے ان کے برابر کسی کا یہ مرتبہ نہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمَنْ يَّقْنُتْ
مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا
اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ
الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا
وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ
الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ
الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا
يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ
الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا وَاذْكُرْنَ
مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ احزاب میں کہ اور جو کوئی تم میں سے
اطاعت کرے اللہ اور رسول کی اور کرے کام نیک ہم اس
کو دیں اس کا اجر دوبارا اور رکھی ہے ہم نے اس کے واسطے
روزی عزت کی۔ اے نبی کی عورتو تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں
اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر نہ کہو بات پھر لالچ کرے کوئی جیسکے
دل میں آزار ہے اور کہو بات معقول اور قرار پکڑو اپنے
گھروں میں اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا
پہلے وقت میں نادانی کے اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو
زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے
کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اس گھر والو سے اور ستھرا
کرے تم کو ستھرائی سے اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے
گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی مقرر اللہ ہے بھید
جانتا خبردار۔

ف۔ اللہ صاحب نے نبی کی بیبیوں کو فرمایا کہ تم میں سے جو اللہ اور رسول کی تابعداری اور نماز
روزہ نیک کام کرے تو اس کو دونا ثواب ملے اور ہم نے اس کے واسطے دنیا اور آخرت میں عزت
کی روزی رکھی ہے تم کھانے پینے کی فکر نہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے ان بیبیوں کی نہایت بزرگی کی کہ
خود ان کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے نبی کی عورتو اور فرمایا کہ کسی مرد سے اگر بات کہو تو اس طرح سے کہو
جیسے ماں بیٹوں کو کہے دب کر نہ کہو منافق اور فاسق لوگ اور کچھ نہ سمجھیں اور بات معقول نصیحت کی
کہو اور عزت اور وقار سے اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور سابق کفر کے وقت میں جیسے اپنا آپا
عورتیں دکھاتی پھرتی تھیں ویسے ہی تم گھر سے باہر نہ نکلو اور نماز پر مستعد رہو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جو
حکم اللہ اور رسول کا ہو وہ مانتی رہو اور اللہ کو یہی منظور ہے کہ نبی کے گھر بھر سے یہ باتیں دور ہو جاویں
اور تم پاک صاف رہو کوئی عیب ظاہر و باطن کا تم میں نہ رہے اور جو آیتیں قرآن کی تمہارے گھروں

میں پڑھی جاتی ہیں اور جو حدیثیں بیان ہوتی ہیں سو یاد کرو اور یہ جان لو کہ سب بھید اور چھپی باتیں اللہ کو معلوم ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت کی بیبیوں کے واسطے ہر نیکی کا دونا ثواب ہے اور وہ بیبیاں اور دیگر عورتیں ہرگز برابر نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خود اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ ان میں کوئی عیب کی بات نہ رہے اور ظاہر و باطن ان کا صاف رہے پھر جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہو پھر کیوں نہ ظاہر اور باطن ان کا صاف رہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ان کو ادب سکھلانے اور تربیت کرنے کو متوجہ تو آکر خود ان بیبیوں کو خطاب کر کے ادب کی باتیں بتائیں اور اس آیت میں یہ لفظ جو فرمایا کہ اے گھر والو تو اس لفظ میں سب گھر کے لوگ بیٹے بیٹیاں ناتی اور ناتیاں اور داماد وغیرہ سب لوگ گھر کے شامل ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ احزاب میں کہ نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں۔

ف۔ یعنی جو لوگ مؤمن ہیں وہ اپنی جان سے زیادہ نبی کو دوست رکھتے ہیں اس واسطے کہ نبی اللہ کا نائب ہے اپنی جان اور مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا تصرف چلتا ہے اپنی جان دیکھئے آگ میں ڈالنی درست نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور نبی کی عورتیں حرمت اور پردہ میں سب مؤمنوں کی مائیں ہیں اس سبب سے حضرت کی بیبیوں سے نکاح درست نہیں اور ان کا ادب سب سے زیادہ چاہیئے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبَا بَكْرٍ۔

مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکر میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابو سعید خدری رضی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر زیادہ احسان کرنے والا مجھ پر سب آدمیوں سے ساتھ رہنے میں اور اپنا مال خرچنے میں ابوبکر رضی ہے۔

ف۔ یعنی سب آدمیوں سے زیادہ احسان ابوبکر کا مجھ پر ہے وہ ہمیشہ میرے ساتھ اور ہر امر میں میرا شریک اور مصاحب رہا اور اس نے سب اپنا مال میرے حکم بموجب اور میری مرضی کی جگہ خرچ کر ڈالا تو جب پیغمبر خدا صلعم سب مسلمانوں کے سردار حضرت ابوبکر رضی کے احسان مند ہوئے تو ان سے زیادہ اور کس کا مرتبہ ہے کہ خود پیغمبر ان کے شکر گذار تھے تو سب مسلمانوں پر ان کا احسان ہوا سب کو ان کی شکر گذاری کرنی چاہیئے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَاخَلَا اَبَابَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا يَدًا يُّكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ۔

مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پر کسی کا احسان مگر ہم نے بدلہ کر دیا اس کو سوائے ابوبکرؓ کے کہ بدلہ دیگا اس کو اللہ قیامت کے دن اور فائدہ کیا مجھ کو کسی کے مال نے کبھی جو فائدہ کیا مجھ کو ابوبکرؓ کے مال نے اور اگر میں بناتا کسی کو دوست جانی اپنے رب کے سوا تو البتہ اختیار کرتا میں ابوبکرؓ ہی کو دوست جانی جان لو کہ رفیق تمہارا دوست جانی اللہ کا ہے۔

ف۔ یعنی حضرتؐ کی عادت شریف یوں تھی کہ اگر کوئی شخص کچھ احسان کرتا تو اس سے زیادہ اس کا
بدلہ اس کے ساتھ کر دیتے سو فرمایا کہ ابوبکرؓ نے جو میرے ساتھ احسان کئے اس کا بدلہ مجھ سے نہ ہو سکا
اس واسطے کہ دنیا میں جتنی نعمتیں ہیں سب قلیل اور فانی ہیں مگر ہاں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو
بدلہ دے گا کہ اس کے پاس کچھ کمی نہیں اور ابوبکرؓ نے احسان بھی ایسا ہی کیا کہ کبھی ایسا کام نہ ہو سکا کہ اپنے
سب مال اپنا دین کے کاموں میں میری مرضی کے موافق خرچ کر ڈالا اور محتاج ہو گیا سو جیسا اس کے مال
سے مجھ کو فائدہ ہوا ویسا کسی کے مال سے نہ ہوا اور خلت اس محبت کو کہتے ہیں جو دل کی تہ میں گڑی ہوئی ہو
سو فرمایا کہ ایسی محبت مجھ کو اللہ ہی کی ہے کہ اس میں اور کسی کی گنجائش نہ رہی اگر کچھ بھی گنجائش ہوتی تو ایسی
محبت میں ابوبکرؓ ہی سے رکھتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد اللہ تعالیٰ کی محبت کے حضرت ابوبکرؓ کی محبت
جس قدر حضرت کو تھی اتنی کسی کی محبت نہ تھی تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ سوائے اللہ اور رسول کی محبت کے
حضرت ابوبکرؓ کی محبت جس قدر رکھے ویسی کسی کی محبت نہ رکھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کے برابر
کسی کو روز قیامت کے ثواب بے انتہا نہ ملے گا کہ حضرت نے ان کا احسان اللہ کو سونپا اور اللہ کے ہاں
کچھ کمی نہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عُمَرَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ترمذی نے کہ نقل کیا عمرؓ نے ابوبکرؓ سردار ہم سب کے اور بہتر ہم سب سے اور ہم سب سے زیادہ دوست ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک

ف۔ حضرت عمرؓ خود حضرت ابابکر صدیقؓ کے وقت میں لوگوں کو ترغیب دلانے کو فرماتے تھے کہ پیغمبر
خدا جس قدر ابوبکرؓ کو چاہتے ہیں ویسا کسی کو نہیں چاہتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب کے سردار ہیں اور سب
بہتر ہیں تو اس سے دریافت ہوا کہ حضرت ابوبکر سب امت کے سردار اور سب سے بہتر تھے۔

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ بَیْنَمَا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حِجْرِیْ فِیْ لَیْلَۃٍ ضَاحِیَۃٍ اِذْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ۔

مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا رزین نے کہ نقل کیا بی بی عائشہؓ نے کہ ایسا اتفاق تھا کہ سر پیغمبر خدا صلعم کا میری گود میں چاندنی رات میں ناگاہ میں نے کہا اے رسول خدا بھلا ہو دیں گی کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کی گنتی برابر فرمایا ہاں عمر کی۔ میں نے کہا کہاں گئیں نیکیاں ابوبکر کی فرمایا سب نیکیاں عمر کی جیسے ایک نیکی ابوبکر کی نیکیوں میں سے ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ۔

مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ بخاری ومسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تھے تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ جن کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا تھا اور نیک بات ان کے دلوں میں پڑ جاتی تھی سو اگر ہوگا میری امت میں کوئی بھی تو وہ عمر ہے۔

ف۔ یعنی حضرت عمرؓ کا یہ مرتبہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ان کے دل میں نیک بات پڑ جاتی ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ (رضی اللہ عنہ)

مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہوتا بعد میرے کوئی پیغمبر تو خطاب کا بیٹا عمر ہی ہوتا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَمَا اِنَّکَ اِنْ قُلْتَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم یَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ۔

مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ عمرؓ نے کہا ابوبکرؓ کو کہ اے سب سے بہتر بعد رسول صلعم کے تو فرمایا ابوبکرؓ نے سن رکھو کہ تم نے تو ایسا کہا ہے البتہ میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ نہ چمکا سورج کسی آدمی پر جو بہتر ہووے عمر سے۔

ف۔ یعنی حضرت عمر نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا سوائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تم سب سے بہتر ہو تب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو کہا کہ تم مجھ کو سب سے اچھا بتاتے ہو اور میں نے

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جس آدمی پر کہ سورج نکلتا ہے یعنی جو آدمی دنیا میں پیدا ہوا عمر سے کوئی بہتر نہ ہوا یعنی حضرت عمر تمام دنیا کے لوگوں سے بہتر ہیں سوا پیغمبروں کے ۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوْتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ أَظْفَارِيْ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ ۔

مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ اس حال میں کہ میں سوتا تھا مجھکو ملا ایک قدح دودھ کا سو میں نے اتنا پیا کہ مجھکو معلوم ہوا کہ اس کی تازگی نکلتی ہے میرے ناخونوں میں سے پھر میں نے دیا اپنا بچا ہوا خطاب کے بیٹے عمر کو ، اصحابوں نے عرض کیا تو کیا تعبیر اس کی یا رسول اللہ صلعم فرمایا کہ علم ۔

ف ۔ یعنی حضرت نے خواب میں دیکھا کہ قدح بھر دودھ تھا کہ اُس میں سے حضرت صلعم نے خوب پیا اور باقی رہا سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا اصحابوں نے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو حضرت نے فرمایا کہ دودھ جو تھا سو علم تھا کہ مجھ سے جو بچا وہ عمرؓ نے پی لیا ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جس قدر علم دینی حضرت عمرؓ کو تھا اس قدر کسی کو نہ تھا ۔

أُخْرِجَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ

مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے حق عمر کی زبان پر اور دل پر ۔

ف ۔ یعنی حضرت عمرؓ کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ حق ہی ہوتی ہے اور جو بات ان کے دل میں آتی ہے وہ بھی حق ہی ہوتی ہے اللہ ورسول کی مرضی کے خلاف نہ ان کی زبان سے نکلے نہ ان کے دل میں پڑے

أَخْرَجَ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَأَخْرَجَ أَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ عِلِّيِّيْنَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوَاكِبَ الدُّرِّيَّ فِيْ أُفُقِ السَّمَاءِ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمَا ۔

مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ وعمرؓ میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابوسعید خدریؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شبہ بہشت والے لوگ البتہ دیکھیں گے علیین والوں کو جیسے تم دیکھتے ہو نہایت چمکتے موتی سے جھلکتے تارے کو آسمان کے کنارے میں اور مقرر ابوبکر اور عمر علیین والوں میں سے ہیں اور زیادہ خوب ہیں ۔

ف ۔ یعنی حضرت ابوبکر اور عمر کا بہشت میں ایسا مرتبہ ہوگا کہ اور بہشت والے بھی ان کو وہاں ایسا دیکھیں گے جیسے چمکتے روشن تارے کو زمین والے دیکھتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کا مرتبہ بہشت میں

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ.

مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکر و عمر میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ابن ماجہ نے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا اور ترمذی نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر و عمر دونوں سردار ہوں گے عمر رسیدہ بہشتیوں کے اگلوں کے اور پچھلوں کے سوا نبیوں اور پیغمبروں کے۔

ف۔ یعنی جو شخص دنیا میں عمر رسیدہ ہو کر مرا اور وہ بہشتی ہوگا تو بہشت میں ان سب کے سردار حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہوں گے تو جب عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہوئے تو نوجوانوں کے سردار بدرجہ اولیٰ ہوں گے غرض کہ مطلب یہ ہے کہ سب بہشتیوں کے سردار یہی دونوں ہوں گے سوا پیغمبروں کے حضرت عمراور اور حضرت عمرؓ کے برابر کسی کا مرتبہ نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرَ.

مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکر و عمر میں لکھا ہے کہ حذیفہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کب تک میری زندگی ہے تم میں تو متابعت اور پیروی کیجیو ان کی جو میرے بعد ہوں گے ابوبکر اور عمرؓ۔

ف۔ یہ حضرت نے لوگوں سے فرمایا کہ بعد میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمرؓ کی راہ پر چلیو اور ان کا کہا مانیو تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت دین کے کام میں اور بندوبست کے مقدمہ میں اور امامت کی خیر خواہی اور اصلاح میں اللہ کا مقبول بندہ جیسا ان دونوں کو جانتے تھے ویسا اور کسی کو نہیں جانتے تھے

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَّرَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ.

مشکوٰۃ کے باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے نقل کیا کہ عبید اللہ کے بیٹے طلحہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق بہشت میں عثمانؓ ہے۔

ف۔ یعنی ہر پیغمبر کے ساتھ رفیق ہوا کرتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں ساتھ ہوتے ہیں سو ایسا رفیق میرا عثمان ہے کہ جنت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صلعم بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حَجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صلعم

مشکوٰۃ کے باب مناقب عثمان میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ سمرہ کے بیٹے عبد الرحمن نے نقل کیا کہ لائے عثمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہزار اشرفی اپنی آستین میں رکھ کر جب سامان درست کرتے تھے عسرہ کے لشکر کا سو ڈال دیں

يُقَلِّبُهَا فِي حِجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ۔

وہ اشرفیاں حضرت کی گود میں تو دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچے اوپر کرتے تھے اُن اشرفیوں کو اپنی گود میں اور فرماتے تھے کہ نہ ضرر کرے عثمانؓ کو جو کچھ کرے وہ آج کے بعد اور یہ فرمایا دو بار۔

ف۔ یعنی حضرت عثمانؓ نے ایسا بڑا نیک کام کیا کہ وہ اللہ کے نزدیک ایسا مقبول ہوا کہ حضرت عثمانؓ سے اگر آئندہ کو کوئی گناہ بھی ہو جاوے تو معاف ہے تو اُس گناہ سے عثمانؓ کو کچھ ضرر نہ ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گناہ بھی حضرت عثمانؓ سے ثابت ہو تو بھی حضرت عثمانؓ پر طعن نہیں درست اسواسطے کہ اگر گناہ ہوا بھی ہوگا تو معاف بھی ہوا ہوگا پھر اُس پر طعن کرنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص بیمار ہو کر اچھا ہو گیا پھر کوئی احمق اُس کو بیمار کہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ۔

مشکوٰۃ کے باب مناقب عثمانؓ میں لکھا ہے کہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ کعب کے بیٹے مرہ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب وہ ذکر کرتے تھے فسادوں کا سو نزدیک بتایا ان فسادوں کو پھر نکلا ایک مرد سر پر اوڑھے ہوئے کپڑا تو فرمایا حضرت نے کہ یہ شخص اُس دن نیک راہ پر ہوگا سو میں اٹھ گیا اسکی طرف تو معلوم ہوا کہ وہ عثمان بن عفان تھے کہا کہ پھر سامنے کیا میں منہ عثمانؓ کا اور پوچھا میں نے کہ یہ شخص ہی فرمایا کہ ہاں

ف۔ یعنی ایک روز پیغمبر خدا صحابیوں کے روبرو آئندہ کا حال بیان کرتے تھے کہ آئندہ کو امت میں ایسے ایسے فساد ہوں گے اتنے میں حضرت عثمانؓ اُس راہ ہو کر نکلے تو حضرت نے ان کی طرف بتلا کر فرمایا کہ یہ شخص ان فسادوں کے وقت میں راہ پر یعنی حق پر ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد حضرت کے جو کچھ قصہ فساد ہوا حضرت عثمانؓ کے وقت تک اس میں جو حضرت عثمانؓ کا مدعا تھا وہی حق تھا خصوصاً جس میں حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اُس فساد میں حضرت عثمان حق پر تھے اور بلوے والے ناحق پر کہ عثمانؓ کو شہید کیا۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ

مشکوٰۃ کے باب مناقب ہو الثلثۃ میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چڑھے اُحد پر اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمان سو ہلا وہ پہاڑ ان کے سبب

فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَّ صِدِّیْقٌ وَّ شَہِیْدَانِ. تو مارا اس کو حضرت نے اپنے پاؤں سے پھر فرمایا ٹھیر اے اُحد تیرے اوپر تو صرف ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ف۔ شہید اس کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کا نہایت عاشق ہو اور اللہ کے دیدار کے شوق میں اور اللہ کی رضامندی کے واسطے اللہ کی راہ میں اپنا مرنا نہایت سہل جانے بلکہ آرزو رکھے سو حضرت نے عمرؓ و عثمانؓ کو شہید فرمایا چنانچہ بعد حضرت کے یہ دونوں ظاہر میں بھی شہید ہوئے اور ابوبکرؓ کو صدیق فرمایا اور صدیق کا مرتبہ بعد پیغمبر کے مرتبہ کے ہے اور صدیق سے اونچا سوائے پیغمبر کے کسی کا مرتبہ نہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیَ اللَّیْلَۃَ رَجُلٌ صَالِحٌ کَاَنَّ اَبِیْ بَکْرٍ نِیْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم وَنِیْطَ عُمَرُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَنِیْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم وَاَمَّا نَوْطُ بَعْضِہِمْ بِبَعْضٍ فَہُمْ وُلَاۃُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ. مشکوٰۃ کے باب مناقب ہو لار الثلثہ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ دکھلائی دیا خواب میں آج کی رات ایک نیک آدمی کو کہ گویا ابوبکرؓ لپٹے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لپٹے ہیں عمرؓ ابوبکرؓ کو اور لپٹے ہیں عثمان عمر رضی اللہ عنہ کو۔ کہا جابر نے پھر جب ہم اٹھ گئے رسول اللہ صلعم کے پاس سے ہم نے کہا کہ نیک آدمی نے جو دیکھا سو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور لپٹنا ایک کا دوسرے کو سو وہ لوگ سربراہ کار ہیں اُس کام کے جس واسطے بھیجا ہے اللہ نے اپنے نبی کو۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین نبوت کے کام میں سربراہ کار اور منصرم تھے اور دین کے رواج دینے والے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ. بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ سعد بن ابی وقاص نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ کو کہ تو میرا ایسا ہے جیسا ہارون تھا موسیٰ کا مگر نہیں ہے کوئی پیغمبر بعد میرے۔

ف۔ یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کا جیسا علاقہ تھا آپس میں بھائی تھے اور عالم کی ہدایت کرنے میں شریک تھے ویسے ہی اے علی تم میرے ہو مگر تم میں اور ہارون میں فرق اتنا ہے کہ حضرت ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اگر اور بھی کوئی پیغمبر ہوتا تو تم میں اور ہارون میں کچھ فرق نہ تھا اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ علی میں استعداد اور لیاقت پیغمبری کی بالقوۃ تھی ---

جیسے حضرت عمرؓ میں اس حدیث سے کوئی شخص تقدیم و تاخیر خلافت کا مضمون نہ سمجھے اسواسطے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے تھے حضرت موسیٰ کی زندگی ہی میں حضرت موسیٰؑ سے چالیس برس پہلے ان کی وفات ہوئی تھی۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي خَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ۔

مسلم نے ذکر کیا کہ زر بن حبیش نے نقل کیا کہ علی رضی اللّٰہ نے فرمایا کہ قسم اس کی جس نے چیر نکالا دانہ اور پیدا کیا خلق کو مقرر مجھ سے قول کیا نبی امی نے کہ مجھ کو دوست وہی رکھے گا جو مسلمان ہوگا اور مجھ کو دشمن وہی رکھے گا جو منافق ہوگا۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علیؓ کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور بغض رکھنا ان سے علامت نفاق کی ہے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ ارقم کے بیٹے زید نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا ہوں میں دوست تو علی بھی اس کا دوست ہے۔

ف۔ یعنی جو شخص مجھ سے دوستی اور محبت رکھے اس کو لازم ہے کہ علی کی بھی دوستی رکھے سبحان اللّٰہ کیا شان ہے کہ جیسے پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی محبت مسلمان کو رکھنا چاہئے ویسے ہی علی کی بھی محبت رکھنا چاہئے فرق اتنا ہے کہ وہ پیغمبر تھے اور یہ نہ تھے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ كَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ

ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم کے پاس ایک چڑیا پکی ہوئی تھی تو دعا کی کہ اے اللّٰہ بھیج میرے پاس جو زیادہ دوست ہو تیرا سب مخلوق سے کہ وہ کھائے میرے ساتھ اس چڑیا کو سو آئے حضرت علیؓ پھر کھائی حضرت نے وہ چڑیا

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہوں گھر حکمت کا اور علی اس کا دروازہ ہے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ذکر کیا ترمذی نے کہ بی بی ام عطیہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے بھیجا ایک لشکر کہ اس میں علیؓ بھی تھے

جیسے حضرت عمرؓ ہیں اس حدیث سے کوئی شخص تقدیم و تاخیر خلافت کا مضمون نہ سمجھے اسواسطے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے تھے حضرت موسیٰ کی زندگی ہی میں حضرت موسیٰؑ سے چالیس برس پہلے ان کی وفات ہوئی تھی۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَعَهْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ۔

مسلم نے ذکر کیا کہ زرین بن حبیش نے نقل کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم اس کی جس نے چیر نکالا دانہ اور پیدا کیا خلق کو مقرر مجھ سے قول کیا نبی امی نے کہ مجھ کو دوست وہی رکھے گا جو مسلمان ہوگا اور مجھ کو دشمن وہی رکھے گا جو منافق ہوگا۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علیؓ کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور بغض رکھنا ان سے علامت نفاق کی ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ ارقم کے بیٹے زید نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا ہوں میں دوست تو علی بھی اس کا دوست ہے۔

ف۔ یعنی جو شخص مجھ سے دوستی اور محبت رکھے اس کو لازم ہے کہ علی کی بھی دوستی رکھے سبحان اللہ کیا شان ہے کہ جیسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مسلمان کو رکھنا چاہیے ویسے ہی علی کی بھی محبت رکھنا چاہیے فرق اتنا ہے کہ وہ پیغمبر تھے اور یہ نہ تھے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَیْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَیْكَ یَاْکُلُ مَعِیْ هٰذَا الطَّیْرَ فَجَاءَهٗ عَلِیٌّ فَاَکَلَ مَعَهٗ

ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم کے پاس ایک چڑیا پکی ہوئی تھی تو دعا کی کہ اے اللہ بھیج میرے پاس جو زیادہ دوست ہو تیرا سب مخلوق سے کہ وہ کھائے میرے ساتھ اس چڑیا کو سو آئے حضرت علیؓ پھر کھائی حضرت نے وہ چڑیا انکے ساتھ

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہوں گھر حکمت کا اور علی اس کا دروازہ ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ذکر کیا ترمذی نے کہ بی بی ام عطیہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ایک لشکر کہ اس میں علیؓ بھی تھے

جَیْشًا فِیْہِمْ عَلِیٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ سو میں نے سنا کہ پیغمبر خدا اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَافِعٌ یَدَیْہِ کہتے تھے کہ اے اللہ مجھ کو موت نہ دیجیو جب تک کہ
یَقُوْلُ اللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا۔ دکھائے تو مجھ کو تیں علی کو۔

ف۔ یعنی علیؓ کو خیر و عافیت سے پھر لائیو کہ میں اس کو صحیح اور سالم دیکھوں ان حدیثوں سے معلوم
ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو علیؓ سے کمال محبت تھی اور وہ نہایت مقبول بندے اللہ کے تھے

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَ قَالَ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ام سلمہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے برا کہا علیؓ کو اس
سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ۔ نے برا کہا مجھ ہی کو

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے مجھ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْکَ مَثَلٌ مِنْ عِیْسٰی فرمایا کہ تجھ میں مشابہت ہے کچھ عیسیٰ علیہ السلام کی کہ بغض
اَبْغَضَتْہُ الْیَھُوْدُ حَتّٰی بَھَتُوْا اُمَّہٗ وَاَحَبَّتْہُ کیا یہودیوں نے ان سے اس قدر کہ بہتان کیا ان کی ماں
النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْہُ بِالْمَنْزِلَۃِ الَّتِیْ پر اور دوستی رکھی ان سے نصاریٰ نے اس قدر کہ پہنچایا
لَیْسَتْ لَہٗ ثُمَّ قَالَ یَھْلِکُ فِیَّ رَجُلَانِ ان کو ایسے مرتبے تک کہ وہ مرتبہ ان کا نہ تھا پھر فرمایا علیؓ نے کہ
مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُقَرِّضُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ تباہ ہونگے میرے مقدمہ میں دو شخص۔ دوست رکھنے والا حد سے زیادہ
یَحْمِلُہٗ شَنَانِیْ عَلٰی اَنْ یَّبْھَتَنِیْ۔ کہ مدح کریگا میری ایسی کہ وہ بات مجھ میں نہیں اور بغض رکھنے والا
باعث ہوگی اس کو عداوت میری اس بات پر کہ بہتان باندھے مجھ پر۔

ف۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بڑا مرتبہ یہی تھا کہ وہ پیغمبر تھے اور بغیر باپ کے خدا کی قدرت
سے یعنی روح سے پیدا ہوئے تھے پھر ان کو نصاریٰ نے حد سے زیادہ دوست رکھا کہ ان کو خدا کا بیٹا
کہنے لگے اور ان سے منتیں مرادیں مانگنے لگے اور یہودیوں نے ان سے عداوت رکھی اور ان کی ماں
بی بی مریم پر بہتان باندھا اور ان کو جھوٹا بنایا اور ان کی پیغمبری کا انکار کیا سو ہمارے حضرت
صلعم نے علیؓ کو فرمایا کہ تمہارا اور عیسیٰ مسیح کا اس مقدمہ میں ایک سا حال ہے کہ تم سے بھی بعضے لوگ بغض و
عداوت رکھیں گے اور تم پر بہتان باندھیں گے اور بعضے لوگ تم سے حد سے زیادہ دوستی رکھیں گے
اور ایسا مرتبہ تمہارا بیان کریں گے جیسا ہے نہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک لوگوں نے حضرت علیؓ پر
بہتان باندھا کہ یہ مسلمان نہ تھے اور دنیا کے طالب تھے کہ بعد پیغمبر خدا صلعم کے پیغمبر خدا کی بی بی
حضرت عائشہؓ کی ہتک حرمت کی اور انھیں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کروا دیا اور خلیفہ برحق ابوبکر

صدیق سے کئی مہینے تک بغی رہے اور ناحق پر مسلمانوں سے فساد کیے اور بیعت کرکے بیعت سے پھر گئے
اور وہ تقیہ کرتے تھے اور اپنا مذہب چھپاتے تھے ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور تھے اور ایک لوگوں
نے حضرت علیؓ سے حد سے زیادہ محبت کی اور ایسا مرتبہ ان کا بیان کیا جو ان میں نہ تھا مثلاً یوں کہا کہ
پیغمبری اللہ کی طرف سے پہلے حضرت علیؓ ہی کو اتری تھی مگر جبرئیلؑ نے پیغمبر کو وحی پہنچا دی بلکہ خود خدا
علی کے بھیس میں تھا اور علی کا مرتبہ پیغمبر کے برابر ہے اور یا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ
ان کا مرتبہ ہے اور روز محشر کو حضرت علیؓ جس کو چاہیں گے بہشت کو بھیجیں گے اور جس کو چاہیں دوزخ
میں ڈالیں گے اور مشکل کشا ہیں اور جس کو حضرت علیؓ سے محبت ہو وہ کیسے ہی برے کام کرے اس سے
حساب کتاب نہ ہوگا وہ خود بہشتی ہے سو خود حضرت علیؓ نے فرمایا کہ دونوں طرح کے شخص تباہی میں
آگئے اور ان کا ایمان تباہ ہو گیا کہ میرے مرتبہ سے مجھ کو کم و زیادہ جانا اور یہ جو سچا مرتبہ تھا کہ حضرت علیؓ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اور اللہ کے مقبول تھے اور پیغمبر خدا صلعم کے محبوب تھے سو
اس مرتبہ میں کمی بیشی کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خارجیوں اور افضلیوں دونوں کا ایمان تباہ ہے اور
اہل سنت کا عقیدہ خود حضرت کے فرمودہ کے موجب رو براہ ہے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ — امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ براء بن عازب اور ارقم کے بیٹے زید نے نقل
بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اترے غدیر خم میں پکڑا ہاتھ علیؓ کا
لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ — پھر لوگوں سے فرمایا کہ کیا نہیں جانتے ہو تم کہ میں زیادہ دوست ہوں
أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ — مسلمانوں کا ان کی جانوں سے بولے کہ سچ ہے پھر فرمایا کیا نہیں
قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ أَوْلٰى — جانتے ہو کہ میں زیادہ دوست ہوں ہر مومن کا اس کی جان سے بولے
بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اللّٰهُمَّ — ہاں پھر فرمایا کہ خدایا جس کا میں دوست ہوں تو علیؓ بھی اس کا
مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اللّٰهُمَّ وَالِ — دوست ہے الٰہی دوست رکھ اس کو جو دوست رکھے اس کو اور
مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهُ عُمَرُ بَعْدَ — دشمن رکھ اس کو جو عداوت رکھے علی سے پھر ملے علیؓ سے عمرؓ بعد اس کے تو کہا
ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ هَنِيْئًا يَا ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ أَصْبَحْتَ — مبارک ہو تجھ کو اے ابی طالب کے بیٹے کہ صبح کی تو نے اور شام کی تو نے
وَأَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ — اس حال میں کہ تو دوست ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کا۔

ف۔ یہ نو حدیثیں اوپر کی مشکوٰۃ کے باب مناقب علیؓ میں لکھی ہیں اور غدیر خم ایک مکان ہے کہ وہاں پیغمبر
خدا صلعم اصحابوں کے ساتھ اترے بعضے منافقوں نے علیؓ کے حق میں کچھ برائیاں مشہور کیں پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی حضرت نے سب کو جمع کر کے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا اور علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمایا

کہ بموجب آیت اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کے کیا سب مسلمانوں کی جان سے زیادہ میں ا[illegible]
دوست نہیں ہوں اصحابوں نے عرض کیا کہ ہاں سچ ہے کہ تم مسلمانوں کی جان سے زیادہ دوست ہو
پھر خاص کر کے فرمایا کہ کیا میں ہر مومن کو ان کی جان سے زیادہ دوست نہیں ہوں اصحابوں نے عرض کیا
کہ ہاں سچ ہے سب نے اس بات کا اقرار کیا تب حضرت نے اللہ سے دعا کی کہ خدایا جیسا میری دوستی
کا تو نے مسلمانوں کو حکم کیا ویسا ہی ہر مسلمان علی کو بھی دوست رکھے اور جو علیؓ سے دوستی رکھے اس سے تو
بھی دوستی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے اس سے تو بھی دشمنی رکھ بعد اس خطبہ کے عمرؓ جب علی سے ملے تب علی کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ اے علی تیری
شان ہے کہ ہمیشہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو خواہ عورت سب پر واجب ہو گیا کہ تیری دوستی رکھیں۔ اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو بھی پیغمبر کی دوستی اپنی جان سے زیادہ چاہیے یعنی پیغمبر کے حکم بجا لانے کو اپنی جان
سے زیادہ مقدم سمجھے ویسے ہی علیؓ کی دوستی اپنی جان سے زیادہ مقدم رکھے اور کبھی اس محبت میں فرق نہ آ[illegible]
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علیؓ کی سچی تعریف اور مدح سُنے تو خوش ہو جیسے عمر رضی اللہ عنہ خوش ہوئے تھے اور علی کو مبارکباد
دی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو علیؓ سے محبت رکھے وہ خدا کا دوست ہے اور جو علیؓ سے عداوت رکھے وہ
خدا کا دشمن ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَکَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَکْرٍ تَجِدُوْہُ اَمِیْنًا زَاھِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْہُ قَوِیًّا اَمِیْنًا لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَلَا اَرٰکُمْ فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا یَاْخُذُ بِکُمُ الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ

امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کس کو ہم امیر کریں تمہارے بعد فرمایا اگر تم حاکم کرو ابوبکر کو پاؤ گے اس کو امانت دار متوجہ نہ ہونے والا دنیا میں اور رغبت رکھنے والا آخرت میں اور اگر امیر کرو تم عمرؓ کو پاؤ گے تم اس کو زبردست امانتدار کہ نہیں ڈرتا اللہ کے کام میں برا کہنے سے کسی برا کہنے والے کے اور اگر حاکم کرو علی کو مگر دیکھتا نہیں تم کو کہ تم کرو گے، کرو تو پاؤ گے اس کو سیدھی راہ بتانے والا سیدھی راہ پر چلا دے تم کو سیدھی مضبوط راہ پر۔

ف۔ اصحابوں کو تردد ہوا کہ بعد پیغمبر خدا صلعم کے کون شخص حضرت کا جانشین ہو کر مسلمانوں کا بندوبست
کرے اور ہر امر میں حکم کرے سو خود حضرت سے پوچھا کہ آپ کے بعد ہم کس کو امیر کریں حضرت نے تین
شخص کا نام لیکر ہر ایک کا حال بیان کیا اور فرمایا اگر تم ابوبکرؓ کو میرے بعد اپنا امیر بناؤ تو وہ امانتداری
[illegible] لوگوں کے حق واجبی ادا کرے گا اور محض دینداری کا لحاظ رکھے گا دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوگا
سوا ثواب کے اور اللہ کی رضامندی کے اس کو منظور نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابوبکر
[illegible] وقت میں آپ کپڑا بیچا کرتے تھے اور لوگوں کا انصاف کرتے تھے اور اس خلافت سے انکا یہی مقصود

تھا کہ آخرت میں ثواب زیادہ ملے پھر فرمایا کہ اگر عمرؓ کو تم اپنا امیر بناؤ میرے بعد تو وہ مضبوط اور زبردست اور قوی ہے کہ ہر نیک کام میں مبادرت اور دست اندازی کرے گا اور دل پر اس کے خوف آویگا اور امانت دار ہے کہ امت کے حقوق واجبی ادا کرے گا اور ایسا دیندار آدمی ہے کہ اللہ کے کام میں کسی کے برا کہنے سے نہیں ڈرتا کوئی کچھ کہا کرے وہ اللہ تعالیٰ کے کام میں کسی کے برا ماننے کا اور اپنی ہجو و مذمت کا لحاظ نہیں کرتا چنانچہ فی الحقیقت ایسا ہی ظاہر ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں کسی کا خوف نہ رہا اور سینکڑوں ملک فتح ہوئے اور اسلام رائج ہوا اور حقوق سب مسلمانوں کے واجبی ادا ہوئے پھر فرمایا کہ اگر علیؓ کو تم اپنا امیر بناؤ تو وہ ایسا مرد ہے کہ سیدھی راہ پر ہے اور تم سب کو سیدھی راہ پر چلا دے گا اور سیدھی راہ بتا دے گا مگر مجھکو نہیں معلوم ہوتا کہ تم میرے بعد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امیر بناؤ شاید یہ اس واسطے فرمایا کہ علیؓ کی عمر بہ نسبت ابوبکرؓ و عمرؓ کے کم تھی اور دستور ہے کہ لوگ زیادہ عمر والے کو اکثر اپنا امیر اور حاکم بناتے ہیں چنانچہ جس روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس روز علیؓ کی عمر تینتیس برس کی تھی اور حضرت ابوبکرؓ کی اکسٹھ برس کی اور حضرت عمرؓ کی پچاس برس کی یا حضرت کو وحی سے معلوم ہوا ہو کہ لوگ میرے بعد علیؓ کو حاکم اور امیر اپنا بلا فصل نہ بنا دیں گے یا یہ سبب ہو کہ علی کو تالیف قلب کی ہو غرض کہ اس حدیث سے بھی ابوبکرؓ و عمرؓ و علی کی مدح اور خوبیاں صاف بخوبی معلوم ہوتی ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَہٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ وَصَحِبَنِیْ فِی الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَالِہٖ رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا تَرَکَہُ الْحَقُّ وَمَالَہٗ مِنْ صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ رَحِمَ اللّٰہُ عُثْمَانَ یَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلٰئِکَۃُ رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا رحمت کرے ابوبکرؓ پر کہ اس نے نکاح کر دی اپنی بیٹی مجھکو اور سوار کرکے لے گیا مجھکو ہجرت کے گھر تک اور ساتھ رہا میرے غار میں اور آزاد کیا بلال کو مول لیکر اپنے مال سے خدا رحمت کرے عمرؓ پر کہ بولتا ہے سچ اگرچہ کڑوا ہے چھوڑا اس کو حق گوئی نے کہ کوئی نہیں اس کا دوست خدا رحمت کرے عثمانؓ پر کہ شرماتے ہیں اس سے فرشتے خدا رحمت کرے علیؓ پر خدایا پھیر تو حق کو اسکے ساتھ جدھر وہ پھرے۔

ف۔ ابوبکرؓ نے اللہ و رسول کے کاموں میں اپنی آبرو اور جان و مال سے دریغ نہ کیا چنانچہ بی بی عائشہؓ بیٹی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دی صرف پیغمبری کے لحاظ سے اور مال کا خیال نہ کیا اور جب مکہ کے لوگوں نے زور باندھا اور حضرت کو اور اصحابوں کو ایذا دینے لگے اللہ تعالیٰ کے حکم بموجب چھپ کر

مدینہ کو چلے کچھ دور ابوبکر صدیقؓ نے اپنی پیٹھ پر حضرت کو چڑھایا اور اپنے پاؤں کی انگلیوں کے بل ہو گئے تاکہ پاؤں کا نشان زمین پر نہ پڑے اور پہاڑ کے غار میں پہلے اندھیرے میں آپ جا کر غار کو صاف کیا اس میں ایک سوراخ تھا اس میں اپنا انگوٹھا دیا اور حضرت کو ساتھ لیکر وہاں رہے وہاں ایک سانپ نے اُس انگوٹھے میں کاٹا پھر وہاں پر ایک اونٹ موجود کیا اس پر حضرت سوار ہو کر مدینہ کو تشریف لے گئے اور بلال ایک کافر کے غلام تھے ابوبکرؓ نے دو ہزار اشرفیاں اور کچھ زیادہ اور ایک غلام بدلے میں دیکر اُن کو اس سے مول لیا اور آزاد کر دیا کہ وہ حضرت کی خدمت میں رہتے تھے سو حضرت نے ابوبکرؓ کی یہ تعریفیں بیان کیں اور دعا مانگی کہ خدا ان پر رحم کرے پھر فرمایا کہ عمر سچ بولتا ہے باوجودیکہ سچ بولنا اکثر لوگوں کو برا لگتا ہے اور کڑوا معلوم ہوتا ہے مگر وہ اس قدر سچ بولتا ہے کہ سچ کہنے کے سبب لوگوں نے اس کو ترک کر دیا اور کوئی اس کا دوست نہ رہا اس پر بھی اللہ ہی رحم کرے اور عثمانؓ کا یہ حال ہے کہ اس کی شرم کا حال دیکھ کر فرشتے بھی اس سے شرماتے ہیں یعنی اس مقدمہ میں فرشتوں پر بھی ان کو بزرگی ہے چنانچہ کسی نے کبھی حضرت عثمانؓ کا بدن کھلا ہوا نہ دیکھا اور خود انہوں نے اپنا بدن ناف سے نیچے زانو تک شرم سے نہ دیکھا سو حضرت نے فرمایا کہ ان پر بھی خدا رحمت کرے اور علی پر خدا رحم کرے کہ ان کے وقت میں لوگ کئی طرح پر ہوں گے سوائے اللہ جس طرف علی ہو اسی طرف حق واجبی ہووے اور جدھر وہ متوجہ ہو اسی جانب حق کو متوجہ کر دے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى شَهِيْدٍ يَمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحۃ بن عبید اللہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص دیکھا چاہے زمین پر چلتے شہید کی طرف تو دیکھ لے طلحۃ بن عبید اللہ کو۔

ف۔ شہید اس کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کا نہایت عاشق و مشتاق ہو اور اپنا مال اللہ کی راہ میں فدا کرے اور اللہ کی راہ میں جان دینی سہل جانے بلکہ آرزو کرے سو حضرت طلحہؓ کا یہی حال تھا سو حضرت نے فرمایا کہ یہ جیتا شہید ہے یعنی ظاہر میں اگرچہ زمین پر چلتا پھرتا ہے مگر حقیقت میں یہ اللہ کی راہ میں جان دیئے ہوئے ہے سو ایسا ہی ظاہر میں بھی ہوا کہ طلحہ شہید ہوئے۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے صاف باطن مخلص دوست ہوتے ہیں

حواریًا وحواریّ الزبیر۔ میرا صاف باطن دوست زبیر ہے۔

اخرج الترمذی عن علیؓ قال سمعت — ترمذی نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم سے

اذنی من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — میرے کان نے سنا کہ اپنے منہ سے فرمایا تھا کہ طلحہ اور زبیر

یقول طلحۃ والزبیر جارای فی الجنۃ — دونوں میرے ہمسایہ ہوئے بہشت میں۔

اخرج الترمذی عن ابی ھریرۃ رضؓ ان رسول — ترمذی نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلعم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی حراء — تھے حرا پہاڑ پر اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ

وابوبکر وعمر وعثمان وعلیؓ وطلحۃ — اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ سو ہلا

وزبیر فتحرکت الصخرۃ فقال رسول — پتھر تو فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھدأ فما — نے کہ ٹھیر ارہ تجھ پر تو نبی یا صدیق یا

علیک الا نبی او صدیق او شہید۔ یا شہید ہیں۔

ف نبی فرمایا اپنے تئیں اور صدیق فرمایا ابوبکرؓ کو اور شہید فرمایا عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو۔

اخرج الشیخان عن انسؓ قال قال — بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل — رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت میں

امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابوعبیدۃ — امین ہوتا ہے اور امین اس امت میں ابوعبیدہ

ابن الجراح۔ — ابن الجراح ہے۔

اخرج مسلم عن ابی ملیکۃ قال — مسلم نے ذکر کیا کہ ابی ملیکہ نے نقل کیا کہ میں نے سنا

سمعت عائشۃ رضؓ وسئلت من کان — بی بی عائشہؓ سے جب ان سے لوگوں نے پوچھا کہ کون ایسا

رسول اللہ صلعم مستخلفا ان استخلفہ — تھا کہ اس کو خلیفہ کرتے اپنا رسول خدا صلعم اگر خلیفہ

قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر — کرتے تو فرمایا بی بی عائشہؓ نے کہ ابوبکرؓ کو پھر پوچھا گیا کہ بعد ابوبکرؓ

قال عمر قیل من بعد عمر قالت ابو — کے کس کو فرمایا عمرؓ کو پھر پوچھا گیا بعد عمرؓ کے فرمایا ابو

عبیدۃ ابن الجراح۔ — عبیدہؓ ابن الجراح کو۔

اخرج الشیخان عن علیؓ قال ما سمعت — بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا کہ

النبی صلعم جمع ابویہ لاحد الا لسعد بن — رسول خدا صلعم نے جمع کیا ہو اپنے ماں باپ کو کسی کے واسطے

مالک فانی سمعتہ یقول یوم احد — مگر سعد بن مالک کے واسطے یوں ہوا کہ میں نے سنا رسول خدا صلعم

یاسعد ارم فداک ابی وامی — اگلا دن فرماتے تھے کہ اے سعد تیر مار صدقے تجھ پر میرا باپ اور میری ماں

ف. عرب میں دستور ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے تو اس کو کبھی کسی بات میں کہا کرتے ہیں کہ فدا تجھ پر میرا باپ یا فدا تجھ پر میری ماں سو حضرت رسول خدا صلعم جو کسی کو یہ لفظ فرماتے تھے سو فقط ایک لفظ فرماتے تھے کہ فدا تجھ پر میری ماں یا یوں فرماتے کہ فدا تجھ پر میرا باپ مگر سعدؓ کے حق میں احد کی لڑائی کے دن یوں فرمایا کہ اے سعد کافروں پر تیر لگا فدا تجھ پر میرا باپ اور میری ماں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلعم سعد کو نہایت چاہتے تھے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِنِسَائِهِ إِنَّ أَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِي مِنْ بَعْدِي وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُوْنَ الصِّدِّيْقُوْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَى اللهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِحَدِيْقَةٍ بِيْعَتْ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفًا.

ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے تھے اپنی بیبیوں سے کہ البتہ تمہارا مقدمہ ایسا ہے کہ مجھ کو اندیشہ میں رکھا ہے کہ میرے بعد کیا ہوگا اور ہرگز کوئی برداشت نہ کر سکے گا تم پر مگر صبر کرنے والے سچے کہا بی بی عائشہؓ نے کہ اس سے حضرت کی مراد تھی خرچ کرنے والے لوگ پھر کہا بی بی عائشہؓ نے عبدالرحمن کے بیٹے ابوسلمہ کو کہ اللہ تیرے باپ کو جنت کی سلسبیل نہر سے پانی پلاوے اور عبدالرحمن بن عوف نے دے ڈالا مسلمانوں کی ماؤں کو ایک باغ کہ وہ بکا چالیس ہزار کو

ف. عورتوں کا مقدمہ بہت نازک ہوتا ہے خصوصاً ذرا بات میں رنجیدہ اور ناخوش ہو جاتی ہیں خصوصاً پردہ نشین بیبیوں کے واسطے ہر وقت خادم اور خدمتگار اور سربراہ کار گذار ہر دم موجود چاہیے بالخصوص اس وقت میں نہایت مشکل ہے کہ ظاہر میں کچھ وجہ معاش کی نہ ہو اس واسطے حضرت کو اپنی بیبیوں کے مقدمہ میں اندیشہ رہتا تھا کہ میرے بعد ان کا کیا حال ہوگا ان کی خاطر داری اور برداشت اور کام خدمت کون کریگا مگر ہاں جو شخص نہایت صبر کرنے والا ہر بات کی برداشت کرے اور محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کرے اور سچا دیندار ہو یعنی مال کو اپنے اللہ کی راہ خرچ کرتا ہو سو بعد حضرت کے بی بی عائشہؓ نے ابوسلمہؓ سے کہا کہ تیرا باپ عبدالرحمن ہمارے ساتھ سلوک سے پیش آیا ان کو اللہ بہشت کی نہر کا پانی پلاوے کہ اس نے پیغمبر خدا صلعم کی بیبیوں کے ساتھ بڑا سلوک کیا کہ ان کو ایک باغ دیا کہ وہ چالیس ہزار کو بکا شاید چالیس ہزار اشرفی کو یا چالیس ہزار درہم کو کہ اس کے دس ہزار پانسو روپے ہوتے ہیں۔

اخرج البخاری عن عمر رض قال ما احد احق بهذا الامر من هؤلاء النفر الذين توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عنهم راض فسمى عليا وعثمان والزبير وطلحة وسعدا وعبد الرحمن.

بخاری نے ذکر کیا کہ فرمایا عمر رض نے کوئی نہیں لیاقت رکھتا اس کام کا ان لوگوں سے کہ وفات پائی رسول خدا صلعم نے اور وہ ان سے راضی تھے پھر نام لئے علی کا اور عثمان رض اور زبیر رض اور طلحہ رض اور سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف۔

ف۔ جب عمر رض کی وفات قریب ہوئی تب انہوں نے فرمایا کہ اس خلافت کی لیاقت ان لوگوں سے زیادہ کسی میں نہیں کہ رسول خدا صلعم زندگی میں وفات کے وقت تک اُن سے راضی رہے اور وہ چھ شخص ہیں جن کے نام لئے سو انھیں میں سے کسی کو خلیفہ میرے بعد کر لو چنانچہ اس سبب سے حضرت علی اور اصحابوں سے مشورہ کر کے حضرت عثمان رض کو خلیفہ کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھ شخصوں کو بعد حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض کے بڑا مرتبہ تھا حضرت کے نزدیک بھی اور اصحابوں کے نزدیک بھی۔

اخرج الترمذی عن عبد الرحمن بن عوف ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبد الرحمن بن عوف في الجنة وسعد بن ابي وقاص في الجنة وسعيد بن زيد في الجنة وابو عبيدة بن الجراح في الجنة

ترمذی نے ذکر کیا کہ عبد الرحمن بن عوف نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ابوبکر رض جنت میں اور عمر رض جنت میں اور عثمان جنت میں اور علی رض جنت میں اور طلحہ رض جنت میں اور زبیر رض جنت میں اور عبد الرحمن بن عوف رض جنت میں اور سعد بن ابی وقاص رض جنت میں اور سعید بن زید جنت میں اور ابو عبیدہ بن الجراح جنت میں۔

ف۔ یہ بارہ حدیثیں جو اوپر ذکر ہو چکیں مشکوٰۃ کے باب مناقب عشرہ میں لکھی ہیں یعنی یہ دس اصحاب بہشتی ہیں کہ ان کے بہشتی ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

اخرج الترمذی عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تبارك وتعالى امرني بحب اربعة واخبرني انه يحبهم قيل يا رسول الله سمهم لنا قال علي منهم يقول ذلك ثلاثا وابو ذر والمقداد وسلمان امرني

ترمذی نے ذکر کیا کہ بریدہ رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ خدا تبارک و تعالیٰ نے حکم کیا مجھ کو چار یار کی دوستی رکھنے کا اور بتایا مجھ کو کہ وہ یعنی اللہ دوست رکھتا ہے ان کو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نام بتا دیجئے ہم کو فرمایا علی رض انہیں میں سے ہیں یہ کہتے رہے تین بار اور ابوذر اور مقداد اور سلمان حکم کیا مجھ کو ان کی دوستی کا

يُحِبُّهُمْ وَاَخْبَرَنِي اَنَّهُ يُحِبُّهُمْ اور مجھ کو خبر دی کہ وہ دوست رکھتا ہے ان کو۔

ف۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا صلعم سے فرمایا کہ میں ان چاروں شخصوں کو چاہتا ہوں تم بھی ان کی محبت اپنے دل میں رکھو سبحان اللہ کیا بڑا مرتبہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ان کی محبت رکھتا ہے اور اپنے حبیب کو ان کی محبت رکھنے کا حکم دیا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَاِبْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَمِقْدَادٌ

ترمذی نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طالب نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے کہا کہ ہر نبی کے واسطے سات اشراف نگہبان ہوتے ہیں اور مجھ کو ملے چودہ ہم نے عرض کیا کہ وہ کون ہیں فرمایا کہ میں یعنی علیؓ اور میرے دونوں بیٹے یعنی حسنؓ اور حسینؓ اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعب بن عمیرؓ اور بلالؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ۔

ف۔ جعفر حضرت علیؓ کے بھائی تھے اور حمزہؓ عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلْعَمْ يَقُوْلُ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ بِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ میں نے سنا نبی صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ ہل گیا عرش خدا کا سبب مرنے سعد بن معاذ کے۔

ف۔ جو لوگ اللہ کے مقبول ہوا کرتے ہیں ان کو سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی سوا شیطان کے چاہتے ہیں اور سب ان کی تعظیم کرتے ہیں اور جب تک وہ دنیا میں رہیں سب ان کے واسطے دعا کرتے ہیں اور جب ان کی وفات ہوتی ہے تو سب مخلوقات کو غم ہوتا ہے اور جن مکانوں میں ان کی روح جا کر رہتی ہے وہ مکان اور وہاں کے فرشتے خوشی کرتے ہیں کہ یہ مقبول شخص ہمارے پاس آیا تو جب سعد بن معاذ کی وفات ہوئی ان کی روح عرش معلیٰ کو پہنچی تو عرش خوشی میں آیا ان کی روح کا استقبال کرنے کو ہلا۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِلْاَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عازب کے بیٹے براء نے نقل کیا کہ سنا میں نے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے انصار کے حق میں کہ ان کو دوست وہی رکھے گا جو مومن ہوگا اور ان سے بغض وہی رکھے گا جو دل میں اپنے کفر رکھتا ہوگا سو جو کوئی محبت

اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ — رکھے ان سے محبت رکھے اس سے اللہ اور جو کوئی ان سے بغض رکھے اللہ اس سے بغض رکھو

ف. حضرت نے انصار کی محبت ایمان کی نشانی بتائی اور ان کی عداوت کفر کی علامت فرمائی. اور انصار کے دوستوں کو دعا دی اور جو ان سے بغض رکھے اس کو بد دعا کی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصار سے محبت رکھنے والے لوگ مومن ہیں اللہ کے محبوب اور انصار سے بغض رکھنے والے منافق ہیں کہ ظاہر میں آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور حقیقت میں کافر ہیں خدا کے مغضوب.

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ — بخاری نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ — فرمایا کہ اگر نہ ہوتی ہجرت تو میں ہوتا ایک شخص انصار میں سے اور
لَكُنْتُ امْرَءًا مِنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ — اگر چلیں سب لوگ ایک راہ پر یا گھاٹی پر اور چلیں انصار
وَادِيًا اَوْ شِعْبًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا — اور راہ یا گھاٹی پر تو مقرر میں چلوں انصار کی راہ پر اور گھاٹی
اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا — پر. انصار ایسے ہیں جیسے بدن سے لگا ہوا کپڑا اور سارے
اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ. — لوگ ایسے ہیں جیسے اوپر کا کپڑا.

ف. یعنی انصار کا یہ مرتبہ اور بزرگی ہے کہ خود حضرت نے فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی اور میں مہاجرین میں سے شمار نہ ہوتا تو آپ کو انہی انصاروں میں سے گنتا انہی کی طرف آپ کو نسبت کرتا اور اگر ساری دنیا کی راہ اور ہو جاوے اور انصار کی اور راہ تو میں انصار ہی کی راہ روبہ کو اختیار کروں اور انصار میرے ساتھ ایسے ہیں جیسے استر بدن سے لگا ہوتا ہے کہ اس سے بدن کو لگاؤ ہوتا ہے اور ساری مخلوق میرے ساتھ ایسی ہے جیسے چادر وغیرہ اوپر کا کپڑا ہوتا ہے بس اس سے بڑی فضیلت انصار کی پائی گئی

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ — مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي عَبْدُ — نے فرمایا انصار کے حق میں کہ میں بندہ اللہ کا ہوں اور اس کا
اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكُمْ — رسول ہوں ہجرت کی میں نے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر تمہاری
اَلْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ. — طرف. زندگی کی جگہ میری زندگی کی جگہ تمہاری ہے اور موت کی جگہ میری موت کی جگہ تمہاری ہے.

ف. یعنی انصار سے فرمایا کہ میرا تمہارا زیست موت کا ساتھ ہے میں تم کو چھوڑ کر علیحدہ نہ ہوں گا.

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلعم — بخاری نے ذکر کیا کہ انس رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے
قَالَ لِلْاَنْصَارِ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ — فرمایا انصار کو کہ خدا گواہ ہے کہ تم سب آدمیوں سے زیادہ
اِلَيَّ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ — دوست ہو مجھ کو خدا شاہد ہے کہ تم سب لوگوں سے زیادہ

اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ ۔ زیادہ محبوب ہو مجھ کو خدا جانتا ہے کہ تم سب آدمیوں سے زیادہ دوست ہو مجھ کو

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلْعَمْ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِهٖ حَاشِیَةَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ قَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْهِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِهِمْ

بخاری نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ باہر نکلے پیغمبر خدا صلعم اور اس وقت باندھے تھے اپنے سر پر ایک چادر کا کنارہ تو چڑھے منبر پر کہ بعد اس دن کے نہ چڑھے سو حمد کی اللہ کی اور ثنا کی اللہ پر پھر فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں تم کو انصار کے واسطے کہ وہ میرے پیٹ یعنی رازدار ہیں اور میری گٹھڑی یعنی بھیدی ہیں انہوں نے ادا کیا جو حق ان پر تھا اور باقی رہا جو حق انکا ہے سو قبول کرو انکی نیکیوں سے اور درگذر کرو ان کی بدیوں سے

ف ۔ یعنی انصار میں سے جس شخص سے کچھ نیکی بن پڑے اس نیکی کو قبول کر لیو اور اس کو مقبول جانیو، اور ان میں سے اگر کسی سے کچھ بدی ہو جاوے اور برا کام ہو پڑے تو معاف کر لیو اور درگذر کیجیو۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی انصار سے کچھ بدی ہو گئی تو اُس پر طعن درست نہیں ۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ ۔

مسلم نے ذکر کیا کہ زید بن ارقم نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ یا خدایا بخشدے انصار کو اور انصار کی اولاد کو اور انصار کی اولاد کی اولاد کو ۔

. . . .

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰی اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ ۔

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ خبردار ہوا بدر والوں پر سو فرمایا ان کو کہ جو چاہو سو کرو۔ واجب تو ہو چکی تمہارے لئے بہشت ۔

ف ۔ یعنی جو اصحاب کہ جنگ بدر میں حضرت کے ساتھ تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے لئے بہشت واجب ہو چکی اب جو چاہو سو کرو یعنی اب اگر کوئی گناہ بھی تم سے ہو جاوے تو معاف ہے سو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا اس بات کا کہ ان سے گناہ ایسے نہ ہوں گے کہ دوزخ کے سزاوار یہ لوگ ہو ویں شاید اس سبب سے ان کو اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ۔ غرض کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدر کی لڑائی والے صحابہ کا بڑا مرتبہ ہے کہ ان کے گناہ معاف ہیں ۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ بخاری نے ذکر کیا کہ رفاعۃ بن رافع نے نقل کیا کہ جبرئیلؑ

جَاءَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ صلعم قَالَ مَا تَعُدُّوْنَ — نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر پوچھا کہ تم کیا جانتے ہو
اَهْلَ بَدْرٍ فِیْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِیْنَ — بدر کی لڑائی والے اصحابوں کو اپنے بیچ میں فرمایا حضرت نے
اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ — کہ سب مسلمانوں سے افضل یا فرمائی ایسی بات، کہا جبرئیل نے کہ
بَدْرًا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ۔ — اور ایسے ہی فرشتے حاضر ہوئے بدر کی لڑائی میں فرشتوں میں سے ۔

ف ۔ بدر کی لڑائی میں فرشتے آئے تھے اور حضرت کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑے تھے سو جبرئیل نے کہا جیسا تم بدر والے اصحابوں کو سب سے افضل جانتے ہو ویسے ہی ہم سب فرشتے فرشتوں میں سے ان فرشتوں کو اچھا اور افضل جانتے ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے ۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ — مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی حفصہ عمرؓ کی بیٹی پیغمبر خدا کی زوجہ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ — نے نقل کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو امید
لَاَرْجُوْ اَنْ لَّا یَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی — ہے کہ نہ داخل ہوگا آگ میں انشاء اللہ تعالیٰ جو شخص موجود
اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَیْبِیَةَ ۔ — ہوا بدر اور حدیبیہ کی لڑائی میں ۔

ف ۔ بدر اور حدیبیہ مکانوں کے نام ہیں جہاں جہاں کافروں پر جہاد ہوئے اور اس مقام پر کلمہ انشاء اللہ تعالیٰ ادباً اور تبرکاً حضرت نے فرمایا ۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا — بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ حدیبیہ کی لڑائی کے
یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ قَالَ النَّبِیُّ — روز ہم ایک ہزار چار سو اصحاب تھے ہم کو پیغمبر خدا صلعم
صلعم اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ ۔ — نے فرمایا کہ آج تم بہتر ہو سب زمین والوں سے ۔

ف ۔ یہ تیرہ حدیثیں جو ابھی ہو چکیں مشکوٰۃ کے باب جامع المناقب میں لکھی ہیں یعنی جتنے آدمی زمین پر ہیں کسی کا ایسا مرتبہ نہیں جیسا بہتر مرتبہ ان اصحابوں کا ہے ۔ الغرض ان آیتوں اور حدیثوں سے جو مذکور ہوئیں بخوبی ثابت ہوا کہ حضرت کے سب اصحاب خواہ مہاجر خواہ انصار سب مسلمانوں سے بہتر اور افضل اور اللہ تعالیٰ کے مقبول اور پیغمبر خدا کے محبوب تھے یا کل جنات اور انسان سے ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے پھر ان میں جو لوگ بدر اور احد اور حدیبیہ وغیرہ لڑائیوں میں حضرت کے ساتھ جہاد میں شریک تھے ان کا مرتبہ افضل ہے پھر ان سے زیادہ چاروں خلیفوں کا رتبہ بڑا ہے اور ان میں حضرت عبداللہ یعنی حضرت ابابکر صدیقؓ اور عمرؓ کا درجہ بڑا ہے اور ان دونوں میں حضرت عبداللہ ابوبکر کا مرتبہ افضل ہے اب آگے حضرت کے اہل بیت کا مرتبہ دریافت کیا چاہیئے ۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ — بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ مسور بن مخرمہ نے نقل کیا کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ — پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ فاطمہ ایک ٹکڑا ہے میرے
فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ — بدن کا تو جس نے غصہ دلایا اسکو غصہ دلایا مجھ کو بری لگتی ہے مجھ کو
یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَھَا. — وہ چیز جو ستا دے اس کو.

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ قَالَ — بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رض نے نقل کیا کہ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا فَاطِمَۃُ — پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے فاطمہ رض کیا تو خوش نہیں ہووے ہو تو
اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ — سردار ہووے بہشت کی سب عورتوں کی.

ف. یعنی اے فاطمہ رض تو سب بہشت کی عورتوں کی سردار ہے سو تو خوش ہو.

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ — ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رض نے نقل کیا کہ سب
کَانَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ — آدمیوں سے زیادہ دوست تھیں رسول خدا
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃُ. — صلی اللہ علیہ وسلم کو بی بی فاطمہ رض.

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَاَیْتُ — بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ براء رض نے نقل کیا کہ میں نے
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ — دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور علی رض کے بیٹے حسن
عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِہٖ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ — ان کے کاندھے پر تھے فرماتے تھے نبی کہ اے اللہ میں
چاہتا ہوں اس کو سو تو بھی دوست رکھ اس کو.

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ خَرَجْتُ — بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابوھریرہ رض نے
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ — نقل کیا کہ میں نکلا رسول خدا صلعم کے ساتھ تھوڑے سے دن
طَائِفَۃٍ مِّنَ النَّھَارِ حَتّٰی اَتٰی خِبَاءَ فَاطِمَۃَ — میں جب آئے فاطمہ رض کے ڈیرے میں تو فرمایا کیا یہاں لڑکا ہے یعنی
فَقَالَ اَثَمَّ لُکَعُ اَثَمَّ لُکَعُ یَعْنِی الْحَسَنَ فَلَمْ — حسن یہ فرمایا دو بار تو دیر نہ کی کہ آئے حسن دوڑتے یہاں تک
یَلْبَثْ اَنْ جَاءَ یَسْعٰی حَتّٰی اعْتَنَقَ کُلُّ وَاحِدٍ — گردن میں باہیں ڈالیں ہر ایک نے ان دونوں میں سے اپنے صاحب کے بیچ
مِّنْھُمَا صَاحِبَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم — فرمایا پیغمبر خدا نے کہ خدایا میں محبت رکھتا ہوں اس سے تو تو بھی
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ — رکھ محبت اس سے اور محبت رکھ اس سے جو شخص محبت رکھے اس سے

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ — بخاری نے ذکر کیا کہ ابی بکرہ رض نے نقل کیا کہ میں نے دیکھا رسول
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ — خدا کو منبر پر اور حسن ابن علی ان کے پہلو پر تھے اور رسول خدا
وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ اِلٰی جَنْبِہٖ وَھُوَ یُقْبِلُ عَلَی — متوجہ ہوتے تھے لوگوں کی طرف ایک دفعہ اور حسن رض پر دوسری
النَّاسِ مَرَّۃً وَّعَلَیْہِ اُخْرٰی وَیَقُوْلُ اِنَّ ابْنِیْ — بار اور فرماتے تھے کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور امید ہے

هٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ — کہ اللہ صلح یعنی درستی کرے اس کے سبب سے بڑے دو
فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ — جتھوں میں مسلمانوں کے ۔

ف ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت امام حسنؓ نے خلافت حضرت معاویہؓ کو سپرد کی تو مسلمانوں مسلمانوں میں صلح ہو گئی اور لڑائی نہ ہونے پائی ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّةَ قَالَ — ترمذی نے ذکر کیا کہ یعلی بن مرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ — خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسینؓ مجھ سے ہے اور میں
حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ — حسین سے دوست رکھے اللہ اس کو جو دوست رکھے
مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ — حسین کو حسین ایک سبط ہے سبطوں میں ۔

ف ۔ سبط کہتے ہیں اولاد کو اور اسباط حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو کہتے ہیں کہ وہ بارہ بیٹے تھے اور ایک کے بہت سی اولاد ہوئی سو فرمایا کہ حسینؓ کا ویسا ہی حال ہے ۔ اس میں اشارہ ہے کہ ان کی بہت نسل جاری ہوگی ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ — ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلعم
کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم حَامِلَ الْحَسَنِ — لئے ہوئے تھے حسن بن علی کو اپنے کاندھے پر سو دیکھا
بْنِ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْکَبُ — ایک شخص نے کہ کیا خوب سواری ہے جس پر تو سوار ہوا ہوا ہے اے
رَکِبْتَ یَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِیُّ صلعم نِعْمَ الرَّاکِبُ هُوَ — لڑکے تو فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کیا خوب سوار ہے وہ ۔

ف ۔ یعنی ایسا مرتبہ اور کسی کا کاہے کو ہوگا کہ محبوب خدا کے کاندھے پر سوار ہو ۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ — امام احمد نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ میں نے دیکھا
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ ذَاتَ — پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ اس حالت کے کہ دیکھتا ہے سونے
یَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِهٖ قَارُوْرَةٌ — والا ایک دوپہر کو بال پریشان غبار آلودہ ان کے ہاتھ میں
فِیْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا هٰذَا قَالَ — ایک شیشہ کہ اس میں خون ہے تو میں نے عرض کیا کہ صدقے
هٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِهٖ لَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ — تجھ پر میری ماں اور میرا باپ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ خون ہے حسینؓ کا
مُنْذُ الْیَوْمِ فَاُحْصِیَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاَجِدُ — اور اس کے یاروں کا بوٹتا ہوں میں اس کو آج کے شروع دن
قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ ۔ — سے ابن عباسؓ کہا سو شمار کرتا ہوں میں اس دن کو کہ پاؤں قتل اس دن کا

ف ۔ یہ خواب ابن عباسؓ نے کربلا کی لڑائی سے پہلے دیکھا تھا سو وہ آرزو مند تھے کہ اگر میں اس وقت میں ہوں تو میں بھی امام حسینؓ کے ساتھ شہید ہوں تو اس وقت کے منتظر رہا کرتے تھے ۔ اس حدیث

معلوم ہوا کہ امام حسینؓ کے شہید ہونے سے حضرت پیغمبر خدا صلعم کی روح مبارک کو کمال تشویش ہوئی اور گھبرا گئے اور یہاں جو حضرت امام پر رنج اور تکلیف ہوئی اس کا حال دریافت کرکے عالم ارواح میں حضرت کو رنج ہوا اور مغموم ہوئے تو مسلمان کو چاہیے کہ جب امام کا حال سنے تو افسوس کرے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے اور جانے کہ عبداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد اور شمر اور خونے وغیرہ مردود ولد الز[illegible] باجازت یزید پلید کے حضرت امام کو رنج پہنچایا بہت بری حرکت کی مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی حرکت نہ کرے جس میں حضرت کو اور حضرت کے اہل بیت کو دنیا میں یا آخرت میں رنج پہونچے تو اب اس واقعہ کربلا کی ہر سال نقل کرنا گویا حضرت کی روح کو ہر سال رنج پہنچانا ہے ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ هٰذَانِ اَبْنَائِیْ وَاَبْنَاءُ اِبْنَتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ اسامہ زید کے بیٹے نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے حسن اور حسین علیہما السلام کے حق میں فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں الٰہی میں دوست رکھتا ہوں ان دونوں کو سو تو بھی دوست رکھ ان کو اور دوست رکھ اس کو جو دوست رکھے ان کو

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم هٰذَا مَلَكٌ لَمْ یَنْزِلْ اِلَی الْاَرْضِ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَیُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ حذیفہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے نہ اترا زمین پر کبھی اس رات سے پہلے اجازت مانگی اس نے اپنے رب سے کہ مجھ کو سلام کرے اور خوشخبری دے اس بات کی کہ بی بی فاطمہ سردار ہیں بہشت کی سب عورتوں کی اور یہ کہ حسن اور حسین دونوں سردار ہیں بہشت کے جوانوں کے ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم قَالَ لِعَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ زید بن ارقمؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کے حق میں کہ میں لڑوں اس سے جو لڑے ان سے اور صلح کروں اس سے جو صلح کرے ان سے ۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَیْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ

مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ باہر آئے پیغمبر خدا صلعم صبح کو اوڑھے ہوئے ایک کملی کہ اس پر ایک سیاہ بالوں کے نقش تھے پھر آئے حسن تو لے لیا ان کو پھر آئے حسین تو لے لیا ان کو پھر آئیں فاطمہؓ تو لے لیا ان کو، پھر

وَفَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ آئے علی تو لے لیا ان کو یعنی کملی کے اندر پھر فرمایا کہ اللہ
قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ تو یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندگی اے اہلبیت
اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۔ اور پاک کرے تم کو ستھرائی سے ۔

ف ۔ کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت کی بیبیوں اور گھر والوں کے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے گھر والو اور پاک کرے تم کو ستھرائی سے پس آیت سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ آیت صرف حضرت کی بیبیوں کے حق میں ہے حضرت نے امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور علی مرتضیٰ اور بی بی فاطمہؓ کو ایک کملی میں اپنی گود میں لیکر یہ آیت پڑھی تو مطلب یہ تھا کہ ان کے حق میں یہ دعا بھی ہو جاوے اور لوگ سمجھ لیں کہ اس آیت کے حکم میں یہ پانچوں شخص بھی شامل ہیں صرف بیبیاں نہیں

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ۔ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ

مسلم نے ذکر کیا کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے نقل کیا کہ جب یہ آیت اتری کہ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ الخ تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کو ___ پھر فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں ۔

ف ۔ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتاتے تھے جب خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بندے ہیں اور جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو بے ماں باپ کے صرف اپنے حکم سے پیدا کیا تھا ویسے ہی حضرت عیسیٰ کو بھی بے باپ کے پیدا کیا نصاریٰ نے نہ مانا اور پیغمبر خدا صلعم کو جانا کہ ان کا مذہب غلط ہے اور اپنا مذہب سچا جانا تب یہ آیت اتری سورۂ آل عمران میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر تو ان نصاریٰ سے کہہ کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلا دیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنے ہاں کی عورتوں کو بلا دیں اور تم اپنے ہاں کی عورتوں کو بلاؤ اور ہم آپ ہوں اور تم آپ ہو اور سب مل کر جھوٹوں پر بددعا کریں تعجب یہ آیت نازل ہوئی پیغمبر خدا نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور بی بی فاطمہؓ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو بلا کر اپنے ساتھ لیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہی یہ میرے گھر والے ہیں یعنی میرے بیٹے اور گھر والے یہ ہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اور امام حسن اور امام حسین کو اپنا بیٹا جانتے تھے ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ ترمذی نے ذکر کیا کہ عبد المطلب بن ربیعہ نے نقل کیا کہ
اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عباس آئے رسول خدا صلعم کے پاس ناخوش کئے ہوئے

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَاَنَا عِنْدَہٗ فَقَالَ مَا اور میں ان کے پاس تھا سو فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کس

اَغْضَبَکَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَنَا وَلِقُرَیْشٍ چیز نے غصہ دلایا تجھکو کہا یا رسول اللہ کیا ہوا ہے ہمارے ساتھ

اِذَا تَلَاقَوْا بَیْنَہُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْہٍ مُبْشَرَۃٍ وَاِذَا قریش کو کہ جب وہ ملتے ہیں آپس میں تو ملتے ہیں خوش ہوتے

لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَیْرِ ذٰلِکَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ہوئے ہنستی پیشانی سے اور جب ملتے ہیں ہم سے تو ملتے ہیں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَحْمَرَّ وَجْہُہٗ ثُمَّ بغیر اس کے تو غصہ ہوئے رسول خدا اس قدر کہ سرخ ہو گیا

قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ ان کا چہرہ پھر فرمایا کہ قسم ہے اسکی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان

الرَّجُلِ الْاِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ ہے ہرگز نہ بیٹھے گا آدمی کے دل میں ایمان جب تک دوست نہ رکھے

ثُمَّ قَالَ اَیُّہَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰی عَمِّیْ فَقَدْ تم کو اللہ کیواسطے اور اللہ کے رسول کے واسطے پھر فرمایا اے لوگو جس نے

اٰذَانِیْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ۔ ایذا دی میرے چچا کو تو اس نے ایذا دی مجھکو چچا آدمی کا تو

برابر ہوتا ہے اُس کے باپ کے۔

ف۔ عباس رسول خدا کے چچا تھے ان سے بعضے لوگ خوشی سے نہ ملے تب انہوں نے حضرت سے شکایت کی حضرت نے فرمایا کہ میرے چچا اور اہل بیت سے جو کوئی دوستی نہ رکھے اس کا ایمان ہی نہیں، اور جو کوئی میرے چچا کو ایذا اور رنج دے اس نے مجھکو ایذا دی اس واسطے کہ چچا ہر شخص کا اس کے باپ کے برابر کا بھائی ہوتا ہے بھلا کوئی کسی کی تعظیم کرے اور اس کے باپ کی تعظیم نہ کرے تو وہ خوش ہوگا

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ رزین نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا کَانَ صلعم نے عباسؓ کو جب صبح ہو پیر کے دن تو تو آئیو میرے پاس

غَدَاۃُ الْاِثْنَیْنِ فَاْتِنِیْ اَنْتَ وَوَلَدُکَ حَتّٰی اور تیرا بیٹا تو میں دعا کر دوں تمہارے لئے ایسی دعا کہ اُس سے

اَدْعُوَ لَکُمْ بِدَعْوَۃٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِہَا وَوَلَدَکَ فائدہ کرے خدا تیرا اور تیرے بیٹے کا پھر صبح کی عباس نے

فَغَدَا فَغَدَوْنَا مَعَہٗ وَاَلْبَسَنَا کِسَاءَہٗ ثُمَّ قَالَ اور میں نے ان کے ساتھ اور اڑھائی پیغمبر خدا صلعم نے ہم دونوں

اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاہِرَۃً کو ایک چادر اپنی پھر دعا کی کہ اے اللہ بخش دے عباس کو اور اسکے

وَّبَاطِنَۃً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰہُمَّ احْفَظْہُ فِیْ بیٹے کو بخشش ظاہری اور باطنی کہ نہ چھوڑے کسی گناہ کو اور بچائی رکھ

وَلَدِہٖ وَاجْعَلِ الْخِلَافَۃَ بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ۔ اس کو اس کی اولاد میں اور کرے خلافت باقی اس کے پیچھے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن عمر نے نقل کیا کہ زید بن

قَالَ اِنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَۃَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ حارثہ پیغمبر خدا کے چھوکرے کو ہم پکارا کرتے تھے زید بن محمد

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کُنَّا نَدْعُوْہُ اِلَّا زَیْدَ کہ جب تک اتری یہ آیت قرآن میں کہ پکارو بیٹے ہوئے

اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ بیٹوں کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کر کے۔
ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ

ف. زید ایک شخص تھے کہ حضرت نے ان کو بیٹا کیا تھا تو سب اصحاب ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جس کا بیٹا ہو اسی کا بیٹا کہو اور جس نے بیٹا بنایا ہو اس کا بیٹا کہنا کچھ ضرور نہیں ہے صحابہؓ نے زید بن محمد کہنا موقوف کیا اور زید بن حارث کہنے لگے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب صحابہ زید کو اہل بیت میں شمار کرتے تھے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَرَادَ ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ ارادہ کیا نبی صلعم
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّنَحِّیَ مُخَاطَ نے خود پاک کریں لعاب بینی اسامہؓ کی ناک سے عرض کیا عائشہؓ
اُسَامَۃَ قَالَتْ عَائِشَۃُ دَعْنِیْ حَتّٰی اَنَا الَّذِیْ نے کہ چھوڑ دیجئے کہ میں کروں فرمایا اے عائشہ محبت رکھ اس
اَفْعَلُ قَالَ یَا عَائِشَۃُ اَحِبِّیْہِ فَاِنِّیْ اُحِبُّہٗ. سے کہ میں محبت رکھتا ہوں اس سے۔

ف. زید حضرت کے متبنے بیٹے تھے ان کے بیٹے تھے یہ اسامہ سو ان کے لڑکے کا یہ ذکر ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اُسَامَۃَ قَالَ ترمذی نے ذکر کیا کہ اسامہ نے نقل کیا کہ عباس اور علی آئے
اِنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِیًّا دَخَلَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ پیغمبر خدا صلعم کے پاس تو کہا کہ ہم آئے اے رسول خدا آپ کے
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پاس پوچھتے ہیں کہ کون مرد تمہارے گھر والوں میں سے تم کو دوست
جِئْنَاکَ نَسْئَلُکَ اَیُّ اَھْلِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ زیادہ ہے۔ فرمایا مجھ کو زیادہ دوست اپنے گھر والوں
قَالَ اَحَبُّ اَھْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ میں سے وہ ہے کہ اس پر اللہ نے فضل کیا اور میں نے
وَاَنْعَمْتُ عَلَیْہِ اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ قَالَ ثُمَّ احسان کیا اس پر اسامہ زید کا بیٹا پوچھا اس کے بعد
مَنْ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فرمایا علی ابی طالب کا بیٹا۔

ف. یہ انیس حدیثیں مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت میں لکھی ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کو اسامہ سے کمال محبت تھی۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ مشکوٰۃ کے باب مناقب ازواج النبی صلعم میں لکھا ہے کہ بخاری
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَائِھَا اور مسلم نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا صلعم
مَرْیَمُ ابْنَۃُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَائِھَا سے کہ فرماتے تھے کہ افضل سب عورتوں سے اس امت میں عمران کی بیٹی بی بی
خَدِیْجَۃُ ابْنَۃُ خُوَیْلِدٍ. مریم ہے اور افضل سب عورتوں سے اس امت میں خویلد کی بیٹی خدیجہ ہے۔

ف. بی بی مریم نام ہے عیسیٰ پیغمبر علیہ السلام کی ماں کا اور بی بی خدیجہ نام ہے ہمارے پیغمبر صاحب کی زوجہ کا

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ جِبْرِیْلَ مشکوٰۃ کے باب مناقب ازواج النبی میں لکھا ہے کہ ترمذی نے

جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِیْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ اِلٰى ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ جبرئیل لائے صورت بی بی عائشہ کی سبز
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذَا ریشمین کپڑے میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا یہ زوجہ ہے تمہاری
زَوْجَتُكَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ دنیا میں اور آخرت میں

ف. یعنی بی بی عائشہؓ کی تصویر حضرت جبرئیل علیہ السلام پیغمبر خدا کے پاس لائے اور کہا کہ یہ بی بی دنیا میں اور بہشت میں دونوں جہان میں آپ کی زوجہ ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا اور بہشت دونوں جہان کے واسطے بی بی عائشہؓ کو پسند کرکے حضرت کی زوجہ بنایا تھا۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْ اُمَّ سَلَمَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِیَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِیْ فِیْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْیَ لَمْ يَأْتِنِیْ وَاَنَا فِیْ ثَوْبِ امْرَأَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاَحِبِّیْ هٰذِهٖ

مشکوٰۃ کے باب مناقب ازواج النبی میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ لوگ قصد کرتے تھے اپنے تحفہ بھیجنے کا بی بی عائشہؓ کے دن چاہتے تھے اس سے خوشی رسول خدا صلعم کی سو بولیں ام سلمہؓ رسول خدا صلعم سے کہ فرما دیں کہ جو چاہے کہ تحفہ بھیجے ان کو جہاں کہیں کہ وہ ہو دیں تو فرمایا ان کو پیغمبر خدا صلعم نے کہ نہ ایذا دے مجھ کو عائشہؓ کے مقدمہ میں اس واسطے کہ وحی مجھ کو نہیں آئی ہے جب میں اور عورت کے ساتھ سویا ہوں سوا عائشہؓ کے۔ کہا انہوں نے میں توبہ مانگتی ہوں خدا سے تمہاری ایذا سے۔ پھر بلایا بیبیوں نے بی بی فاطمہؓ کو اور بھیجا ان کو پیغمبر خدا صلعم کے پاس سو باتیں کیں انہوں نے ان سے تو فرمایا کہ اے بیٹی تو کیا نہ چاہے جو میں چاہوں، کہا کیوں نہیں فرمایا تو محبت رکھ اس سے۔

ف. حضرت کا دستور تھا کہ ہر بی بی کے گھر باری باری سے رات کو آرام کرتے تھے اور بی بی عائشہؓ سے محبت زیادہ رکھتے تھے تو کوئی شخص جو آپ کو تحفہ بھیجتا تو جس بی بی کے گھر آپ رات کو ہوتے تو وہ چیز اسی بی بی کے خرچ میں آتی تو جس شب کو پیغمبر صاحب بی بی عائشہؓ کے گھر تشریف رکھتے تو اس رات کو لوگ اپنے تحفے بھیجتے تاکہ بی بی عائشہؓ کے خرچ میں آوے اور زیادہ حضرت خوش ہوں، یہ حال دیکھ کر بی بی ام سلمہؓ نے کہ وہ بھی حضرت کی زوجہ تھیں حضرت سے عرض کیا کہ لوگوں سے فرما دیں کہ جب چاہیں تب تحفہ آپ کو

تھے کہ کسی ہی بی بی کے گھر آپ ہوں حضرت عائشہؓ کی باری کی شب کی تخصیص لوگ کیوں کرتے ہیں
بیاں کریں اس بات سے حضرت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ تم عائشہؓ پر رشک نہ کرو کہ مجھکو برا لگتا ہے اور
سوا اس کے عائشہ کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بھی زیادہ ہے کہ جب میں اور کسی بی بی کے گھر سوتا ہوں تو
وحی نہیں آتی مگر عائشہؓ کے گھر جب ہوتا ہوں تو وحی آتی ہے یہ بات سن کر بیبیوں کو معلوم ہوا کہ حضرت
ناخوش ہوگئے تو بی بی فاطمہ کو بلایا کہ جا کر حضرت کو سمجھا دیں سو انہوں نے جا کر حضرت کی خدمت میں
اس مقدمہ میں کلام کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اے بیٹی جو بات میں چاہتا ہوں وہی بات تجھکو بھی چاہنا
چاہیے اور میں عائشہ سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اُس سے محبت رکھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت
کو بی بی عائشہ سے کمال محبت بھی اور جو کوئی ان سے محبت ایمانی رکھتا تھا وہ حضرت کو اچھا معلوم
ہوتا تھا اور جو کوئی اُن سے محبت کم رکھتا تھا وہ حضرت کو بھی برا معلوم ہوتا تھا

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ.

مشکوٰۃ کے باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء میں لکھا ہے بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابی موسیٰؓ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ بزرگی عائشہؓ کی سب عورتوں پر جیسے بزرگی ثرید کی سب کھانوں پر۔

ف۔ ثرید ایک طرح کا کھانا ہوتا ہے کہ عرب کے لوگ اُس کو کمال رغبت سے کھاتے ہیں اور سب اقسام کے کھانوں سے افضل جانتے ہیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبُ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ فَخُذُوْا

مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ زید بن ارقم نے نقل کیا کہ کھڑے ہوئے رسول خدا صلعم ایک دن ہمارے بیچ میں خطبہ پڑھنے کو پانی پر جسکو کہتے ہیں خم مکہ اور مدینہ کے بیچ میں سو تعریف کی اللہ کی اور ثنا کہی اللہ پر نعمت کی اور پند دی پھر فرمایا کہ بعد اس کے یہ ہے کہ خبردار ہو اے لوگو کہ میں تو آدمی ہی ہوں اب آوے گا میرے پاس قاصد میرے رب کا، یعنی ملک الموت سو میں کہا مانوں گا یعنی وفات پاؤں گا سو میں چھوڑتا ہوں تم میں دو چیزیں، اول ان میں سے کتاب ہے اللہ کی کہ وہ رسّی ہے اللہ کی طرف کے

بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ.
قَالَ ثُمَّ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعِتْرَتِيْ، وَ
اَهْلِ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا.
وَفِيْ رِوَايَةٍ يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ
بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا ـ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ وَاَهْلَ بَيْتِيْ.

جو اس پر چلے وہ نیک راہ پر ہے اور جس نے اس کو چھوڑا وہ ہوا گمراہی پر اس میں نیک راہ اور نور ہے تو عمل کرو اللہ کی کتاب پر اور مضبوط پکڑو اس کو تو جوش دلائی اللہ کی کتاب پر اور رغبت دلائی اس میں پھر فرمایا اور میرے اہل بیت یاد دلاتا ہوں میں تم کو اللہ کو اپنے اہل بیت میں یاد دلاتا ہوں میں تم کو اللہ کو اپنے اہل بیت میں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا عترت میری گھر والے میرے اور ہرگز جدا نہ ہوں گے عترت اور کتاب جب تک کہ وارد ہوں میرے پاس حوض کوثر پر سو لحاظ رکھو کہ کیسا میرے پیچھے تم کرو گے اُن کے مقدمہ میں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا اے لوگو میں چھوڑتا تم میں دو چیز اگر اختیار کرو اس کو تو ہرگز گمراہ نہ ہو اللہ کی کتاب اور میری عترت گھر والے میرے.

ف. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ اور اہل بیت کا ایک مرتبہ ہے جیسے اس کی تعظیم چاہیے ویسے ہی ان کی تعظیم چاہیے اور جیسے کلام اللہ سبب ہدایت کا ہے ویسے ہی اہل بیت سبب ہدایت کے ہیں چنانچہ یہی سبب ہے کہ اولیاء اللہ کے طریقے سب اہل بیت پر منتہی ہوتے ہیں.

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِّنْ نِّعَمِهٖ وَاَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ بِحُبِّيْ.

مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا محبت رکھو اللہ سے اس واسطے کہ وہ تم کو کھلاتا ہے اپنی نعمتیں اور محبت رکھو مجھ سے اللہ کی محبت کے سبب اور محبت رکھو میرے اہل بیت کو میری محبت کے سبب

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ.

مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابی ذر نے نقل کیا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ خبردار ہو کہ مثل میرے اہل بیت کی تمہارے بیچ میں ایسی ہے جیسے ناؤ حضرت نوح کی جو سوار ہوا اس پر بچا اور جو جدا رہا اس سے وہ ہلاک

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو اہل بیت سے محبت رکھے اور ان کا طریقہ اور رویہ اختیار کرے اور اہل بیت کے طریق میں داخل ہو وہ کفر اور دوزخ سے نجات پاوے جیسے حضرت نوح کی کشتی میں جو لوگ سوار ہوئے تھے وہ طوفان سے بچ گئے اور جو شخص اہل بیت سے پھرے اور مخالفت کرے اور اہل بیت کے طریق میں نہ داخل ہووے تو وہ ہلاکت میں پڑے۔ جیسے نوح علیہ السلام کے وقت میں جو لوگ کشتی میں نہ سوار ہوئے وہ سب ڈوب گئے اور ایک بیٹا خود نوح کا بھی سو رہا تھا وہ بھی ڈوب گیا اور نوح کے اہل بیت میں داخل نہ رہا پھر اب کوئی سید مخالف اہل بیت کے رویہ اور طریقہ کو اختیار کرے تو وہ بھی ہلاکت میں پڑے اور اہل بیت حقیقی میں شمار نہ ہو پھر اس کے ساتھ جو ہو وہ بھی ہلاک ہو اور جو شخص غیر کہ اہل بیت کے طریق کو اختیار کرے وہ اہل بیت میں شمار ہو اور نجات پاوے جیسے نوح کی کشتی میں سوار ہونے والوں نے طوفان سے نجات پائی۔ جاننا چاہیے کہ جیسے حضرت نے اہل بیت کو موجب نجات بتلایا ویسے ہی اپنے اصحابوں کو موجب اس کا فرمایا۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَنَا أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ۔

مسلم نے ذکر کیا کہ ابو بردہؓ نے نقل کیا کہ میرے باپ ابو موسیٰ نے بیان کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تارے امان ہیں آسمان میں تو جب جاتے رہیں تارے تو آسمان پر آجاوے جو وعدہ دیا گیا اس کو اور میں امان ہوں اپنے یاروں کی تو جب چلا جاؤں میں تو آجاوے میرے اصحابوں پر جو وعدہ دیا ان سے اور میرے یار ہیں امان میری امت کے تو جب جاتے رہیں میرے یار تو آوے میری امت پر وہ جو وعدہ دیا گیا ان کو

ف۔ اللہ تعالیٰ نے یوں مقرر کیا ہے کہ جب اخیر زمانہ آوے گا تو بدعتیں اور فساد اور برائیاں اور برے کام رائج ہوں گے سو حضرت نے فرمایا کہ جب میرے یار نہ رہیں گے تو امت میں یہ باتیں جو اللہ تعالیٰ نے ٹھیرا رکھی ہیں سو ظاہر ہوں گی اور جب تک میرے اصحاب رہیں گے تب تک یہ فساد امت میں نہ ہوں گے تو میرے اصحابوں کے سبب سے امت پر امان ہے جیسے میرے سبب سے میرے اصحابوں پر امان ہے اور جب میں نہ ہوں گا تو اصحابوں میں اختلاف پڑے گا تو میرے اصحاب امت کے حق میں موجب امن کا ہیں جیسے آسمان کے تارے کہ جب تارے نہ رہیں گے تو آسمان بے نور رہ جائے گا اور ٹوٹ جاوے گا اللہ قیامت آجاوے گی۔

أَخْرَجَ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ — شرح السنہ میں لکھا ہے کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِیْ فِیْ اُمَّتِیْ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ وَلَا یَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ ۔

نے فرمایا کہ مثل میرے یاروں کی میری امت میں ایسی ہے جیسے نمک کھانے میں کہ کھانا بے نمک کے درست نہیں ہوتا ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُوْرًا لَّہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن بریدہؓ نے نقل کیا کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا ... صلعم نے فرمایا کہ جو میرا یار کسی زمین پر مرنده ہوگا یعنی قیامت کو اٹھایا جائیگا ... بہشت کیطرف اور وہ نور ہوگا واسطے لوگوں کے قیامت کے دن

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ نہ چھوئیگی اس مسلمان کو جس نے مجھے دیکھا یا اس کو دیکھا جس نے مجھ کو دیکھا

ف ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصحابوں کا ایسا بڑا مرتبہ ہے کہ انکی صورت دیکھنے سے مسلمانوں پر دوزخ کی آنچ حرام ہوتی ہے

اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْرِمُوْا اَصْحَابِیْ فَاِنَّہُمْ خِیَارُکُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ

نسائی نے ذکر کیا کہ عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تعظیم کرو میرے یاروں کی ... وہ تم سب سے بہتر ہیں انکے بعد وہ لوگ بہتر ہیں جو ان کے نزدیک ہیں یعنی تابعین بعد انکے وہ لوگ جو ...

ف ۔ یعنی حضرت کے وقت سے قیامت تک جتنے لوگ پیدا ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہونگے سب سے بہتر حضرت کے اصحاب ہیں کہ وہ اصحاب سنہ ۱۱۰ ہجری تک تھے بعد ان کے مرتبہ تابعین کا ہے جو اصحابوں کے بعد ہوئے وہ لوگ سنہ ۱۷۰ ہجری تک تھے انکے بعد اچھا زمانہ تبع تابعین کا ہے جو سنہ ۲۲۰ تک باقی تھے تو ساری امت سے زیادہ بزرگی تبع تابعین کی کرنی چاہئے اور ان سے زیادہ تابعین کی بزرگی سمجھے اور ان سے بھی زیادہ حضرت کے اصحابوں کی وہ سب سے بہتر تھے ۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَہَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِہِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ ۔

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابو سعید خدری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ برا نہ کہو میرے اصحابوں کو اس واسطے کہ اگر ایسا ہو کہ کوئی شخص تم میں کا خرچ کرے احد پہاڑ برابر سونا تو نہ پہنچے انکے ایک مُد کے ثواب کو اور نہ انکے ادھے کی برابر

ف ۔ مُد ایک برتن ہوتا ہے غلہ ناپنے کا کہ اس میں شاید بقدر وزن ایک سیر کے غلہ سماوے سو فرمایا کہ اگر کوئی احد پہاڑ برابر سونا خدا کی راہ میں خیرات کرے تو اس کو اس قدر ثواب نہ ہوگا جسقدر میرے اصحاب کو ایک مُد یا آدھا مُد برابر اناج خیرات کرنے میں ثواب ہو پھر جب خدا کے نزدیک اصحابوں کا ایسا بڑا مرتبہ ٹھیرا کہ ان کو ذرا سے نیک کام میں احد کے پہاڑ برابر سونا خرچنے کے ثواب سے زیادہ ثواب ہے اور انہوں نے بڑے بڑے نیک کام کئے ہیں تو ان کو ہرگز برا نہ کہنا چاہئے کہ تم لوگ ان سے ہر صورت کم ہی ہو اور وہ ہر طرح ...

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْہُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّہُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّہُمْ وَمَنْ اَبْغَضَہُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَہُمْ وَمَنْ اٰذَاہُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن معفل نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ... سے ڈرو اللہ کو بیچ میرے یاروں کے مقدمہ میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے یاروں کے مقدمہ میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے یاروں کے مقدمہ میں نہ ٹھیراؤ ... بعد میرے تو جس نے دوست رکھا ان کو تو میری محبت سے دوست رکھا ان کو اور جس نے بغض کیا ان سے تو میرے بغض سے بغض رکھا ان سے اور جس نے ایذا دی ان کو تو اس نے ایذا دی مجھ کو اور جس نے ایذا دی مجھ کو تو گویا اس نے ایذا دی اللہ کو اور جس نے ایذا دی اللہ کو قریب ہے کہ اللہ گرفتار کرلے اس کو ۔

ف ۔ حضرت نے اس جگہ تین بار امت کو تقید کی اور چھ مرتبہ فرمایا کہ لوگو میرے اصحابوں کے مقدمہ میں کوئی بات طعن

اور طعن کی ان کے حق میں تمہاری زبان سے نہ نکلے اور ایسا نہ کیجیو کہ تم میرے بعد میرے یاروں کو نشانہ بناؤ اور ان پر بولیاں مارو اور طعن ان کی طرف متوجہ کر دو بلکہ ان سے محبت رکھو اس واسطے کہ وہ میرے یار ہم صحبت ہمنشین ہیں میرا لحاظ کر کے ان سے محبت اور دوستی رکھو چنانچہ قاعدہ مشہور ہے کہ اپنے دوست کا دوست اپنا بھی دوست ہوتا ہے سو میرے اصحاب میرے دوست ہیں تو جس نے ان کو دوست رکھا تو ان کو میری ہی محبت کے سبب دوست رکھا اور اپنے دوست کا دشمن بھی اپنا دشمن ہوتا ہے اور میرے اصحاب میرے دوست ہیں اور جو شخص ان سے بغض اور دشمنی رکھے تو وہ شخص مجھ سے دشمنی رکھتا ہے اور جس نے میرے اصحابوں کو ایذا دی اسنے گویا مجھ ہی کو ایذا دی اس واسطے کہ وہ میرے یار ہیں اور جس نے مجھ کو ایذا دی گویا اللہ ہی کو ایذا دی اس لئے کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور جو شخص اللہ کو ایذا پہنچاوے گا وہ اگرچہ دنیا میں چند روز چھوٹا ہوا کافروں کی طرح آرام سے رہے مگر آخر کو اللہ تعالیٰ اسکو گرفتار کریگا اور سزا دیگا اور اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانا یہی ہے کہ اسکے حکم کے خلاف کرے اور اسکے محبوبوں کو ایذا پہنچاوے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اصحابوں سے محبت رکھے اسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہے اور جو شخص اصحابوں سے بغض رکھے وہ حقیقت میں پیغمبر صاحب سے بغض رکھتا ہے اگرچہ زبان سے وہ کہے سو اللہ کے غضب میں گرفتار ہے افسوس ہے کہ حضرت کے بعد امت کے بعض نا اہلوں نے حضرت کی حدیث پر عمل نہ کیا اور حضرت کے اصحاب کو نشانہ ٹھہرالیا اور ان پر طعن لعن کر کے اپنی عاقبت تباہ کی اور لعنت کا فوارہ بنے خدا ان کو ہدایت کرے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ۔

مشکوٰۃ کے باب مناقب الصحابہ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عمر رض نے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب دیکھو ان لوگوں کو جو برا کہتے ہیں میرے اصحاب کو تو کہو کہ لعنت خدا کی ان برا کہنے والوں کی بدی پر۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کے اصحابوں کو کسی طرح برا کہنا اور انکی کسی بات پر اعتراض کرنا درست نہیں اور جو کوئی انکو برا کہے اسکے برا کہنے پر لعنت اور خدا کی طرف سے پھٹکار پڑتی ہے اگرچہ ان اصحابوں سے ایسا کام ہوا کہ اگر وہی کام اور کسی سے ہو تو اس کو برا کہیں مگر ان کو برا کہنا درست نہیں ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ؛ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر۔
ان کا گناہ وہ کام کرتا تھا کہ اور کی عبادت وہ کام نہیں کرتی پیغمبروں کے معجزے کافروں کو جادو معلوم ہوتے تھے اور ایمان داروں کا یقین بڑھتا تھا اصحابوں کا اختلاف امت کے حق میں رحمت ہے جیسے شریعت کے مسائل جزئی کا اختلاف اور امت کے اور لوگوں کا اختلاف ضلالت ہے۔

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَأَلْتُ رَبِّیْ عَنْ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَکَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَۃِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ بَعْضُہَا اَقْوٰی

رزین نے ذکر کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ میں نے پوچھا اپنے رب سے اصحابوں کے اختلاف کا حال اپنے بعد تو وحی بھیجی اللہ نے مجھ پر کہ اے محمد تیرے اصحاب

مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے بعض خوب بعضے سے
هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ هُدًى اور ہر ایک میں روشنی ہے تو جس نے اختیار کیا کچھ بھی اس روش کو
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس پر وہ اصحاب ہیں ان کے طرح طرح کے رویوں میں سے تو وہ
اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ میرے نزدیک نیک راہ ہے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے اصحاب
میرے ایسے ہیں جیسے چمکتے تارے سو ان میں سے جس کے رویہ پر چلوگے نیک راہ پاؤ گے۔

ف۔ یہ دو حدیثیں مشکوٰۃ کے باب مناقب صحابہ میں لکھی ہیں کہ حضرت کے اصحاب لاکھ سے زیادہ تھے بعضے کے مزاج میں نرمی زیادہ بعضے کو غصہ کسی کو قرآن ۔۔۔ پڑھنے کا شوق بہت کسی کو روزے کا کسی کو جہاد کا ذکر دوسرے کو گوشہ نشینی کا فکر کوئی نصیحت اور وعظ اور احتساب میں مشغول کسی کا سکوت اور خاموشی معمول کسی کو مسائل بہت یاد کسی کو کم کسی کا گھر روم میں کسی کا شام میں کوئی مکہ کا کوئی مدینہ کا سو حضرت نے یہ حال دیکھ کر خیال کیا کہ میرے بعد یہ سب لوگ جب متفرق ہوں گے تو ان میں اختلاف پڑیگا تو امت کے لوگ کس کس کے رویہ کو اختیار کریں گے سو حضرت نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ الٰہی میرے بعد صحابہ میں اختلاف ہوگا یا نہ ہوگا اور اگر اختلاف ہوگا تو کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر تیرے اصحاب ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے کہ نورانی اور روشن چمکتے سب ہیں اور جہاز کشتی مسافر سب تاروں کے پیچھے چل کر منزل مقصود کو پہونچتے ہیں اگرچہ کوئی تارا بڑا ہے کوئی چھوٹا اور ایک دوسرے سے اچھا مگر جس کی طرف کی سمت باندھے وہی اس کی راہ بتانے کو کافی ہے ویسے ہی یہ اصحاب ہیں اگر یہ باخود ہا آپس میں مختلف ہوں لیکن ان سے کسی کی راہ کو اور کچھ ہی رویہ کو جو شخص اختیار کرے تو وہی میرے نزدیک نیک راہ ہے تو اس کے بموجب حضرت نے ارشاد کیا کہ میرے ۔۔۔ یار ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے جس کی راہ اختیار کرو، ہدایت پاؤ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود آپس کے اختلاف کے ہر ایک صحابی کی راہ اللہ کے نزدیک نیک ہے اور سب کا رویہ درست غرض کہ حضرت کے سب اصحاب اللہ کے مقبول تھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اور ایسے ہی بالکل درگاہ الٰہیت کے برگزیدہ اور حضرت کے پسندیدہ ایماندار آدمی کو سب سے محبت رکھنا چاہیے اور نہیں تو ایمان نہیں اور جس کو ایمان ہوگا اس کو حضرت سے اور حضرت کے اصحابیوں سے اور رشتہ ایمانداروں سے بلکہ بالکل ملک عرب سے محبت ہوگی

اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ مشکوٰۃ کے باب مناقب قریش میں لکھا ہے کہ بیہقی نے
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

اَلْعَرَبَ لِثَلٰثٍ فَاِنِّیْ عَرَبِیٌّ وَالْقُرْآنُ عَرَبِیٌّ وَکَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ۔

فرمایا کہ محبت رکھو عرب سے تین سبب سے اس واسطے کہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور بولی بہشتیوں کی عربی کی ہے

ف. دستور ہے کہ آدمی جس سے محبت رکھتا ہے تو اس کے ملک اور بستی اور شہر کو بھی چاہتا ہے اور دوست رکھتا ہے بلکہ وہاں کا نام لینے سے اور اس کے ذکر کرنے سے خوش ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ مسلمانو تم عرب کے ملک کو اور وہاں کے رہنے والوں کو دوست رکھو اس واسطے کہ میں جو تمہارا پیغمبر ہوں سو عربی ہوں اور اللہ نے جو کتاب تمہاری ہدایت کے واسطے اتاری ہے یعنی قرآن سو وہ عربی زبان میں ہے اس میں ایک فائدہ اور بھی ہے کہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا اور اس میں عرب کے رسم و دستور خوب بیان ہوئے اگر آدمی کو عرب سے محبت ہو تو عربی زبان اور عرب کا رویہ اور پوشاک لباس خوراک رسم و دستور وہاں کے دریافت کرے تو قرآن کے معنی اور مطلب خوب بوجھے اور سمجھے اور فرمایا کہ بہشتی لوگ بھی عربی بولیں گے اور بہشت کی خواہش ہر مسلمان کو ہے تو چاہیے کہ عرب سے دوستی اور محبت رکھے کہ آخر کو بہشت میں بھی اُسے عربی سے کام پڑے گا، سبحان اللہ کیا نیک حال اور بڑا درجہ اور مرتبہ ان لوگوں کا ہے جو حضرت پیغمبر خدا سے اور ان کے اصحابوں سے اور اہل بیت سے اور حضرت کے ملک سے دوستی اور محبت رکھیں اور ان کا رویہ اور طریقہ اختیار کریں اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے سب بھائی مسلمانوں کو یہ محبت نصیب کرے اور اسی محبت کے حال میں موت دے اور تفضیلیوں اور خارجیوں اور ناصبیوں کے عقیدے سے محفوظ رکھے آمین یارب العالمین۔

دریافت رہے کہ اصل محبت وہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کے نزدیک مقبول ہو سو ایسی محبت وہی ہے کہ ان بزرگوں کے فرمانے کے بموجب عمل کیجئے اور ان کا راہ رویہ اختیار کریئے، اس زمانہ میں نادان لوگ جانتے ہیں کہ بزرگوں کی قبریں بلند بنانا اور مقبرے بڑے بڑے اٹھانا اور وہاں روشنی اور عرس اور میلہ کرنا چادریں ہار پھول مٹھائی چڑھانا ان سے منتیں مرادیں مانگنا ان کے نام کی سہ میاں اور توشے اور کونڈے اور پیالے کرنا بزرگوں کی محبت ہے سو یہ محبت نہیں ہے بلکہ ان بزرگوں کے رویہ اور مرضی کے خلاف ہے کہ اس سے وہ بزرگ ناراض ہوتے ہیں اس واسطے ایک فصل اس بیان میں علیحدہ لکھی جاتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ

فِیْ ذِکْرِ بِدْعَاتِ الْقُبُوْرِ۔

پانچویں فصل قبروں سے متعلق بدعتوں کے ذکر میں

ف. یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جن سے ان بدعتوں کی برائی ثابت ہوتی ہے

جو بدعتیں قبروں سے علاقہ رکھتی ہیں سو سنا چاہئے کہ اصل زیارت قبر کی بے قیدوں اور تاریخ اور وصال اور وقت اور اجتماع کے مرد کے واسطے جائز بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے اس نیت سے کہ قبروں کو دیکھ کے موت اور آخرت یاد آوے اور دنیا کی محبت جاوے سو اس نیت کے اور نیت سے قبروں کی زیارت کو جانا دور دور سے سفر کر کے جانا یا دن اور وقت اور تاریخ کی قید لگانا میلہ اور اجتماع قبروں پر کرنا وہاں چراغ جلانا قبر کے سبب قبرستان میں مسجد بنانا عورت کا قبر کی زیارت کو جانا، قبروں پر چادریں ڈالنا قبروں پر گچ کر نامردوں کی تاریخیں اور کچھ آیتیں وغیرہ مقبروں میں یا قبروں پر لکھ دینا قبروں پر بقعے بنانا قبر ایک بالشت سے اونچی بنانا قبر کے پاس بہتر جان کر نماز پڑھنا قبروں کے مجاور بن کے بیٹھنا قبروں کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو مسجد کے ساتھ مخصوص ہے قبر کے پاس سرود اور لہو کے کام جو کہ عید میں چاہئیں ان مردوں کی خوشی جان کر یا ثواب جان کے کرنا یہ سب کام مکروہ حرام اور بدعت ہیں اور لوگ جو ان کاموں کو کرتے ہیں تو اس سبب سے اکثر کرتے ہیں کہ بزرگوں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتے ہیں تو ان سے حاجتیں اور مرادیں مانگتے ہیں سو ان مردوں کی خوشنودی کے واسطے یہ کام کرتے ہیں اور حقیقت میں حاجت روا اور مشکل کشا سوا خدا کے کوئی نہیں وہ بزرگ خود اللہ کے محتاج تھے اور ہر امر میں خدا ہی کی طرف رجوع کرتے تھے اور یہی ان میں بزرگی تھی کہ ہر امر میں اللہ ہی کی طرف متوجہ رہتے تھے سوا خدا کے غیروں سے انکار رکھتے تھے پھر وہ کیونکر حاجت روا اور مشکل کشا ہو گئے اور اصل ان کاموں کی یہود اور نصاریٰ سے ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں اور بزرگوں سے جب وہ مر جاتے تھے تب ان کی قبریں سنگین چونا کاری کی بنا کر ان کے ساتھ ایسی پرستش کے کام کرتے تھے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ آل عمران میں کہ تو کہہ اے کتاب والو تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کریں نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ ہم مگر اللہ کو اور شریک نہ ٹھہرادیں اس کا کسی چیز کو اور نہ پکڑیں بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ آپس میں ایک دوسرے کو رب سوائے اللہ کے پھر اگر وے قبول تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ نہ رکھیں تو کہو کہ شاہد رہو کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں۔

ف۔ یہودی حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے اور یہ جانتے کہ وہ اللہ کے ہاں کارندہ مختار ہیں جو چاہیں سو کریں پھر ان کی روح کو پوجتے اور ان سے منتیں اور مرادیں مانگتے اور جو کوئی عالم یا درویش اچھا نامی ان میں مرتا اس کی روح کو اور قبر کو پوجتے اور قبر پاس مسجدیں بناتے اور وہاں نماز پڑھنا زیادہ ثواب جانتے اور وہاں مراقب ہو کر بیٹھتے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ پیغمبر کو خدا کا بیٹا بتاتے اور اپنی دانست

میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے جس مقام پر سولی دیا ہے اُس مقام پر اور انطاکیہ میں حضرت
عیسیٰ کے بابا یوحنا کی قبر پر میلہ کرتے تھے اور جو عالم مولوی درویش ان میں مرتا تو اس کی اونچی بلند پختہ قبر
اور وہاں مسجد بناتے اور روشنی کرتے اور نبیوں ولیوں کی قبروں پر مراقب بیٹھتے تھے اور یہود اور نصاریٰ کے
دونوں اپنے بڑوں اور بزرگوں کو خدا کا کارندہ مختار اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتے اور ان کے
عالم مولوی درویش جو بات کہہ دیتے اس کو یہ خدا کا حکم سمجھتے اور اس کی تحقیق نہ کرتے، ان عقیدوں
کو ان کے اللہ صاحب نے شرک فرمایا اور یوں بتایا کہ یہ تمہارے پیغمبر اور عالم اور درویش آدمی
ہی تھے تم جیسے پھر تم ان کو اپنا رب پرورش کنندہ اصل فیض رساں کیوں سمجھتے ہو اور اسی طرح
ان بزرگوں کو ماننا نہ توریت اور انجیل خدا کی کتاب میں لکھا ہے نہ اُن پیغمبروں نے کہا ہے پھر اپنی
طرف سے کیوں ایسے شرک کے کام کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی مسلمانوں کو یہی حکم کیا
کہ سوا خدا کے کسی کو نہ پوجو اور کسی سے سوا خدا کے حاجتیں نہ مانگو سو ہماری کتاب قرآن اور یہود و نصاریٰ
کی کتاب توریت و انجیل کا مطلب اس مقدمہ میں ایک ہی تھا مگر یہود و نصاریٰ اپنی کتاب کے موافق
عمل نہیں کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پیغمبر صاحب سے فرمایا کہ اے پیغمبر ان یہود و نصاریٰ
سے کہہ دے کتاب والو سوائے خدا کے اوروں کی روحوں اور قبروں کا پوجنا چھوڑ دو اور سیدھی بات
پر آؤ جو بات ہماری کتاب قرآن اور توریت اور انجیل تمہاری کتاب دونوں کے موافق ہے کہ ہم
اور تم سوائے خدا کے کسی پیر اور پیغمبر اور ولی اور درویش اور جن اور بھوت اور درخت اور قبر وغیرہ
کی بندگی نہ کریں اور کسی چیز کو خدا کا شریک نہ ٹھہراویں اور کوئی آدمی کسی آدمی کو اپنا رب اور پرورش
کنندہ اصل فیض رساں نہ ٹھہراوے پھر اے پیغمبر اگر یہود اور نصاریٰ اس بات کو قبول نہ کریں
اور پیغمبر اور بزرگوں کی روح اور قبروں اور بزرگوں کی نشانیوں کا پوجنا نہ چھوڑیں تو تو ان سے
کہہ دے کہ ہم تو خدا کا حکم مانتے ہیں تم بھی گواہ رہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ سوائے خدا کے کسی
پیر اور پیغمبر کو اسی طرح ماننا اور اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا اور ان کی قبروں پر حاجت روائی
کے واسطے جانا خدا کی سب کتابوں کے خلاف ہے اور کسی شریعت میں اس کا حکم نہیں اور شرک کی
یہود اور نصاریٰ کی ایجاد ہے کہ اب کے جاہل مسلمان بھی وہی کام اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی روحوں
اور قبروں کے ساتھ کرنے لگے اور اگر سمجھائیے کہ یہ بات قرآن کی رو سے منع ہے تو واہی تباہی
دلیلیں لاتے ہیں اور اپنے بعضے بزرگوں کے کلام کو قرآن کے مقابلہ میں سند پکڑتے ہیں تو اب ان کو
بھی یونہی کہنا چاہئے کہ جو بات ہمارے تمہارے دونوں کے نزدیک ثابت ہے کہ سوائے خدا کے

کسیکی بندگی نہ چاہیے اسی بات کی طرف آجاؤ کہ ہم اور تم دونوں خدا ہی کی عبادت کریں اور سوائے خدا کے
کسی کو اپنا حمایتی اور مشکل کشا اور حاجت روا نہ سمجھیں اور کسی خورد و بزرگ کو ان کا شریک نہ ٹھیراویں اور
سوائے خدا کے کسی کو اپنا پرورش کنندہ فیض رساں نہ جانیں پھر اگر یہ لوگ مانیں تو فہو المراد اور اگر نہ مانیں
اور اسی طرح بزرگوں کا پوجنا نہ چھوڑیں تو ان سے کہا چاہیے کہ ہم تو خدا کے حکم کے تابع ہیں ہم نے اس کا
حکم مانا تم بھی گواہ رہو۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ آل عمران میں کہ کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ اسکو دیوے کتاب اور عقلمندی اور پیغمبری اور پھر کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر لیکن تم رب کی طرف متوجہ ہو جیسے تم کتاب سکھاتے تھے اور جیسے تم پڑھتے تھے۔

ف۔ یعنی جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے عقلمندی اور پیغمبری دی اس سے یہ ہرگز نہ ہو سکے اور اس کا یہ
کام نہیں کہ لوگوں سے یہ بات کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ و اور میری بندگی کرو اور مجھی کو مانو میں تمہارا مشکل کشا
اور حاجت روا ہوں اللہ نے مجھے مختار کر دیا ہے میری پرستش کرنے سے اللہ کی بندگی کی حاجت نہیں
رہتی لیکن ہاں عقلمند اور پیغمبر یہی بات کہتے ہیں لوگوں سے کہ تم رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور ربانی بن جاؤ
جیسے تمہاری کتاب میں لکھا ہے کہ تم لوگوں کو وہ کتاب سکھاتے ہو اور خود اس کتاب میں یہی مضمون پڑھتے ہو۔
آیت سے معلوم ہوا کہ کسی عقلمند اور پیغمبر کا یہ حکم نہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر پیغمبر اور بزرگوں کی پرستش مانا کیجیے
اور نہ کسی عقلمند پیغمبر کا یہ مرتبہ اور مقدور ہے کہ وہ لوگوں سے ایسی بات کہہ سکے کہ اللہ کے سوا میری پرستش
کرو اور سب پیغمبر اور عقلمند لوگوں کو یہی کہتے آئے ہیں کہ اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو جاؤ اسی کو اپنا مالک
اور رب پرورش کنندہ حاجت برآرندہ سمجھو پھر اب اگر کوئی شخص اس مضمون کی حدیث یا کسی بزرگ کا قول
نقل کرے کہ سوائے خدا کے اور کسی بزرگ کی بھی بندگی درست ہے یعنی جو کام خدا کی عبادت میں ہیں ان
کاموں میں سے کسی کام کو اور کسی کے واسطے بھی کرنا درست بتائے سو وہ غلط ہے پیغمبر کا یا کسی عقلمند کا
فرمانا خلاف حکم خدا ممکن نہیں اگر وہ الفاظ فرمانا ثابت ہو تو اس کے معنی ہی کچھ اور ہوں گے غرضکہ یہ جو اس
زمانہ میں لوگ مردے بزرگوں کو اس طرح سے جو مانتے ہیں کہ اپنی حاجتیں برآنے کے لئے منتیں مانتے ہیں اور
قبروں پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں اور منزلوں سے سفر کر کے قبروں کو پوجنے جاتے ہیں اور قبر کے گرد گرد
پھرتے ہیں لوٹتے وقت الٹے پاؤں پھرتے ہیں اور قبروں کو چومتے ہیں سو ان کاموں سے وہ بزرگ خوش

نہیں اور انہوں نے یہ بات نہیں کہی۔
قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰا فرمایا اللہ صاحب نے سورہ مائدہ میں کہ اور جب کہے گا اللہ
عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھہراؤ مجھ کو اور
وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ میری ماں کو دو معبود سوائے اللہ کے بولا تو پاک ہے مجھکو
مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ نہیں بن آتا کہ کہوں جو مجھ کو نہیں پہنچتا اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو
كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے
وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ جی میں ہے بیشک تو ہی ہے جانتا چھپی بات میں نے نہیں کہا
الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار رہا جب تک ان میں
مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ رہا پھر جب تو نے مجھے پھیر لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا
عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ ان کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب کرے
فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ تو وہ تیرے بندے ہیں اگر ان کو معاف کرے تو تو ہے
زبردست حکمت والا۔
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

ف۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے خدا کی قدرت سے پیدا ہوئے اور ان کے ہاتھ سے مردے زندہ ہوئے اور مادر زاد اندھے آنکھوں والے اور کوڑھی چنگے ہوئے یہ معجزہ دیکھکر نصاریٰ ان کو خدا کا بیٹا اور ان کی ماں مریم کو خدا کی زوجہ کہنے لگے اور یہ جانا کہ یہ دونوں خدا کے ہاں مختار ہیں جس کے واسطے جو چاہیں سو کریں یہ بات سمجھ کر مرادیں ان سے مانگنے لگے اور یہودیوں نے اپنے گمان میں حضرت عیسیٰؑ کو سولی دیا سو یہ نصاریٰ اُس سولی کی شکل بنا کر اُس کی تعظیم کرنے لگے اور جانتے ہیں کہ اللہ ان باتوں سے خوش ہوتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روز حشر کو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے پوچھے گا کہ کیا تم نے نصاریٰ سے کہا تھا کہ تم لوگ مجھ کو اور میری ماں کو سوائے خدا کے معبود مقرر کرو اور اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگو تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ... عرض کریں گے سبحان اللہ میری کیا طاقت جو تیری شان میں دخل دوں اور ایسی بات لوگوں سے کہوں جو میرے لائق نہیں کہ میں تو اس واسطے ہوں کہ لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کروں نہ یہ کہ خدا کی طرف سے روکوں اور اپنی طرف رجوع کروں اور اپنی ہی پوجا کراؤں اور خود ہی معبود بنوں میں تو بشر ہوں اگر میں نے یہ بات کہی ہوگی تو تیرے دفتر میں لکھی ہوگی اور تجھکو معلوم ہوگی بلکہ میرے دل میں بھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ کوئی مجھ کو پوجے جو میرے دل میں ہے وہ

تو خوب جانتا ہے میں آدمی ہوں اور جو معجزے ظاہر ہوئے تھے وہ تو ہی میرے ہاتھوں سے کراتا تھا اور مجھ کو تو وہ بھی نہیں معلوم جو تیرے جی میں ہے پھر اور کچھ مجھ سے کیا بن آوے دوسرے کے جی کی چھپی بات تو ہی جانتا ہے اور میں نے ان لوگوں سے وہی بات کہی تھی جو تو نے حکم کیا تھا کہ بندگی اللہ ہی کی کرو جو میرا تمہارا دونوں کا ایک رب ہے اور میرے آسمان پر جانے کے بعد ان لوگوں نے مجھ کو اور میری ماں کو پوجا اور پرستش کی اور جب تک میں دنیا میں ان کے پاس موجود رہا تب تک ان کے حال سے خبردار رہا اور ان کو نیک راہ توحید کی سمجھاتا رہا پھر جب تو نے مجھ کو اپنی طرف پھیر لیا اور میں آسمان پر گیا پھر مجھ کو خبر نہیں کہ انہوں نے میرے بعد کیا کیا اس کی تجھ ہی کو خبر ہو گی اس واسطے کہ ہر چیز تو خبردار ہے مجھ کو کیا خبر اب اگر تو ان لوگوں کو عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں مجھ کو کچھ دخل نہیں میں بچا نہیں سکتا اور ان کی حمایت کر نہیں کر سکتا اور باوجود اس کے تو زبردست ہے اگر تو ان کو معاف کر دے تو بھی تیرے کام حکمت کے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی پیغمبر اور بزرگ کی یہ شان اور کسی کا یہ مرتبہ نہیں کہ لوگوں کو کہے کہ تم میری بندگی کرو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کو خود خبر نہیں ہوتی کہ لوگ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں اور جب معلوم ہو گا کہ یہ لوگ ایسے معاملے کرتے تھے تو وہ بزرگ ناخوش ہوں گے بلکہ قیامت کے روز ان لوگوں کے دشمن بن جاویں گے اور ان سے بیزاری اللہ کے ... اور برو ظاہر کریں گے تو اب معلوم کیا چاہیئے کہ قبروں کا پوجنا جو اب رائج ہے اور جو لوگ بزرگوں کو اپنا حاجت روا مشکل کشا سمجھتے ہیں سو وہ بزرگ روز قیامت کو ان کو الزام دیں گے اور اپنی بیزاری ان سے ظاہر کریں گے اس واسطے کہ اس طرح سے قبروں کا پوجنا نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ حضرت علیؓ نے کہا نہ حضرت محی الدین جیلانی نے بتایا اور نہ کسی خدا کے مقبول نے سکھایا صرف اپنی طرف سے لوگوں نے ایجاد کیا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ یونس میں کہ اور پوجتے ہیں
دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَ ورے اللہ سے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے نہ نقصان
یَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ قُلْ اور کہتے ہیں پھر یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس
اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ کہہ کیا بتاتے ہو اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور نہ
لَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ زمین میں سو وہ نرالا ہے اُس سے جسے یہ شریک بتاتے ہیں۔

ف۔ یعنی جو لوگ تصویریں یا مورتیں یا قبریں یا جھنڈے یا نشان یا مکان یا روح وغیرہ چیزیں اپنے بزرگوں کی پوجتے ہیں سوائے خدا کے سو حقیقت میں ان چیزوں سے نہ کچھ برا ہو سکے نہ کچھ بھلا اور بلت

ہو گئے ہیں کہ جن کی تصویریں یا مورتیں یا قبریں یا جھنڈے یا نشان یادگاریں ہم پوجتے ہیں یہ بزرگ
ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے نہیں بتائی کہ فلانا شخص فلانے کا سفارشی
ہے میرے ہاں پھر کہا یہ لوگ اللہ سے بھی زیادہ خبردار ہیں جو اس کو بتاتے ہیں جو وہ نہیں جانتا اس
آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی بزرگ اور خود ایسا سفارشی کسی کا آسمان اور زمین میں نہیں کہ اس بزرگ
کی روح یا قبر کو یا جھنڈے نشان چھڑی کو مانئے تو کچھ فائدہ ہو اور نہ مانئے تو نقصان ہو اور انبیاء
و اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے ان کے اس طرح کے ماننے سے کچھ نہیں ہوتا
بلکہ ان چیزوں کا پوجنے والا اور ان کو اس طرح ماننے والا مشرک ہو جاتا ہے اگرچہ اس بزرگ کو خدا
نہ سمجھے خدا کی جناب میں سفارشی ہی اپنا جانے اور پوجے تو بھی اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔
قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قُلْ يَا أَهْلَ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ مائدہ میں کہ تو کہہ کہ اے
الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا
تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ اور مت چلو خیال پر ایک لوگوں کے جو بہک گئے ہیں آگے
وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ اور بہکا گئے بہتوں کو اور بھولے سیدھی راہ سے۔
ف۔ سب دینوں میں یہ بات ثابت ہے کہ دین کے کام میں جس قدر خدا اور رسول کا حکم ہو اس قدر
وہ کام کیجئے اپنی طرف سے کچھ اور اس میں زیادہ بڑھا کر نہ کہیے اور نہ لکھیے کہ زیادہ بات بڑھنے سے وہ
کلام دین کا نہیں رہتا اور دین کی راہ سے علیحدہ ہو جاتا ہے پھر جو کوئی اس کام کو کرے وہ گمراہ ہو جاتا
ہے سو یہود اور نصاریٰ کے مولوی اور درویشوں نے دین کے کام میں اپنی طرف سے زیادہ باتیں
بہت سی نکالی تھیں اور کتابوں میں لکھ گئے تھے جیسے یہ بات کہ جو شخص فلانے بزرگ کو اس طرح
سے مانے اس کا یہ درجہ ہوگا اور فلانا مطلب فلانے بزرگ کے نام لینے سے یوں روا ہوتا ہے اور
فلانے کی قبر پر جانے سے یوں مرادیں پوری ہوئی ہیں اور فلانے کی قبر پر تریاق مجرب اور اکسیر اعظم
ہے سو پچھلے لوگ وہ لکھا ہوا دیکھ کر وہ بات سچی جانتے اور ان بزرگوں کو اس طرح مانتے اور ان کی قبریں
اور نشانیاں پوجتے تو فرمایا کہ دین کی بات کتاب اللہ سے زیادہ مت کہو اور دین کے کام میں مبالغہ
مت کرو اور اگلے اپنے مولویوں اور درویشوں کے لکھے ہوئے اور کہے ہوئے پر دھوکا نہ کھاؤ کہ وہ
مولوی اور درویش خود بھی گمراہ تھے اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا سو وہ لوگ اور سب لوگ
برابر سیدھی راہ سے بہک گئے پھر ان کی بات کی کیا سند ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عالم
مولوی درویش کا ایسا کلام ہو جو قرآن حدیث کے برخلاف ہو اگر کوئی نقل کرے تو اس کو ہرگز نہ ماننا

چاہیے بہت خلقت اسی سے گمراہ ہو گئی کسی نے کہا میرے پیر کی قبر سے مجھ کو وہی فائدہ ہوتا ہے جو پیر سے ہوتا تھا یا پیر میرا قبر میں بھی مریدوں کی طرف متوجہ ہے جاہلوں نے ایسی بات کو سند پکڑا اور زیارات قبور میں مبالغہ کیا اور مولوی بزرگوں سے استمداد اور استعانت کرنے لگے اور قبر پوجنے لگے اور سینکڑوں کام دنیا اور دین کے چھوڑ کر قبروں کے پوجنے کو منزلوں جانے لگے۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا۔ مشکوٰۃ کے باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابی سعید خدریؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر نہ کیا جاوے مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام یعنی کعبہ کی مسجد اور مسجد الاقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد اور مسجد میری یعنی مدینہ

ف۔ یعنی زیارت کے واسطے کسی مکان متبرک کو سفر کر کے جانا درست نہیں مگر کعبہ کو اور مسجد اقصیٰ کو اور مسجد نبوی کی زیارت کے واسطے جانا درست ہے اگلی امتوں کے لوگ کوہ طور اور مرقع عیسیٰ اور اور یوحنائی قبر وغیرہ کو زیارت کرنے دور دور سے سفر کر کے جاتے تھے۔ اس حدیث سے وہ جانا منع ہو گیا کہ سوائے ان تین جگہ کے اور جگہ زیارت کے واسطے سفر کر کے جانا منع ہے اور مکن پور اور اجمیر اور بہرائچ اور بغداد اور کربلا اور نجف اشرف صرف قبروں کی زیارت کو سفر کر کے جانا درست نہیں۔

أَخْرَجَ النَّسَائِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَّصَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ۔ مشکوٰۃ کے باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے کہ نسائی نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مت بناؤ میری قبر کو عید گاہ اور درود بھیجو مجھ پر اسلئے کہ درود تمہاری پہنچائی جاتی ہے مجھ کو تم کہیں ہو۔

ف۔ حضرت نے جب یہود اور نصاریٰ کو ملاحظہ کیا کہ اپنے بزرگوں کی قبر پر ہر سال کے بعد میلہ اور جماؤ کرتے ہیں اور ہوتے ہوتے پھر یہانتک نوبت پہنچی کہ ان سے منتیں مرادیں مانگنے لگے تو بیشتر سے اپنی امت کو فرمایا کہ تم میری قبر کو عید گاہ مت بناؤ یعنی جیسے عید گاہ میں برسویں دن لوگ اچھی اچھی پوشاک پہنکر خوشی سے روز و تاریخ معین میں جمع ہوا کرتے ہیں سو تم میری قبر پر اسی طرح سے اجتماع نہ کیجیو اور اگر تم کو اپنے واسطے اور میرے واسطے ثواب منظور ہے تو درود پڑھو کہ مجھ کو تم کو دونوں کو ثواب ملے اور درود کے لئے نزدیک ہونا قبر سے کچھ ضرور نہیں بلکہ لاکھوں منزلوں سے اگر درود پڑھو گے تو بھی مجھ کو اللہ تعالیٰ وہ درود تمہاری پہنچا دے گا اس واسطے کہ درود پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کئے ہیں اور درود جو ہے سو خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللّٰھم صل علی محمد یعنی اے اللہ رحمت بھیج محمد پر اور اللہ سب عالم ہیں

ہر جگہ سے سنتا ہے۔ اس حدیث سے کئی مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت کے مزار شریف پر روز
و تاریخ متعین میں اجتماع اور جماؤ کرنا درست نہیں پھر جب حضرت کی قبر شریف کے واسطے
یہ بات منع ہے تو اور کسی کی قبر پر عرس جماؤ اور میلا کرنا اور تاریخ معین میں قبر کی زیارت کو جانا اور
بھی زیادہ منع ہے دوسرے یہ کہ خوشی کے اسباب قبر کے پاس یا قبر کے سبب سے جمع کرنا درست نہیں
جیسے راگ وغیرہ کہ لوگ عرسوں میں کرتے ہیں تیسری یہ کہ اگر مردوں کو ثواب پہنچانا ہو تو دور ہی سے
اس کے واسطے اللہ سے دعا کرے یا اس کی طرف سے کچھ خیرات کر دے اس واسطے کہ قبر کے پاس
نزدیک ہونا ضرور نہیں چوتھے یہ کہ حضرت نے جو فرمایا کہ درود مجھکو پہنچائی جاتی ہے تو اس سے معلوم
ہوا کہ یہ جو لوگ جانتے ہیں کہ جہاں درود پڑھی جائے وہاں حضرت کی روح مبارک آتی ہے سو
یہ بات غلط ہے پھر بعضے نادان جو کھانے وغیرہ پر فاتحہ پڑھتے ہیں تو یہ جانتے ہیں کہ اس وقت مردے
کی روح آتی ہے پھر اس لحاظ سے وہاں پر عطر اور پان بھی رکھ دیتے ہیں سو یہ بات لغو اور غلط ہے

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ.

مشکوٰۃ کے باب زیارۃ القبور میں لکھا ہے کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے قبروں کی زیارت کرنیوالی عورتوں کو

ف. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو قبر کے پاس قبر کی زیارت کے واسطے جانا حرام ہے

اَخْرَجَ مَالِکٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ.

مشکوٰۃ کے باب المساجد اور مواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ امام مالک نے ذکر کیا کہ عطاء بن یسار نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اے اللہ مت کیجو میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے شدت سے غضب ہوا اللہ کا ان لوگوں پر جنہوں نے کرلیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں

ف یعنی مسجد میں نماز پڑھنا اعتکاف کرنا زیادہ ثواب ہے بلکہ مسجد اسی واسطے ہے اور وہاں جھاڑو
دینا اور فرش بچھانا لوگوں کے آرام کے واسطے پانی کا برتن رکھنا مسجد کی عمارت اچھی بنانا اس میں چراغ
جلانا ثواب ہے سو اگلی امت کے لوگ اپنے پیغمبروں کی قبروں پر ایسے کام جو مسجد کے واسطے چاہئیں
کرتے تھے کہ ان لوگوں پر نہایت سخت غضب پڑا کہ وہ خدا کی درگاہ سے راندے گئے اس واسطے کہ
ایسے کام کرنے سے وہ قبر نہیں رہتی ہے بت ہو جاتی ہے سو ہمارے حضرت نے اللہ تعالیٰ سے دعا
مانگی کہ اے اللہ میری قبر کو بت مت کیجیو یعنی ایسا نہ ہووے کہ میری قبر پر لوگ ایسی حرکتیں کریں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کے ساتھ ایسے کام کرنا جیسے مسجد کے ساتھ چاہیئے درست نہیں اور جو کوئی کرے اس پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قبر کے ساتھ لوگ ایسا کام کریں وہ قبر قبر نہیں سمجھا جاتا ہے۔ ہو جاتی ہے جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور لات وغیرہ کی تصویریں اور قبریں لوگوں کے پوجنے کے سبب بت ٹھیر گئی تھیں۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَ النَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ

مشکوٰۃ کے باب مساجد و مواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عائشہؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری میں جس سے اٹھے نہیں فرمایا کہ لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے کر لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں

ف۔ یعنی جب بیمار ہوئے اور وفات کا وقت قریب ہوا تب اپنی امت کے خبردار کرنے کو فرمایا کہ یہود و نصاریٰ پر خدا لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں ٹھیرا لیا کہ جیسے مسجد میں سجدہ کرنا چاہیئے خدا کو ویسے ہی یہ قبروں کی طرف کرنے لگے اور جیسے مسجدیں پختہ پتھر کی عمارت کی بنانا چاہیئے ویسے ہی یہ قبریں اونچی اونچی بنانے لگے اور جیسے مسجد میں چراغ جلانا چاہیئے ویسے ہی یہ قبروں پر روشنی کرتے ہیں اور جیسے مسجد میں عبادت کرنا زیادہ ثواب ہے ویسے ہی یہ قبر کے پاس مقبروں میں مراقبہ کرنا، نماز پڑھنا زیادہ مؤثر جاننے لگے اور جیسے مسجد میں فرش بچھانا چاہیئے ویسے بلکہ اُس سے بھی زیادہ قبروں پر اور مقبروں میں فرش و فروش بچھانے لگے اور چادریں زریں قبروں پر ڈالنے لگے سبحان اللہ جس کام کے سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی اور بد دعا کی وہی کام بلکہ اُس سے ہزار چند زیادہ انھیں کی امت کے جاہل اور بعضے صوفی پیرزادے اور بعضے پیر پرست کرنے لگے پھر اب یہانتک نوبت پہنچی کہ قبروں کو منقش بنا دیں، اور مسجد کے مؤذن کو روکھی سوکھی روٹی نہ دیں اور قبروں کے مجاوروں کو حلوے اور مٹھائیاں کھلاویں مسجد میں برتن وضو غسل کے واسطے نہ چڑھادیں اور قبروں پر نقارے بجادیں مسجد میں جانماز بوریئے اور کپڑے کی نہ ڈالیں اور اگر ٹپکی چھت مسجد کی مرمت نہ کریں اور قبروں پر چادریں زربفت کی اور شمگیرے اطلس کے چڑھادیں پھر کیوں نہ خدا کی لعنت بہے جب خدا کی کم تعظیم کی بندوں کی زیادہ یا خدا کی برابر ہی کی بھی تعظیم کی پھر سوا لعنت خدا کے اور کیا چاہیئے۔ غرض کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کام مسجد کے واسطے کرنا چاہیئے وہ کام اور کسی بزرگ کی قبر کے ساتھ کرنے سے خدا کی طرف سے کرنے والے پر لعنت پڑتی ہے اور جب سب پیروں کے پیر اور سب بزرگوں کے بزرگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر کے ساتھ ایسے کام کرنے سے بد دعا کریں اور لعنت بھیجیں تو اور

بزرگ اپنی قبروں کے ساتھ معاملہ کرنے سے کب راضی ہوں گے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَائِہِمْ وَصَالِحِیْہِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْہٰکُمْ عَنْ ذٰلِکَ۔

مشکوٰۃ کے باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ جندب نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ خبردار رہو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ کر ڈالتے تھے اپنے نبیوں اور اچھے لوگوں کی قبروں کو مسجدیں سو تم مت بنانا قبروں کو مسجدیں منع کرتا ہوں تمکو اس کام سے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی پیغمبر کی یا کسی ولی شہید کی قبر کیساتھ ایسے کام کرنا جو مسجد کیساتھ چاہئیں درست نہیں اور اگلے کافر یہود و نصاریٰ کی یہ رسم ہے کہ حضرت نے اس سے مسلمانوں کو منع کیا۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْہَا۔

مشکوٰۃ کے باب دفن المیت میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابی مرثد غنوی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔

ف۔ قبر کی طرف نماز اگر معاذ اللہ مردے کی تعظیم کے واسطے ہو تو کفر ہے اور اگر اس واسطے ہو گویا اس قبر اور اس مقبور کو قبلہ توجہ کا کیا تو حرام ہے اور اگر یہ نیت بھی نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے غرضکہ کسی نیت سے قبر کی طرف نماز نہیں درست اور قبر نظر سے غائب ہو تو درست ہے قبر پر بیٹھنا بھی درست نہیں اور بیٹھنا دو طرح پر ہوتا ہے ایک یہ کہ قبر کے اوپر بیٹھ جاوے دوسری یہ کہ قبر کے برابر بیٹھ رہے مجاور خادم بن کر کہ وہاں کا مکان صاف رکھے اور ہر امر کی خبرگیری کیا کرے اور جو حاجتی ہو کر وہاں جاویں انکو زیارت کرایا کرے اور فاتحہ دیا کرے چراغ جلایا کرے اور اگر یوں کہے لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ یعنی جلسہ مجلس نہ کرو قبروں پر۔ تو صریح معلوم ہوتا ہے کہ عرس کی محفلیں کرنی قبروں پر درست نہیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِی الْہَیَّاجِ الْاَسَدِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَہٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَہٗ

مشکوٰۃ کے باب دفن المیت میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو الہیاج نے نقل کیا کہ مجھ کو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھلا بھیجوں میں تجھ کو اسی کام کو کہ بھیجا تھا مجھ کو رسول خدا صلعم نے اس کام پر کہ تو نہ چھوڑ کوئی مورت مگر مٹا دے اسکو اور نہ چھوڑ کوئی قبر اونچی مگر برابر کر دے اسکو۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہئے کہ بالشت سے زیادہ اونچی قبر نہ بناوے اور اگر کوئی بناوے تو مقدور رکھے تو مٹا دے کہ اسی واسطے پیغمبر خدا نے حضرت علی کو مامور کیا تھا اور حضرت علی نے اپنے وقت میں ابو الہیاج کو بھی حکم دیا تھا سو اونچی قبر بنانا گناہ ہے پھر اگر کوئی اپنے بزرگ کی ایسی قبر ہو تو اس کو زیادہ کوشش کرکے برابر کر دو اس واسطے کہ اپنے بزرگ کے حق میں گناہ کی چیز کا کھڑا کرنا اور بھی زیادہ برا ہے جیسے اپنے بزرگ کے کپڑے پر نجاست لگی ہو تو اسکو دور کرنا مقدم ہے کہ ان بزرگوں کی خوشی اسی میں ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ وَاَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْہِ۔

مشکوٰۃ کے باب دفن المیت میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ منع کیا رسول خدا صلعم نے اس سے کہ گچ کیا جاوے قبر پر اور اس سے کہ عمارت بنائی جاوے قبر پر اور اس سے کہ کوئی بیٹھے اس پر۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کو گچ کرنا پختہ بنانا اور قبر پر مقبرہ عمارت بنانا اور قبر پر اپنی حاجت مراد کے واسطے یا مراقبہ کرنے کو یا مجاور خادم بن کر بیٹھنا حرام ہے کسی کی قبر ہو۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ

مشکوٰۃ کے باب دفن المیت میں لکھا ہے کہ ترمذی نے

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ منع فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے قبروں
وَاَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهَا وَاَنْ تُوْطَأَ. پر گچ کرنے سے اور قبروں پر لکھنے سے اور قبروں کو روندنے سے

ف. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبروں پر گچ کرنا پختہ بنانا قبروں پر آیتیں یا حدیثیں یا کچھ اشعار وغیرہ لکھ دینا یا تختہ وغیرہ پر لکھ کر وہاں لگانا اور قبروں پر پاؤں رکھ کر چلنا حرام ہے پھر کسی ہی کی ہو کسی کے واسطے نہیں درست

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے
اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ جب بیمار ہوئے پیغمبر خدا
بَعْضُ نِسَائِهٖ كَنِيْسَةً يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ صلعم تو ذکر کیا بعضی بیبیوں نے ایک گرجے کا جس کو ماریہ
وَكَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاُمُّ حَبِيْبَةَ اَتَتَا کہتے ہیں اور بی بی ام سلمہؓ اور بی بی ام حبیبہ گئی تھیں حبش کے
اَرْضَ الْحَبْشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيْرَ ملک کو سو انہوں نے ذکر کیں اس کی خوبیاں اور اس میں کی
فِيْهَا فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ اِذَا مَاتَ تصویروں کا حال تو اٹھایا پیغمبر خدا صلعم نے اپنا سر مبارک
فِيْهِمُ الرَّجُلُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ پھر فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد مر جاتا تھا تو
صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ بناتے تھے اس قبر پر مسجد پھر بناتے اُس میں وہ صورتیں
خَلْقِ اللّٰهِ. وہ لوگ بہت بُرے ہیں اللہ کی سب خلقت سے.

ف. یعنی بی بی ام سلمہ اور بی بی ام حبیبہ حضرت کی بیبیاں حبشہ کے ملک کی طرف گئیں تھیں وہاں نصاریٰ کا ایک عبادت خانہ کہ ماریہ اس کا نام تھا دیکھ آئیں تھیں کہ اس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں سو حضرت سے انہوں نے اُس مکان کا اور اس میں تصویروں کا ذکر کیا تو حضرت نے باوجود بیماری کے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر کے پاس ایک مسجد بنا دیتے اور اس میں اُس مردے کی تصویر بنا دیتے سو یہود و نصاریٰ اللہ کی ساری خلقت سے برے تھے کہ ایسے کام کرتے تھے. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کے سبب سے قبر کے پاس یا قبرستان میں مسجد بنانا بہت برا ہے پھر وہاں تصویریں بنانا اور بھی برا ہے اور نصاری یہود کی رسم ہے سو مسلمانوں کو اس سے نہایت پرہیز کرنا چاہیئے اور جو بنا دے وہ ساری خلق سے برا ہے

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزَاةٍ فَاَخَذْتُ ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نَمَطًا فَسَتَرْتُهٗ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاٰى نکلے جہاد کو تو میں نے لیا ایک نمط یعنی کپڑا ردئی دار سو پردہ

النمط فجذبہ حتی ھتکہ ثم قال ان اللہ لم یامرنا ان نکسوا الحجارۃ والطین ۔ بنایا اس کو دروازہ پر پھر جب آئے حضرت تو دیکھا اس کپڑے کو تو کھینچا اس کو اس قدر کہ پھاڑ ڈالا اس کو اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں اجازت دی ہم کو کپڑا اڑھانے کی پتھر اور مٹی کو۔

ف ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پہ چادر قبر پوش ڈالنا اور مقبرے پر غلاف اڑھانا اور جھنڈے پر یا کسی بزرگ کے نام کی چھڑی پر غلاف چڑھانا اور کپڑے کی دیوار گیریاں اور چھتیں لگانا درست نہیں اور ایسے کام سے پیغمبر خدا صلعم ناراض اور بیزار ہوتے ہیں مسلمان کو موجب اس حدیث کے چاہئے کہ جہاں کہیں ایسا دیکھے تو حتی المقدور وہ کپڑے اور پھاڑ ڈالے۔

اخرج ابوداؤد والترمذی عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج ۔

مشکوٰۃ کے باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے ان عورتوں کو جو زیارت کریں قبروں کی اور ان لوگوں کو لعنت خدا کی جو بنا دیں قبروں پر مسجدیں اور روشن کریں قبروں پر چراغ۔

ف ۔ قبروں پر چراغ جلانا شمع جلانا اور روشنی کرنا خواہ خود کرے خواہ اس واسطے اپنا پیسہ خرچے موجب لعنت کا ہے اور عقل کے بھی خلاف ہے اس واسطے کہ چراغ سے فائدہ یہ ہے کہ اندھیرے میں روشنی ہو تاکہ آدمی اپنا کام کرے پھر جب کام سے فارغ ہو سونے لگے تو گل کرے سو وہاں مردے کو روشنی کی کیا حاجت کچھ کام اس کو لگانا نہیں اور سوا اس کے اگر وہ مردہ خدا کا مقبول ہے تو اس کے واسطے خدا کی طرف سے روشنی ہے پھر یہ روشنی فضول ہے اور اگر وہ بدکار ہے تو عذاب اور حساب میں گرفتار ہے اس کو یہ روشنی کیا درکار ہے اور علاوہ اس کے قبر کی اوپر کی روشنی سے اندر کا اندھیرا کیونکر جاوے۔ یہ چراغ جلانا روشنی کرنا ایک تو اسراف ہے دوسرے شرع اور عقل کے خلاف اور جلانے والا اور جلوانے والا دونوں خدا کی لعنت سے روسیاہ ہیں اور قبر پہ مسجد بنانا اگر نماز کے واسطے ہے تو جہاں قبروں پہ نگاہ ہو وہاں نماز درست نہیں اور نماز بھی اگر مردے کی تعظیم کے واسطے ہے تو کفر ہے اور اگر وہاں مسجد بنانا نام کے واسطے ہے تو حرام ہے اور اسراف اور اگر مردے کی تعظیم کے واسطے ہے تو وہ مسجد مردے کے واسطے ٹھیری خدا کا مکان مخلوق کے واسطے بنانا یہ شرک ہے پھر ایسی مسجد بنانے والے پر بھی خدا کی لعنت ہے اور معمار بھی اس میں شریک ہے اور عورتوں کو اگر خاوند مرضی سے قبر کی زیارت کو جانے دے

تو اس خاوند کو بھی لعنت نصیب ہے اس واسطے کہ برا کام کرنا اور کرانا اور برے کام کی اعانت کرنی برابر ہے ۔

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْقُبُوْرَ وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهَا ۔ امام مالک نے نقل کیا کہ علیؓ تکیہ لگا لیتے تھے قبروں سے اور لیٹ جاتے تھے قبر پر ۔

ف ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس جا کر بیٹھ جانا یا اتفاقاً بعض وقت قبر سے تکیہ لگا لینا مضائقہ نہیں منع وہی ہے جو قبر پر مجاور بن کر بیٹھے یا وہاں مجلس کرے یا وہاں مراقب ہو کر بیٹھے یا ان سے استمداد اور استعانت کے واسطے بیٹھے ۔

أَخْرَجَ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ ۔ مشکوٰۃ کے باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی نے ذکر کیا کہ ابوسعیدؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب زمین مسجد ہے یعنی قابل نماز کے ہے سوا قبرستان اور حمام کے ۔

ف ۔ یعنی قبرستان اور حمام میں نماز درست نہیں ۔

أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ ۔ مشکوٰۃ کے باب زیارۃ القبور میں لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ منع کیا تھا میں نے تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے سو قبروں کی زیارت کرو اس واسطے کہ قبروں کے پاس جانا بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو ۔

ف ۔ حضرت نے پہلے قبر پاس جانے کو مطلق منع فرمایا تھا بعد اس کے یہ اجازت دی اور فرمایا کہ قبر پاس جایا کرو اس میں دو فائدے ہیں ایک یہ کہ دنیا کی طرف سے رغبت کم ہو دوسرے یہ کہ موت اور قیامت یاد آوے سو وہ یوں ہے کہ جب آدمی اس نیت سے قبر کے پاس گیا اور اس نے خیال کیا کہ یہ مردہ کبھی دنیا میں زندہ تھا چلتا پھرتا تھا کھاتا پیتا طرح طرح کی آرزوئیں اور حوصلے اور ارادے رکھتا تھا، دوست آشنا کے ساتھ آپس میں مجلسیں گرم کرتا تھا اور سب اس کے ہم نشین محظوظ تھے اور کیا کیا بڑے بڑے ارادے رکھتے تھے کہ آئندہ کو یوں کریں گے اور ایسا ہوگا اور آج یہ شخص قبر کے اندھیر گڑھے میں بے یار و غمخوار بے زور اکیلا پڑا ہے کہ اب اس کو نہ آشنا پوچھتا ہے نہ یار خبر لیتا ہے نہ جورو لڑکے کام آئے نہ بھائی برادر ساتھ گئے اب اس جگہ خدا ہی سے کام پڑا اور کوئی کام نہ آیا پھر ایسے ہی ایک دن مجھ کو بھی مرنا ہے اور دنیا کے سب بھائی

برادر جورو لڑکے نوکر چاکر گھر بار مال و متاع چھوٹ جائے گا اور عمل اپنا ساتھ جائے گا، اور صرف اللہ ہی سے کام پڑے گا جب آدمی یہ خیال کرے گا تو البتہ دنیا کی خواہش اور حرص کم ہو گی اور موت اور آخرت یاد آوے گی خصوصاً ٹوٹی پرانی قبروں کے دیکھنے سے یہ فائدہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو آدمی البتہ نیک کام کرنے لگتا ہے اور برے کام سے باز رہتا ہے تو اس واسطے اس طرح پر قبر کی زیارت کرنی جائز اور مباح ہے اور مستحب زیارت سے کہ نہ دنیا کی رغبت کم ہو اور نہ آخرت یاد آوے وہ زیارت درست نہیں پھر جو کوئی قبر کی زیارت کو اس واسطے جاوے کہ وہاں نماز پڑھے اور قبر کا طواف کرے یا اس کو بوسہ دے یا اپنے رخسارے اور چھاتی قبر پر ملے اور اُن مردوں کو پکارے اور ان سے مدد مانگے روزی اولاد بیمار کی شفا قرض سے چھٹکارا چاہے اور کچھ حاجت مانگے یا وہاں چادر شامیانہ نقارے کھانا مٹھائی چڑھاوے یا لڑکوں لڑکیوں عورتوں کو لیجاوے یا وہاں روشنی مجلس میلاد کرے یا اور کچھ خرافات کرے سو وہ بدعتی ہے یا مشرک یا مرتکب مکروہ اور فعل حرام کا سو اس زمانہ میں اکثر لوگ قبروں پر انہی کاموں کے واسطے جاتے ہیں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کے یاد کرنے کو کوئی نہیں جاتا بلکہ دنیا ہی کی رغبت کے سبب جاتے ہیں اور جو کوئی منع کرے تو واہی تباہی دلیلیں اس کے مقابلے میں لاتے ہیں اور سبب اس کا یہ ہے کہ بعضے مولوی دنیا طلب اور نام کے مشائخ عاقبت سلب قبروں پر جاکر مراقب ہو کر بیٹھنے لگے اس کہنے لگے روشنی راگ وہاں ہونے لگا اور ریوڑی گنا حلوا شیر مال چڑھنے لگا اور مفت آنے لگیں اور عورتیں جوان بوڑھیاں جانے لگیں نوبت نقارے بجنے لگے نذر و نیاز کا روپیہ پیسہ جمع ہونے لگا وہ مولوی مجاور مشائخ بجنے لگے تب انہوں نے عوام جاہلوں کے خراب کرنے کو دو چار ادھر اُدھر کے قصے کہانی اُن قبروں والوں کی بنالیں دو ایک روایتیں جھوٹی سچی نکال لیں دو تین حدیثیں اور جگہ کی اپنے مطلب پر لگالیں اپنی دنیا کا تباہ کیا اور ان کی عاقبت کو تباہ کیا بلکہ اپنا روسیاہ کیا پھر اب کے لوگ ان کے کام اور بات کی سند پکڑنے لگے حالانکہ مسلمان کو اللہ اور رسول کے سوا کسی کو سند پکڑنا نہ چاہیے اس واسطے ایک فصل علیحدہ بیان کیجاتی ہے سُنا چاہیئے۔

الفصل السادس

(فی رد بدعۃ التقلید) فصل چھٹی تقلید کی بدعت کے رد کے بیان میں)

ف . یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جن سے تقلید کی برائی اور رد ثابت ہوتا ہے سو سُنا چاہیئے کہ اکثر لوگ مولویوں اور درویشوں کے کلام کو اور کام کو سند پکڑتے ہیں اور

ان کے کلام اور کام کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو انہوں نے
کیا اور کہا وہی ٹھیک ہے اور اللہ کی راہ وہی ہے پھر خواہ وہ کلام اور کام خدا اور رسول کے
کے یعنی قرآن وحدیث کے خلاف ہو خواہ موافق اور کہیں سے اس کی سند ہو یا نہ ہو کوئی ان
مولویوں اور درویشوں کے قول وفعل کے خلاف آیت اور حدیث پڑھے تو اس کا انکار اور
اس کے مطلب میں تکرار کرنے کو موجود ہو جاتے ہیں اور ایمان کے جاتے رہنے کا کچھ لحاظ نہیں
کرتے اور اصل بات یہ ہے کہ حاکم مطلق اللہ ہی ہے اسی کے حکم کو ماننا چاہئے اس کے سوا
اور کسی کا حکم نہ مانئے اور رسول کا حکم ماننا بھی خدا ہی کا حکم ہے خود پیغمبر بھی حاکم نہیں پھر اور
کوئی مجتہد اور فقیہ اور مولوی مفتی قاضی ملا طالب علم اور غوث قطب اور ولی اور پیر شہید
اور پیر زادے خادم مجاور مرید تو کس گنتی اور شمار میں ہیں مگر ہاں قرآن وحدیث کی بات جو
جانتا نہ ہو وہ ان واقف کار لوگوں سے دریافت کر لے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے۔
فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ یعنی جو تم نہ جانو تو تم پوچھ لو یاد رکھنے والے
لوگوں سے تو اس واسطے مجتہد۔ عالم اور فقیہ اور مولوی مفتی قاضی سے مسئلہ شریعت کا اور غوث
قطب ولی مشائخ سے مسئلہ طریقت کا دریافت کرے مگر ان کو حاکم شریعت کا نہ جانے اور جو مسئلہ
کہ قرآن میں مفصل مذکور نہیں اس کا حال حدیث سے دریافت کرے اور جو حدیث میں بھی صریح
بیان نہ ہو وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں کے اجماع سے دریافت کر کے اس اجماع کے
موافق عمل کرے اس واسطے کہ حدیث کی رو سے صحابہ کے اجماع کی پیروی کرنے کا حکم ثابت ہے
پھر جو مسئلہ کہ صحابہ کا اجماع ثابت نہ ہو یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں ویسا واقع نہ ہو جو اس پر وہ
حکم ٹھہرا کر اجماع کرتے تو ایسی بات پر مجتہدوں کے قیاس صحیح کے موافق عمل کرے پھر وہ مجتہد کہ
ایسا ہو کہ جس کا اجتہاد امت کے اکثر عالم مسلمانوں نے قبول کیا ہو جیسے امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ
اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور قیاس بھی فاسد نہ ہو تو معلوم ہوا کہ پکا مسئلہ وہی ہے جو قرآن
کی آیت سے معلوم ہو اس واسطے کہ قرآن محفوظ ہے متواتر اس کے بعد وہ مسئلہ ہے جو حدیث
سے ثابت ہو اس واسطے کہ وہ کلام پیغمبر معصوم کا ہے مگر قرآن کا مسئلہ اس سے زیادہ پکا اور
مضبوط ہے کہ حدیث میں راویوں کو بھی دخل ہے اور راوی معصوم نہیں پھر اس کے بعد وہ مسئلہ ہے
جس پر اصحابوں نے اتفاق اور اجماع کیا ہر چند وہ لوگ حضرت کی صحبت میں رہے اور ہر کلام کا حکم
سنا کئے اور فعل حضرت کا دیکھا کئے اور قرآن وحدیث کا مطلب اور اللہ ورسول کی غرض اور ان کے

ان کے کلام اور کام کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو انہوں نے
کیا اور کہا وہی ٹھیک ہے اور اللہ کی راہ وہی ہے پھر خواہ وہ کلام اور کام خدا اور رسول کے
کے یعنی قرآن وحدیث کے خلاف ہو خواہ موافق اور کہیں سے اس کی سند ہو یا نہ ہو کوئی اُن
مولویوں اور درویشوں کے قول وفعل کے خلاف آیت اور حدیث پڑھے تو اس کا انکار اور
اس کے مطلب میں تکرار کرنے کو موجود ہو جاتے ہیں اور ایمان کے جاتے رہنے کا کچھ لحاظ نہیں
کرتے اور اصل بات یہ ہے کہ حاکم مطلق اللہ ہی ہے اسی کے حکم کو ماننا چاہئے اس کے سوا
اور کسی کا حکم نہ ماننے اور رسول کا حکم ماننا بھی خدا ہی کا حکم ہے خود پیغمبر بھی حاکم نہیں پھر اور
کوئی مجتہد اور فقیہ اور مولوی مفتی قاضی ملا طالب علم اور غوث قطب اور ولی اور پیر شہید
اور پیرزادے خادم مجاور مرید تو کس گنتی اور شمار میں ہیں مگر ہاں قرآن وحدیث کی بات جو
جانتا نہ ہو وہ ان واقف کار لوگوں سے دریافت کر لے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے۔
فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. یعنی جو تم نہ جانو تو تم پوچھ لو یاد رکھنے والے
لوگوں سے تو اس واسطے مجتہد۔ عالم اور فقیہ اور مولوی مفتی قاضی سے مسئلہ شریعت کا اور پیر و
قطب ولی مشائخ سے مسئلہ طریقت کا دریافت کرے مگر ان کو حاکم شریعت کا نہ جانے اور جو مسئلہ
کہ قرآن میں مفصل مذکور نہیں اس کا حال حدیث سے دریافت کرے اور جو حدیث میں بھی صریح
بیان نہ ہو وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں کے اجماع سے دریافت کرکے اس اجماع کے
موافق عمل کرے اس واسطے کہ حدیث کی رو سے صحابہ کے اجماع کی پیروی کرنے کا حکم ثابت ہے
پھر جو مسئلہ کہ صحابہ کے اجماع سے ثابت نہ ہو یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں ویسا واقع نہ ہوا جس پر وہ
حکم ٹھیرا کر اجماع کرتے تو ایسی بات پر مجتہدوں کے قیاس صحیح کے موافق عمل کرے پھر وہ مجتہد کہ
ایسا ہو کہ جس کا اجتہاد امت کے اکثر عالم مسلمانوں نے قبول کیا ہو جیسے امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ
اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور قیاس بھی فاسد نہ ہو تو معلوم ہوا کہ پکا مسئلہ وہی ہے جو قرآن
کی آیت سے معلوم ہو اس واسطے کہ قرآن محفوظ ہے متواتر اس کے بعد وہ مسئلہ ہے جو حدیث
سے ثابت ہو اس واسطے کہ وہ کلام پیغمبر معصوم کا ہے مگر قرآن کا مسئلہ اس سے زیادہ پکا اور
مضبوط ہے کہ حدیث میں راویوں کو بھی دخل ہے اور راوی معصوم نہیں پھر اس کے بعد وہ مسئلہ ہے
جس پر اصحابوں نے اتفاق اور اجماع کیا ہر چند وہ لوگ حضرت کی صحبت میں رہے اور ہر کلام کا حکم
سنا گئے اور فعل حضرت کا دیکھا گئے اور قرآن وحدیث کا مطلب اور اللہ ورسول کی غرض اور انکے

ہر علم کی وجہ دریافت ہوئی مگر پھر بھی معصوم نہ تھے اور اجماع کے مسئلہ میں کچھ فی الجملہ ان کی عقل
کو قیاس میں دخل ہوا اس واسطے وہ مسئلہ اجماعی اس صریح حکم خدا اور رسول کے درجہ کو نہ پہنچے گا
پھر ان تینوں طرح کے مسئلہ سے ضعیف وہ مسئلہ ہے جو مجتہدوں نے اپنے قیاس سے بموجب
حکم آیۃ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ کے نکالا اس واسطے کہ قیاس میں عقل البشر کو بھی بہت دخل
ہے اور جب عقل کو دخل ہوا تو بھول چوک بھی ممکن ہے بلکہ اکثر ہو جاتی ہے چنانچہ اکثر مسئلوں میں
خود حضرت امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ نے رجوع کیا کہ پہلے کچھ کہا تھا پھر ... بعد ایک مدت
کے اور طرح پر تحقیق ہوا تو اس طرح پر فرمایا پھر اور کوئی مولوی مشائخ جو اپنی عقل کو دخل دیکر کوئی
بات نکالے تو اس کا کیا ٹھکانا مگر ہاں اگر اکثر عالم دیندار متقی پرہیزگار اس مسئلہ کو قبول کر لیں تو البتہ
وہ بھی معتبر ہے۔ غرضکہ مسلمان کو چاہیئے کہ جب تک مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو تب تک
مجتہد کی پیروی واعتبار کرے اور تحقیق کی فکر میں رہے اور کوشش کرے محض تقلید ہی پر خاطر
جمع کر کے نہ بیٹھ رہے پھر جب قرآن وحدیث سے خلاف مجتہد کا ثابت ہو جاوے تو اس کے
موافق عمل کرے پھر تقلید حرام ہے اور تقلید کے معنی یہ ہیں کہ بے دلیل کے دریافت کئے کسی
کے حکم کو مان لینا اور یہ دریافت نہ کرنا کہ اس نے کس سبب سے یہ حکم کیا سو اکثر لوگ جو اکثر
مولویوں و درویشوں کے بے سند کام اور کلام کو سند پکڑتے ہیں اور اس کی تحقیق نہیں کرتے گویا
ان مولویوں درویشوں کو حاکم شرع کا جانتے ہیں سو ایسی تقلید بدعت اور حرام ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ انعام میں کہ حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے

ف۔ یعنی یہ کسی کی شان نہیں اور کسی کا مرتبہ نہیں کہ وہ مخلوق پر اپنی طرف سے اپنا حکم جاری کرے
اور خلق پر واجب ہو کہ اس کا حکم مانے اس واسطے کہ سب مخلوق کا خالق اور مالک اللہ ہی ہے تو حکم بھی
اسی کا چاہیئے اور مخلوق کو اس کی حکم برداری کرنا چاہیئے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خود کسی عالم فاضل
ملا مخدوم مشائخ کا حکم خلق پر جاری نہیں ہو سکتا مگر ہاں جس کی حکم برداری کا اللہ حکم دیدے تو اس
کا حکم ماننا چاہیئے تو وہ اس کا حکم اس کی طرف سے نہ ٹھیرا بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ٹھیرا جیسے اللہ نے لوگوں
کو حکم دیا کہ پیغمبر کا حکم مانو اور رعایا کو حکم دیا کہ اپنے بادشاہ کا حکم مانو اور عورت کو حکم کیا کہ اپنے خاوند کا حکم
ماننے اور اولاد کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ کا حکم مانو اور غلام کو حکم کیا کہ اپنے میاں کا حکم مانے مگر وہ
حکم جو بادشاہ اور خاوند اور ماں باپ اور میاں خلاف حکم خدا کے نہ بتاویں، اور پیغمبر معصوم ہے
وہ خلاف حکم خدا کے نہ بتاوے گا البتہ جو حکم کہ پیغمبر مشورہ کی راہ سے بتاویں اس میں آدمی کو اختیار ہے

پھر اور کسی بادشاہ امیر مولوی مشائخ کا حکم کیا ہے جو باوجود مخالفت حکم خدا کے اس کو مانے اور پھر خدا کے حکم کو ماننا ویسے ہی اور کسی مولوی درویش کا حکم ماننا شرک ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰـھًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ برأت میں کہ ٹھہرایا ہے انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو مالک اپنا ورے اللہ سے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ ان کو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کریں ایک مالک کی نہیں کوئی مالک سوا اس کے سو وہ نرالا ہے ان کے شریک بنانے سے۔

ف۔ یعنی اللہ کو تو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے ہیں، عیسیٰ مسیح پیغمبر اور مولوی اور درویش کہ ان کا بھی حکم اپنے اوپر واجب اور فرض سمجھتے ہیں جیسا اللہ کا حکم حالانکہ اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے اور اللہ نرالا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا نہ چھوٹا نہ بڑا نہ عیسیٰ مسیح پیغمبر نہ مولوی نہ درویش بلکہ یہ سب اس کے بندے ہیں خود محکوم پھر یہ کہاں سے خود حاکم و مالک ہو گئے کہ اپنی رائے سے مسئلہ بتا دیں اور خدا کے حکم قرآن میں اپنے حکم کو دخل دیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ وَلَوْلَا کَلِمَۃُ الْفَصْلِ لَقُضِیَ بَیْنَھُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ شوریٰ میں کہ کیا ان کے شریک ہیں کہ انہوں نے راہ ڈالی ہے ان کے واسطے دین کی جس کا حکم دیا نہیں اللہ نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصلہ کی تو فیصلہ کر دیا جاتا ان میں اور بیشک ناانصافوں کے واسطے عذاب دردناک ہے۔

ف۔ یعنی یہ بڑی ناانصافی ہے کہ اللہ کی حکومت کی شان میں دخل دیجئے سو جو لوگوں نے دین کی بات میں راہ نکالی ہے اپنی طرف سے کہ اس بات کا اللہ نے حکم نہیں دیا سو ان لوگوں کو کیا لوگ اللہ کا شریک سمجھتے ہیں جو ان کی راہ پر چلتے ہیں سو وہ لوگ بڑے ناانصاف ہیں اگر اللہ نے قیامت کا دن فیصلہ کے واسطے نہ ٹھہرا دیا ہوتا تو ابھی ان کا فیصلہ ہو کر ان پر عذاب دردناک ہونے لگتا مگر قیامت کو ہو گا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنی طرف سے دین میں کوئی راہ نکالے پھر جو شخص اس پر عمل کرے وہ شرک کی راہ چلتا ہے اور قیامت کو عذاب دردناک میں گرفتار ہو گا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نساء میں کہ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں سے پھر اگر جھگڑ پڑے کسی چیز میں تو اس کو

فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔ — رجوع کرو اللہ کی اور رسول کی طرف اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ خوب ہے اور بہترین تحقیق کرنا۔

ف۔ یعنی اللہ اور رسول کے حکم بموجب عمل کرو پھر جو مسلمان حاکم ہو اس کے کہنے پر بھی عمل کرو خواہ مسلمان حاکم قاضی، مفتی، بادشاہ ہیں پھر اگر اس حاکم کی اور تمہاری بات میں کچھ تنازع پڑے کہ تم کچھ کہو وہ کچھ کہے تو اس کو اللہ و رسول کی طرف رجوع کرو پھر جو وہاں سے حکم ہو وہ عمل میں لاؤ۔ اس آیت کی بوجھا گیا کہ اختلافی مسائل میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کیا چاہیے جو اس سے ثابت ہو وہ مانا چاہیے اور کوئی شارع مطلق نہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ اٰيَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا كَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ۔ — مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں لکھا ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم تین ہیں آیت محکم یعنی قرآن یا سنت قائم یعنی حدیث یا فرض برابر کا یعنی اجماع امت کا اور جو سوا اسکے ہو وہ فضول ہے۔

ف۔ یعنی قرآن و حدیث و اجماع امت ان تین اصول سے دین کی بات ثابت اور معلوم ہوتی ہے اور مسئلہ قرار پاتا ہے اور جو دلیل کہ سوائے قرآن اور حدیث و اجماع امت کے ہو وہ فضول ہے لایعنی جیسے ہنر کی بات۔

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعُذْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ — مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ ابراہیم نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ سیکھتے ہیں اس علم کو سب پچھلے لوگوں میں سے جو عادل ہیں مٹاتے ہیں اس سے بگاڑنا مبالغہ کرنے والوں کا اور جھوٹ باندھنا جھوٹوں کا اور کل ٹھہلانا نادانوں کا۔

ف۔ یعنی آئندہ کو کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن و حدیث کے مطلب میں مبالغہ کر کے اس کے معنی بگاڑ دیں گے اور کچھ لوگ قرآن و حدیث کے لفظوں میں کچھ لفظیں یا معنوں میں کچھ معنی اپنی طرف سے لگا دیں گے اور کچھ نادان لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن و حدیث کے مشکل مقاموں کے معنے درست کر دیں گے اور ان معنوں کی کل ٹھہلائیں گے پھر ایک لوگ عادل منصف لیاقت والے ایسے ہوں گے کہ اپنے اگلے لوگوں سے اس قرآن اور حدیث کے علم کو سیکھ کر اصل مطلب قرآن و حدیث

کا بیان کریں گے اور جو مبالغہ کرنے والوں نے بگاڑا تھا اس کو مٹا دیں گے اور جھوٹوں کا جھوٹ باندھا ہوا دور کریں گے اور نادانوں کی تاویل کی ہوئی مٹا دیں گے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علماء دیندار کو مناسب ہے کہ دین کے مسائل میں جو غالیوں نے تحریف کر دی اور مبطلین نے جو جھوٹی باتیں اور جاہلوں نے جو تاویلیں نکالی ہیں اس کو مٹا دیں اور سوائے قرآن و حدیث کے ایسے لوگوں کی بات کی پیروی نہ کریں یہ عجب حیرت کی بات ہے کہ آپ صرف و نحو و لغت و منطق و بیان و معانی اصول و تفسیر و حدیث سب علم پڑھ کر حقیقت کو دریافت نہ کریں کہ یہ مسئلہ کس آیت اور کس حدیث سے نکلا ہے اور کہاں سے لکھا ہے اور بنا اس مسئلہ کی کس بات پر ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنی آنکھیں بند کر کے منہ کر لے اور اندھے کی طرح اوروں کی آواز کے پیچھے چلے مسائل فقہی ان ہی لوگوں کے واسطے ہیں جو قرآن و حدیث کا مطلب سمجھ نہیں سکتے اور جو عالم اصول اور تفسیر اور حدیث و لغت و نحو جانتا ہو اس کو بھی چاہئے کہ ہر مسئلے کو اصول کے قواعد کے موافق قرآن و حدیث کے مقابل کرے اگر موافق پاوے تو عمل کرے اور اگر مخالف پاوے تو قواعد اصول کے موافق اس کی تاویل صحیح میں فکر کرے پھر اگر صریح مخالفت پاوے تو اس کو رد کرے اور نہ ملے پھر کسی کا قول ہو خواہ امام کا خواہ مشائخ کا کیا تعجب ہے کہ اس امام و مشائخ کو غلطی ہو گئی ہو اس واسطے کہ سوائے پیغمبر کے کوئی معصوم نہیں اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ اَلْمُجْتَهِدُ يُخْطِئُ یعنی مجتہد کبھی خطا بھی کر جاتا ہے تو واقف کار پر فرض ہے اس خطا کو مٹا کر درست کر دے

اَخْرَجَ الدَّارِمِیُّ عَنْ زِیَادِ بْنِ حُدَیْرٍ قَالَ قَالَ لِیْ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَا یَهْدِمُ الْاِسْلَامَ قُلْتُ لَا قَالَ یَهْدِمُهٗ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْکِتَابِ وَحُکْمُ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّیْنَ

مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں لکھا ہے کہ دارمی نے ذکر کیا کہ زیاد حدیر کے بیٹے نے نقل کیا کہ مجھ کو عمرؓ نے کہا کہ بھلا تو جانتا ہے کہ کیا چیز ڈھاتی ہے مسلمانی کو میں نے کہا نہیں فرمایا ڈھاتا ہے مسلمانی کو پھسلنا عالم کا اور جھگڑا منافق کا قرآن سے اور حکم کرنا گمراہ کرنے والوں حاکموں کا۔

ف۔ یعنی عالم اور مولوی جو پھسلے اور غلطی میں پڑ جاوے تو ایک عالم اس کے پیچھے غلطی پر چل کر غلطی میں پڑ جاتا ہے اور دین اسلام میں خلل آتا ہے پھر جو شخص اس غلطی کو بوجہ تعصب کے نہ مٹا دے وہ گویا دین اور اسلام کے خلل کا روادار ہے اور ایسے ہی جو لوگ ظاہر میں کلمہ گو مسلمان ہیں اور باطن میں اسلام سے کام نہیں رکھتے جب قرآن کی بعضی آیتوں کو سند پکڑ کے لوگوں سے بحث کرنے لگتے ہیں تو عام لوگ بھی ان کو دیکھ کر خراب ہوتے ہیں سو دین اسلام میں خلل آ جاتا ہے اور اسی طرح جب حاکم امیر بادشاہ قاضی خود گمراہ ہو جاویں اور لوگوں کو حکم کریں تو ہزاروں خلقت خوف در جائیں اگر گمراہ ہو جاویں

سو دین میں خلل آجاتا ہے تو دیندار کو چاہیئے کہ ایسے عالموں اور امیروں اور جھوٹے مسلمانوں کی بات پر دھیان نہ کرے اور نہ مانے بلکہ رد کرے۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔

مشکوٰۃ کے کتاب الامارۃ والقضاء میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سننا اور حکم ماننا واجب ہے مرد مسلمان پر جب تک کہ اس کو گناہ کا حکم نہ ہو پھر جب گناہ کا حکم کہا گیا پھر نہ سننا ہے نہ حکم ماننا۔

ف یعنی حاکم اگر گناہ کو نہ کہے تو اس کا حکم اور اس کی بات سننا مسلمان پر فرض ہے اور اگر وہ گناہ کے کام کو کہے تو اس میں اس کا حکم ماننا حرام ہے مثلاً حدیث سے یہ تحقیق ہوگیا قبر پکی کرنا اور چراغ جلانا وغیرہ حرکات حرام ہیں پھر اس کے خلاف اگر کوئی حاکم اور مفتی یا مولوی مشائخ جائز رکھے یا کسی کتاب میں کسی کا قول و فعل لکھا ہو تو اس کو ماننا حرام ہے ایسے ہی اور مسئلوں کا حال ہے۔

أَخْرَجَ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔

مشکوٰۃ کے کتاب الامارۃ والقضاء میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نواسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تابعداری نہیں چاہیئے کسی مخلوق کی جس امر میں نافرمانی ہو خالق کی۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کے خلاف کوئی کہے اور کیسی ہی تقریر بنائے نہ مانئے بلکہ اگر تمام مخلوق دنیا کی کہے تو بھی خلاف قرآن کے نہ مانئے اور جس بات میں خدا کا امر ہو چکا اس کو کوئی منع کرے خیال میں نہ لایئے اور جو بات قرآن کی رو سے منع ہو چکی اس کو کوئی کرنے کو کہے نہ مانئے اور جو مانے وہ گویا خالق سے مخلوق کو بڑا جانتا ہے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ عُنُقِيْ صَلِيْبٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ الْوَثَنَ وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِيْ سُوْرَةِ الْبَرَاءَةِ اتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا أَحَلُّوْا لَهُمْ اسْتَحَلُّوْا وَإِذَا

عدی بن حاتم نے نقل کیا کہ میں آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور میرے گلے میں سونے کی صلیب تھی تو فرمایا کہ اے عدی پھینک دے اپنے پاس سے بت کو اور میں نے سنا حضرت کو کہ پڑھتے تھے یہ آیت سورۂ براءۃ میں اتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فرماتا ہے کہ ٹھیرایا ہے اپنے مولوی اور درویشوں کو رب اپنا اللہ سے ورے اور فرمایا حضرت نے کہ وہ لوگ پوجتے نہیں تھے ان کو لیکن حلال جانتے تھے وہ لوگ جو وہ حلال بتاتے تھے اور

حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ . حرام جانتے تھے جو چیز وہ حرام کہہ دیتے تھے۔

ف۔ یہودیوں نے اپنی دانست میں عیسیٰ پیغمبر کو سولی دیا سو اس سولی کی شکل نصاریٰ بنا کر تعظیم کرتے ہیں اور اس کو چلیپا کہتے ہیں اور سونے چاندی کی بنا کر گلے میں بطور تعویذ کے ڈالتے ہیں سو ایک صلیب سونے کی عدی کے گلے میں تھی سو حضرت نے اس کو بت فرمایا اور اس کے پھینکنے کا ارشاد فرمایا اور کلام اللہ کی آیت پڑھ کر اس کا مطلب بیان کیا کہ یہود و نصاریٰ اپنے مولویوں درویشوں سے جو کام حلال سنتے وہ کرنے لگتے اور حلال جانتے اور جو حرام سنتے وہ حرام جانتے اور اللہ کی کتاب توراۃ اور انجیل سے اس کو تحقیق نہ کرتے سو ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو گویا اپنا رب اور مالک ٹھیرالیا کہ ان کے حکم کو مانتے ہیں خواہ وہ کتاب اللہ سے موافق ہو خواہ مخالف سو یہ شرک ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیئے کہ یہود و نصاریٰ کی راہ رویہ اختیار نہ کرے اور اصل حاکم اور شارع اللہ ہی کو جانے اور قرآن کو مقدم رکھے جس کی تابعداری کا قرآن میں حکم ہو اسی تابعداری کرے اور کہا مانے اور قرآن کے خلاف کسی مولوی مشائخ کا کلام نہ مانے اللہ سب مسلمانوں کو بھی توفیق دے اور اپنی نیک راہ پر لگا دے اور یہ جو بات لوگوں میں رائج ہو گئی کہ اللہ و رسول کے کلام کو دریافت نہیں کرتے کوئی قصے بزرگوں کے دیکھتا ہے کوئی تواریخ میں مشغول ہے کوئی کام بزرگوں کے جیسے کر رہا ہے تو اس کا سبب یہ ہوا کہ ان لوگوں نے اپنے باپ دادے کو اسی رویہ پر دیکھا پھر ہوتے ہوتے یہ رسم پڑ گئی اور اس کی قباحت نظر سے چھپ گئی اس واسطے اس مقام پر رسوم کی قباحت بیان کرنا مناسب معلوم ہوا اور ایک فصل اس باب میں علیحدہ لکھی جاتی ہے۔

اَلْفَصْلُ السَّابِعُ

(فِیْ ذِکْرِ رَدِّ الرُّسُوْمِ)
(ساتویں فصل رسموں کے رد کے ذکر میں)

ف۔ جو چیز خواص و عوام اکثر لوگوں میں رائج ہوا اور وہ لوگ اس کو برا نہ سمجھیں اگرچہ اس کا کرنا ثواب یا نہ کرنا عذاب نہ جانیں مگر اس کے کرنے والے کو کوئی ان میں مطعون نہ کرے بلکہ نہ کرنے والا مطعون ہو اور لوگ اس پر تعجب کریں پھر خواہ وہ کام شرع کی رو سے جائز اور مباح ہو خواہ مکروہ اور حرام ہو اس بات کا کچھ اس میں لحاظ نہ ہو صرف زمانہ کے رواج کا لحاظ ہو ایسے کام کو رسم کہتے ہیں پھر ایسے کام اصل شرع کی رو سے اگرچہ جائز اور مباح ہوں مگر جب ان کاموں کو شرعی کاموں کی طرح لوگ کرنے لگیں اور کرنے والے کی تعریف اور مدح اور نہ کرنے والے کی ہجو اور مذمت ہونے لگے اور ایسے بعض کاموں میں ہوتے ہوتے آخر یہ نوبت پہونچی کہ مکروہ اور حرام بلکہ کفر اور شرک اس کام کے

ہونے لگے تو ایسے سب کام کبھی بدعت کبھی مکروہ کبھی حرام کبھی شرک کبھی کفر میں شمار ہو کر شرع کی
رو سے منع ہو جاتے ہیں رسم کی مثال یہ ہے کہ مثلاً قربانی کرنا دسویں اور گیارھویں اور بارھویں ان تینوں
تاریخوں میں ذی الحجہ کی شرع سے جائز ہے یہ اکثر لوگ جانور اسی روز اگرچہ گراں قیمت اور مشکل سے تلاش
لے اور دوست آشناؤں فقیروں اور محتاجوں کو اُس روز گوشت کی چنداں احتیاج نہیں ہوتی اور چنیلے
عید کی نماز میں دیر ہو حالانکہ دو روز تک اور بھی قربانی کا وقت ہے مگر اکثر لوگ صرف رسم و رواج
کے لحاظ سے مخصوص عید کے روز قربانی کرتے ہیں یا مثلاً جس روز کوئی مرجاوے اگرچہ اس روز غم و
الم سے فرصت نہ ہو اور محتاجی بھی ہو اور موسم برسات کا ہو اور گھر والوں میں کوئی بیمار بھی ہو اور پڑھنے
پڑھانے میں خلل آتا ہو یا سفر ضروری موقوف ہوتا ہو اور عبادت اطمینان سے نہ ہو سکے اور جماعت یا
جمعہ کی نماز فوت ہو اور کھانا برسات میں خراب ہوتا ہو اور نوبت سودی روپیہ لینے یا قرض یا بھینک
مانگنے کی پہونچے مگر موت کے دن یا تین دن تک یا ساتویں دن یا چالیسویں دن یا چھ ماہی یا برسی کے
روز ضرور ہی اس مردے کے سبب کھانا پکے اور بانٹا جاوے حالانکہ اور روز بھی کھانا پکا کر مردے کی
طرف سے خیرات کرنا جائز اور مباح ہے مگر لوگ صرف رسم و رواج کے سبب انہی دنوں میں کرتے
ہیں اور نہ کریں تو مطعون ہوں یا مثلاً جب عورت کا شوہر مرجاوے باوجودیکہ اس کو مرد کی خواہش ہو اور
بے وارثی کے سبب محتاجگی ہو اور کوئی باہر کے کام کرنے والا اس کا نہ ہو اور اکیلی گھر میں اداس بیٹھی رہے
اور شرع کی رو سے دوسرا نکاح جائز بھی جانتی ہو مگر وہ صرف رسم و رواج کے سبب اور خاوند نہ کرے گی
تو لوگ اس کو اچھا کہیں گے اور کرے تو اس پر طعن کریں یا مثلاً نکاح اور ختنہ اور بسم اللہ وغیرہ میں باوجود
فقیری اور محتاجی کے اگرچہ سودی قرض لینا یا بھینک مانگنا پڑے مگر چھوٹی معمولی اور برادری کا کھانا اور کپڑے
وغیرہ رسمیں خاندانی بلکہ اور خرافاتیں ناچ راگ رنگ ضروری ہوں اگرچہ وہ لوگ ان رسموں کو فرض و واجب
سنت مستحب نہ جانیں مگر رسم و رواج کے سبب کرتے ہیں نہ کریں تو مطعون ہوں اور کریں تو تعریف ہو
سو ایسی باتوں کی جو رسم ٹھیر گئی ہیں اس فصل میں رد ہے تو اب معلوم کیا چاہئے کہ بعضے اگلے نیک لوگوں نے
بعضے مباح کام اس وقت میں کچھ مصلحت سمجھ کر کسی فائدے کے واسطے کرنے تجویز کئے پھر لوگ اس
فائدہ کے سبب ان کاموں کو کرنے لگے پھر ہوتے ہوتے خواص و عوام میں وہ کام رائج اور جاری ہو گئے
اور عوام کے نزدیک اس فائدہ کا لحاظ نہ رہا اور وہ کام باقی رہے اور بسبب رواج کے رسم پڑ گئی اسکے
کرنے والے کی تعریف اور نہ کرنے والے کی مذمت ہونے لگی پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ اگر کوئی شخص
اس سے کوئی طریقہ اسی کام میں زیادہ فائدہ کا نکالے تو اس کو کوئی نہ مانے مثلاً اگلے عقلمندوں نے مردوں

کو ثواب پہنچانے کے واسطے کھانا پکا کر خیرات کرنا مقرر کیا تھا اور بموجب مسئلہ کے صدقہ خیرات رشتہ
مند محتاجوں کو پہلے دینا چاہیئے وہ لوگ رشتہ مند محتاجوں کو وہ خیرات کا کھانا اوّل دیا کرتے تھے یہ
ہوتے ہوتے اب یہ نوبت پہنچی کہ اُس کھانے میں اب خیرات اور ثواب کا لحاظ مطلق نہ رہا لوگ صرف
رسم و رواج کے سبب کھانا پکا کر رشتہ مندوں میں حصّے مقرر کر کے تقسیم کرتے ہیں اور وہ رشتہ دار
اگرچہ غنی دولتمند ہوں مگر کھانے کا حصّہ نہ پہونچے تو شکوہ کریں پھر اگر کوئی خیرات صدقہ کا نام لے تو بعضے
دولت والے رشتہ مند قبول نہ کریں اور وہ کھانا نہ لیں تو اب یہ رسم ٹھہر گئی خیرات صدقہ نہ رہا پھر اب
اگر کوئی نقد یا کپڑا خیرات کرکے اور طرح سے مُردوں کو ثواب پہنچادیں اور رسم کے طور پر کھانا نہ
کرے تو ضرور مطعون ہو جائے اسی طرح کھانے پر فاتحہ پڑھنا اور شادی و غمی وغیرہ سب امور میں
رسمیں رائج ہو گئیں کہ وہی بات اگر اور طرح پر ہو تو لوگ نہ مانیں اور تعجب کریں بلکہ برا کہیں اور اگرچہ
برا ہی کام ہو مگر جب رسم ہو گیا پھر نہ کوئی تعجب کرتا ہے نہ انکار رکھتا ہے مثلاً اگر کوئی فرنگی یا چمار یا بھنگی
کے گھر کا کھانا کھالے یا پانی پی لے تو مطعون ہو اور ہندوؤں کے گھر کا کھانا پانی کوئی برا نہیں سمجھتا سبب
یہ ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی مسلمان کانہا
کنھیا کا جنم کرے تو مطعون ہو اور مسلمان کہلاتے ہیں اور دوالی ہولی اپنے گھر کرتے ہیں کوئی برا نہیں
سمجھتا سبب یہ ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر
کوئی اپنے لڑکے کو جنبو پہنا دے تو مطعون ہو اور لڑکوں کی چوٹیاں رکھتے اور بدھیاں پہناتے ہیں
کوئی برا نہیں سمجھتا سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک
ہیں یا اگر کوئی حضرت عیسیٰؑ کے تولّد کے بڑے دن کی محفل کرے تو مطعون ہو اور مولود شریف کی محفلیں
کرتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں
دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی خچر گدھے پر چڑھے تو مطعون ہو اور چھوٹے ٹٹو پر سوار ہو کوئی برا نہ سمجھے
سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی
کسی مرد کے لئے ایک عورت کسی علیحدہ مکان میں بلا وے تو بھڑوا ٹھہرے اور مطعون ہو اور یہ جو لوگ
ہزاروں مردوں کے واسطے طائفے کے طائفے ایک مکان میں جمع کر دیتے ہیں ان کی کوئی برائی
نہیں سمجھتا سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں
یا اگر کوئی عورت زنا کروانے کے واسطے مرد نوکر رکھے تو تعجب آوے اور وہ مطعون ہو اور اگر کوئی
مرد کسی کو زنا کے لئے نوکر رکھے تو کوئی ویسا برا نہ سمجھے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی

اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی عورت اپنا سر منڈوالے تو لعنت کریں اور وہ ملعون ہو اور مرد
داڑھی منڈوائے تو اتنا تعجب نہ آوے اور کوئی اس قدر برا سمجھے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں
اس کی رسم پڑ گئی ہے اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر عورت گھوڑے پر سوار ہو ہتھیار باندھے
تو ایک انگشت نما اور ملعون ہو اور مرد جو مہندی مسی لگا دے سرخ کپڑے انگوٹھی چھلے پہنے تو کوئی
برا نہ سمجھے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک
ہیں یا اگر کوئی سور یا کتا یا گدھا کھاوے تو ملعون ہو اور لوگ شراب اور سود اور رشوت کھاتے
ہیں کوئی برا نہیں سمجھتا سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں
ایک ہیں یا اگر مسلمان آپ کو پنڈت اور دیوتا یا مصر کہلا دے تو ملعون ہو اور ٹھاکر اور کنور کہلاتے
ہیں کوئی برا نہ سمجھے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک
ہیں یا اگر کوئی آدمی چرکین سے گھر لیپے تو ملعون ہو اور جانوروں کے چرکین سے مکان لیپتے ہیں بلکہ
روٹی پکاتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑ گئی اور
حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی شخص بند کوٹھری میں سوتا ہو اور کوئی اس چھت کی کوٹھری
پر بیٹھ کر اس کو راگ سنا دے اور اس سے عرض معروض کرے اور جانے کہ وہ سوتا ہے اور سنتا ہے
تو لوگ احمق بتاویں اور ملعون کریں اور مردوں کی قبروں پر گاتے ہیں اور مردوں سے عرض معروض
کرتے ہیں کوئی برا نہیں سمجھتا ہے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں
دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی کسی کو مسجد بیت المقدس یا قرآن کہے تو ملعون ہو اور کعبہ قبلہ کہتے ہیں اور برا
نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا
اگر کوئی سلام کی جگہ عبادت یا پوجا کہے تو تعجب آوے اور ملعون ہو اور بندگی کہتے ہیں اور برا نہیں
سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی لکڑی
یا کپڑے پر فاتحہ دلا دے تو ملعون ہو اور کھانے پر فاتحہ دلاتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ
اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی غیر آدمی کسی کے گھر
میں چلا آوے اور پردہ نشین عورت سامنے ہو تو ملعون ہو اور دیور اور جیٹھ اور خاوند کے بھانجے
بھتیجے جوان گھروں میں بے پردہ جاتے ہیں اور عورتیں ان کے سامنے ہوتی ہیں اور کوئی برا نہیں سمجھتا
سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی فرنگی کو
اپنی بیٹی دے تو ملعون ہو اور رافضیوں کو بیٹیاں دیتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا

رواج نہیں اس کی رسم پڑگئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی کسی انگریزی کی نوکری کرے تو مطعون
ہو اور ہندؤں کی نوکری کرتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم
پڑگئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا بعضے ملکوں میں اگر کوئی ہندوں کی نوکری کرے تو مطعون ہو اور
نصاریٰ کی نوکری کرتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑگئی اور
حقیقت میں دونوں ایک ہیں اگر کوئی نجوم و انگریزی پڑھے تو مطعون ہو اور ریاضی منطق ہیئت پڑھتے ہیں
اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑگئی اور حقیقت میں دونوں ایک
ہیں غرضیکہ اسی طرح کی ہزاروں رسموں میں لوگ گرفتار ہیں اور بسبب رواج کے اس کی برائی خیال
میں نہیں آتی اور اگر کوئی سمجھائے تو اب لوگ وہی جواب دیتے ہیں جو اگلے کافر کہتے تھے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ بقرہ میں اور جو ان کو کہیے چلو اس پر جو نازل کیا اللہ نے کہیں نہیں ہم چلیں گے اس پر جس پر دیکھی اپنے باپ دادوں کو اور بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہوں اور نہ راہ کی خبر۔

ف۔ جب کافروں کو پیغمبر خدا صلعم سمجھاتے تھے کہ شرک و بدعت کی رسمیں جو تم میں رائج ہیں چھوڑ دو اور اللہ
نے جو قرآن اتارا ہے اس پر چلو تو وہ کہتے کہ اگر ہم اس قرآن کے موافق چلیں تو باپ دادوں کی راہ چھوٹتی سو
ہم اس پر نہیں چلیں گے بلکہ ان رسموں پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادوں کو ہم نے دیکھا اگر یہ راہ رسم بری
ہوتی تو ہمارے باپ دادے کیوں اس پر چلتے سو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ عجب احمق لوگ
ہیں اگر ان کے باپ دادے مطلق بے عقل اور محض بے شعور اور بے وقوف ہوں اور ان کو نیک راہ کی
کچھ خبر بھی نہ ہو یعنی ان میں اگر اپنی عقل بھی نہ ہو اور کتاب کا علم بھی نہ ہو تو بھی یہ لوگ کیا انہیں احمق جاہل
باپ دادوں کی راہ و رسم پر چلیں گے آخر بے عقلی بے علمی کے کاموں میں باپ دادے کی راہ نہ چلیں گے
مثلاً کسی بزرگ نے ایک بار کپڑے کی سوداگری کی اور اس میں نقصان پڑا تو وہ راہ اس کی اولاد نہ
اختیار کرے گی یا کسی کا باپ بے دریافت کئے راہ چلا تو بہک گیا تو اس کا بیٹا وہ راہ نہ چلے گا تو جس مقام
پر دنیا کا نقصان ہو اس مقام پر آدمی باپ دادی کی رہ چھوڑ دے تو دین کے نقصان میں تو چاہئے اور زیادہ اس کو چھوڑ دے
عجب مسلمان ہیں کہ خدا اور رسول کی راہ و رسم کو چھوڑ کر باپ دادے کی رسم کو مقدم کرتے ہیں اگرچہ باپ
دادے کی رسم بے عقلی اور گمراہی کی ہو مگر کبھی نہ چھوڑیں اور اس کے مقابلہ میں اللہ اور رسول کی راہ کو
کہ دنیا اور دین دونوں جہان کے فائدے کی معقول ہدایت کی ہو لیکن نہ اختیار کریں اور پھر دعویٰ مسلمانی کا

کئے جاتے ہیں۔ اور یہاں تک نوبت پہنچا دی کہ اگر باپ دادے کچھ عقلمندی کی بات کچھ فائدہ سوچ کر کر گئے
اب اس میں وہ فائدہ نہ رہا تو بھی اس کام کو کئے جاتے ہیں مثلاً باپ کسی کا مرید ہوا تو بیٹا بھی اسی خاندان
میں مرید ہوگا اگرچہ باپ کا پیر اچھا اور نیک خدا آگاہ اور عارف باللہ تھا اور اس کی اولاد بد رنگ
ہو گئی مگر اسی خاندان کا مرید ہوگا یا مثلاً باپ دادے سے اتفاقی ایک بار کوئی کام بیہوشی میں ہو گیا تو
اولاد اس کام کو اپنے اوپر واجب جان کر کرتی ہے چنانچہ ایک بزرگ دریا سے پانی کا گھڑا بھر کے اپنے
گھر کو جاتے تھے اتفاقاً بسنت کا روز تھا راستے میں ان بزرگ کو ہندو گاتے بجاتے ملے ان بزرگ
کو ان کی گمراہی کا دیکھ کر شاید خدا کا خوف اور قیامت یاد آگئی تو ان کو حال آیا اور بے خود ہو کر مستی کی
حالت میں گھر تک آئے اب ان کی اولاد نے یہ رسم ٹھیرالی کہ بسنت کے روز بہت سے مریدوں کو
ساتھ لیکر دریا سے پانی کا گھڑا بھر کر سر پر رکھ کر اپنے گھر تک ناچتے چلے آتے ہیں اور کوئی منع کرے تو
باپ دادے کی سند لاتے ہیں پھر بعضوں میں یہاں تک جہالت کی نوبت پہنچی کہ لڑکیوں کو قرآن اور مسائل
نہیں سکھاتے کہ ہمارے بزرگوں سے یونہی چلا آتا ہے کہ عورتوں کو کچھ پڑھاتے نہیں یہ بات بعینہٖ ہندوؤں
کی ہے کہ ان کے ہاں عورتوں کو مسائل پڑھنا منع ہے اور بعضے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کسی
کو پیر بنانا راست نہیں پڑتا سبحان اللہ بھٹے منہ پھر دعویٰ مسلمانی کا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ
کافروں کی طرح باپ دادے کی رسوم کو سند نہ پکڑے جو حکم خدا کا ہو اس پر چلے اور باپ دادے کی
اگر نیک راہ قرآن و حدیث کے موافق ہو تو وہ اس پر اللہ و رسول کی راہ سمجھ کر چلے نہ باپ دادے کی
رسوم کو اختیار کرنا۔ غرضکہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ باپ دادے کی رسم کو اختیار کرنا اور قرآن و حدیث
کے مقابلہ میں سند پکڑنا کفر کی بات ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اگلے کافروں کو الزام دیا۔

قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ زخرف میں کہ اور اسی طرح بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے ڈر سنانے والا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے وہاں کے آسودہ لوگ ہم نے پائے باپ دادے ایک راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر چلتے ہیں وہ بولا اور جو میں لاؤں تم کو اس سے زیادہ سوجھ کی راہ جس پر تم نے پائے اپنے باپ دادے تو بھی کہنے لگے ہم کو تمہارے ہاتھ بھیجا نہ ماننا پھر ہم نے ان سے بدلا لیا سو دیکھا آخر کیسا ہوا جھٹلانے والوں کا۔

ف۔ یعنی اللہ کی طرف سے جتنے پیغمبر آئے سب سے یہی معاملہ ہوا کہ آسودہ لوگ کہنے لگے کہ ہم

راہ پر ہم نے اپنے باپ دادے کو دیکھا اُسی راہ اور انھی کے قدم بقدم چلیں گے پھر وہ پیغمبر جب اُن
سے ..... یوں کہتے کہ بھلا اگر تمہارے باپ دادے کی راہ سے زیادہ سوجھ کی راہ اور بہتر طریقہ
ہم تم کو بتادیں تو بھی کیا تم باپ دادے ہی کی راہ پر چلو گے تب ان کو کچھ ... جواب نہ بنتا تو عاجز
ہو کر آخر کو کہتے کہ جو علم اور کتاب تمہاری معرفت اللہ نے بھیجا سو اُس کے ہم منکر ہیں وہ ہم نہ مانیں گے
اگرچہ ہمارے باپ دادے کی راہ سے بہتر ہو یہانتک ان کافروں کی جہالت اور شرارت ہو گئی
تب اللہ تعالیٰ نے اس شرارت کا ان سے بدلہ لیا پھر کسی کافروں کی قوم پر پتھر برسائے اور کسی پر
آگ برسی اور ہوا سے ہلاک ہوا اور کوئی زمین میں دھنس گیا اور کسی قوم کو دریا میں ڈبو دیا اور کسی کو
زمین نے ہلاک کر دیا سو دیکھو جن لوگوں نے ہمارا حکم جھٹلایا اور اپنے باپ دادے کی رسم اور راہ
مقدم کی اُس کا انجام کیسا ہوا کہ وہ تو اپنے باپ دادوں کی رسم قائم رکھا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے اسکے
بدلہ انھیں کو نیست و نابود کر دیا پھر کسی کا پتہ بھی نہ لگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر پیغمبر کی امت کے
لوگ اسی طرح کہتے چلے آئے ہیں اور اپنے باپ دادے کی رسوم کو چھوڑنا ان کو از بس دشوار و ناگوار
تھا تو مسلمان کو چاہیے کہ باپ دادے کی رسوم کو اٹھا دیں اور اپنے پیغمبر کے فرمودے موافق خدا کے
حکم پر عمل کریں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ آسودہ کھاتے پیتے ہوتے ہیں وہی اکثر باپ دادے کے
رسومات کو سند پکڑتے ہیں اور انھیں کو رسومات کا چھوڑنا بہت مشکل اور گراں ہوتا ہے اور بیچارے
خوار محتاج آدمی خدا اور رسول کی بات جلدی مان لیتے ہیں تو آسودہ مسلمانوں کو مقدم چاہیے کہ پہلے آپ رسوم
کو ترک کریں اور لوگوں کو ترغیب دیں کہ باپ دادے کی رسوم کو چھوڑ دیں پھر محتاج لوگ خود بخود دیکھا
دیکھی زدنی چھوڑ دیں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آدمی باپ دادے کی رسومات میں گرفتار ہوتا ہے
اور باپ دادا کی راہ پر اڑ جاتا ہے تو کسی کا سمجھانا اُس کے خیال میں نہیں آتا اور معقول بات بھی نہیں مانتا
تو غضب الہی اُس پر نازل ہوتا ہے پھر اس کا نام و نشان باقی نہیں رہتا تو مسلمان کو چاہیے کہ خدا کے غضب
سے ڈرے اور باپ دادے کی رسم پر اڑا نہ رہے اور سب کو ترک کرے اور اللہ و رسول کی راہ کو چھوڑ کر
شیطان کی باتوں کے پیچھے نہ لگے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ
مَّرِيْدٍ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ
وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ حج میں کہ اور بعضا شخص ہے
جو جھگڑتا ہے اللہ کی راہ میں بے خبر اور ساتھ پکڑتا ہے ہر شیطان
بے حکم کا جس کی قسمت میں لکھا ہے کہ جو کوئی اُس کا دوست ہو وہ
اس کو بہکا دے اور لیجا دے عذاب میں دوزخ کے۔

ف۔ یعنی بعضے آدمی ایسے بھی ہیں کہ اللہ کا حکم سن کر اس میں گفتگو اور چون وچرا کرتے ہیں اور حجت و تکرار اٹھاتے ہیں حالانکہ ان کو اپنی بات کی خبر نہیں کہ ہم کہاں سے کہتے ہیں اور کیا کہتے ہیں سو وہ لوگ شیطان کا ساتھ پکڑ رہے ہیں کہ شیطان کی سکھائی ہوئی رسموں اور باتوں کو سند پکڑ رہے ہیں سو ان کا انجام دنیا میں گمراہی اور مرنے کے بعد دوزخ ہے اس واسطے کہ یہ لوگ شیطان کی سکھائی بات پر چلتے ہیں تو شیطان کے دوست ہیں اور شیطان کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ جو شخص اس کی دوستی اختیار کرے اس کو یہ بہکاوے اور گمراہ کردے اور دوزخ میں پہنچاوے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں جو بعضے لوگ چون وچرا کرتے ہیں اور شیطان کی سکھائی ہوئی رسموں کو دلیل ٹھیراتے ہیں سو شیطان کے دوست ہیں اور شیطان کے بہکائے ہوئے ہیں کہ انجام اس کا دوزخ ہے ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ باپ دادے کی رسم کو اختیار کرنا باوجود مخالفت قرآن وحدیث کے ترک نہ کرنا کفر کی رسم ہے کہ اسی بات پر اللہ تعالیٰ نے کافروں کو الزام دیا اور گمراہ فرمایا اور انجام ان کا دوزخ فرمایا تو مسلمان کو چاہیے کہ بالکل رسم ورسوم کو اٹھا دیں اور کافروں کی سی راہ اختیار نہ کریں اور برادری کے لوگوں کے برا ماننے اور طعن کرنے کا لحاظ نہ کریں کہ اللہ ورسول کی طرف سے شاباشی ملے گی اور اگر برادری چھوٹے گی تو اللہ ورسول کا ساتھ ہوگا ہرچند رسمیں بہت سے لوگوں میں رائج ہیں مگر سب کا حال بیان کرنا مفصل خصوصاً اس چھوٹی سی کتاب میں مشکل اور دشوار ہے مگر چند رسموں کی قباحت بیان کرنا ضرور ہوا کہ وہ رسمیں اکثر خواص لوگوں میں بھی رائج ہیں اور ان کا چھوٹنا خواص وعوام سے مشکل اور دشوار ہے سو وہ سات چیزیں ہیں۔ اوّل راگ باجا سننا، دوسرے اپنے نسب پر فخر کرنا، تیسرے آپس میں ایک دوسرے کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا۔ چوتھے مہر بہت بڑا باندھنا اور شادیوں میں بیجا خرچ کرنا۔ پانچویں بیوہ عورت کا دوسرا نکاح نہ کرنا۔ چھٹے مصیبت میں چلانا اور زیادہ سوگ میں بیٹھنا۔ ساتویں زینت بہت سی کرنی۔

رسم پہلی سماع الغناء والمعازف ہے یعنی راگ باجا سننا۔ اب سننا چاہیے کہ راگ سننا اس زمانہ میں اکثر رائج ہو گیا کہ شادیوں میں اور عرسوں میں اور محفلوں اور مجلسوں میں تنخواہ مقرر کرتے ہیں پھر بعضے جاہل کہتے ہیں کہ اس کے بغیر شادی میں کچھ لطف ہی نہیں اور جس شادی میں راگ باجا نہ ہو اور شادی موافق سنت کے ہو تو بعضے مردود کہتے ہیں کہ یہ گویا غمی کی محفل ہے یہاں چنے لاکر اس پر کلمہ پڑھو تو اس سنت پر طعن کیا اور اپنے ایمان کا لحاظ نہ کیا کہ وہ جاتا رہا اور بعضے شخص اس راگ کو عبادت سمجھنے لگے اور بزرگوں کی قبروں پر گانے بجانے ناچنے لگے اور حالانکہ قرآن وحدیث سے راگ باجے کی

برائی اور گانے ناچنے والے کی برائی مذمت ثابت ہے

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ لقمان میں کہ اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے کہ بچلا دیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھیرا دیں اس کو ہنسی وہ جو ہیں ان کو ذلت کی مار ہے۔

ف۔ کھیل کی بات یہاں فرمایا راگ کو کہ بعضے نا سمجھ آدمی اس پر پیسہ خرچتے ہیں اور قوالوں اور سرودیوں اور بھڑووں بھانڈ بھگتیوں رنڈیوں کو روپے دیتے ہیں سو اس راگ کے سبب سننے والے بھی اللہ کی راہ کے کام سے بچل جاتے ہیں کہ کسی کی نماز جاتی رہتی ہے اور کسی کو وقت تنگ ہوتا ہے اور کسی کا دل عین نماز میں اس راگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کسی کو زنا یاد آتا ہے اور کوئی اس میں بے خود اور بے ہوش ہو جاتا ہے اور کوئی اچھلنے کودنے لگتا ہے اور آپ پر لوگوں کو ہنساتا ہے اور وہ پیسہ جو اللہ کی راہ میں خرچنا تھا مفت برباد جاتا ہے پھر ہوتے ہوتے اسکے نزدیک شریعت کی بات ہنسی ٹھہر جاتی ہے اور وہ گانے بجانے والے بھی اللہ کی راہ سے بچل جاتے ہیں کہ نماز روزے دین کے امور کے مسائل نہیں سیکھتے ابتدا سے راگ تال سُر راگنیاں دریافت کرتے ہیں اور راگ کے شغل میں نماز روزے سے بھی باز رہتے ہیں پھر اس میں جو پیسا پاتے ہیں وہ بھی بُرے کاموں میں اڑاتے ہیں اور مسائل دینی کو کھیل سمجھتے ہیں سو فرمایا کہ ایسے لوگوں کو ذلت کا عذاب ہوگا۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ اسریٰ میں کہ اور گھبرا لے ان میں سے جس کو گھبرا سکے اپنی آواز سے اور پکار لا ان پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر ان سے مال میں اور اولاد میں اور وعدے دے ان کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر دغابازی۔

ف: یعنی جب شیطان اللہ کی درگاہ سے رانda گیا تب اس نے دعا مانگی مجھکو قیامت تک زندہ رکھ تو میں لوگوں کو بہکاؤں تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اور فرمایا جو شخص تیری تابعداری کرے اس کا اور تیرا دونوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اب جس آدمی پر تیرا مقدور چلے اس کو اپنی آواز یعنی راگ سُنا کر اور راگ کا مزہ اس کے دل میں ڈال کر اور اپنے سوار و پیادے جیسے جن و پری

دہرے لوگ ناچنے گانے والی رنڈیاں اور بھانڈ بھگتیے قوال، سرود یئے کتھک ڈفالی بیگانی عورتیں
امرد اور جن کے سبب سے آدمی برائی کی طرف متوجہ ہو وہ ان پر جمع کر دے کہ لوگ ان کی طرف متوجہ
ہو کر برے کام میں لگ جاویں اور مال میں لوگوں سے ساجھا کرے کہ تیری راہ پر بھی مال خرچیں کہ تیرے
ان سوار و پیادوں کو دیویں کہ کبھی شیخ سدو اور کبھی زین خاں اور کبھی سرور اور کبھی بالے میاں اور کبھی
بی بی اوتاولی اور لعل پری کے نام کی نیاز ٹھیرا دیں اور کبھی ظاہر میں بعض بزرگوں کا نام ٹھیرا کر حقیقت
میں تیرے واسطے نذر ہد کر مال خرچیں اور ان کی اولاد میں بھی اپنا ساجھا کر لے اللہ کی بخشی ہوئی اولاد
کو تیری طرف نسبت کریں اور تیرے کام میں لگا دیں کہ کوئی بھوانی بخش اور کوئی گنگا بخش نام رکھے
اور کوئی مدار بخش سالار بخش ٹھیرا وے پھر اس اولاد کو کوئی گانا بجانا سکھاوے اور کوئی ناچنا نقالیں
تعلیم کرے اور کوئی شراب بنانا بتاوے پھر ان لوگوں کو ترغیب کر اور وعدے دے کہ ایسا کرو گے تو
ایسا ہوگا اور یوں کرنے گے تو یوں ہوگا راگ سنو گے تو شوق الٰہی اور سرور قلبی ہوگا اور اچھی صورت دیکھو گے
تو قدرت خدا یاد آوے گی اور فلانی جگہ مال خرچو گے تو نام زیادہ ہوگا اور فلانے کی نیاز چٹکی نکالو گے
تو مال میں برکت ہوگی اور اولاد کو فلانا فلانا کسب سکھاؤ گے تو کمائی خوب ہوگی اور فلانے کی طرف نسبت
کرو گے تو اولاد کی عمر زیادہ ہوگی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب شیطان کے وعدے دغابازی کے ہیں
ان کاموں سے یہ باتیں جو شیطان سکھاتا ہے نہیں ہوتیں جو اللہ و رسول کی راہ موافق آدمی کام کرے تو البتہ
ہوتے ہیں غرضکہ راگ باجا شیطان کی آواز ہے اور گانے ناچنے والے جو لوگ راگ کی ترغیب دیں یہ
شیطان کے سوار و پیادے ہیں کہ نیکی کی راہ مارتے ہیں اور جو لوگ اس میں اپنا مال خرچتے ہیں وہ مال
شیطان کا حصہ ٹھیر جاتا ہے اور اپنی اولاد کو ایسے کام میں مشغول کرتے ہیں وہ اولاد شیطان کے حصہ میں
پڑ جاتی ہے پھر باجا راگ سننے والوں کو جو یہ خیال آتا ہے کہ اس سے شوق الٰہی زیادہ ہوتا ہے اور بزرگوں
کی روح خوش ہوتی ہے اور اس سے نام آوری ہوتی ہے سو یہ شیطان کا خیال ڈالا ہوا ہے دھوکے
کا ہے کہ اس کا انجام افسوس ہے۔

اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ۔

مشکوٰۃ کے باب البیان والشعر میں لکھا ہے کہ بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راگ اگاتا ہے نفاق دل میں جیسے اگاتا ہے پانی کھیتی

ف۔ نفاق اس کو کہتے ہیں کہ آدمی ظاہر میں دکھاوے مسلمانی کا کرے روزہ نماز بجالاوے اور دل میں

اس کو خدا اور رسول سے کچھ کام نہ ہو سو یہ فرمایا کہ جیسی کھیتی پانی دینے سے جمتی اور زیادہ ہوتی ہے ویسے ہی راگ سننے سے نفاق دل میں پیدا اور زیادہ ہوتا ہے جو سچا مسلمان ہو اس کو راگ سننے سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور جس کے دل میں کچھ بھی نفاق ہو تو وہ زیادہ ہو پھر شوق الٰہی پیدا ہونے کا یا زیادہ ہونے کا تو کیا امکان ہے اور جو شخص یہ دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے جس کو پیغمبر نفاق فرما دے اس کو شوق الٰہی کہاں سے آوے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي طَرِيْقٍ فَسَمِعَ مِزْمَارًا فَوَضَعَ اِصْبَعَيْهِ فِي اُذُنَيْهِ وَنَاءَ عَنِ الطَّرِيْقِ اِلَى الْجَانِبِ الْاُخْرٰى ثُمَّ قَالَ لِي بَعْدَ اَنْ بَعُدَ يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قُلْتُ لَا فَرَفَعَ اِصْبَعَيْهِ مِنْ اُذُنَيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ يَرَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ قَالَ نَافِعٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَكُنْتُ اِذْ ذَاكَ صَغِيْرًا۔

مشکوٰۃ کے باب البیان والشعر میں لکھا ہے کہ امام احمد اور ابو داؤد نے ذکر کیا کہ نافع رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ایک راہ میں سو سُنا انہوں نے ایک باجا تو ڈالیں اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں اور چلے گئے اس راہ سے دوسری طرف کو اور جب دور نکل گئے تو مجھے کہا اے نافع بھلا تو کچھ سنتا ہے میں نے کہا نہ، تب اٹھائیں دونوں انگلیاں دونوں کانوں سے اور کہا میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو سنی انہوں نے آواز بانسلی کی تو ایسا کیا جیسا میں نے کیا نافع نے کہا میں اس وقت میں لڑکا تھا۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابوں کا یہی عمل تھا کہ باجا سننے سے اس قدر پرہیز کرتے تھے کہ راہ چلتے میں بھی اگر کہیں سے باجے کی آواز کان میں پڑ جاتی تو اپنے کان بند کر لیتے تھے پھر معاذ اللہ باجا سننا یا راگ کی محفل اپنے گھر کرنا یا راگ کی محفل میں جانا اور اس میں شریک ہونا اور اس کو موجب شوق الٰہی کا سمجھنا تو کیا امکان تھا۔

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوْبَةَ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کی شراب اور جوا اور کوبہ اور فرمایا کہ جو چیز نشہ کرے حرام ہے۔

ف۔ کوبہ اس باجہ کو کہتے ہیں کہ جو دونوں طرف منڈھا ہوتا ہے جیسے ڈھول ڈھولک اور ڈورو یعنی مردنگ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے شراب اور نشہ کی چیز جیسے بھنگ بوزہ ٹھرہ تاڑی سیندھی حرام ہے ویسے ہی ڈھولک کی قسم کے باجے بجانا اور سننا بھی حرام ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ مِنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ وَاَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ۔

مشکوٰۃ کے باب الخمر میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابو امامہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کیا مجھ کو سارے عالموں پر رحمت کے سبب اور ہدایت کے واسطے سارے عالموں کے اور حکم کیا مجھ کو میرے رب عزوجل نے تار کے باجوں اور نے کے باجوں کے دفع کرنے کا اور بتوں اور صلیب کے دفع کرنے کا اور نادانی کے کاموں کے دفع کرنے کا.

ف. یعنی اللہ تعالیٰ کی جب رحمت کاملہ ساری مخلوق کی طرف متوجہ ہوئی اور منظور ہوا کہ لوگوں کو ہدایت ہو اور برے کاموں سے باز رہیں تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نبی کیا اور مجھ کو حکم کیا کہ جو باجے تاروں سے بنتے ہیں جیسے ستار اور طنبورہ اور سرود اور سارنگی اور چکارا اور بین اور رباب وغیرہ ان سب کو دفع کروں اور جو باجے کہ نے کی قسم سے ہوتے ہیں جیسے بانسلی اور الغوزہ اور شہنائی اور سرنائی اور قرنائی اور ترئی وغیرہ ان سب کو دفع کروں اور بتوں کو دفع کروں اور چلیپا کو دفع کروں اور کفر کی رسمیں جو لوگوں میں رائج اور جاری ہیں ان کو دفع کروں. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے حضرت کو بتوں کی اور چلیپا اور ایام جہالت کی رسموں کے مٹانے کا حکم کیا تھا ویسا ہی باجوں کے دفع کرنے اور مٹانے کا حکم تھا کہ لوگوں کو باجے کی چیزیں بنانے اور بیچنے اور رکھنے اور بجانے اور سننے سے منع کریں اور جو خوشی سے نہ مانیں تو توڑ ڈالیں کہ ایسی چیزوں کا دفع کرنا موجب رحمت الٰہی کا اور موجود ہونا باعث غضب الٰہی کا ہے اور فی الحقیقت جس کام کے مٹانے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول آوے وہ کام البتہ غضب الٰہی کا موجب ہوگا پھر اس میں شوق الٰہی کا پیدا ہونا تو کیا امکان ہے.

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ عَامِرٍ وَاَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَکُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّوْنَ الْخَزَّ وَالْحَرِیْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ.

مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابی عامر اور ابی مالک اشعری نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے مقرر البتہ ہوں گے میری امت میں کوئی قوم ایسی کہ حلال کر لیں گے خز اور دریائی اور شراب اور باجے.

ف. حضرت کا فرمانا سچ ہوا اور ظہور میں آیا کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ آپ کو حضرت کی امت میں کہتے ہیں مگر ریشمیں کپڑے اور باجا سننا اور بجانا بطور حلال کے استعمال کرتے ہیں پھر بعضے جاہل حلال بھی جانتے ہیں پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ نوبت اور نقارے اور تاشے اور مرفے اور دائرہ اور رباب اور ڈھولک اور مجیرے اور جھانجھیں اور ستار اور طنبورہ اور سارنگی اور طبلہ اور بین اور رباب

اور چنگ اور ارغنون اور چکارا اور بچنگ اور بانسلی اور شہنائی اور ترئی اور قرنائی وغیرہ باجے دھڑک بجواتے اور بجاتے اور گلاتے گواتے اور سنتے اور سنواتے ہیں اور کوئی محفل راگ باجے سے خالی نہیں نکاح اور ختنہ اور دعوت اور عرس کی محفل میں تو راگ باجے ناچ کو مر دود واجبات سے جانتے ہیں اور بعض جاہل پیرزادے اور صورت کے مشائخ راگ سننا عبادت جانتے ہیں اور راگ کی محفل میں شوق شوق سے جاتے ہیں اور لوگوں کو بلاتے ہیں پھر زندے تو در کنار یہانتک نوبت پہنچی کہ مردوں کو بھی راگ سناتے ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہوچکا کہ راگ باجا شیطانی کام ہے سو وہی شیطان کبھی ان لوگوں کے خیالات میں تصرف کرتا ہے اور ذوق شوق دلاتا ہے یہ نادان اس کو انوار الٰہی تصور کرتے ہیں اور اس حال کو کمال جانتے ہیں سبحان اللہ شیطانی کام میں انوار الٰہی کا کیا ذکر چیل کے گھونسلے میں گوشت کی دھرور اگر انوار الٰہی ہوتے تو نماز اور تلاوت قرآن اور سماعت حدیث میں طاری ہوتے شیطانی کام سے انوار الٰہی سے کیا علاقہ اور جس نکاح و ختنہ میں ایسے باجے راگ ناچ ہوں وہاں مہار کی اور سعادت کا کیا ذکر مگر اتنا معلوم رہے کہ جہاد میں فوج کے خبر کرنے کو طبل بجانا درست اور نکاح میں صرف اتنے واسطے کہ نکاح کا ہونا مشہور ہو جاوے ڈھپ بجا دینا مباح ہے۔ فرض۔ واجب۔ سنت۔ مستحب وہ بھی نہیں اور جس مقام پر بہت آدمی ہوں اور نکاح ہونا سب کو معلوم ہو تو وہاں وہ بھی ضرور نہیں غرض یہ کہ یہ سب خرافات ممنوعات ہیں ان سے بچنے ہی سے ایمان کامل ہوتا ہے۔

دوسری رسم افتخار بالانساب ہے کہ لوگوں میں خصوص شیخ سید مغل پٹھان پھر ان میں بالتخصیص پیرزادے مولویوں میں بہت رائج اور جاری ہے اور اس کی قباحت اور برائی کو نہیں سوچتے باوجودیکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ سید شیخ مغل پٹھان دھنے جلاہے ترکاری فروش قصاب موچی تیلی تنبولی چوڑھے چمار دولتمند مفلس پیغمبر ولی غوث قطب نیک و بد کافر مسلمان غرضکہ سب آدمی حضرت آدم اور حضرت حوا ایک ماں باپ کی اولاد میں کوئی نیک ہوا کوئی بد ہوا کسی نے پیشہ سپہ گری کا کیا کسی نے متصدی گری کا کسی نے روٹی پکانے کا کسی نے کھیتی کرنے کسی نے کپڑا بننے کا کسی نے سینے کا کسی نے دھونے کا کسی نے جوتا بنانے کا کسی نے لوہاری کا کسی نے سناری کا کسی نے معماری کا اور کسی نے گلکاری کا اختیار کیا چنانچہ خود حضرت آدم کپڑا بنتے تھے اور کھیتی کرتے تھے حضرت ادریسؑ کپڑا سیتے تھے اور حضرت نوح بڑھئی کا کام کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کھیتی کرتے تھے اور حضرت صالحؑ اور حضرت ہودؑ تجارت کرتے تھے اور حضرت داؤدؑ لوہاری کرتے زرہ بناتے اور حضرت سلیمان پنکھے بنتے بوریئے ڈلیا بناتے اور حضرت شعیبؑ بکریاں بھیڑیں پالتے اُس سے اپنی گذران کرتے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بزازی کرتے یعنی کپڑا

بیچتے اور حضرت عمر فاروقؓ خشت پزی کرتے تھے اسی طرح بڑے چھوٹے سب لوگ اپنی گذران کے واسطے کچھ کچھ پیشہ کر لیتے تھے مگر اصل میں ایک ہی ماں باپ کی اولاد تھے پھر جب حضرت آدم کی اولاد ملک ملک میں پھیلی تو ہر کنبہ کے لوگ اپنے اپنے بزرگ کے نام سے مشہور ہوئے پھر اب وہی ان کی ذات ٹھیر گئی چنانچہ حضرت یعقوب پیغمبر کا نام اسرائیل تھا ان کی اولاد بنی اسرائیل اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد بنی اسمٰعیل کہلائے اور ہمارے حضرت کا لقب سید تھا آپ کی اولاد سید مشہور ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدیق تھا ان کی اولاد شیخ صدیقی کہلائی اور حضرت عمر کا لقب فاروق تھا ان کی اولاد شیخ فاروقی ٹھیری پھر ان میں بھی جس شخص نے کسی بزرگ کو اپنا وسیلہ ٹھیرایا وہ اُس بزرگ کی طرف منسوب ہوا جو عبدالقادر جیلانیؒ کا مرید ہوا وہ قادری کہلایا اور جو بہاؤالدینؒ نقشبندؒ کا مرید ہوا وہ نقشبندی ٹھیرا اور جو شہاب الدین سہروردی کا مرید ہوا وہ سہروردی مشہور رہوا پھر اسی طرح حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی اور امامیہ وغیرہ فرقے ہو گئے پھر ان میں سے جب نادان لوگوں نے معلوم کیا کہ ہمارے لوگ ایسے تھے کہ لوگ ان کی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور ان کو بڑا سمجھتے تھے اور ان کے کہنے پر چلتے تھے اور ہماری کوئی ویسی تعظیم نہیں کرتا اور نہ کوئی ہم کو ویسا بڑا سمجھتا اور نہ کوئی ہمارے کہنے پر چلتا ہے اور اپنے آپ کو بھی لوگوں کا مقتدا بنانا چاہا تو لوگوں کے سامنے اپنے بزرگوں کی بزرگیاں اور بڑائیاں کر کے اس پر فخر کرنے لگے کہ ہمارے بزرگ ایسے تھے اور ویسے تھے تاکہ لوگ ہماری بھی ویسی تعظیم کریں اور ہم کو بھی مقتدا اور پیشوا ٹھیراویں حالانکہ ان بزرگوں کی بزرگی اس سبب سے تھی کہ ان میں وہ بزرگی کی بات تھی اور ان میں وہ بزرگی نہیں ؎

ان کو ان سے کچھ نہیں نسبت ذرا ہیں ویسے جیسے بیٹا نوح کا

پھر اب کوئی باپ دادے کی پیغمبری پر فخر کرتا ہے اور کوئی اپنے بزرگوں کی ولایت اور کرامت پر غرور رکھتا ہے اور کوئی باپ دادے کی حکومت پر مغرور اور کوئی اگلوں کی دولتمندی پر مسرور اور ہر ایک اسی سبب سے دوسرے کو ذلیل جانتا ہے گو کہ وہ دوسرا اس سے افضل ہو مثلاً سید گو کہ خود بدکار ہو گر اور کسی ذات والے سے اگرچہ وہ متقی اور پرہیزگار ہو وہ سید آپ کو اُس سے افضل جانے گا کہ ہم پیغمبر کی اولاد ہیں حالانکہ ؎

ان کو ان سے کچھ نہیں نسبت ذرا نور سے جیسے دھواں پیدا ہوا

اور قریش آپ کو قریش اور صدیقی اکبر یا عمر فاروق یا عثمان ذی النورین کی اولاد خیال کر کے اوروں سے افضل جانتے ہیں اگرچہ خود ان بزرگوں کی راہ نہیں چلتے پھر بھی ان پر فخر کرتے ہیں اور پٹھان جانتے ہیں

کہ ہم بنی اسرائیل ہیں کہ ہزاروں پیغمبر اور ہزاروں بادشاہ اس قوم میں گذرے اور شجاعت اور دلیری اسی قوم سے اکثر ہوتی آئی ہے اور اکثر ولی اور قطب ان میں ہوئے چنانچہ بختیار کاکی کا مزار شاہجہاں آباد میں موجود و مشہور ہے تو ان باتوں سے پٹھان اور سب فخر کرنے لگے اگرچہ خود بدکار مفلس نامرد ہی ہوں اور مغلوں نے جانا کہ مدت سے بادشاہت اور حکومت ہمارے ہاں چلی آتی ہے تو اس سب سے وہ فخر کرتے ہیں اگرچہ خود بھیک مانگتے ہوں پھر اب یہاں تک نوبت پہنچی کہ اور قوم کے مفلس مسلمان کو اپنی برابر نہیں بیٹھنے دیتے اور اگر کوئی دھنیا جولاہا سلام علیک کرے تو مردود . ناخوش ہوتے ہیں کہ اس نے ہم کو اپنی برابر جانا اور یہ نہ جانا کہ وہ بھی بھائی ہے ایک آدم و حوا کی اولاد سو یہ فخر کرنا اور اپنی ذات بھات کی بڑائی طمطراق سے بیان کرنا اور اپنے آپ کو بڑا جاننا اگلے کافروں کی رسم اور قرآن و حدیث سے ممنوع ہے مگر ہاں جو شخص کسی بزرگ کی اولاد میں ہو جیسے سید تو لوگوں کو چاہیئے کہ اس کے بزرگوں کے لحاظ سے اس کی تعظیم و تکریم کریں پھر وہ اگر نیک بخت ہو تو سبحان اللہ اس کی تعظیم اور زیادہ چاہیئے اور اگر بدکار و گنہگار ہو تو اس کو خیر خواہی سے نصیحت کریں اور اس کو ایسا جانیں جیسے قرآن کی سورت منسوخ اگر اس سے کفر کے کام و کلام ہوں تو اس کے کفر اور کافروں کے کفر میں کچھ فرق نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں. جب یہ معلوم ہو چکا تو اب سننا چاہیئے.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ حجرات میں کہ اے لوگو ہم نے تم کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنائیں تمہاری ذاتیں اور گوتیں تا کہ آپس میں پہچان ہو مقرر بزرگی اللہ کے ہاں اسی کی بڑی ہے جو پرہیزگار بڑا ہے اللہ سب جانتا ہے خبردار.

ف. یعنی ذات بڑی ہونے سے کچھ آدمی میں بڑائی اور بزرگی نہیں آجاتی ذاتیں صرف پہچاننے اور تعارف کے واسطے ہیں بزرگی اور بڑائی اللہ کے نزدیک تقوے کی ہے تقوی بہت جس کو ہے وہ اللہ کے نزدیک بزرگ ہے اگرچہ کم ذات ہو اور جس کو تقوی نہیں وہ اللہ کے ہاں بزرگ ہی نہیں اگرچہ ذات کا بڑا ہو موچی دھنیا جولاہا پرہیزگار شیخ سید مغل پٹھان فاسق بدکار سے اچھا ہے پھر بڑی ذات پر مغرور ہونا اور فخر کرنا محض حماقت اور نادانی ہے. اس مقام پر بعض یوں شبہ کرتے ہیں کہ ذات پات کا کچھ مرتبہ اگر نہیں ہے تو شریعت میں غیر کفو سے نکاح کیوں منع ہوا اور بڑی ذات والے کم ذاتوں سے کیوں نہیں رشتہ ناتا کرتے سو یہ شبہ غلط ہے کہ کفو کا اعتبار صرف اس واسطے ہے کہ مرد اور عورت میں موافقت رہے اور گھر میں فساد نہ پڑے اور اگر کسی اور رشتہ مند نے یا غیر شخص نے کسی نابالغ لڑکی کا نکاح اس کے باپ وغیرہ

قریب کی غیبت میں کسی فاسق بدکار یا خوار محتاج یا رزیل پیشہ والے کے ساتھ کر دیا پھر اس کے باپ یا قریب کو خبر ہو اس کو اختیار ہے کہ اس عورت کا نکاح فسخ کر دے اور اگر عورت بالغہ اپنا نکاح کسی غیر کفو سے آپ کر لے تو اس پر کسی کو اختیار نہیں کہ فسخ کرے تو اس سے کچھ ذات کی بڑائی نہیں ثابت ہوتی ہے اور کفو میں جیسا لحاظ ذات کا ہے ویسا ہی لحاظ دینداری کا بھی ہے اور سوا اسکے ذات کا لحاظ مسئلہ کی رو سے صرف عرب کے لوگوں کے واسطے ہے سوا عرب کے اور کسی کو واسطہ نہیں اور اس مقام پر مقصود یہ ہے کہ وہ اپنی ذات پات کی بڑائی اور بزرگی پر فخر نہ کرے کہ یہ ذات پات محض نکمی چیز ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مومنون میں کہ پھر جب پھونکا جائے صور نہ ذاتیں رہیں اس دن نہ آپس میں پوچھنا

ف۔ یعنی قیامت کے روز کسی کے نسب اور ذات پات کا لحاظ نہ کیا جائے گا اور کوئی کسی کو پوچھے گا پھر یہ جو لوگ جانتے ہیں کہ ہم سید اور شیخ اور فلانے فلانے بزرگوں کی اولاد ہیں روز قیامت کو ہماری بڑی عزت ہوگی ہمارے بزرگوں کے سبب اور جو ہمارے گناہ ہوں گے وہ ہمارے باپ دادے بخشائیں گے پھر ہم اپنے مریدوں شاگردوں کو بھی دوزخ سے بچالیں گے سو یہ بات غلط ہے وہاں نسب کا لحاظ ہی نہ ہوگا اور نسب ذات پات کا علاقہ جاتا رہے گا تو نسب اور ذات پر فخر کرنا محض نادانی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔

فرمایا اللہ صاحب نے سورہ والنجم میں کہ بس نہ کہو اپنی ستھرائیاں

ف۔ یعنی محض بے عیب ذات خدا کی ہے ہر آدمی میں کچھ نہ کچھ عیب تھوڑا یا بہت لگا ہے پھر اپنی تعریفیں اور بڑائیاں کرنا کہ ہم ایسے ہیں اور ایسے ہیں ہمارا باپ ایسا تھا اور دادا ایسا تھا بیجا ہے

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى۔

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نجم میں کہ نہ اٹھاویگا یا نہیں اٹھاتا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو خود کمایا اور یہ کہ اسکی کمائی اب اسکو دکھائی جاویگی پھر اسکو بدلہ دیا جاویگا بدلہ اسکا پورا

ف۔ یعنی کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھاویگا جیسے دنیا میں تقصیر وار کے بدلے دوسرے کو سزا نہیں ہوتی ہر شخص جو کمائی کریگا وہی اس کو ملے گا جیسی کرنی ویسی بھرنی جَو بونے سے گیہوں نہیں جمتے اور آدمی جیسے کام کرے گا وہی اس کے سامنے آویں گے اپنا کیا آگے آتا ہے جب وہ جانے گا کہ یہ کام میرے کئے ہوئے ہیں

تب اس کے موافق پورا پورا کم و کاست بدلہ لے گا تو معلوم ہوا کہ جیسے دنیا میں جو چوری کرے وہی سزا پاتا ہے کسی شیخ سید کے بدلے کوئی چمار چوڑھا نہیں مارا جاتا اولاد کے قصور سے ماں باپ کو سزا نہیں ہوتی ماں باپ کی روٹی کھانے سے اولاد کا پیٹ نہیں بھرتا، ماں باپ پیر استاد کے کپڑے پہننے سے اولاد کا یا مرید شاگرد کا گرمی جاڑا نہیں جاتا یا ماں باپ کے یا پیر استاد کے مولوی درویش ہونے سے اولاد اور مرید اور شاگرد عالم درویش نہیں ہو جاتے ویسے ہی عاقبت میں کسی کے گناہ ماں باپ پیر پر اور شاگرد مرید کے گناہ پیر استاد پر نہ ڈالے جائیں گے اور جیسے دنیا میں کمائی کی ہوگی ویسے ہی ہر ایک آدمی اپنا کیا بھگتے گا تو دنیا میں اس بات پر بھروسا کرنا اور فخر کرنا کہ میرا دادا یا باپ یا چچا یا نانا استاد یا پیر ایسا عالم تھا اور ایسا درویش کامل تھا اور ان سے فلانی فلانی کرامتیں ظاہر ہوئیں محض بیجا اور نادانی ہے اپنا عمل اچھا چاہیے۔

حسن تبلا دے اگر ماں کا دوچند | زشت رو سے ناز کب یہ ہو پسند

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبْطَأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ .

مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کا عمل دیر کرے گا اس کا نسب جلدی نہ کرے گا۔

ف یعنی دنیا و آخرت میں آدمی کا عمل کام آتا ہے ذات پات کام نہیں آتی کیسی ہی ذات پات کا بڑا ہو عالی خاندان اور کام برے ہوں وہ کوڑی کے کام کا نہیں اور کیسا ہی کم ذات ہو مگر ذو فنون ہر بابی کارگذار ہو سب کو عزیز ہے۔ حضرت بلالؓ باوجودیکہ غلام تھے مگر کام کے سبب اللہ کے ہاں مقبول ٹھیرے اور ابوجہل باوجودیکہ قوم میں نجیب تھا مگر ناکارگی کے سبب برا ٹھیرا بلال کی کم ذاتی نے اثر نہ کیا اور ابوجہل کی نجابت اور شرافت پیش نہ گئی ابوجہل نے نیک کام میں دیر کی تو اس کے نسب نے اس کی نجات کے واسطے جلدی نہ کی تو معلوم ہوا کہ ذات بھانت محض زائد چیز ہے بیکار کہ نہ دنیا میں اس سے کچھ کام نکلے اور نہ آخرت میں پھر اس پر فخر کرنا محض نادانی ہے بلکہ بڑی ذات بھانت کو موجب غرور و تکبر سمجھکر کبھی اس کا خیال بھی نہ کیا جائے مسلمان کو مسلمان ہونا کیا تھوڑا فخر ہے جو اور فخر چاہیے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ

مشکوٰۃ شریف کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا ابو مالک اشعری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں میری امت میں جاہلیت کے کاموں میں کی ہیں کہ نہ چھوڑیں ان کو بڑائیاں کرنی اپنے خاندان کی خوبیوں کی اور

بِالنُّجُوْمِ وَالنِّيَاحَةُ ۔ باتیں مارنا لوگوں کی ذاتوں پر اور پانی مانگنا نچھتروں سے اور مردے پر آواز سے رونا

ف۔ یعنی کفر کی یہ چار رسمیں مسلمانوں میں بھی جاری ہیں کہ لوگ ان کو نہیں چھوڑتے ایک یہ کہ اپنے بزرگوں کے کاموں پر اور اپنی امیری و دولتمندی کے مالوں پر فخر کرنا کہ ہمارے فلانے بزرگ ایسے تھے کہ ان سے یوں ہوا اور ایسا ہوا اور فلانے ہمارے ایسے سپاہی شجاع تھے کہ انہوں نے یوں کیا اور فلانے ہمارے ایسے بڑے تھے دولتمند کہ فلانا فلانا کام کیا دوسرے یہ کہ اوروں کی نسبت ذات پر طعن کرنا اور حقارت برائی بیان کرنا کہ فلانے کا پردادا غلام تھا اور فلانے کی نانی فلانے کے گھر کی اصیل تھی یا لونڈی تھی یا باہر سے آئی تھی۔ تیسری تاروں سے مانگنا یعنی یوں سمجھنا کہ فلانا نچھتر جب فلانی جگہ آوے گا تب ہی پانی برسے گا اور یوں کہنا کہ میگھا پانی دے۔ چوتھے مردے پر چلا کر رونا اور اس مرے پر بیان کرنا کہ ایسا تھا اور کیسا تھا سو یہ چاروں رسمیں اگلے کافروں کی تھیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ لوگ بسبب جہالت کے ان کو نہیں چھوڑتے مسلمان کو چاہیے کہ ان باتوں کو بالکل ترک کرے بڑی غیرت کی بات ہے کہ مسلمان ہو کر آدمی کفر کی رسم اختیار کرے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ۔ مشکوٰۃ کے باب المفاخرت میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پوچھا گیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اَكْرَمُ قَالَ اَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰهُمْ قَالُوْا سے کہ کون آدمی زیادہ بزرگ ہے فرمایا کہ سب سے زیادہ بزرگ اللہ کے

لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ نزدیک وہ ہے جو پرہیزگار زیادہ ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ہم یہ

يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ بات آپ سے نہیں پوچھتے فرمایا کہ سب آدمیوں سے زیادہ بزرگ

ابْنُ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُكَ یوسف ہے اللہ کا نبی بیٹا اللہ کے نبی یعنی یعقوب کا بیٹے اللہ کے

قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْئَلُوْنِيْ قَالُوْا نبی یعنی اسحاق کے بیٹے اللہ کے نبی خلیل اللہ کے یعنی ابراہیم کے عرض

نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ کیا ہم یہ بھی نہیں پوچھتے تو فرمایا کہ عرب کی جڑ کا حال پوچھتے ہو عرض

فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا۔ کیا ہاں فرمایا کہ جو شخص کفر کی حالت میں اچھا تھا وہ اسلام کی

حالت میں بھی اچھا ہے جب واقف ہو جاوے مسئلوں کا۔

ف۔ یعنی آدمی میں بڑائی یہی ہے یا آدمی متقی پرہیزگار ہو یا پیغمبر ہو خصوصاً پشتینی پیغمبر جیسے حضرت یوسف کہ خود پیغمبر حضرت یعقوب ان کے باپ پیغمبر حضرت اسحاق ان کے باپ پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ ان کے باپ پیغمبر یا آدمی اپنے عادات و اخلاق میں نیک ہو مسائل کا عالم غرض کہ بڑائی آدمی میں علم کی پرہیزگاری کی اور نبوت و پیغمبری کی ہے سوا اس کے اور نسب خاندان کی بزرگی پر مغرور ہونا اور فخر کرنا

محض نادانی ہے

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ أَوْحَىٰ إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتّٰى لَا يَفْتَخِرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ. مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ عیاض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے حکم کیا مجھ کو کہ غریبی عاجزی کرو اس قدر کہ فخر نہ کرے کوئی کسی پر اور نہ بڑائی کرے ایک پر ایک.

ف. یعنی آدمی ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے پھر مر کر آخر سب کو خاک میں ملنا ہے اور اصل میں بھی خاک سے ہی پیدا ہوئے پھر ایک دوسرے پر فخر اور اپنے باپ دادے کی اور اپنی قوم کی بڑائی کرنا عبث ہے بلکہ عجز و انکسار جس قدر ہو سکے اس قدر بہتر ہے.

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُونَ بِآبَائِهِمُ الَّذِينَ مَاتُوا إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ جَهَنَّمَ أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِي يُدَهْدِهُ الْخَرْءَ بِأَنْفِهِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ. مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی اور ابو داؤد نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ لوگو چاہیے کہ باز آویں مرے ہوئے باپ دادا کے فخر کرنے سے کہ وہ تو کوئلے تھے دوزخ کے یا ہو جاویں گے نا کارہ زیادہ اللہ کے نزدیک گبرورے سے جو رڑکاتا ہے گوبر اپنی ناک سے اللہ نے تو دور کی نخوت کفر کے وقت کی اور دور کیا باپ دادوں پر فخر کرنا، آدمی یا تو مومن متقی پرہیزگار ہو گا یا گنہگار بدکردار ہو گا سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم ہے مٹی سے پیدا.

ف. یعنی اصل میں سب آدمی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں پھر ان کو غرور تکبر کیوں چاہیے اور علاوہ اس کے سب کے سب ایک باپ حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں برابر کے بھائی، پھر ایک کو دوسرے پر فخر کرنا بیجا ہے اور اس بات پر فخر کرنا کہ ہمارا باپ ایسا تھا یہ بھی بیہودہ ہے اس واسطے کہ باپ دادوں میں کچھ لوگ اگلے کافر بھی گذرے ہیں دوزخ کے کوئلے تھے پھر ایسے باپ دادوں پر فخر کرنا حماقت ہے بلکہ ایسے باپ دادوں کا نام لینا موجب ہتک اور عار کا ہے سو حضرت نے فرمایا کہ لوگوں کو چاہیے کہ اس فخر کرنے سے باز آویں اور نہیں تو اللہ کے نزدیک ایسے حقیر بے قدر ہو جاویں گے جیسے گوبر کا کیڑا کہ گوبر کو اپنی ناک سے لڑھکاتا پھرتا ہے سو لوگ جانتے ہیں کہ ہم اپنی بڑائی کرنے سے کچھ بڑے ہوتے ہیں.

مگر حقیقت میں اللہ کے نزدیک نہایت خوار اور ذلیل ہوتے جاتے ہیں اور اپنے بزرگوں پر فخر کرنا اگلے کافروں کی رسم ہے کہ اللہ نے اس دین سے اس کو دور کیا اور مسلمانوں کو اس سے منع کیا. اب دو ہی باتیں باقی ہیں کہ یا تو آدمی مومن ہو گا پرہیزگار یا کمبخت ہو گا گنہگار مومن کے واسطے پرہیزگاری کا فخر کافی ہے

اور گنہگار کیلئے بدکاری کی کمبختی بس ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ سَمُرَۃَ مشکوٰۃ کے باب المفاخرت میں لکھا ہے کہ ترمذی اور ابن ماجہ نے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذکر کیا سمرہ نے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْکَرَمُ التَّقْوٰی۔ حسب مال ٹھیرا اور کرم تقوٰی ہے۔

ف۔ یعنی کرم اور بزرگی جو ہے سو تقوٰی کی ہے اور پرہیزگاری کی ہے جو پرہیزگار ہو سو بزرگ ہے کسی ذات کا ہو اور جس میں تقوٰی نہیں وہ بزرگ اور بڑا نہیں کسی ذات کا ہو اور حسب جو ہے سو مال ہے اگر آدمی مالدار ہو پھر اس کی کوئی ذات پات نہیں پوچھتا اور محتاج میں عیب نکالتے ہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مشکوٰۃ کے باب المفاخرت میں لکھا ہے کہ امام احمد اور بیہقی نے
عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ذکر کیا کہ عقبۃ بن عامر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْسَابُکُمْ ھٰذِہٖ نے فرمایا کہ یہ ذاتیں تمہاری اس واسطے نہیں ہیں کہ اوروں کو
لَیْسَتْ بِمَسَبَّۃٍ عَلٰی اَحَدٍ کُلُّکُمْ بَنُوْ اٰدَمَ برا کہو تم سب اولاد ہو آدم کی نقصان میں ایک دوسرے کی
طَفُّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلَاُوْا لَیْسَ لِاَحَدٍ برابر کسی کو دوسرے پر بڑائی نہیں مگر دینداری پرہیز
فَضْلٌ اِلَّا بِدِیْنٍ وَتَقْوٰی کَفٰی بِالرَّجُلِ اَنْ گاری کی کفایت کرتا ہے آدمی کو بیہودہ زبان
یَکُوْنَ بَذِیًّا فَاحِشًا بَخِیْلًا۔ بخیل ہونا

ف۔ یعنی کسی کا نسب برا نہیں جو اس پر طعن کیجیے اور کسی کا نسب افضل نہیں جو اپنے آپ کو افضل اور برا جانے سب حضرت آدم کی اولاد ہیں اگر ایک میں کچھ نقصان ہے تو دوسرے میں بھی نقصان ہے مگر ہاں جو لوگ دیندار پرہیزگار ہیں وہ البتہ اچھے ہیں اور جو لوگ بدزبان بخیل ہیں وہ البتہ برے ہیں پھر کسی قوم میں ہوں اس مقام پر یاد رہے کہ لوگ دو باتوں پہ اکثر طعن کرتے ہیں ایک کسی کی اگلی پشت میں اگر کوئی غلام تھا یا کسی کی نانی دادی اگر لونڈی تھی تو اس پر طعن کرتے ہیں اور ذلیل وحقیر جانتے ہیں اور اپنا فخر کرتے ہیں سو یہ بات محض بیہودہ ہے اس واسطے کہ ایک مرتبہ حضرت یوسفؑ کو لوگوں نے بیچا تو وہ ایک کافر کے غلام تھے اور پھر ایک بار انھی کے وقت میں قحط پڑا سات برس تک اس وقت میں ساری مخلوق ایک دوسرے کے ہاتھ بک گئی تھی اور ایک دوسرے کا غلام ہو گیا تھا اس کے دادے سکڑ دادے غلام ہو چکے ہیں اور علاوہ اسکے حضرت اسماعیل پیغمبر کی ماں بی بی ہاجرہ باندی تھیں سو انھیں کی اولاد میں تمام قریش ہیں اور بی بی شہربانو بھی حضرت امام حسین کی زوجہ ایسی ہی آئی تھیں جہاد میں پکڑی ہوئی پھر جو کوئی کسی کے غلام لونڈی ہونے پر طعن کرے وہ گویا اپنے بزرگوں پر طعن کرتا ہے اور دوسرے طعن کا

سبب پیشہ ہوتا ہے کہ بعض پیشہ والوں پر لوگ طعن کرتے ہیں اور پہلے معلوم ہو چکا کہ حضرت آدم علیہ السلام کپڑا بنتے کھیتی کرتے تھے تو اب جو کوئی کسی پہ کپڑا بننے کے سبب طعن کرے اور جولاہے کے پیشہ کو حقیر سمجھے وہ گویا حضرت آدم کے پیشہ کو حقیر بتاتا ہے اور جو کوئی تجارت کے پیشہ کو حقیر جانے وہ گویا حضرت ہود علیہ السلام کے پیشہ کو حقیر جانتا ہے اور جو کوئی درزی کے پیشہ کو حقیر جانے وہ گویا حضرت ادریس کے پیشہ کو حقیر جانتا ہے غرض کہ اسی طرح بڑھئی اور لوہار اور خشت پزی اور کھیتی وغیرہ اکثر پیشے انبیاء و اولیاء کے ہیں ان پیشوں کو حقیر سمجھنا گویا معاذ اللہ انبیاء و اولیاء کو حقیر سمجھنا ہے اور طرفہ بات یہ ہے کہ لوگ غلام لونڈی ہونے کو اور اہل پیشہ کو تو حقیر سمجھتے ہیں مگر جب غلام لونڈی یا دھنے جولاہے چوڑے چمار غرضکہ کوئی قوم ہو اسکے پاس جب روپیہ بہت ہو جاوے یا حکومت کہیں کی مل جاوے پھر نہ کوئی اس کے غلام ہونے پر طعن کرتا ہے نہ کوئی اس کے باپ دادے کے پیشہ کو برا کہتا ہے اور مفلس ہو تو اس میں ہزاروں عیب نکالنے کو موجود ہو جاتے ہیں حالانکہ جتنے آدمی دنیا میں ہیں میاں اور غلام اور آقا اور نوکر اور حاکم اور محکوم اور رعیا اور زمیندار اور چوڑے اور چمار سب ایک باپ حضرت آدم اور ایک ماں حضرت حوا کی اولاد ہیں پھر ایک دوسرے پر ذات پات کی بڑائی اور شیخی کاہے کی اور آدمی اگر آپ بزرگوں کی وضع کے خلاف ہو پھر بزرگوں کا ذکر کرے اور ان بزرگوں پر فخر کرے تو وہ بس بے غیرت اور بے حیا ہے چنانچہ اس مضمون کو ایک بزرگ نے کیا خوب بیان کیا ہے۔

مثنوی

اب تو فضل و علم سے ہیں سب بری | نام لیں اجداد کا ہر ہر گھڑی | فخر سے کرتا ہے کوئی یوں بیان | تھے مرے دادا ابو حضرت فلاں

کوئی کہتا پیرزادہ ہوں قدیم | خواجہ زادہ ہوں کوئی کہتا عظیم | قاضی زادہ کوئی کہتا آپ کو | کوئی کہتا مفتی ہے آپ کو

مولوی صاحب بڑے مشہور عام | کوئی کہتا ہے چچا میرے کا نام | کوئی کرتا شیخ صدیقی بیان | صدق کی پر بو نہیں آتی یہاں

کوئی فاروقی پہ ہے نازاں بشر | باطل و حق میں نہیں فارق مگر | کوئی ذی النورین پر مغرور ہے | خود حیا و علم سے بے نور ہے

کوئی لیتا سید و زہرہ کا نام | زہد و تقویٰ سے نہیں کچھ اسکو کام | ہے کسی کو قادری ہونے پہ خبط | گو کہ اس کو کچھ نہیں قادر سے ربط

خود معین الدین نہیں تھے بے نماز | پر معین الدین چشتی پر ہے ناز | نقشبندی پر ہے کوئی نقشبند | نہ ہے ہر نقش کا پر خود پسند

ہے عوارف سے نہ کچھ عارف مگر | ناز کرتا سہروردی نام پر | نام ہے ان کے نقد افشاں میں | صورت و سیرت سے گو آزاد ہیں

باپ ایک جاہل کا فاضل ہو بھلا | فضل سے اسکے اسے پر کیا ہوا | زشت رو سے نام کب ہو یہ پسند | حسن تبلائے اگر ماں کا دو چند

آتش روشن کا ہے یہ دود ننگ | گر صبھ ہے آتش سے پیدا یہ رنگ

ہر چند اس کے جزئیات بہت ہیں مگر خوف ملالت طبع سامع طوالت سے مانع ہے لہذا اسی قدر پر اکتفا کی

عقلمند کو اس قدر بھی سمجھ کے واسطے کافی ہے اب معلوم کیا چاہیے۔

تیسری رسم

اِفْرَاطُ التَّعْظِیْمِ فِیْمَا بَیْنَھُمْ۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے کی تعظیم زیادہ کرنی کہ یہ رسم نہایت کثرت سے رائج ہے اور اس کی برائی خیال میں نہیں آتی حالانکہ بعضی تعظیمیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے خدا کی بے ادبی ہوتی ہے یا پیغمبر پر طعن ہوتا ہے مثلاً سجدہ خدا کے واسطے مقرر ہے پھر اور کسی کو سجدہ کرنا خدا کی بے ادبی ہے یا مثلاً رکوع کرنا اور ہاتھ باندھ کر چپ چاپ کھڑے رہنا نماز میں خدا کے واسطے مقرر ہے اور سارے جہان کا پیدا کرنے والا بادشاہوں کا بادشاہ وہی ہے بندگی عبادت کرنا اسی کو چاہیے اور غریبوں کا پالنے والا ساری خلقت کا حق حق انصاف کرنے والا عالم غیب کا وہی ہے پھر کسی کے سلام میں جھکنا یا اور کسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور کسی کو مالک الملک شہنشاہ کہنا یا لکھنا اور کسی کو بندگی کہنا غریب پرور عادل زمان روشن ضمیر کہنا یا لکھنا یا مثلاً آپ کو کسی کا بندۂ پرستار کہنا اور کسی کو خداوند خدائیگان قبلہ و کعبہ کہنا خدا کی بے ادبی ہے پھر اب تو یہاں تک نوبت پہنچی کہ لوگ کافروں اور فاسقوں کو ایسے الفاظ کہنے لگے اور لکھنے لگے اور نہایت جھک جھک کر سلام کرنے لگے یا مثلاً یوں سمجھنا کہ چھوٹے اگر بڑوں سے السلام علیکم کہیں تو بے ادبی ہے تو رسول خدا صلعم کی جناب میں بے ادبی ہوئی اس واسطے کہ السلام علیکم کہنا ان کی سنت ہے تو اس سنت کو معاذاللہ بے ادبی سمجھا تو اس سے ایمان ہی سلامت نہ رہا پھر اسی طرح اور ہزاروں باتیں رائج ہیں جیسے کسی کو لکھنا کہ بعد ادار آداب عبودیت و بندگی یا آپ کا خط کالوحی من السمار یا حکم قضار تو اُم آیا یا آپ ضمیر آگاہ ہیں آپ پر سب کچھ روشن ہے اور تم مالک ہو چاہو سو کرو اور میں غلامان غلام ہوں فدوی خیر خواہ ہوں یا کسی کو دیکھ کر کھڑے ہونا یا کسی کے پاؤں پر گر پڑنا یا پاؤں چومنا قدم چھونا یا نظم و نثر میں کسی کی جھوٹی جھوٹی تعریفیں لکھنا یہ سب باتیں بیہودہ ہیں قرآن و حدیث سے ممنوع مسلمان کو چاہیے کہ ان سب باتوں کو ترک کرے سیدھا سچا رویہ اختیار کرے اور جو شخص جس مرتبہ کا ہو اس مرتبہ سے زیادہ اس کو نہ بڑھاوے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ براءت میں کہ پھر اگر توبہ کریں اور قائم کریں نماز اور دیتے رہیں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں حکم شرع میں

ف. اس آیت میں مسلمانوں کو حکم ہے کہ جو آدمی برے کاموں سے توبہ کرے اور باز آوے اور نماز پر قائم رہا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو اس کو اپنا بھائی جانے یعنی اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرو جیسے بھائیوں سے معاملہ کرتے ہیں نہایت یہ کہ اگر وہ نہایت متقی پرہیزگار ہو تو اس کو ایسے جانے کہ جیسا بڑا بھائی اور

بھائیوں سے ایسا معاملہ ہوا کرتا ہے کہ ان کو نہ کوئی سجدہ کرے نہ ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہو نہ کوئی رکوع کرے نہ مالک الملک شہنشاہ قبلۂ عالم جہاں پناہ غریب پرور کہے اور آپ کو اس کا بندہ اور فدوی کہے اور نہ اس کے واسطے بندگی چاہیئے بلکہ السلام علیکم کہنا چاہیئے اور ملے تو مصافحہ کرے اور اگر کہیں سفر سے آیا ہو تو معانقہ کرے پھر قدم چھونا اور پاؤں پر گرنا اس کے خلاف ہے اور یہ بھی اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص گناہ کرتا ہو یا تارک نماز ہو یا زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو اس کو اپنے بھائی برابر بھی نہ جاننا چاہیئے گو کہ حقیقی بھائی ہو کافر و فاسق کے واسطے تو کچھ بھی تعظیم نہ چاہیئے بلکہ اس کی تحقیر اور اہانت چاہیئے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ۔ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ براءت میں کہ ایمان والے مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

ف۔ اگر کسی مسلمان کو کسی سے کچھ فائدہ پہنچے تو اس کو یوں سمجھے کہ اصل فائدہ پہنچانے والا اللہ ہے یہ مسلمان صرف مددگار تھا یا دوست کہ بسبب دوستی کے اس نے بھی مدد کی پھر اس کو خداوند خدایگاں فیاض زماں مالک اصل فیض رساں غریب پرور سمجھنا یا کہنا اس کی شکر گذاری میں سر جھکا کر اس کو سلام و مجرا کرنا تو کیا ذکر ہے پھر خواہ وہ حاکم وقت ہو خواہ زمیندار خواہ آقا ہو یا میاں ہو کسی کے واسطے نہیں درست پھر مسلمان حاکم اور مسلمان زمیندار اور مسلمان آقا اور مسلمان کے واسطے ایسے کام کرنا درست نہیں اور اس کا درجہ مددگار سے زیادہ بڑھانا نہ چاہیئے تو کافر حاکم اور کافر زمیندار اور کافر آقا اور کافر میاں سے محکوم اور رعایا اور نوکر اور غلام کو تو ایسا معاملہ کرنا اور بھی برا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ حجرات میں کہ مسلمان تو سب بھائی ہیں

ف۔ تو جو شخص مسلمانی کے کاموں میں بڑا ہے وہ ایسا ہے جیسا بڑا بھائی اور جو مسلمانی کے کاموں میں بودا ہے وہ ایسا ہے جیسا چھوٹا بھائی اور جو مسلمان نہیں وہ بھائی نہیں پھر خواہ بادشاہ خواہ امیر خواہ حاکم ہو خواہ وزیر خواہ مولوی مفتی خواہ مشائخ و پیر خواہ فقیر بھائی سے زیادہ مرتبہ کسی کا بھی نہیں پھر جب مسلمان کے واسطے یہ بات ہے تو کافر کو ایسا سمجھنا چاہیئے کہ جیسے گدھے کتے کو جانتے ہیں یا چوڑھے چمار کو سمجھتے ہیں

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهٗ اَيَنْحَنِيْ لَهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَاْخُذُهٗ وَيُصَافِحُهٗ قَالَ نَعَمْ۔

مشکوٰۃ کے باب المعانقہ والمعانقہ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کوئی مسلمان جو ملاقات کرتا ہے دوسرے مسلمان سے یا دوست اپنے سے کیا جھکے اس کیلئے فرمایا نہ۔ پوچھا کہ بھلا پھر لپٹ جاوے اس کو اور چوم لے اس کو فرمایا نہ پوچھا بھلا پھر کیا پکڑے اس کو کہ مصافحہ کرے اس سے فرمایا کہ ہاں

ف. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے بھائی سے یا اور کسی مسلمان سے اور دوست سے جو ملاقات ہو تو سوا مصافحہ کے اس کو جھک کر سلام کرنا اور لپٹ جانا اور اس کے ہاتھ کو یا پاؤں کو یا پیٹھ کو بوسہ دینا نہیں درست پھر کافر اور منافق کے واسطے تو بدرجۂ اولیٰ یہ کام منع ہے.

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمْ یَکُنْ
مشکوٰۃ کے باب القیام میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے

شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْھِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
نقل کیا کہ نہ تھا کوئی شخص محبوب زیادہ پیغمبر خدا صلعم سے اصحاب کے

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانُوْا اِذَا رَاَوْہُ لَمْ یَقُوْمُوْا
نزدیک اور اصحاب جب دیکھتے تھے حضرت کو تو کھڑے نہیں

لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاھِیَتِہٖ لِذٰلِکَ
ہو جاتے تھے اس واسطے کہ سمجھتے تھے کہ ناخوشی حضرت کی اسمیں

ف. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کسی کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جانے سے ناخوش ہوتے تھے تو یہی بات سمجھ کر اصحاب بھی حضرت کو آتے ہوئے دیکھ کر کھڑے نہیں ہو جاتے تھے پھر جو بات حضرت کو بری لگتی ہو اس بات کو اور مسلمان کیوں پسند کرے اور برخلاف عادت اصحاب کے کیوں رسم جاری کرے مگر ہاں جگہ خالی کرنے کے واسطے یا کسی بزرگ کے استقبال کے لئے اٹھنا اور بات ہے اور صرف اٹھ کھڑے ہونے کو تعظیم سمجھنا اور بات ہے.

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ عَنْ مُعَاوِیَۃَ
مشکوٰۃ کے باب القیام میں لکھا ہے کہ ترمذی اور ابوداؤد

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
نے ذکر کیا کہ معاویہؓ نے نقل کیا رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا
خوش آوے کہ تصویر کی طرح کھڑے رہیں لوگ اس کے روبرو سو

فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ.
ٹھہراوے اپنا ٹھکانا دوزخ میں.

ف یعنی جو شخص چاہے کہ اس کے روبرو لوگ ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑے رہیں نہ ہلیں نہ جلیں نہ ادھر ادھر دیکھیں بلکہ تصویر کی طرح بنجاویں تو وہ شخص دوزخی ہے تو معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے واسطے اسکے روبرو ادب سے کھڑے رہنا درست نہیں اور جس کو یہ پسند ہو وہ دوزخی ہے.

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ خَرَجَ
مشکوٰۃ کے باب القیام میں لکھا ہے ابوداؤد نے ذکر کیا کہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا
ابوامامہ نے نقل کیا کہ باہر آئے پیغمبر خدا صلعم ٹیکی لگائے ہوئے

عَلٰی عَصًا فَقُمْنَا لَہٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا
لاٹھی پر تو ہم کھڑے ہو گئے انکی تعظیم کے لئے سو فرمایا کہ نہ کھڑے

یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا.
ہو جایا کرو جیسے کھڑے ہو جاتے ہیں عجمی لوگ تعظیم دیتا ہے بعضا بعضے کو.

ف عجمی لوگ بڑے آدمیوں کو دیکھ کر ان کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں چنانچہ اب بھی ان ملکوں میں یہی معمول ہے تو حضرت نے اس کھڑے ہو جانے سے منع فرمایا جیسے پہلے ترمذی کی حدیث سے کسی کی

محبت کے سبب تعظیم کو کھڑے ہونا منع معلوم ہوا اس حدیث سے کسی بڑے آدمی کے واسطے کھڑے ہونا منع معلوم ہوتا ہے۔

أَخْرَجَ أَبُوْدَاوُدَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِيْ وَفْدِ بَنِيْ عَامِرٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ هُوَ اللّٰهُ فَقُلْنَا وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ أَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ۔

مشکوٰۃ کے باب المفاخرت میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ مطرف نے نقل کیا کہ میں آیا بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا صلعم کے پاس پھر ہم نے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو تو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہی ہے پھر ہم نے کہا کہ تم ہمارے بڑے ہو بزرگی میں اور بڑے سخی ہو فرمایا کہ اس طرح کا کلام کہو یا اس سے بھی کمتر کلام کرو۔ اور تم کو کہیں بے ادب نہ کر دے شیطان

. . . .

ف۔ یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں سنبھال کر بولا کرو اور جو بشر کی سی تعریف ہو اور سچی ہو تو اس کا مضائقہ نہیں مگر اس میں بھی اختصار ہی کرو تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ بزرگوں کی یا بڑے آدمیوں کی تعریف میں کہا کرتے ہیں کہ تم ہمارے مالک ہو زمانہ کے سردار ہو جہاں پناہ ہو معاذ اللہ داتا ہو غریب پرور ہو قاضی القضاۃ ہو تو ایسی لفظیں کسی کے واسطے کہنا درست نہیں۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔

مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حد سے زیادہ مت بڑھاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم کو نصاریٰ نے بڑھا دیا سو میں تو اس کا بندہ ہوں یہی کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول

ف۔ جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو سو رسول کہنے میں سب آگئیں اس واسطے کہ بشر کے حق میں پیغمبری سے بڑا مرتبہ نہیں اور سارے مرتبے اس سے نیچے ہیں آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہے اور بندہ رہتا ہے اور بندہ ہونا بھی اس کو فخر ہے کچھ اس میں خدائی کی شان نہیں آجاتی اور خدا کی ذات میں نہیں مل جاتا سو ایسی باتیں کسی بندہ کے حق میں نہ کہا چاہئے کہ نصاریٰ ایسی ہی باتیں حضرت عیسیٰ کے حق میں کہہ کر کافر ہو گئے اور اللہ کی درگاہ سے راندہ ہو گئے سو اس لئے حضرت نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم نصاریٰ کی چال نہ چلو اور اپنے پیغمبر کی تعریف میں حد سے مت بڑھو کہ نصاریٰ کی طرح کہیں مردود نہ ہو جاؤ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ پیروں اور بزرگوں اور بڑے آدمیوں کی نظم و نثر میں یا گفتگو میں زیادہ تعریفیں کرتے ہیں سو یہ سب نصاریٰ کے رویہ پر چلتے ہیں ادب کے

[illegible]

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ مشکوٰۃ کے باب حفظ اللسان میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ مقداد
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو بہت تعریف
رَأَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْھِھِمُ التُّرَابَ کرنے والوں کو تو بھر دو ان کے منہ میں خاک .

ف. یعنی جو لوگ بزرگوں اور امیروں کی تعریفوں میں خوشامد سے مبالغہ کرتے ہیں تو خود بھی دیدہ دانستہ جھوٹ بولتے ہیں اور جس کی تعریف کرتے ہیں وہ بھی مغرور ہو جاتا ہے پھر ایسے شخص کو کچھ دینا نہ چاہیے بلکہ ایسے شخص کے منہ میں خاک بھر دے تاکہ پھر ایسی حرکت نہ کرے .

أَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ أَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ أَثْنٰی مشکوٰۃ کے باب حفظ اللسان میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے
رَجُلٌ عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذکر کیا کہ ابی بکرہؓ نے نقل کیا کہ تعریف کی ایک شخص نے دوسرے
وَیْلَکَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِیْکَ ثَلٰثًا مَنْ کَانَ شخص کی پیغمبر خدا صلعم کے سامنے تو تین دفعہ حضرت نے فرمایا کہ
مِنْکُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَۃَ فَلْیَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا خرابی تیری تو نے گردن کاٹی اپنے بھائی کی جس کو تم میں سے کسی کی
وَاللّٰہُ حَسِیْبُہٗ إِنْ کَانَ یَرٰی أَنَّہٗ کَذٰلِکَ تعریف کرنا ہو خواہ مخواہ تو چاہیے کہ اتنا کہے کہ میں محبت رکھتا ہوں فلانے سے
وَلَا یُزَکِّیْ عَلَی اللّٰہِ أَحَدًا . اور اللہ اس کا حال خوب جانتا ہے اگر خیال کرے کہ وہ شخص ایسا ہی ہے اور تعریف کرے اللہ پر

ف. یعنی حقیقت ہر ایک کی اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ یہ شخص برا ہے یا اچھا ہے یا جیسا اس کا ظاہر ہے ویسا ہی اس کا باطن بھی ہے یا ظاہر اور ہے اور باطن اور ہے یا انجام اس کا نیک ہے یا بد ہے پھر آدمی تو ظاہر ہی کا حال دیکھتا ہے تو اس کے بموجب اس کی تعریف کرتا ہے پھر اگر کسی کی تعریف کی کہ فلانا شخص بہت خوب بڑا عابد زاہد جواد سخی ہے اور حقیقت میں وہ شخص اللہ کے نزدیک ایسا نہ تھا تو اس تعریف کرنے والے نے گویا اللہ کے علم کے برخلاف حکم کیا کہ جس کو اللہ برا جانتا تھا اس نے اس کو اچھا ٹھیرایا سو حضرت نے فرمایا کہ جس کو آدمی اپنی دانست میں نیک جانتا ہو اور اس کی تعریف کرنی منظور ہو تو اسی قدر کہے کہ میں فلانے شخص کو دوست رکھتا ہوں اصل حقیقت اس کی اللہ ہی جانے پھر جو شخص بغیر جانے کسی کی تعریف کرے یا تعریف میں مبالغہ کرے تو گویا اس نے اس کی گردن ماری کہ اس کو مغرور کر دیا اور دنیا عاقبت دونوں سے کھو دیا پھر یہ جو خوشامدی لوگ بزرگوں کے یا بڑے آدمیوں کے پاس بیٹھ کر ان کی جھوٹی جھوٹی تعریفیں کرتے چلے جاتے ہیں تو یہ اس کے دشمن ہیں دوست نہیں کہ جھوٹ بول کر اپنی دنیا و آخرت خراب کرتے ہیں اور اس کو مغرور کر دیتے ہیں کہ وہ احمق اپنے آپ کو پھر ویسا ہی جانتا ہے

أَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْإِیْمَانِ عَنْ أَنَسٍ مشکوٰۃ کے باب حفظ اللسان میں لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰی وَاھْتَزَّ لَہُ الْعَرْشُ۔ کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تعریف کیجاوے کسی بدکار کی پر غضب ہوجاتا ہے خدائے تعالیٰ اور کانپ جاتا ہے اس کے سبب عرش۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ڈاڑھی منڈے بے نماز تارک زکوٰۃ درج دروزہ شرابی زناکار یار اگ باجے کو عبادت سمجھنے والے اور قبروں کے پوجنے والوں کی تعریفیں کرتے ہیں پھر کوئی قصیدہ کہتا ہے کوئی رباعیاں بناتا ہے کوئی نثر ہی لکھتا ہے کوئی ویسے ہی سامنے خوشامد کرتا ہے سو یہ سب خدا کے غضب میں گرفتار رہیں اور ان کی ایسی تعریف کرنے سے خدا کا عرش کانپ جاتا ہے اور زلزلہ میں آجاتا ہے پھر جو کوئی کسی کافر کی تعریف اور مدح کرے اسکا تو کیا ذکر ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَغْیَظُ رَجُلٍ عَلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَخْبَثُہٗ رَجُلٌ کَانَ یُسَمّٰی مَلِکَ الْاَمْلَاکِ۔ مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت غصہ اس آدمی پر ہوگا اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن اور بہت خبیث ہے وہ آدمی جو کہلاتا تھا بادشاہوں کا بادشاہ۔

ف۔ یعنی جو شخص مالک الاملاک شہنشاہ جہاں پناہ شاہ جہاں کہلاتا تھا وہ نہایت بڑا خبیث ہے اور خدا کا غضب اس کے اوپر قیامت کو نہایت ہوگا پھر جو شخص اس کو یہ الفاظ کہے وہ بھی بڑا خبیث اور مغضوب الٰہی ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ سَیِّدِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِہٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلَاکُمُ اللّٰہُ۔ مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ نہ کہے غلام اپنے میاں کو رب اپنا مگر کہے سردار اپنا اور ایک روایت یوں ہے کہ نہ کہے غلام اپنے میاں کو مالک اپنا اس واسطے کہ مالک تمہارا اللہ ہی ہے۔

ف۔ یعنی غلام اپنے میاں کو رب یا اپنا مالک نہ کہے اس واسطے کہ میاں اور غلام سب کا مالک اللہ ہی ہے اور باقی سب اسی کے بندے ہیں پھر جب یہ حکم اصلی میاں اور غلام کے واسطے ٹھہرا تو جھوٹ موٹ کے لوگوں کو بندہ پرور بندہ نواز اور اپنا مالک کہنا نہایت بے جا اور محض بیہودہ ہے۔

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ۔

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ حذیفہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے یوں کہنا کہ آپ جیسا چاہیں ویسا ہی ہوگا یا یوں کہنا کہ خدا کے کرے سے ہوگا یا تمہارے کرے سے ہوگا شرک کا کلام ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْ دَاؤُدَ عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَیِّدٌ فَاِنَّہٗ اِنْ یَّکُ سَیِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّکُمْ۔

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ حذیفہ نے نقل کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کہو منافق کو سردار کہ اگر اس کو سردار ٹھیرایا تو البتہ بہت ناخوش کیا تم نے اپنے رب کو۔

ف: یعنی جو شخص نام کا مسلمان ہو اس کو کوئی سید سردار کہے تو اللہ ناخوش ہوتا ہے پھر یہ لوگ کافروں کو اور نام کے جھوٹے فاسق مسلمانوں کو دنیاں لکھا کرتے ہیں پھر اس میں اس کو غریب پرور اور حاکم عادل و منصف زمان اور ملک رتبہ اور سلیمان جاہ اور سکندر طالع اور سردار لکھا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں سو ایسے الفاظ اس کے واسطے بموجب نارضامندی اللہ کے ہیں اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق ادب کی دے۔

چوتھی رسم

اَلْغُلُوُّ فِی الْمُهُوْرِ وَالْاِسْرَافُ فِیْ کُلِّ مَا یَتَعَلَّقُ بِالْاَعْرَاسِ۔ ہے یعنی مہر زیادہ مقرر کرنا اور بیجا خرچ کرنا شادیوں میں سو یہ ہم سب لوگوں میں رائج ہے۔

ہرچند نکاح سے متعلق رسمیں بہت ہیں اور ہر ملک میں ہر فرقے کی جدا جدا رسمیں ہیں مگر کئی رسمیں ایسی ہیں کہ وہ اکثر ملکوں میں بہت لوگوں میں رائج ہیں اور ان کا چھوٹنا لوگوں پر دشوار ہے اول یہ کہ شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ برات اسی شہر میں بلکہ اسی محلہ میں ہو مگر لڑکی کی طرف والے کھانا برادری کا اور جو لوگ نکاح میں جمع ہوں ان کے واسطے ضرور کریں۔ تیسرے اس شخص کی پوشاک نارنجی یا سرخ یا زری تاش بادلے کی۔ چوتھے یہ کہ ناچ راگ مع باجے کے ہو پانچویں نقارے روشن چوکی تاشے ڈھول ہوں۔ چھٹے آتشبازی ہو انار ڈنٹیاں وغیرہ ساتویں آرائش پھول کھٹولی مٹکیاں گنڈری آٹھویں روشنی بہت سے دیخ شاخے اور مشعلیں اور ٹھٹر۔

نویں لڑکی کی طرف سے جوڑے بہت سے شوہر کی طرف والے رشتہ مندوں کے واسطے۔ دسویں یہ کہ شادی کی شب میں اُس مرد کا لڑکی کے گھر جانا پھر وہاں جلوہ آرسی مصحف اور ٹونے وغیرہ عمل درہوں۔ گیارہویں مہر کا زیادہ مقرر ہونا۔ بارہویں شادی کے چوتھے روز شوہر کا اُس عورت کے گھر جانا اور چوتھی کھیلنا۔ تیرھویں بعضوں کے ہاں کنگنا باندھنا ہاتھ میں مرد اور عورت دونوں کے لئے دستور ہے۔ چودھویں سہرا باندھنا پھر ان رسموں میں بعضی کفر کی رسمیں ہیں کہ لوگوں نے ہندوؤں سے سیکھی ہیں مثلاً کنگنا باندھنا اور سہرا باندھنا اور بعضی رسمیں بنفسہ حرام ہیں کہ جو اس کو اچھا جانے اور اس سے خوش ہو وہ کافر ہے مسلمان نہیں جیسے ناچ اور بعضی حرام و مکروہ تحریمی ہیں جیسے مرد کی پوشاک سرخ و زری وغیرہ کی اور نقارے ڈھول اور تاشے اور آتشبازی اور مرد کا گھر میں بیگانی عورتوں میں جانا کہ وہاں عورتوں کو دیکھتا ہے اور وہ عورتیں اُس کو دیکھتی ہیں پھر اُن عورتوں کے ساتھ کھیلنا اور بھی زیادہ حرام ہے اور بعضے کام خلاف سنت ہیں یعنی بدعت جیسے برادری کا شادی سے پہلے کھانا کھلانا اور آرائش وغیرہ اور چوتھی اور مہر کا زیادہ مقرر کرنا پھر ان رسموں کو لوگ لوازمات نکاح سے سمجھتے ہیں کہ بغیر ان رسوم کے نکاح بے حقیقت ان کی دانست میں ہوتا ہے حالانکہ نکاح میں صرف دو گواہوں کے سامنے ایجاب قبول اور کچھ تقرر مہر کا چاہیئے سو اس کے سوا ان لوگوں نے یہ رسوم بھی نکاح میں داخل کیں تو اس راہ سے یہ سب رسمیں نہایت قبیح بدعت ہیں کہ لوگوں نے مفت میں بدعت کو سنت میں ملا کر ایک ٹھہرا لیا اور علاوہ اس کے رسموں میں مال خرچنا ہوتا ہے جو محض بیجا ہے کہ اس سے دین کا فائدہ تو کیا ہوتا ہے دنیا کا فائدہ بھی کچھ نہیں اور مال بیجا خرچنا حرام ہے سو بدعتوں کا حال اور رسموں کی برائیوں کا حال پہلے معلوم ہو چکا اب اس مقام پر بیجا خرچ کرنے اور مہر زیادہ مقرر کرنے اور برادری کے کھانا دینے کا حال سننا چاہیئے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا. فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ اسراء میں کہ اور بیجا خرچ مت بکھیر کر مقرر بیجا اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان اپنے رب کا ناشکر ہے۔

ف۔ یعنی مال اللہ کی نعمت ہے کہ اس کے سبب عبادت خاطر جمع سے ہوتی ہے اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے دین کو مضبوطی ہوتی ہے سو اللہ تعالیٰ آدمیوں کو مال دیتا ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کی جگہ خرچ ہو۔ اور یہی مال کا شکر ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ مال رائگاں بیکار خرچ ہو تا کہ آدمی سے اللہ ناراض ہو اور مال بیجا خرچنا ناشکری ہے تو شیطان خود ناشکر ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ آدمی بھی ناشکر

ہوجاوے سو جو لوگ مال بیجا خرچتے ہیں نام و نشان کے واسطے یہ سب شیطان کے بھائی ہیں کہ شیطان
کے کہنے موافق مال خرچتے ہیں سو فرمایا کہ مال بیجا خرچ کر کے خراب نہ کرو اور شیطانوں کے بھائی مت ہو
تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ شادی سے پہلے کھانا کرتے ہیں اور نوشہ کی پوشاک سرخ اور زردی
وغیرہ ہیں اور ناچ راگ میں نقارے تاشوں میں آتشبازی آرائش پھول کمٹولوں میں روشنی میں
اور لڑکے والے برادری کے جوڑوں میں پیسہ خرچتے ہیں سو یہ سب شیطان کے بھائی ہیں خدا کے
ناشکرے پھر بعضوں کو یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ سودی قرض لیکر ان خرافاتوں میں خرچتے ہیں پھر
اس کا ادا کرنا مشکل پڑتا ہے اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں برابر یہ اور ایک حرام ہوتا ہے ایک
نہ شد دو شد اور بعضوں کی یہ نوبت پہنچتی ہے کہ بیاہ برات کے واسطے لوگوں سے بھیک مانگتے ہیں
اور سوال کرنا بے ضرورت شرعی حرام ہے چنانچہ مسئلہ ہے کہ اگر آدمی بھوکا ہو مرنے کے قریب اور
وہاں پر مرا ہوا جانور جیسے کوا یا کتا پڑا ہو تو بعضے علماء نے لکھا ہے کہ اس مردار کو کھالے اور سوال نہ کرے
پھر ان خرافاتوں کے لئے سوال کرنا تو کیونکر جائز ہو اور علاوہ اس کے ان خرافات سے وہ عزت حاصل
نہیں جو اس سوال سے ذلت ہے اور بعضوں کے نزدیک ایسے مانگنے والے کو دینا بھی حرام ہے تو
دینے والا اور مانگنے والا دونوں گناہ میں پڑے بلکہ مانگنے والے کو ایک یہ گناہ کہ سوال کیا دوسرا
یہ گناہ کہ اس دینے والے کو گناہ میں پھنسایا کہ اس نے اس کو دیا یہ اگر نہ مانگتا تو وہ اس دینے کے گناہ
میں کیوں پڑتا تیسرا یہ کہ اس پیسے کو بیجا خرچ کیا تو اس کے حق میں تین گناہ جمع ہوئے صرف شیطان کے
بھائیوں کی خوشی کے واسطے اللہ کی ناخوشی اختیار کی پھر بعضے جاہل جو ایسے مقام پر خیال کرتے ہیں کہ
ایسی جگہ خرچوں میں اور لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے تو یہ بھی ایک فیض ہے اس کا بھی کچھ ثواب ہوگا سو یہ بات
غلط ہے اس برادری کو ایسا کھانا دینے میں کسی کو ثواب کی نیت نہیں ہوتی اور گناہ کے کام میں اگرچہ آدمی
نیت ثواب کی کرے مگر ثواب نہیں بلکہ اور عذاب ہے اور جب گناہ کے کام کو ثواب کا کام سمجھا تو کفر ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبٰرَکَ وَتَعَالٰی وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں اور بیجا نہ اڑاؤ اس کو خوش نہیں لگتے اڑانے والے۔

ف۔ مال کا بیجا خرچنا حرام ہے اور جو شخص بیجا خرچ کرے وہ اللہ کو برا معلوم ہوتا ہے پھر اس کا قبول
کرنا یا اس میں ثواب ملنا یا اس کام میں برکت ہونا تو کیا امکان ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جس شادی
میں بیجا خرچ ہو بھانڈ بھگتیوں رنڈیوں بھڑ ووں کو ملے تاشہ نواز نقارچیوں کو دیا جاوے اور سہرے
زری کے جوڑے آتش بازی آرائش میں خرچ ہو وہ کام اور وہ لوگ اللہ کو پسند نہیں آتے اور اللہ کے

مخالفوں میں شمار ہو جاتے ہیں پھر اس کام میں مبارکی نہیں ہوتی بلکہ نحوست آجاتی ہے پھر اس نکاح کی جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ بھی اکثر بد ہوتی ہے

اَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَةً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَةً۔

مشکوٰۃ کے باب النکاح میں لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر بڑی برکت والا وہ نکاح ہے جو سہل ہو تکلیف میں۔

ف۔ یعنی جس نکاح میں اسباب جمع کرنے میں تکلیف نہ ہو اور عورت تھوڑے مہر پر راضی ہو جائے اُس نکاح میں برکت ہوتی ہے تو جس قدر تکلیف اسباب کی زیادہ ہو اسی قدر برکت کم اور جو بالکل تکلیف ہی تکلیف ہو تو برکت نہیں بلکہ نحوست ہے اور ایک اور کمبختی ہے کہ لوگ مہر ادا نہیں کرتے تو اس سبب مہر کی زیادتی اور کمی کا لحاظ نہیں رکھتے حالانکہ اگر مہر ادا کرے تو بہتر ہے اور اگر نہ ادا ہو تو جیسے اور قرض ہیں ویسا ہی یہ بھی قرض ہے کچھ فرق نہیں بلکہ عورت کے رشتہ دار صرف اسی لحاظ سے مہر زیادہ مقرر کرتے ہیں کہ زندگی میں تو یہ نہ ادا کرے گا مرنے کے بعد اس کے ترکہ سے لیں گے تو وہ مرنا اس کا پہلے چیت لیتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد ترکہ سب اس کے مہر میں جاتا ہے اور رشتہ مند محروم رہتے ہیں تو میراث و فرائض کا باب بالکل مسدود رہ جاتا ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ کَمْ کَانَ صِدَاقُ النَّبِیِّ صلعم قَالَتْ کَانَ صِدَاقُہٗ لِاَزْوَاجِہٖ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِیَّةً وَنَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِیْ مَا النَّشُّ قَالَ لَا قَالَتْ نِصْفُ اُوْقِیَّةٍ فَتِلْکَ خَمْسُمِائَةِ دِرْھَمٍ۔

مشکوٰۃ کے باب الصداق میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو سلمہ نے نقل کیا کہ میں نے پوچھا بی بی عائشہؓ سے کہ کتنا تھا مہر نبی صلعم کا فرمایا کہ مہر ان کی بیویوں کا تھا بارہ اوقیہ اور ایک نش پوچھا کہ تو جانتا ہے کیا ہوتا ہے نش کہا نہیں فرمایا کہ آدھا اوقیہ تو یہ پانچ سو درہم ہوئے۔

ف۔ یہاں کے حساب سے ایک سو چالیس روپے کچھ کم و بیش ہوتے ہیں تو اور مسلمانوں کی عورتوں کا تو چاہیے ان سے کم ہو اور نہیں تو اس قدر سے زیادہ مہر مقرر کرنا باوجود بےمقدوری کے فضول ہے اور زیادہ مہر مقرر کرنے میں اگر کچھ بہتری اور ثواب ہوتا تو حضرت نے اپنی ازواج کا اور بیٹیوں کا البتہ زیادہ مہر مقرر کیا ہوتا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اَلَا لَا تُغَالُوْا صَدُقَةَ النِّسَاءِ فَاِنَّھَا لَوْ

مشکوٰۃ کے باب الصداق میں لکھا ہے امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے ذکر کیا کہ عمر خطاب کے بیٹے نے فرمایا کہ خبردار ہو زیادہ نہ ٹھیراؤ مہر عورتوں کا

كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا وَتَقْوَى عِنْدَ اللهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيُّ اللهِ صلعم. مَا عَلِمْتُ رَسُولَ اللهِ صلعم نَكَحَ شَيْئًا مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أَنْكَحَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً.

اس واسطے کہ اگر اس میں بزرگی ہوتی دنیا میں اور پرہیزگاری ہوتی اللہ کے نزدیک تو البتہ زیادہ لائق تھے اس کے پیغمبر خدا صلعم مجھکو نہیں معلوم کہ نکاح کیا ہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج میں سے کسی کا اور نہ اپنی بیٹیوں میں سے کسی کا بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر۔

ف پیغمبر دنیا میں بھی سب سے زیادہ شریف ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک بھی پرہیزگاری میں اور خوبی میں سب سے زیادہ ان کا مرتبہ ہوتا ہے بالخصوص ہمارے حضرت سب سے خوبیوں میں افضل ہیں سو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر زیادہ مہر مقرر کرنے میں کچھ دنیا میں بزرگی ہوتی یا اللہ کے نزدیک کچھ خوبی ہوتی تو حضرت رسول خدا صلعم اپنی ازواج اور اپنی بیٹیوں کا زیادہ مہر ضرور ہی مقرر کرتے کہ وہ سارے جہان سے زیادہ دنیا میں بھی بزرگ تھے اور اللہ کے نزدیک بھی بڑے متقی اور پرہیزگار تھے سو انہوں نے تو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر کیا ہی نہیں پھر اور لوگ تو نہ ایسے دنیا کی راہ سے بزرگ ہیں اور نہ اللہ کے نزدیک ویسے متقی ہیں تو ان کو چاہئے ان سے کم کریں اور بارہ اوقیہ کے قریب ایک سو چالیس روپے سے کچھ کم ہوتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہراؓ کا مہر چار سو درہم تھا کہ اسکے ایک سو پندرہ روپے سے کچھ کم ہوتے ہیں پھر اور کسی کی عورتیں حضرت کی ازواج سے کسی کی بیٹیاں حضرت کی بیٹیوں سے افضل نہیں نہ دنیا کی راہ سے نہ آخرت کے لحاظ سے جو ان کا مہر ان سے زیادہ ہو اور حضرت ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی حضرت معاویہ کی بہن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں ان کا مہر چار ہزار درہم تھا سو حضرت نے خود مقرر نہیں کیا تھا حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے اپنی طرف سے مقرر کیا تھا

أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ

مشکوٰۃ کے باب صداق میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ام حبیبہ نے نقل کیا کہ میں تھی عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں سو وہ مر گیا حبشہ کے ملک میں تو نکاح کیا بی بی ام حبیبہ کا نبی صلعم سے نجاشی نے اور مہر ٹھیرایا ان کا چار ہزار درہم۔

ف چار ہزار درہم کے کم و بیش ایک ہزار ایک سو روپیہ ہوتے ہیں بادشاہ نے اس قدر مہر ٹھیرایا تھا پھر اور لوگ جو پانچ پانچ دس دس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ کروڑ کروڑ مہر مقرر کیا کرتے ہیں محض فضول اور بیجا اور خلاف سنت ہے اور اگر آدمی کے ذمہ پر مہر قرض رہا اور وہ مر گیا تو جب تک قرض والے کو راضی نہ کرے گا بہشت میں نہ جاوے گا مہر اور قرض میں کچھ فرق نہیں ہے پھر زیادہ قرض لینے پر

جرأت کرنا دینداری سے بعید ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِہٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰی زَیْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاۃٍ ۔ مشکوٰۃ کے باب ولیمہ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا انس نے فرمایا کہ نہ کھانا دیا پیغمبر خدا صلعم نے کسی عورت پر جس قدر کھانا دیا بی بی زینب پر کہ کھانا دیا ایک بکری کا۔

ف۔ یعنی ایک بکری کا گوشت پکا کر ان کے نکاح کے بعد کھانا لوگوں کو کھلایا اس سے زیادہ کسی اور بی بی کے نکاح میں کھانا نہ دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ بے تکلف اور بے تلاش اس قدر اگر میسر ہو اور دوست آشنا برادری کو کھلاوے تو بہتر ہے اور ولیمہ اسی کھانے کو کہتے ہیں جو نکاح کے بعد ہو پھر نکاح سے پہلے کھانا کرنا لغو اور اسراف ہے سنت کے خلاف۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِیَّۃَ وَتَزَوَّجَھَا وَجَعَلَ عِتْقَھَا صَدَاقَھَا وَاَوْلَمَ عَلَیْھَا بِحَیْسٍ ۔ مشکوٰۃ کے باب ولیمہ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کیا صفیہ کو اور نکاح کیا ان سے اور ٹھیرایا ان کا آزاد کرنا مہر ان کا اور کھانا دیا ان پر حیس۔

ف۔ حیس کھانا ہوتا ہے جیسے حلوا تو اس سے معلوم ہوا کہ جو دستور ہے کہ کھانا بہت کھلائے سب برادری کے لائق اور نہیں تو نہیں سو یہ رسم بیہودہ ہے جس قدر بے تکلف میسر ہو اس قدر کسی قسم کا کھانا ہو خواہ حلوا ہو خواہ گوشت ہو دو چار دوست آشنا کو کھلا دیجئے اور تکلفات بیہودہ ہیں۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِہٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ ۔ مشکوٰۃ کے باب ولیمہ میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ بی بی صفیہؓ نے نقل کیا کہ کھانا دیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعضی ازواج کے نکاح میں دو مد جو کا۔

ف۔ دو مد جو کے ستو بقدر دو سیر کے تخمیناً ہوئے تو اسی قدر کبھی کھلا دیا غرض کہ اس وقت بے تکلف جو میسر ہوا کھلا دیا یہ پلاؤ اور زردہ اور متنجن شیرمال فیرنی وغیرہ تکلفات کا بکھیڑا کرنا اور رنج میں پڑنا لاحاصل ہے سنی مسلمان کو سنت کی پیروی کرنا چاہئے چار جاہل خوش ہوئے تو کیا اور ناخوش ہوئے تو کیا اور ناخوش ہو تو وہی کھانا آگے دیا تو کیا اور پیچھے دیا تو کیا، کھانا دینے میں دونوں باتیں برابر ہیں اتنا فرق ہے کہ شادی سے پہلے کھانا دینا بیہودہ اور خلاف سنت اور خلاف عقل ہے اور بعد شادی کے خدا اور رسول کی مرضی موافق ہے اور عقل بھی یہی حکم کرتی ہے کہ شادی کی خوشی کا کھانا بعد شادی کے ہو اور شادی ابھی ہوئی نہیں کھانا پہلے سے کیوں چاہئے اور شادی کے بعد بھی جو بعضے لوگ مہینے مہینے بلکہ دو دو مہینے بلکہ برس برس روز کے بعد کھانا کرتے ہیں وہ سے کا عوض پورا کرنے کو یا نام کے واسطے یہ بھی بیہودہ ہے

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مشکوٰۃ کے باب الولیمہ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مسعود رضی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا
طَعَامُ اَوَّلِ یَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّانِیْ دنیا پہلے دن کا حق ہے اور دوسرے دن کا دستور ہے اور تیسرے دن کا
سُنَّۃٌ وَطَعَامُ الثَّالِثِ سُمْعَۃٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ مشہور ہونے کو ہے اور جس نے مشہور کرنا چاہا آپ کو رسوا
اللّٰہُ بِہٖ. کرے گا اس کو اللہ.

ف. جب نکاح کرلاوے تو اس روز دوستوں بھائیوں کو کھانا دینا واجبی ہے یعنی واجب یا سنت مؤکدہ ہے پھر اس کو دوسرے دن کھانا کھلانا یہ بھی دستور ہے یعنی سنت یا مستحب ہے بعد اس کے تیسرے دن اگر کوئی کھانا کھلاوے تو معلوم کیا چاہیئے کہ یہ فقط نام کے واسطے ہے تاکہ لوگ سنیں اور مشہور کریں تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ رسوا کرتا ہے پھر شادی سے پہلے کھانا کرنا اور بھی بیہودہ ہے نہ اسمیں نہ اسمیں محض نام کیواسطے ہے جس کا انجام زیادہ تر رسوائی ہے پھر ایسا کھانا کھانا درست نہیں.

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مشکوٰۃ کے باب الولیمہ میں لکھا ہے کہ احمد نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ رضی نے
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَبَارِیَانِ لَا یُجَابَانِ نقل کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ کہ بدلے پر اور نام کیلیے
وَلَا یُؤْکَلُ طَعَامُھُمَا. کھانا کریں تو ان کا کھانا قبول نہ کیجیے اور نہ وہ ان کا کھانا کھلیئے.

ف. اس زمانہ میں یہی دستور ہو رہا ہے کہ لوگ نام کے واسطے اور ایک دوسرے کے مقابلہ پر شلولوں اور تمیوں میں کھانا کرتے ہیں کہ فلانے نے ایسا کیا تو ہم بھی ویسا ہی کریں بلکہ اس سے زیادہ کریں تاکہ ہمارا بھی ویسا ہی نام ہو پھر اس لحاظ کے سبب کوئی اپنا باغ بیچتا ہے کوئی مکان گرو رکھتا ہے کوئی ویسے ہی قرض کر لیتا ہے کوئی بھیک مانگتا ہے اور دنیا و دین دونوں جہان کی آفت میں لوگ پھنستے ہیں سو حضرت نے فرمایا کہ ایسے لوگ کھانے کو بلاویں تو نہ جاؤ اور ان کا وہ کھانا نہ کھاؤ پھر جب نہ کھانا کھانا حرام ٹھیرا تو ایسا کھانا کرنا بدرجہ اولیٰ حرام ٹھیرا پھر حرام کام پر اپنا پیسہ خرچنا شیطان کی برادری میں اپنے آپ کو داخل کرنا ہے پھر بہتر طریق شریعت کا آدمی کیوں نہ اختیار کرے. اللّٰھم وفقنا.

پانچویں رسم

(مُمَانَعَۃُ النِّسَاءِ عَنِ النِّکَاحِ الثَّانِیْ). یعنی بیوہ عورت کو دوسرے نکاح سے باز رکھنا کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے خویش و اقارب اس عورت کو کنایہ اشارہ سے دوسرے نکاح سے باز رکھتے ہیں پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ زن و مرد سب دوسرا نکاح کرنا عیب جانتے ہیں اور اگر کوئی کرے تو اس پر طعن کرتے ہیں بلکہ دوسرا نکاح شرافت کے خلاف جانتے ہیں پھر اگر جوان عورت کا شوہر مرگیا

اور اس کا کوئی خبر گیران نہ ہو اور وہ نہایت مفلس محتاج ہو جاوے اور جی اس کا نکاح کو چاہے تو
وہ بیچاری لوگوں کے ڈر سے نہیں کرتی اور اصل اس رسم کی ہندوؤں سے ہے کہ ہندوؤں کے مذہب
میں عورت کا دوسرا بیاہ کرنا جائز نہیں سو وہی رسم نام کے ان مسلمانوں نے اپنے ہاں جاری کرلی اور
اور نہ سمجھے کہ شرافت کیسی یہاں تو اسلام ہی ہاتھ سے جاتا ہے حالانکہ یہ رسم عقل اور شرع دونوں کے
خلاف ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے سونے جاگنے پیشاب جا ضرور کی حاجت آدمی کے واسطے
بنائی ہے ویسی ہی مرد کے واسطے عورت کی خواہش اور عورت کے لئے مرد کی حاجت لگائی ہے اس
واسطے دستور ہے کہ کنواری عورت اور نوجوان مرد کے نکاح کی فکر وارثوں کو جلدی اور مقدم ہوتی ہے کہ یہ
نوجوان مرد اور کنواری عورت برے کام کی طرف نہ متوجہ ہو جاوے اور رسوائی ہو پھر جو عورت خاوند
پاس رہے اُس کو زیادہ خواہش مرد کی ہوتی ہے اس واسطے کہ وہ اس بات سے خوب واقف ہو جاتی ہے
پھر جس عورت کو شوہر نے طلاق دی یا شوہر مرگیا تو وہ عورت اگر بد لحاظ ہے تو حرام کرے گی اور لحاظ
والی ہے تو بد کام سے شاید بچے تو مرد کا خیال تو البتہ اس کے دل میں رہتا ہے اور مردوں کی آواز سننا
اور صورتیں دیکھنا اس کو خوش آتا ہے اور اس سب کا علاج یہی ہے کہ دوسرا نکاح کرے بڑے
تعجب کی بات ہے کہ جب عورت مرجاوے تو مرد دوسری عورت سے نکاح کرلے اور مطعون نہ ہو اور
اگر عورت بے شوہر رہ جاوے تو دوسرا شوہر کرنے سے مطعون ہو اور طرفہ یہ کہ کنواری لڑکی کے نکاح میں
دیر ہونا معیوب سمجھیں اور جوان عورت کا بیوہ رہنا قباحت نہ جانیں حالانکہ جو قباحت اس میں ہے وہی
قباحت بلکہ اس سے زیادہ اس میں ہے سبحان اللہ مینھ سے بھاگنا پرنالے کے نیچے کھڑا ہونا ایسے ہی
عقلمندوں کا کام ہے چرا نہ باشد اگر کچھ عقل ہوتی تو خدا اور رسول کے فرمانے کو کیوں نہ لحاظ کرتے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ بقر میں اور جب طلاق دی تم نے
فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ عورتوں کو پھر پہنچ چکیں اپنی عدت تک تو اب نہ روکو ان کو کہ
اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب راضی ہو جاویں موافق
ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ دستور کے یہ نصیحت ملتی ہے اس کو جو کوئی تم میں اللہ پر یقین
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ رکھتا ہے اور قیامت کے دن پر اس میں صفائی زیادہ ہے تمہارے
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ لئے اور ستھرائی بہت اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ف۔ عدت مقرر ہے تین حیض یا تین مہینے تک سو جس عورت کو شوہر طلاق دے وہ عورت اگر عدت
کے بعد کسی سے شرع کے دستور موافق نکاح کرنا چاہے تو اُس کے والیوں کو یہ حکم ہے کہ اس کو دوسرے نکاح

نہ روکیں اگر وہ خدا پر اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں اس واسطے کہ یہ خدا کا حکم ہے اگر اس کے برخلاف کریں گے تو قیامت کو سزا پاویں گے بعد عدت کے اس دوسرے نکاح میں صفائی زیادہ ہے کہ وہ زنا سے بچے اور ستھرائی بہت ہے کہ برے خیالوں سے دل بھی ستھرا رہے اور اس میں اور بہت خوبیاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اس آیت میں اللہ صاحب نے کئی طرح سے دوسرے نکاح کا تقیّد کیا اوّل یہ کہ والی عارتوں کو فرمایا کہ دوسرے نکاح سے نہ روکیں تو والیوں کو چاہئے کہ اس کو ترغیب دلاویں دوسرے یہ فرمایا کہ یہ نصیحت ہے اس کے واسطے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس نصیحت کو نہ مانے اور برا جانے تو وہ اللہ پر اور قیامت پر یقین نہیں رکھتا ہے یعنی مسلمان ہی نہیں اور نصیحت ماننے کے یہی معنیٰ ہیں کہ اس نصیحت کے موافق کرنے لگے تیسرے یہ فرمایا کہ اس میں ستھرائی ہے جو شخص اس کو عیب جانے وہ گویا گندہ ناپاک ہے کہ ستھرائی چھوڑ کر ناپاکی کی طرف جاتا ہے چوتھے یہ فرمایا کہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے تو جو شخص یوں جانے کہ دوسرے نکاح کرنے میں بڑی بڑی قباحتیں ہیں تو وہ شخص گویا آپ کو اللہ سے زیادہ دانا جانتا ہے پھر معاذ اللہ اس کے ایمان کا کیا ٹھکانا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ وَاَنْکِحُوا الْاَیَامیٰ مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَاءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۰

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نور میں اور بیاہ دو رانڈوں کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں غلام تمہارے اور لونڈیاں اگر وہ مفلس ہوں گے اللہ ان کو غنی کرے گا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا۔

ف یعنی جو عورتیں تمہارے اندر برادری میں رشتہ ناتہ میں بیوہ ہو جاویں اور خاوند مر جاوے تو ان کو آپس میں برادری میں بیاہ دو اور غلام لونڈی نیک ہوں کہ بیاہ دیئے سے مغرور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑیں اس کا بھی نکاح ایک دوسرے سے کر دو اور جب تم ان رانڈوں کو بیاہ دو گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیگا محتاجی اور افلاس ان کا جاتا رہے گا اللہ کے ہاں کچھ کمی نہیں وہ بڑا سمائی والا ہے اور وہ سب کا حال جانتا ہے کہ فلانے کو محتاجی اور افلاس ہے اور فلانے کا جی نکاح کو چاہتا ہے اور فلانی کا نہیں چاہتا اس آیت میں بھی کئی طرح پر تقیّد دوسرے نکاح کا بیوہ کے واسطے ثابت ہوتا ہے اول یہ کہ بیوہ کے والیوں کو حکم دیا کہ تم بیاہ دو اپنے رشتہ مند ہم قوم رانڈوں کو تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ ضرور نہیں کہ جب بیوہ خود درخواست کرے تب اس کا دوسرا نکاح کیا چاہئے بلکہ والیوں کو چاہئے کہ خود اس کے نکاح کی تدبیر کرے موافق شریعت کے اس کی اجازت لے لیں اس واسطے کہ وہ عورت خصوصاً اس ملک میں

بسبب رسم کے یا شرم کے ہرگز اپنے آپ سے درخواست نہ کرے گی دوسرے یہ فرمایا کہ محتاج بیوہ عورت
کو اللہ تعالیٰ دوسرا نکاح کرنے سے غنی کر دے گا تو معلوم ہوا کہ دوسرا نکاح بیوہ عورت کا اللہ تعالیٰ کے
نزدیک نہایت پسند ہے کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت اسکی طرف متوجہ ہوتی ہے کہ محتاج عورت
غنی ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باوجود فقر وغیرہ مانع کے بھی تو کلاً علی اللہ نکاح ثانی کر دیجاے اور یہ
جو فرمایا کہ غنی کر دے گا اللہ اپنے فضل سے تو اس سے دریافت ہوا کہ نکاح کرنے والے پر خاص رحمت الٰہی
نازل ہوتی ہے اس واسطے پیغمبر صاحب نے بھی بیوہ کے دوسرے نکاح کی تاکید کی

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عَلِیُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدَتْ لَهَا كُفْوًا ۔

ترمذی کے باب تعجیل الصلوۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ علی رضی
نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تین کام میں دیر
نہ کیجیو نماز میں جب وقت آجاوے اور دیر نہ کیجیو جنازہ کی نماز میں جب جنازہ
موجود ہو جاوے اور دیر نہ کیجیو بیوہ عورت کے نکاح کرنے میں جب اسکا جوڑ مل جاوے

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت قابل نکاح کے بیوہ ہو جاوے اور کوئی اس کے میل
موافق مرد نکاح کے واسطے مل جاوے تو ایماندار آدمی کو چاہیے کہ اس کا نکاح کر دینے میں ہرگز دیر نہ کرے
اور دیر کرنا ایسا برا جانے کہ جیسے جنازہ پڑا رکھنا یا نماز میں دیر کرنا معیوب ہے اور مسلمان کو لازم ہے کہ
اپنے اوپر اس بات کو لازم کر لے جہاں کہیں کوئی عورت بیوہ ہو تو جس طرح ہو سکے اس کا نکاح کرا دے اس
واسطے کہ خدا اور رسول کے نزدیک بھی یوں ہی ہے اور عقل صحیح میں بھی اسی طرح آتا ہے اور سب مسلمانوں
کی ولایتوں میں اب بھی یہی جاری ہے کہ بیوہ عورت کا نکاح جلدی سے کرتے آئے ہیں اور آگے بھی یہی رواج
جاری تھا اگلی سب بیبیاں پیغمبر زادیاں اسی طرح کرتی تھیں چنانچہ حضرت رقیہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیٹی ابولہب کے بیٹے عتبہ کے نکاح میں تھیں اس کے بعد حضرت عثمان رضی سے ان بی بی کا نکاح ہوا، اور
حضرت ام کلثوم دوسری بیٹی پیغمبر خدا صلعم کی پہلے ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے نکاح میں تھیں اس کے بعد
دوسرا نکاح ان کا حضرت عثمان رضی سے ہوا اور حضرت فاطمہ کی بیٹی بی بی ام کلثوم پیغمبر خدا صلعم کی نواسی
پہلے حضرت عمر رضی کے نکاح میں تھیں جب ان کی وفات ہوئی تب حضرت ام کلثوم رضی نے حضرت جعفر کے
ایک بیٹے عون سے نکاح کیا جب عون مرے تب جعفر کے دوسرے بیٹے محمد نے ان سے نکاح کیا
جب وہ مر گئے تب حضرت جعفر کے تیسرے بیٹے عبداللہ نے اُن سے نکاح کیا اور بی بی امامہ پیغمبر خدا
صلعم کی نواسی حضرت زینب کی بیٹی کہ حضرت فاطمہ رضی کے بعد حضرت علی رضی کے نکاح میں تھیں بعد حضرت
علی رضی کی وفات کے انہوں نے حضرت علی رضی کی وصیت کے بموجب مغیرہ بن نوفل سے نکاح کیا اور سوائے

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سب بیبیاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی تھیں کہ کسی کا ایک خاوند مرچکا تھا کسی کا دوسرا خاوند بھی مرچکا تھا اور کسی کا تیسرا بھی اس کے بعد حضرت سے نکاح ہوا تھا یہ حال ہے حضرت کی بیبیوں اور نواسیوں اور بیٹیوں سیدانیوں کا اور سوا ان کے ایک بی بی ام رومان تھیں پیغمبر خدا صلعم کی ساس کہ پہلے عبداللہ بن سنجرہ کے نکاح میں تھیں پھر دوسرا نکاح انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کیا کہ ان سے بی بی عائشہ صدیقہ اور عبدالرحمن پیدا ہوئے اور بی بی اسماء بنت عمیس کہ پہلے جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں ان کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے نکاح ہوا کہ محمد ابن ابی بکر پیدا ہوئے بعد حضرت ابوبکرؓ کے حضرت علیؓ سے ان بی بی کا نکاح ہوا یہ حال ہے ان بزرگ بیبانیوں کا جن سے شرافت کی بنیاد ہے پھر جو کوئی ان کے کام اور رسم اور عادات کو برا جانے اس کے ایمان میں نقصان ہے اور اشراف نہیں وہ کمینہ ہے اس واسطے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر کسی کی عزت اور آبرو نہیں اور ان سے زیادہ کسی کو غیرت نہیں اور حضرت کی بیٹیوں اور نواسیوں کا اور حضرت کے یاروں کی عورتوں کا یہی دستور رہا کہ جب خاوند مرا تب اور کر لیا اگر یہ بات معاذاللہ بے عزتی کی ہوتی تو خدا اور رسول کیوں منظور اور دستور رکھتے تو اب جو شخص بیوہ کے دوسرے نکاح کو عیب جانے اور بے عزتی سمجھے وہ مسلمان نہیں مردود کافر ہے کہ جو بات پیغمبر خدا نے اپنے گھر میں گوارا کی اس کو یہ بے عزتی بتاتا ہے گویا اپنی بیٹیوں بہنوں اور عورتوں کو حضرت کی بیٹیوں اور بیبیوں سے اچھا جانتا ہے تو ایسے شخص کو چاہئے کہ اپنے سامنے آپ کو شیخ سید شریف قوم سے شمار نہ کرے بلکہ آپ کو راجپوت . رانگھڑ کہلاوے اس واسطے مسلمانوں کے بزرگوں کے ہاں اور مسلمانوں کے ملک میں اور مسلمانوں کی کتاب قرآن و حدیث کی رو سے یہ رسم جاری ہے پھر اسکو کوئی برا جانے گویا خدا و رسول کے حکم کو اور انکے اصحابوں کو جن سے شرافت پائی بد جانتا ہے اور ہندوؤں کی رسم کو نیک جانتا اور اختیار کرتا ہے پھر وہ مسلمان کاہے کا اور حضرت کے بعد حضرت کی بیبیوں نے جو اور کسی سے نکاح نہ کیا تو اس کا یہ سبب تھا کہ آدمی دو طرح پر ہیں ایک مسلمان دوسرے کافر سو مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ یعنی بیبیاں پیغمبر کی مائیں ہیں مسلمانوں کی اور ماں کا نکاح بیٹے کے ساتھ درست نہیں اس واسطے ان کا نکاح نہ ہوا باقی رہے کافر سو کافر سے مسلمان عورتوں کا نکاح نہیں جائز اس واسطے یہ بات حضرت کی ازواج کے واسطے مخصوص تھی پھر اگر کوئی اور بھی اپنے آپ کو ایسا سمجھے اور اپنی جورو بیٹی بہنوں کا دوسرا نکاح عیب جانے تو وہ گویا اپنے آپ کو پیغمبر کی برابر جانتا ہے اور در پردہ دعوی پیغمبری رکھتا ہے استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ خدا جہالت سے سب مسلمانوں کو پناہ میں رکھے.

چھٹی رسم فی النَّوحَۃِ والاِحدَادِ ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو لوگ خصوصاً اس کے رشتہ مند چلا کر روتے ہیں اور عورتیں پیٹتی چلاتی ہیں پھر جو عورت ماتم پرسی کو آتی ہے وہ بھی ان کے پیٹنے میں شریک ہوتی ہے پھر کسی کے ہاں تین دن کسی کے ہاں سات دن کسی کے یہاں چالیس دن کسی کے ہاں چھ مہینے تک یہی معمول رہتا ہے کہ عورتیں حلقہ باندھ کر کھڑی ہوتی ہیں اور ایک عورت اس مردے کے اوصاف بیان کرتی جاتی ہے کہ فلانا ایسا اور ایسا تھا تو وہ سب عورتیں اپنے زانو اور منہ پر تماچے مارتی ہیں اور ہائے ہائے کرتی جاتی ہیں اور بعضوں کے صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ ہر صبح شام عورتیں اکٹھا بیٹھکر چلا کر روتی ہیں پھر کسی کے ہاں چالیس دن اور کسی کے ہاں چھ مہینے تک کسی کے برس روز تک کسی کے ہاں دو برس تک یہی بات جاری رہتی ہے جتنے دنوں جس قدر یہ نوحہ زیادہ ہو اسی قدر آپس میں ان لوگوں کی تعریف ہو اور اگر نہ ہو تو بعضے خاندان کی عورتیں طعن کرتی ہیں کہ فلانے کے ہاں فلانے کی موت کی کچھ قدر نہ ہوئی اور کچھ غم نہ ہوا اور بموجب حکم خدا اور رسول کے نوحہ کرنا یعنی چلا کر رونا اور پیٹنا مردے کے اوصاف اس طرح پر بیان کرنا حرام ہے اور احداد کہتے ہیں سوگ میں بیٹھنے کو یعنی اچھے کپڑے نہ پہننا اور خوشبو نہ لگانا اور سرمہ نہ لگانا کسی کی شادی میں شریک نہ ہونا اپنے مکانوں میں بیٹھے رہنا شریعت کی رو سے جس عورت کا خاوند مرجاوے تو اس کو چاہیئے کہ چار مہینے اور دس دن تک اپنا سنگار نہ کریں بعد اس کے اس کو منع نہیں اس کے گھر کے ناتے رشتہ والی عورتیں اگر تین دن تک اپنا سنگار نہ کریں تو مضائقہ نہیں تین دن سے زیادہ ان کو سوگ میں بیٹھنا منع ہے سو اس کے برخلاف رسم یوں ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے گھر کے سب لوگ سوگ میں رہتے ہیں اور جس عورت کا شوہر مرے پھر وہ کبھی رنگین سرخ کپڑے اور نتھ وغیرہ زیور جو شوہر والی عورتیں پہنتی ہیں وہ نہیں پہنتی اور خوشبو نہیں لگاتی اور اس گھر میں بوریا فرش وغیرہ بچھا کر عورتیں اسی پر رہا کرتی ہیں پھر بعضوں کے ہاں چالیس دن تک اور بعضوں کے ہاں چھ مہینے تک اور بعضوں کے ہاں برس روز تک وہ فرش بچھا رہتا ہے گویا اس کو سوگ اور غم کی علامت مقرر کیا ہے پھر یہانتک نوبت پہنچی کہ ان دنوں میں کسی کا نکاح یا ختنہ نہیں کرتے اور دوست آشنا رشتہ ناتے کے مرد اور عورتیں اس کے ہاں جمع ہوا کرتی ہیں اور مدت تک اس کی ماتم پرسی کیا کرتے ہیں اور ماتم پرسی کی حقیقت اتنی ہے کہ جب کسی کا کوئی مرجاوے تو اس کے دوست آشناؤں رشتہ مندوں کو چاہیئے کہ اسکے پسماندوں کو تسلی اور دلاسا دیں اور سمجھا دیں کہ صبر کرو سو اس کے برخلاف عورتیں جو کسی کے گھر عورتوں پاس ماتم پرسی کو جاتی ہیں تو ان کو بھی رلاتی پٹاتی ہیں اور آپ بھی روتی پیٹتی ہیں اور مرد

جو جاتے ہیں تو صرف دستور رواج کے موافق ان لوگوں کے دکھلانے کو کچھ فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں
اور اس فاتحہ سے ان کو مردے کے واسطے ثواب منظور نہیں ہوتا صرف اس کے پس ماندوں،
رشتہ مندوں کی خوشی منظور ہوتی ہے اگر ثواب منظور ہوتا تو کبھی اپنے گھر یا اکیلے تنہائی میں بیٹھ کے
بھی اس کو ثواب بخشتے اور اب اگر کوئی اکیلے اپنے گھر بیٹھ کر اس مردے کو سو قرآن کا ثواب بخشے مگر
اس کے رشتہ مندوں کے پاس جاکر فاتحہ مرسومہ نہ پڑھے تو وہ رشتہ مند ناخوش ہوتے ہیں ثواب
صرف یہ رسم ٹھیر گئی کچھ ثواب منظور نہ رہا غرضکہ ماتم پرسی کا مضمون برہم ہوگیا اور فاتحہ مقصود
اصلی ہوگئی اور ماتم پرسی بھی مرنے سے تین روز بعد حرکت لغو اور بیہودہ ہے اور اب دستور یوں
ٹھیر گیا کہ مہینے مہینے اور برس برس روز کے بعد بھی لوگ ماتم پرسی کو جاتے ہیں اور خوشی میں غم
یاد دلاتے ہیں سو یہ رسم سب بیہودہ ہیں اور اس طرح رونا اور مطلق پیٹنا اور ایسے سوگ میں
بیٹھنا خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے ۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ بقر میں کہ اے مسلمانو قوت
اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ پکڑو صبر سے اور نماز سے بیشک اللہ ساتھ ہے
اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ صبر کرنے والوں کے ۔

ف جب کوئی خویش و قریب مرجاتا ہے یا اور کچھ مصیبت پڑتی ہے تو آدمی گھبرا جاتا ہے روتا
چلاتا بے صبری کے کام کرنے لگتا ہے سو فرمایا کہ جب کوئی مصیبت پڑے تو صبر سے قوت پکڑے یعنی
صبر کرو اللہ کی تقدیر پر شاکر رہو اور فرمایا کہ واویلا نہ کرو بلکہ اللہ ہی کی طرف رجوع کرو اور نماز میں
مشغول ہو جاؤ تا کہ اللہ کی رحمت تم پر متوجہ ہو اس واسطے کہ جب لوگ صبر کرتے ہیں اللہ ان کے ساتھ
ہے پھر حاصل رونا پیٹنا سوگ میں بیٹھنا اللہ کا ساتھ چھوڑنا ایمان داری سے بعید ہے اور ایمانداروں
کی یہ بات ہے کہ مصیبت میں صبر کرنا اور نماز کی طرف دھیان لگانا ۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ بقر میں اور خوشی سنا ان صبر
الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا والوں کو کہ جب ان کو پہونچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کے
لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھر جانا ہے ایسے
صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰۗىِٕكَ لوگ انھیں پر شاباشیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی
هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۔ اور وہی ہیں راہ پر ۔

ف یعنی جو لوگ مصیبت میں یہ بات کہیں کہ ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی نے پیدا کیا اور وہی

کھانے پینے کو دیتا ہے اسی کو ہم پر اختیار ہے جو چاہے سو کرے اس کے کام میں ہم کو دم مارنے کی مجال نہیں اور ایک روز آخر ہم سب اسی کی طرف پھر جائینگے کہ مریں گے اور حشر و نشر ہو گا سو ایسے لوگوں کو اے پیغمبر خوشخبری سنا کہ اللہ اس بات پر ان کو شاباشی دیتا ہے اور اللہ کی مہربانی ان پر ہے اور وہی لوگ نیک راہ پر ہیں پھر جو شخص برخلاف اس کے مصیبت میں صبر نہ کرے اور پیٹے چلاوے ہائے ہائے کرے اور کہے کہ ہائے فلانے کی موت ابھی سے آگئی اور اس نے کچھ دنیا کا فائدہ نہ اٹھایا اور گیا خدا کو اسی کو مارنا تھا اور ہم کو رنج میں پھنسایا غرضکہ ایسی ہی خرافاتیں بکے اور بے صبری کے کام کرے تو اس کے واسطے برخلاف شاباشی کے پھٹکار اور برخلاف رحمت کے غضب چاہیئے کہ وہ نیک راہ پر نہیں بلکہ بہکا ہوا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ

فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ حدید میں کہ کوئی مصیبت نہیں پڑی ملک میں اور نہ اپ تم میں جو نہیں لکھی ایک کتاب میں اس سے پہلے کہ پیدا کریں ہم اس کو دنیا میں بیشک یہ اللہ پر آسان ہے تاکہ تم افسوس نہ کرو اس پر جو فوت ہوا تم سے اور نہ ریجھو اس پر جو تم کو اس نے دیا اور اللہ نہیں چاہتا کسی اتراتے بڑائی مارتے کو۔

ف۔ یعنی جتنے خوشی اور غم کے اسباب ہیں سب کا حال ان کے دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے ہی اللہ کے ہاں کتاب میں لکھا ہے پھر جس کو کچھ آفت پہنچے خواہ وہ آفت عام ہو جیسے وبا اور قحط وغیرہ خواہ آفت خاص ہو جیسے کسی کا کوئی مر گیا اور کچھ آفت پہنچی سو وہ سب پہلے ہی سے تقدیر کی کتاب میں لکھی تھی ملنے والی نہ تھی پھر جو مصیبت پہنچے تو آدمی کو غم کرنا نہ چاہیئے اور جو کچھ مل گیا اور خوشی ہوئی تو اس پر ریجھنا نہ چاہیئے کہ ہم ایسے ہیں کہ ہم کو یہ ملا اور ہمارے واسطے ایسا ہوا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کو اترانے والے اور بڑائیاں مارنے والے خوش نہیں آتے اور برے معلوم ہوتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مر جاوے تو یہ جانے کہ اس کی تقدیر میں اتنی ہی عمر تھی اب افسوس کیے اور چلانے پیٹنے سے کیا ہوتا ہے وہ مردہ مر کر ہرگز جینے کا نہیں اور پھر اس رونے پیٹنے چلانے سوگ کرنے پر فخر کرنا اللہ کی درگاہ سے مغضوب ہونا ہے کہ اللہ تعالیٰ اترانے والے فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىْ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابو سعید خدری نے نقل کیا کہ لعنت کی پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے چلانے والی عورت پر اور سننے والی پر۔
النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ۔
اور سننے والی دونوں ملعون ہیں۔
ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنے والی عورت

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے
اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ فرمایا کہ کیا تم نہیں سنتے ہو کہ اللہ تعالیٰ عذاب نہیں کرتا آنکھ سے
الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُعَذِّبُ آنسو نکلنے پر اور نہ دل کے غم پر مگر عذاب کرتا ہے اس کے سبب
بِھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ اَوْ یَرْحَمُ وَاِنَّ اور اشارہ اپنی زبان کی طرف کیا یا رحم کرتا ہے اور مقرر عذاب
الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ۔ ہوتا ہے اسکے گھروالوں کے رونے سے اُس پر۔

ف۔ یعنی دل میں غم ہونا اور آنکھ سے آنسو نکلنا یہ آدمی کے اختیار میں نہیں پھر اگر کوئی شخص
مرگیا اور کسی کو غم ہوا اور آنکھ سے آنسو نکلے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر ہاں زبان سے اگرچہ اشارہ کی شکایت
کی اور اس مردے کے اوصاف بیان کئے تو البتہ عذاب ہوگا اور اگر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
پڑھا اور صبر کیا تو اللہ رحم کرے گا اور مردے کو بیان کرنے اور اسکے اوصاف بیان کرنے سے صرف ان لوگوں ہی پر عذاب نہیں
بلکہ اُس مردے پر بھی عذاب ہوتا ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ بیان کرکے پیٹنے چلانے والے
اور مردہ دونوں عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم
لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ نے فرمایا کہ نہیں ہے ہمارے گروہ میں سے جو طمانچے مارے اور
الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ۔ گریبان پھاڑے اور پکارے جاہلیت کا سا چلانا۔

ف۔ ہمارے حضرت سے پہلے جاہلیت کا وقت تھا اس وقت میں کافروں کا دستور تھا کہ کوئی مرتا
تو عورتیں چلا کر رویا کرتی تھیں اور پیٹتی تھیں اور مردے کے اوصاف بیان کرتی تھیں سو فرمایا کہ
جو ایسے کام کرے وہ ہمارے گروہ میں نہیں یعنی مسلمانوں میں داخل نہیں۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ اِنَّ مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کہ ابی بردہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ۔ بیزار ہوں اس شخص سے کہ بال نوچے اور آواز سے روئے اور گریبان پھاڑے

ف۔ یعنی کسی کے غم اور مصیبت میں جو کوئی اپنے سر کے بال نوچے اور آواز سے روئے اور کپڑے

پھاڑ ڈالے اس سے میں بیزار ہوں پھر جس سے پیغمبر بیزار ہوں وہ مسلمان کا ہے کا۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِي مَالِكِ الْاَشْعَرِيِّ مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہ ابو مالک الاشعری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

اَرْبَعٌ فِي اُمَّتِي مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ فرمایا کہ چار باتیں میری امت میں کفر کی باتوں میں سے ہیں لوگ

فَذَكَرَ مِنْهَا النِّيَاحَةَ وَقَالَ النَّائِحَةُ اِذَا ان کو نہیں چھوڑتے سو ذکر کیا ان میں چلا کر رونے کو اور فرمایا

لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کہ چلا کر رونے والی عورت نے جو توبہ نہ کی اپنے مرنے سے پہلے تو کھڑی

وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ کیجاوے گی قیامت کے دن اور اس کا پیراہن ہوگا چڑھ کے

تیل کا اور اوڑھنی خارش کی۔

ف۔ یعنی جو عورت دنیا میں مردوں پر نوحہ کیا کرتی تھی اور اس نے اس سے توبہ نہ کی اور مر گئی تو قیامت کو اللہ تعالیٰ اس کو خارشی کرے گا اور چیڑھ کے تیل کا پیراہن اس کو اڑھایا جائے گا تاکہ وہ آگ میں خوب جلے اور خارش کے سبب سے ایذا زیادہ پائے معاذ اللہ جس کام کے سبب دنیا میں کچھ فائدہ نہیں بلکہ اس سے مردے کو عذاب ہو اور قیامت کے روز اس کو عذاب ہو کیا برا کام ہے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ کہ مغیرہ بن شعبہ نے نقل کیا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ جس مردہ

مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ پر کہ نوحہ ہوا عذاب کیا جائیگا اسی بات پر اس مردے کو قیامت کے دن

ف جو بات بیان کر کے عورتیں چلاتی پیٹتی ہیں وہی بات قیامت کے روز فرشتے کہہ کر عذاب کریں گے کہ ایسا تھا اور ایسا تھا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ قَالَ مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابی موسیٰ نے نقل کیا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

يَقُوْلُ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِمْ کہ فرماتے تھے کہ جو مردہ مرے پھر کھڑا ہو وے ان میں کوئی رونے

فَيَقُوْلُ وَاجَبَلَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَنَحْوَ ذٰلِكَ اِلَّا والا سو کہے کہ ہائے میرے پہاڑ اور میرے سردار اور اسی طرح کی

وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكَيْنِ يَلْهَزَانِهٖ وَيَقُوْلَانِ اَهٰكَذَا باتیں کہیں تو متعین کرتا ہے اللہ دو فرشتے اسکے لیے کہ وہ اس مردے

كُنْتَ۔ کی چھاتی پر گھونسے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا تو ایسا تھا۔

ف۔ یعنی جو بیان کر کے عورتیں یہاں پیٹتی ہیں وہی بات کہہ کر فرشتے اس مردے پر عذاب کرتے ہیں تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مردوں کو عذاب سے بچا دیں اور کسی کو پیٹنے اور چلانے بیان کرنے نہ دیں

اور اپنے واسطے بھی وصیت کریں کہ ہماری موت میں کوئی ایسی حرکتیں نہ کرے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَتِ النِّسَاءُ فَجَعَلَ عُمَرُ يَضْرِبُهُنَّ بِسَوْطِهِ فَأَخَّرَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَقَالَ مَهْلًا يَا عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِيَّاكُنَّ وَنَعِيْقَ الشَّيْطَانِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ۔

مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ مریں بی بی زینب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تو رو دیں عورتیں چلا کر تو حضرت عمرؓ ان کو مارنے لگے اپنے کوڑے سے تو علیحدہ کر دیا ان کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اور فرمایا کہ رہ اے عمر پھر فرمایا عورتوں کو کہ بچو شیطانی آواز سے پھر فرمایا کہ جو کچھ ہووے آنکھ سے اور دل سے سو وہ اللہ عز وجل کی طرف سے ہے اور رحمت کی قسم سے ہے اور جو کچھ ہووے ہاتھ سے اور زبان سے سو شیطان کی طرف سے ہے۔

ف۔ یعنی اگر دل سے غم ہوا اور آنکھ سے آنسو نکلیں تو اس کا مضائقہ نہیں بلکہ اس میں اس کا اختیار ہی نہیں سو یہ اللہ کی طرف سے رحمت ہے مگر ہاتھ سے پیٹنا اور زبان سے بیان کرنا اور چلانا شیطان کے بہکانے سے ہے کہ شیطان یہ بات دل میں ڈالتا ہے اور چلا کر رونے کی آواز شیطانی آواز ہے اس سے مسلمان کو بچنا چاہئے پھر کوئی مردہ ہو کسی کے واسطے ایسے کام کرنا نہیں درست خواہ پیغمبر زادہ ہو یا امام زادہ ہو یا عوام مسلمانوں سے ہو اور جو کوئی چلا کر روئے یا پیٹے یا بیان کرے وہ شیطان کی پھندی میں پھنسا اسکو باز رکھنا چاہئے اگر کہنے سے نہ مانے تو مقدور چلے تو مارنا چاہئے اور اگر مقدور نہ چلے تو ایسی جگہ جانا نہ چاہئے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُتْبَعَ جَنَازَةٌ مَعَهَا رَانَّةٌ۔

مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ امام احمد و ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ منع کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنازہ کیساتھ جانے سے جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو۔

ف۔ یعنی اس جنازہ کے ساتھ جانا منع ہے جس کے ساتھ پیٹنے والی عورت ہو جیسے دعوت کھانے کو جانا سنت ہے مگر جس دعوت میں راگ باجا ہو وہاں جانا منع ہے۔

أَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ النَّوَائِحَ يُجْعَلْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَفَّيْنِ فِي جَهَنَّمَ صَفٌّ عَنْ يَمِيْنِهِمْ وَصَفٌّ عَنْ يَسَارِهِمْ

طبرانی نے ذکر کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پیٹنے والیاں بنائی جاویں گی دو قطاریں دوزخ میں ایک قطار داہنی طرف اور ایک قطار بائیں طرف تو نوحہ کریں گی دوزخیوں پر جیسے روتے ہیں کتے۔

فَیَنْحَنَّ عَلٰی اَھْلِ النَّارِ کَمَا تَنْبَحُ الْکِلَابُ ۔

ف۔ یعنی یہ عورتیں دوزخ میں جاویں گی اور ان کی آواز کتوں کی سی ہو جاوے گی اور جیسے دنیا میں یہ مردوں پر پیٹا چلایا کرتی تھیں وہاں دوزخیوں کے واسطے پیٹیں گی ادھر ادھر۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا قَالَ لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ ضَرَبَتْ امْرَاَتُهُ الْقُبَّةَ عَلٰی قَبْرِهٖ سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعَتْ صَائِحًا یَقُوْلُ اَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا فَاَجَابَهٗ اٰخَرُ بَلْ یَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا ۔

مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا جب مرے حسن حضرت علیؓ کے پوتے یعنی حسن مثنیٰ تو کھڑا کیا ان کی عورت نے خیمہ ان کی قبر کے پاس ایک سال بھر پھر اٹھایا تو سنا ایک پکارنے والا کہتا ہے کہ سن لو کیا بھلا پا لیا جو کھویا تھا پھر جواب دیا اس کو دوسرے نے کہ نہ پایا بلکہ ناامید ہو کر لوٹ گئے۔

ف۔ یعنی غیب سے آواز آئی کہ جس مردے کے غم میں برس روز اس کی قبر کے پاس بیٹھی رہی اس کو تو پایا ہی نہیں آخر کو اس سے ناامید ہو کر گھر کو پھر گئی اسی طرح اگر ہزار برس تک اس کے غم میں رہو تو وہ مردہ تو پھر آنے کا نہیں زیادہ سوگ میں بیٹھنا اور بہت غم میں رہنا لاحاصل اس قدر آدمی خدا ہی کی عبادت کرے رائگاں غم کرنا بے فائدہ ہے۔

اَخْرَجَ السِّتَّةُ عَنْ زَیْنَبَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ حَبِیْبَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ اَبُوْهَا اَبُوْ سُفْیَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ بِطِیْبٍ فِیْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٌ اَوْ غَیْرُهٗ فَدَهَنَتْ بِهٖ جَارِیَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَیْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَیْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۔

بی بی زینب نے نقل کیا کہ میں گئی بی بی ام حبیبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پاس جب مرا تھا ابوسفیان ان بی بی کا باپ تو انہوں نے منگائی خوشبو کہ اس میں زردی زعفران کی تھی اور کچھ سو ملی وہ لونڈی کو اپنے منہ پر پھر فرمایا کہ قسم خدا کی مجھ کو کچھ خوشبو کی حاجت نہیں سوا اس کے کہ میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ حلال نہیں اس عورت پر جو ایمان رکھے خدا پر اور قیامت کے دن پر کہ سوگ میں بیٹھے کسی مردے کے تین دن سے زیادہ مگر اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ سوگ میں رہنا بھائی کے باپ کے چچا کے ماموں کے بھانجے بھتیجے کے کسی کے واسطے ہو حرام ہے مگر ہاں اپنے شوہر کے واسطے چار مہینے دس دن درست ہے اس کے بعد پھر حرام ہے اور مرد کے واسطے سوگ میں رہنا کہیں سے درست نہیں

پھر یہ جو عورتیں اور مرد مدت ہا تک سوگ میں رہا کرتے ہیں کہ سرخ کپڑا نہ پہنے سرمہ نہ لگا دے پان نہ کھا دے خوشبو نہ لگا دے چوڑیاں نہ پہنے کپڑا نہ سئے گھر میں یا رشتہ داروں میں کسی کی شادی نہ ہووے یا بعض خرافات وہ ہیں جو سوگ سے بھی علاقہ نہیں رکھتے صرف لوگوں نے حماقت کی راہ سے سوگ میں ٹھیرالیا ہے کہ جب کوئی مرجاوے تو اس گھر میں کڑھائی نہ چڑھے اور پکوان نہ پکے اور چالیس روز تک گوشت نہ پکے یا کوئی چارپائی پر نہ سووے یا برس روز تک گھر میں سرکے کا اچار نہ پڑے بڑیاں سویاں نہ بنیں سو یہ سب حرام ہے مسلمان کو چاہیئے کہ ان سب رسوم کو اپنے گھر سے دور کرے اور یہ بھی معلوم ہوا اگرچہ حاجت خوشبو کی سنگار کی نہ ہو مگر اور عورتوں کو چاہیئے کہ تین روز کے بعد اور جس عورت کا شوہر مرا ہو وہ چار مہینے دس روز کے بعد سوگ موقوف کردے اور خوشبو لگا دے اور سنگار کرے اور سرخ کپڑے پہنے تاکہ یہ رسم اٹھ جاوے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَرَاٰی قَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا اَرْدِیَتَھُمْ یَمْشُوْنَ فِیْ قُمُصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبِفِعْلِ الْجَاھِلِیَّۃِ تَاْخُذُوْنَ اَوْ بِصَنِیْعِ الْجَاھِلِیَّۃِ تَشَبَّھُوْنَ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اَدْعُوَ عَلَیْکُمْ دَعْوَۃً تَرْجِعُوْنَ فِیْ غَیْرِ صُوَرِکُمْ قَالَ فَاَخَذُوْا اَرْدِیَتَھُمْ وَلَمْ یَعُوْدُوْا لِذٰلِکَ

مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ امام احمد اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عمران اور ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ ہم باہر نکلے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ کے پیچھے سو دیکھا ایک لوگوں کو کہ اتار ڈالی تھیں انہوں نے اپنی چادریں چلے جاتے تھے پیراہن پہنے تو فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا جاہلیت کے کام اختیار کرتے ہو یا جاہلیت کی رسم کی مشابہت کرتے ہو البتہ میں نے تو قصد کیا کہ بددعا کروں تم پر کہ تم الٹ جاؤ اپنی اور صورت میں سو کہا پھیر لیں انہوں نے اپنی چادریں اور نہ عادت کی اس رسم کی۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں لباس کو ترک کرنا اور سر ننگے کرنا اور پاؤں ننگے کرنا درست نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کفر کی کوئی رسم اختیار کرنا مسلمان کو نہ چاہیئے کہ اگلے کافروں کی یہ عادت تھی کہ جنازہ کے ساتھ جو جاتے تھے تو چادریں اتار ڈالتے تھے یہ بات کچھ مسلمانوں نے بھی ناواقفیت سے کی تو حضرت اس قدر ناخوش ہوئے کہ ان کے واسطے بددعا کرنے کا ارادہ کیا پھر جب ان کو سمجھایا تو انہوں نے اپنی اپنی چادریں لے لیں اگر نہ لیتے تو حضرت بددعا کرتے تو وہ لوگ مسخ ہو کر آدمی سے سور یا بندر یا اور کچھ جانور کی صورت ہو جاتے تو مسلمان کو چاہیئے کہ کافروں کی رسمیں

اپنے ہاں سے دور کرے جیسے موت کے سبب چوڑیاں نہ پہنتا اور کپڑا نہ پہننا یا چارپائی پر نہ سونا ولد کی سوتیاں پکوان نہ پکانا کہ یہ بہت رسمیں ہندؤں سے سیکھی ہیں اور تیجا دسواں چالیسواں چھ ماہی برسی اور عید شب برات کے روز مردوں کا غم تازہ کرنا یہ سب ہندؤں کی رسمیں ہیں کہ وہ بھی تیجا دسواں چالیسواں برسی کناگت کرتے ہیں اور ہولی دیوالی تیوہاروں میں اگلے مردوں کے بھی غم یاد دلاتے ہیں خدا جہالت سے پناہ میں رکھے۔

ساتویں رسم اِفراطِ فِی التَّزیین یعنی زینت زیادہ کرنا اور سادی سیدھی وضع کو معیوب جاننا سو معلوم کیا چاہیے کہ بہتر کپڑا نفیس پہننا یا قیمتی برتن میں اچھا کھانا یا بہتر مکان میں رہنا اور بہتر سواری پر سوار ہونا بشرطیکہ وہ کپڑا یا کھانا یا برتن اور سواری حلال کی قسم ہو اور جس قدر جائز ہے اس قدر زینت کرنا منع نہیں بلکہ اگر شکر کے واسطے ہو تو بہتر ہے مگر نام اور نمود کے واسطے یا تکبر اور اترانے کی راہ سے ہو تو وہ مکروہ اور حرام ہے پھر اگر نمود اور نام کے لئے یا تکبر اور اترانے کی راہ سے نہ ہو مگر اس میں کافروں یا فاسقوں یا بدعتیوں سے مشابہت ہو تو وہ کام بھی منع ہوتا ہے اگرچہ کرنے والے کو مشابہت مقصود نہ ہو اس زمانہ میں خصوصاً ہندوستان میں لوگ جو مکان اور پوشاک اور سواری اور اسباب خانہ داری میں تکلف اور زینت زیادہ کرتے ہیں صرف اسی واسطے کہ نمود ہو اور ہم جنسوں میں ہم قوم برادری میں نام اور بڑائی ہو پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ جائز ناجائز حرام اور حلال کی بھی تمیز نہیں رہی۔ چنانچہ بعضی چیزیں خود بنفسہ حرام ہیں جیسے مکانوں میں تصویریں لگانا اور فرش اور تکئے مشجر دریائی کمخاب اطلس کے مرد کے حق میں اور ایسے ہی کمخاب اور اطلس اور تمامی اور تاش بادلہ اور ازار اور ٹھپا اور بہت سا گوٹا اور سرخ کسنبی یا زرد زعفرانی کپڑا یا ٹاٹ بافی جوتا انگوٹھیاں چھلے سونے کے مرد کو پہننا اور عطردان خاصدان اور پنکھے اور رکابیاں اور کٹورے اور آبخورے چاندی سونے کے استعمال کرنا اور عورت کو نہایت باریک کپڑا پہننا اور بعضی چیزیں زینت کی کافروں فاسقوں کی مشابہت کے سبب سے حرام ہیں اور بعض اس سبب سے کہ ان کے سبب تکبر اور غرور ہوتا ہے اور نمود داری اور نام کے واسطے آدمی کرتا ہے اور جب ایسے کاموں میں آدمی پھنس جاتا ہے تو دنیا ہی کی طرف رجوع رہتا ہے اور اللہ سے اور عاقبت سے غافل ہو جاتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ ۔ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران میں کہ رجھایا ہے لوگوں کو مزے کی محبت پر عورتوں اور بیٹیوں اور ڈھیر جوڑے ہوئے سونے کے اور روپے کے اور گھوڑے

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ پلے ہوئے اور مواشی اور کھیتی سے یہ برتنا ہے دنیا کی زندگانی کا الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ. اور اللہ جو ہے اسی پاس ہے اچھا ٹھکانا۔

ف. یعنی لوگوں کو عورتوں کی اور بیٹیوں کی اور بہت سی اشرفیوں روپے کی اور اچھے گھوڑوں کی اور گائے بھینس اونٹ بیل بھیڑ بکری وغیرہ جانوروں کی اور کھیتی کی خواہش ہے اور اس میں ان کو مزا ملا ہے سو ان چیزوں کی محبت پہ ریجھ رہے ہے اور مشغول ہو رہے ہیں رات دن اسی فکر میں لگے رہتے ہیں اور انہی چیزوں میں اپنی عزت اور زینت سمجھتے ہیں جس قدر اشرفی روپیہ اور بیٹے زیادہ ہوں اور گھوڑے موٹے موٹے پلے ہوئے بہت ہوں اور گائے بھینس اونٹ کثرت سے ہوں اور کھیتی گاؤں علاقہ بہت ہو اسی قدر اپنی عزت زیادہ سمجھتے ہیں پھر اس اشرفی روپے سے بڑے بڑے اونچے سنگین وسیع گل کاریوں کے مکان بنانا پھر اس میں چھتیں اور دیوار گیریاں اور جھاڑ اور فانوسیں اور تصویریں اور آئینے لگانا اور پردے بانا تی لگانا اور تخت چوکیاں کرسیاں شجر سے منڈھی ہوئی بچھانا اور فرش طرح طرح کے اور قالین اور قالیچے تصویر دار بچھانا اور پلنگ اور مسہریاں ہو تو موقع موقع سے وہاں بچھانا اور گاؤ تکیے اور پلنگ پوش اقسام اقسام کا لگانا اور خاصدان اور پاندان عطردان اور رکابیاں اور آبخورے اور گلاس چاندی سونے کے رکھنا اور استعمال کرنا اور کمخاب اور اطلس اور شامی اور بادلہ اور تاش اور کتان اور ولائی اور تن زیب اور خاصہ اور ململ پہننا اور بہت سے گھوڑے کوتل جلوں میں رکھنا اور ہاتھیوں اور بگھیوں پر سوار ہونا اور چوبدار اور نقیب اور نوبت نقارہ ماہی مراتب رکھنا اور محل میں بہت سی عورتیں ہونا اور خزانہ بہت ہونا اور ملک بہت ہونا اپنا فخر جانتے ہیں حالانکہ یہ جتنا اسباب دنیا کا ہے اوّل تو ملتا نہیں اس کی تلاش میں کیا کیا محنتیں مشقتیں اٹھاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ کی خوشامدیں صبح و شام اور شام سے صبح کرتے ہیں اور سینکڑوں طرح کے جھوٹ اور فریب کرتے ہیں پھر اگر کسی کو یہ دنیا ہاتھ لگے تو رات دن اسی کی محافظت میں اور اسی کی افزائش میں بسر کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے حسد اور بغض اور دشمنی پیدا کرتے ہیں اور انجام اس کا یہ ہے کہ بعضے اس کی تلاش میں اور بعضے حاصل ہونے کے بعد مر جاتے ہیں اور یہ کارخانہ یوں ہی پڑا رہتا ہے اس کے چھوٹنے کا افسوس ہاتھ لگتا ہے اور وہ عورتیں بیٹے اور مال اور گھوڑے اور جانور اور کھیتی کچھ کام نہیں آتا ہے پھر ایسی چیز کی محبت میں کیوں مشغول رہے جو چیز تھوڑی محنت سے تو ملے اور ہمیشہ باقی رہے اور عیش و آرام اس میں زیادہ ہو کیوں نہ حاصل کیجئے کہ وہ اللہ کے ہاں ٹھکانا ہے نیک۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّمَا مَثَلُ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یونس میں دنیا کا جینا

اَلْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنَاہُ مِنَ السَّمَآءِ وہی کہاوت ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے پھر ایک فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ مل نکلا اس میں سے سبزہ زمین کا جو کھاویں آدمی اور جانور وَ الْاَنْعَامُ حَتّٰی اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَھَا یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے چمک اور سنگھار پر آئی وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَھْلُھَا اَنَّھُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْھَا اور اٹکلا زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے پہنچی اَتٰھَا اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَھَارًا فَجَعَلْنٰھَا حَصِیْدًا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اس کو کاٹ کر کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ ڈھیر گویا کل کو یہاں نہ تھے بستی اسی طرح ہم کھولتے ہیں نشانیاں الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ. ان لوگوں پاس جنکو دھیان ہے۔

ف یعنی خشک زمین پر جیسے پانی آسمان سے برستا ہے تو زمین سے سبزہ کھیت میں جمتا ہے کہ اس میں سے غلہ اور ساگ وغیرہ آدمیوں کے کھانے کا ہوتا ہے اور گھانس اور بھس جانوروں کے کام آتا ہے تو ان کھیتوں اور سبزہ کے سبب زمین کو رونق اور چمک ہو جاتی ہے کہ کوسوں تک سبزہ اور گلزار نظر آتا ہے پھر جب زمین اسی طرح سنگھار پر آتی ہے تو کھیتی والے اور کھانے والے جانتے ہیں کہ یہ اب ہمارے کام آوے گی اس کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں پھر یکایک کوئی فوج آن پڑی اس نے اس کھیتی اور سبزہ کو کاٹ کر ڈھیر کر دیا یا کوئی ہوا ایسی چلی یا کوئی کیڑا لگا یا دھوپ ایسی پڑی کہ وہ کھیتی اور سبزہ خشک ہو گیا گویا پچھلے دن میں وہاں تھا ہی نہیں اور وہ لوگ افسوس میں رہ گئے ایسے ہی دنیا میں آدمی کی زندگی کا حال ہے کہ آدمی پہلے نہ تھا پھر بنا تو روح آسمان سے آئی بدن میں مل کر قوت پکڑی اور انسانی حیوانی کام کرنے لگا اور ہنر اور عقل اور سلیقہ میں پورا ہوا پھر طرح طرح کی چیزیں جمع کرنے لگا گھر والوں نے جانا اب ہمارے نصیب چمکے اور اس سے گھر خوب درست ہو کر رونق پکڑے گا ناگاہ حکم الٰہی آیا رات کو یا دن کو پھر ترت وہ مر گیا اور اس کو خاک میں برابر کر دیا گویا پیدا ہی نہ ہوا تھا اگر ہزار طبیب مسیح وقت اور لاکھ حکیم لقمان ثانی موجود اور بالکل جہان کے علاج مہیا ہوں اور خزانہ قارون کا پاس ہو ممکن نہیں جو موت ایک لحظہ ٹل جاوے اور زندگی معلوم نہیں کہ کتنی ہے اور موت یقینی اور عمر آدمی کی ہر ہر لحظہ کم ہوتی جاتی ہے لوگ جانتے ہیں کہ زیادہ ہوتی ہے اور حال اس کا ایسا ہے جیسے برف بیچنے والا کہ ہر دم اس کا برف پگھلتا کم ہوتا جاتا ہے پگھلنا یقینی اور بکنا موہوم پھر مرنے کے بعد وہ کارخانہ اسباب پڑا رہتا ہے اور اس کے چھوٹنے کا غم اور اپنی کم عمری کا الم ساتھ جاتا ہے اور گھر والوں دوست آشناؤں کو افسوس باقی رہ جاتا ہے یہ بیان اس کے واسطے ہے جس کو دھیان ہے اور بے وقوف ہندی کو سمجھانا اور اندھے کے آگے آئینہ کرنا بے فائدہ ہے پھر اس قدر زندگی کے لئے اسباب اور تجمل بہت سا اکٹھا کرنا اور

اپنا بہت سا بناؤ سنگار بنانا اور طرح داریاں اور وضعیں نکالنا ہوشمندی سے بعید ہے بلکہ مسلمان کو یوں جاننا چاہیے کہ دنیا کا عیش و آرام مخصوص کافروں کے واسطے ہے اور آخرت کی نعمت اور بہشت ہمارے لیے ہے پھر مسلمان دنیا کی لذتوں میں کیوں پھنس جاوے

قَالَ تَعَالٰی وَلَوْ لَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ .

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ زخرف میں کہ اور اگر یہ لحاظ نہ ہوتا کہ لوگ ہو جاویں گے ایک گروہ تو ہم کر دیتے ان کو جو منکر ہیں رحمان سے ان کی گھروں کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جس پر چڑھیں اور ان کے دروازے اور تخت جس پر تکیہ لگا بیٹھیں اور سونے کے یہ سب کچھ نہیں مگر دنیا کے جینے اور آخرت تیرے رب کے ہاں انھیں کو ہے جو پرہیزگار ہیں .

ف . یعنی کافروں کو آخرت میں عذاب ہوتا ہے دنیا میں تو کچھ آرام و عیش کر لیں مگر لحاظ یہ ہے کہ اور لوگ بھی کافروں کو زیادہ عیش و آرام میں دیکھ کر انہی کی راہ اختیار کر کے سب ایک ہی گروہ ہو جائیں گے اس سبب سے کافروں کو زیادہ عیش دنیا میں نہ دیا اور نہیں تو دنیا میں کافروں کو اس قدر آسودگی ہوتی کہ ان کے مکانوں کی چھتیں اور بالاخانہ کی سیڑھیاں چاندی کی ہوتیں سفید چمکتی ہوئیں اور بڑے بڑے دروازے سونے کے عالیشان ہوتے جھلکتے ہوئے اور وہاں تکیہ دار تخت سونے کے بچھے ہوئے ہوتے اور ان پر یہ کافر بیٹھے ہوئے ہوتے اور یہ عیش اور آسودگی ان کو فقط دنیا ہی میں تھی چند روز میں یہ سب چھوڑ کر مر جاتے وہاں دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوتے جیتے ہی جی تک یہ سب کچھ رہتا پھر آخر کو یہ سب فانی تھا باقی ہمیشگی کے واسطے وہی آخرت کا گھر ہے کہ وہاں پرہیزگاروں کو عیش و آرام دائمی ہوگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا کی عیش و عشرت اور سنہری روپہلی چیزیں اور بڑے بڑے عالیشان مکان اور دروازے کافروں ہی کے واسطے ہیں بلکہ کافر اس سے بھی زیادہ دنیا کے عیش و آسودگی کے لائق ہیں متقی مسلمان کو یہاں صرف گذران کر لینا چاہیے آخر کو بہشت میں عیش و عشرت نصیب ہوگی اور یہ بھی دریافت ہوا متقی مسلمان کو چاہیے کہ دنیا کے عیش و عشرت سے پرہیز کرے اور اور جس قدر عیش و عشرت میں کافروں کو دیکھے جانے کہ یہ اس کے واسطے کم ہے اس سے بھی زیادہ کے لائق یہ تھا اور بعضے مسلمان کو جو کچھ بادشاہت اور حکومت اور امیری دنیا کی ملی تو ان کو اپنا عیش و عشرت مقصود نہ تھا خلق اللہ کا فائدہ منظور تھا ان کے حق میں وہ دنیاداری اور فقیری برابر تھی .

اَخْرَجَ اَبُوْ دَاؤُدَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابو امامہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ.

علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنو سنو پرانے کپڑے پہننا اور بہت زینت نہ کرنا ایمان کی بات ہے اور پرانے کپڑے پہننا اور بہت زینت نہ کرنا ایمان کے کاموں میں سے ہے۔

ف۔ یعنی جس کو آخرت کی نعمتوں کی خواہش ہوتی ہے اور دنیا کی زیب و زینت خیال میں نہیں آتی ہے تو دنیا کے بہت تکلف کو وہ بے فائدہ جانتا ہے پھر اگر میلا کپڑا ہے تو کچھ پرواہ نہیں اور اگر پھٹا پرانا پیوند لگا ہے تو کچھ خیال نہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ.

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ سوید بن وہب نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں کے بیٹوں میں سے ایک شخص اپنے باپ سے سنی ہوئی کہتا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چھوڑ دیا زینت کا کپڑا پہننا عجز و انکسار کے لئے پہنا دے گا اس کو اللہ جوڑا بزرگی کا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَالَمْ يُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَّلَا مَخِيْلَةٌ.

امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عمرو بن شعیب نے نقل کیا کہ میرا باپ دادے سے سنی ہوئی کہتا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو اور خیرات کرو اور پہنو اس قدر کہ نہ مل جاوے بیجا خرچ کرنے میں اور اترانے میں۔

ف۔ یعنی جو کھانا اور پینا اور خیرات بیجا خرچ کے طور پر ہو کہ کسی کا حق تلف ہوتا ہو یا دنیا دین کا کچھ فائدہ نکلتا نہ ہو وہ کھانا پینا پوشاک بھی درست نہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَالِيْ اَرَاكَ شَعِثًا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ كَثِيْرٍ مِنَ الْاِرْفَاهِ قَالَ مَالِيْ لَا اَرٰى عَلَيْكَ حِذَاءً قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اَنْ نَحْتَفِيَ اَحْيَانًا

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن بریدہ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے فضالہ بن عبید سے کہا کہ میں کیوں تجھ کو دیکھتا ہوں پریشان بال کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے ہم کو بہت سی رفاہ سے کہا میں کیوں نہیں دیکھتا تیرے پاس جوتیاں کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو فرماتے تھے کہ ہم رہا کریں ننگے پاؤں کبھی کبھی

ف. بہت سامرفہ حال اور آسودہ وضع خواہ مخواہ مقطع بنانا حضرت کو خوش نہ آتا تھا سو فرمایا کہ سفید تکلف کے نہ رہو کبھی کبھی اگر بالوں میں کنگھی نہیں کی خوشبو نہیں لگائی سفید تکلف کے کپڑے نہیں ہوئے تو نہیں ہی سہی بلکہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی پھر لیا کرو تاکہ تکلف کی عادت جاتی رہے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَفِينَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَتَبِعَتْهُ فَاطِمَةُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ مَا رَدَّكَ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا.

مشکوٰۃ کے باب الولیمہ میں لکھا ہے کہ امام احمد اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ بی بی سفینہ نے نقل کیا کہ بی بی فاطمہؓ نے کھانا کھلانے کو بلایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سو آئے تو رکھدیئے اپنے دونوں ہاتھ دروازے کے دونوں بازوؤں پر سو دیکھا پردہ کہ لگا ہوا ہے گھر کے کونے میں تو لوٹے حضرت تو چلیں ان کے پیچھے بی بی فاطمہ اور کہا کہ یا رسول اللہ کس چیز نے لوٹایا تم کو فرمایا کہ مجھکو یا کسی نبی کو نہیں لائق ہے کہ بیٹھیں منقش و مزین گھر میں۔

ف. سبحان اللہ حضرت سید المرسلین اپنی بیٹی محبوبہ سیدۃ النساء بی بی فاطمہ کے گھر میں صرف اس سبب سے کہ وہاں گوشہ میں پردہ لگا ہوا تھا اندر تشریف نہ لے گئے اور پھر آئے، اور فرمایا کہ پیغمبر کی شان سے یہ بعید ہے اور پیغمبر کو یہ لائق نہیں کہ ایسے گھر میں داخل ہو تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکان میں دیوارگیریاں لگانا اور آئینہ بندی کرنا اور جھاڑ فانوس میں لٹکانا زیب و زینت کے واسطے یا گل کاری کرنا درست نہیں اور پیغمبر کی پیروی مسلمان کو چاہئے کہ ایسے مکان میں نہ جاوے پھر کوئی مکان ہو دیوان خاص ہو یا دیوان عام شب باشی کا مکان ہو یا دن میں نشست کا زندے کا مکان ہو یا مردے کا برج ہو یا مقبرہ ہو یا درگاہ ہو امیر کا ہو یا فقیر کا فاسق کا ہو یا متقی کا ہو مگر ہاں جو دینی کچھ ضرورت ہو وہ بات جدی ہے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ إِنْ أَرَدْتِ اللُّحُوقَ بِي فَلْيَكْفِيكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَإِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِي ثَوْبًا حَتَّى تُرَقِّعِيهِ.

ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ صدیقہؓ نے نقل کیا کہ مجھ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو چاہے مجھ سے ملے رہنا تو البتہ تجھ کو کافی ہے دنیا سے اس قدر جیسے مسافر سوار کا توشہ اور بچیو پاس بیٹھنے سے بڑے آدمیوں کے اور اپنے کپڑے کو پرانا مت جانیو جب تک پیوند نہ لگا دے۔

ف. یعنی جب کپڑے کو پیوند لگیں تب جانیو کہ پرانا ہوا تب تک اس کا پہننا نہ چھوڑیو اور بڑے آدمیوں کے پاس نہ بیٹھیو نہ ان کو اپنے پاس بٹھلائیو اور دنیا کے اسباب سے اسی قدر فائدہ اٹھائیو اور اسی قدر

اسباب کو کافی جانیو جس قدر سوار اپنے رستہ کے واسطے توشہ لیتا ہے اور سوار بسبب تیز روی کے توشہ تھوڑا لیتا ہے بہ نسبت پیادے کے یعنی جس قدر کم ہو سکے اس قدر دنیا کے اسباب پر کفایت کیجیو تو دنیا اور آخرت میں بہرا تیرا ساتھ رہے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کا اسباب بہت سا جمع کرنا اور پرانے پھٹے کپڑے کو برا جاننا اور پہننا اور بڑے آدمیوں کے پاس نشست و برخاست کرنا اچھا نہیں خصوصاً علماء اور مشائخ کے حق میں پھر بہت اپنی زینت کرنا اور صنعتیں نکالنا تو کاہے کو چاہیے اب معلوم کیا چاہیے کہ زینت کے کرنے سے کفار سے مشابہت ہو جاتی ہے کبھی آدمی لال لال ریشمی کپڑا پہننے لگتا ہے کبھی کسمبی کپڑا استعمال کرتا ہے کبھی مکان میں تصویریں لگاتا ہے کبھی تصویروں کا کپڑا پہنتا ہے کبھی پائجامہ ٹخنوں سے نیچا اور لمبی لمبی آستینیں اور پیچ پیچ انگرکھے قبائیں پہنتا ہے کبھی ایسا کپڑا پہنتا ہے جس سے مشہور ہو کہ یہ ملاں ہے یہ مشائخ ہے یہ فقیر ہے کبھی نہایت باریک کپڑے پہنتا ہے کبھی سونے کی انگوٹھیاں چھلے پہنتا ہے اور کوئی چاندی سونے کے برتن استعمال کرتا ہے اور کوئی اپنی وضع عورتوں کی سی بناتا ہے کوئی ہتھیاروں کی بہت زینت کرتا ہے کوئی سواری کا بہت اہتمام کرتا ہے کوئی مکان کی بہت زیب و زینت کرتا ہے کوئی خوشبو میں بہت مصروف رہتا ہے کوئی اپنے بالوں کا سنگار کرتا ہے اور بعضی زینتیں ایسی ہیں کہ عورتوں کو بھی نہیں درست سو ان سب زینتوں سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مجمل اور مفصل سو مجمل یہ ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِی عَنْ اَبِیْ رَیْحَانَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُکَامَعَۃِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَیْرِ شِعَارٍ وَعَنْ مُکَامَعَۃِ الْمَرْأَۃِ الْمَرْأَۃَ بِغَیْرِ شِعَارٍ وَاَنْ یَّجْعَلَ الرَّجُلُ فِیْ اَسْفَلِ ثِیَابِہٖ حَرِیْرًا مِثْلَ الْاَعَاجِمِ اَوْ یَجْعَلَ عَلٰی مَنْکِبَیْہِ حَرِیْرًا مِثْلَ الْاَعَاجِمِ وَعَنِ النُّھْبٰی وَعَنْ رُکُوْبِ النُّمُوْرِ وَلُبُوْسِ الْخَاتَمِ اِلَّا لِذِیْ سُلْطَانٍ۔

ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابو ریحانہ نے نقل کیا کہ منع فرمایا رسول اللہ صلعم نے دس باتوں سے۔ عورت کو دانت باریک کرنے سے اور نیلا گودنے سے اور بال اکھاڑنے سے یعنی ڈاڑھی کا یا ماتھے کا اور دو مردوں کے ساتھ سونے بے لباس اور دو عورتوں کا ساتھ سونا بے لباس اور اس سے کہ لگاوے مرد اپنے کپڑوں کے نیچے ریشمی عجمیوں کی طرح اور اس سے کہ لگاوے کہ اپنے مونڈھوں پر ریشمی عجمیوں کی طرح اور منع فرمایا لوٹنے سے اور چیتے کی کھال پر سوار ہونے سے اور انگوٹھی پہننے سے مگر حکومت والے کو۔

ف۔ بعضے لوگ نمود اور شان کے واسطے مونڈھوں پر قبا اور لبادے اور فرغل وغیرہ کے ریشمی کپڑا اطرافی وغیرہ لگاتے ہیں جیسے یہاں لوگ سمور لگاتے ہیں اور بعضے آرام کے واسطے یا شان دکھلانے

کرتے کپڑوں کا استر عادی اور اطلس وغیرہ ریشمی کا لگاتے ہیں یا نیچے کا کپڑا جیسے فتوحی وغیرہ ریشمی بناتے
ہیں اور بعضے لوگ چیتے کے چمڑے کا زین پوش بناتے ہیں اور کوئی ایسے ہی چیتے یا شیر وغیرہ کی کھال
پہنا کرتا ہے اور اکثر سفید بال ڈاڑھی کے اکھاڑتے ہیں اور بعضی عورتیں ماتھے کے بال اکھاڑتی ہیں
اور بعضی عورتیں نیلا گودتی ہیں اور بعضی عورتیں اپنے بڑے موٹے دانت کو ریت کر باریک اور برابر
کرتی ہیں اور اکثر لوگ مہر انگوٹھی زیب کے واسطے بلا حاجت پہنے رہتے ہیں اور بعضے مرد مرد کے ساتھ
ننگے ہو کر سوتے ہیں اور بعضی عورتیں ننگی ہو کر عورت کے ساتھ سوتی ہیں اور بعضے لوگ کسی کا مال لوٹ کر
کھا لیتے ہیں سو حضرت نے ان سب باتوں سے منع فرمایا کہ یہ سب کام زینت اور شان و شوکت اور
غرور کے ہیں کہ دنیا کی طرف رجوع اور اللہ سے غافل کرتے ہیں۔

اخرج ابو داؤد والنسائي عن ابن مسعود قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يكره الصفرة يعني الخلوق وتغيير الشيب وجر الازار والتختم بالذهب والتبرج بالزينة بغير محلها.

مشکوٰۃ کے باب الخاتم میں لکھا ہے کہ ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا لگتا تھا زرد یعنی سلرگا مرد کو لگانا اور سفید بالوں کا تغییر کرنا اور ازار لٹکانا اور سونے کی انگوٹھی پہننا اور بناؤ سنگار کرنا عورت کا حرام جگہ پر دکھانے کو۔

ف۔ عرب میں دستور تھا کہ لوگ زعفران وغیرہ خوشبو جمع کر کے اس کا زرد سلرگا بنا لیتے ہیں
سو اگر کوئی مرد سلرگا لگاتا یا سفید بالوں کو سیاہ کرتا یا کوئی ٹخنے سے نیچی ازار پہنتا یا کوئی سونے کی انگوٹھی
پہنتا یا کوئی عورت سنگار کرتی غیروں کے دکھانے کے واسطے یہ کام حضرت کو برے لگتے تھے تو مسلمان
کو ان کاموں سے بچنا پرہیز کرنا چاہیے کہ یہ سب زینتیں بیجا ہیں۔ جب مجمل زینتوں کا حال معلوم ہو چکا
تو اب مفصل سننا چاہیے۔ بعضے کام ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی اپنی زینت کے واسطے کرتا ہے تو اس سے
کافروں کے ساتھ مشابہ ہو جاتا ہے اور مشابہت کفار کے ساتھ کرنا منع ہے سو سننا چاہیے کہ جو کام اپنے
دین کی بات جان کر کافر کریں اور وہ بات مسلمانوں پر فرض و واجب نہ ہو تو وہ بات مسلمان کو کرنا
نہ چاہیے یا جو کام کافروں کا مخصوص ہو کر وہ علامت اور پتہ ان کا ٹھہر جاوے تو وہ کام بھی مسلمان کو کرنا
منع ہو جاتا ہے پھر بعضے کام وہ ہوتے ہیں کہ کافر جب تک اس ملک میں رہیں اور وہ کام کرتے ہیں تب
تک مسلمانوں کو وہ کام منع رہتا ہے اور جب وہ کافر جاتے رہیں تب وہ کام جائز ہو جاتا ہے۔ اور بعضے
کام ایسے ہوتے ہیں کہ مسلمان کو جائز ہیں اور اتفاقاً ایک ملک میں کافر غالب ہو گئے اور وہی کام اپنے
دین کی رو سے وہ کافر کرنے لگے تو وہ کام اس ملک والے مسلمانوں پر کافروں کی مشابہت کے

سبب منع ہو جاتے ہیں اور جو کام ہمارے دین میں فرض واجب ہے اگر وہی کام کافر بھی کرنے لگیں تو وہ کام ہم کو چھوڑنا نہ چاہئے اور جو کام مقتضاء بشریت اور آدمیت کا ہے اس کام میں بھی کافروں کی مشابہت کا لحاظ نہ چاہئے جیسے کھانا پینا سونا جاگنا نکاح کرنا مگر ہاں ان کاموں میں کافر کوئی وضع مخصوص اپنی نکالیں تو وہ وضع مخصوص البتہ مسلمان کو منع ہو جاوے گی غرضکہ مشابہت کفار کی بہر حال نہ چاہئے خواہ لباس پوشاک میں ہو خواہ چال ڈھال وضع میں خواہ مکان وسواری میں ہو یا رسوم و عادات میں ہو یا اعیاد اور عبادات میں ہو۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

امام احمد اور ابو داؤد نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے ذکر کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو مشابہ کیا کسی قوم سے تو وہ انھی میں ہے۔

ف۔ یعنی جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت کرے پھر وہ قوم خواہ نصاریٰ ہو خواہ مجوس خواہ ہنود ہوں خواہ فساق خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں تو وہ شخص انھی لوگوں میں شمار ہو جاتا ہے پھر اگر بالکل مشابہت اختیار کی تو بالکل جو احکام اس قوم کے حق میں جاری ہوتے ہیں وہی اس پر بھی جاری ہوں گے اور اگر تھوڑی مشابہت اختیار کی تو اسی قدر احکام اس قوم کے اس پر جاری ہوں گے مثلاً کوئی کافر اگر کسی مسلمان کی وضع بالکل عبادات اور معاملات اور عادات اور رسوم کی اختیار کی اور اپنے کام چھوڑ دے تو اس کو مسلمان کہا جاویگا اور مسلمانوں کے ساتھ جیسے معاملات کئے جاتے ہیں ویسے ہی اس کے ساتھ کئے جائیں گے پھر اگر وہ دل سے بھی مسلمان ہو گا تو آخرت میں بھی مسلمانوں کے ساتھ بہشت میں ہو گا اور اگر صرف ظاہر داری کے واسطے مسلمان ہے تو دنیا ہی میں اس کو مسلمان جانیں گے اسی طرح جو مسلمان کافروں کی وضع اختیار کرے تو اس کو انھی میں شمار کریں گے۔ اگر نصاریٰ کی وضع اختیار کی تو نصرانی ہے اور اگر مجوسیوں کی وضع اختیار کی تو مجوس ہے اور اگر ہنود کی وضع اختیار کی تو ہنود ہے مسلمان نہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ رُكَانَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ۔

ترمذی نے ذکر کیا کہ رکانہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرق ہمارے اور مشرکوں کے درمیان یہ ہے کہ پگڑیاں ٹوپیوں پر۔

ف۔ یعنی مکہ کے مشرک صرف پگڑی باندھا کرتے تھے اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے تھے اور مسلمان ٹوپی پر پگڑی باندھتے تھے سو فرمایا کہ ہمارے اور ان کے درمیان یہ فرق ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان

کو کافروں سے لباس میں فرق کرنا چاہیے اگرچہ ادنیٰ بات میں ہو۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَا یَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ۔
بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ ڈاڑھیاں نہیں رنگتے سو تم مخالفت کرو ان کی یعنی رنگو۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضع میں کفار سے مخالفت کرنا چاہیے تو ان تینوں حدیثوں کا مضمون دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی امر میں کفار کی مشابہت کرنا نہ چاہیے مثلاً ہولی کی خوشی کرنا ہندوؤں سے ہولی کی ملاقات کرنا ہولی کھیلنا اپنے اپنے آدمیوں کو ہولی کا انعام دینا دیوالی میں روشنی کرنا دیوالی کی کھیلیں مٹھائی کھلونے آپس میں بانٹنا لڑکوں لڑکیوں کو بھی دینا دیوالی کا انعام نوکروں چاکروں کو دینا جیسے دیوالی میں روشنی کرتے ہیں شب برات میں بہت روشنی کرنا دسہرے میں نیل کنٹھ دیکھنا مبارک سمجھنا نیل کنٹھ دکھانے والے کو یا اپنے نوکروں چاکروں کو دسہرے کا انعام دینا دیوالی دسہرے میں جانوروں کا رنگنا بسنت میں بسنتی پوشاک پہننا بسنت کے سبب مکان بسنتی رنگنا دسہرے بسنت نربدا گنگا ہردوار وغیرہ میلوں میں جانا جیسے ہندو جینو کنٹھے پہنتے ہیں سیلیاں کنٹھے پہننا چوٹیاں رکھنا ڈاڑھی منڈانا مونچھیں بڑی رکھنا ماتھے پر قشقا ٹیکا لگانا گائے گنگا پیپل وغیرہ معابد ہنود کی تعظیم کرنا گائے کا گوشت نہ کھانا اس کی تعظیم کے سبب برا سمجھنا دھوتی باندھنا عورتوں کو لہنگا پہننا چوکا دیکر کھانا گوبر کو پاک سمجھنا اپنے آپ کو راجہ کنور ٹھاکر کہلانا پیتل پھول کے اکثر برتنوں کا استعمال کرنا لڑکوں کو زیور پہنانا شادی میں کنگنا باندھنا بدھا چڑھانا یا بدھے کے طور پر اور کچھ کھڑا کرنا ریشمی پوشاک کو مرد کے حق میں مضائقہ نہ سمجھنا اور استعمال کرنا یہ سب ہندوؤں کی مشابہت ہے اور نوروز کی خوشی کرنا یہود کی مشابہت اور کرسی میز لگا کر بیٹھنا میز پر چھری کانٹے سے کھانا سینہ پر پیش رو گریبان رکھ کر اس میں بوتام لگانا اور تنگ تنگ کپڑے پہننا گلوبند لگانا گفتار رفتار میں انگریزی وضع اختیار کرنا بڑے دن کی تعظیم کر کے نصاریٰ کو اس کی مبارکباد دینا بڑے دن کے سلام کو جانا اس سبب سے نذر دینا ڈالیاں گندھانا بگھی بیج گاڑی کی سواری اختیار کرنا دم بریدہ گھوڑوں پر سوار ہونا کوٹھیوں بنگلوں میں رہنا مکانوں کو فرش فروش جھاڑوں فانوسوں سے بہت آراستہ کرنا چاندی سونے کے برتنوں کا استعمال کرنا غم میں سیاہ کپڑا پہننا ڈاڑھی مونچھ منڈانا یہ سب نصاریٰ کی مشابہت ہے اور اپنی شان و شوکت کے واسطے سب سے الگ ہو کر بیٹھنا ہاتھیوں پر نمود کے واسطے سوار ہونا بہت سی جلو سواری میں شان و شوکت کے واسطے رکھنا ڈنکا ماہی مراتب اور گھڑیال رکھنا کوئی جھک کر سلام کرے آداب و تسلیمات بجا لاوے یا معاذ اللہ

سجدہ کرے آس پاس قربان ہووے اس سے راضی ہونا زری کمخواب تاش بادلہ اطلس کا لباس پہننا چاندی سونے کے ظروف کا استعمال کرنا یہ سب قیاصرہ اور اکاسرہ اور کفار متکبرین کی مشابہت ہے سو مشابہت کو یہ امور ترک کرنا اور ان امور سے مخالفت چاہیے اور بعضے اسباب زینت کے وہ ہیں کہ مخصوص ان کے حق میں حدیثیں آئی ہیں۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِلْإِنَاثِ مِنْ أُمَّتِي وَحُرِّمَ عَلَى ذُكُورِهَا۔

ترمذی اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابی موسیٰ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال ہوا سونا اور حریر میری امت کی عورتوں پر اور حرام ہوا مردوں پر۔

ف۔ حریر اس کپڑے کو کہتے ہیں جس کا تانا بانا بالکل سب ریشم کا ہو یا بانا ریشم کا ہو سو ایسا کپڑا اس کا استعمال کرنا مرد کے حق میں حرام ہے خواہ بوڑھا ہو خواہ جوان خواہ لڑکا مگر لڑکا گنہگار نہیں ہوتا جو اس کو پہناوے وہ گنہگار ہوتا ہے اور عورتوں کو جائز ہے۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ۔

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ کسی نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جوڑا کہ اس میں دھاریاں ریشمی تھیں سو بھیجا انہوں نے وہ مجھ کو سو پہنا میں نے اس کو تو دریافت کیا میں نے غصہ حضرت کے چہرہ پر تو فرمایا حضرت نے کہ میں نے نہیں بھیجا تھا تجھ کو اس واسطے کہ تو پہنے میں نے تو اس واسطے بھیجا تھا تیرے پاس تاکہ تو پھاڑ دے اس کی اوڑھنیاں عورتوں میں۔

ف۔ باوجودیکہ وہ کپڑا بالکل ریشمی نہ تھا صرف اس میں ریشمی دھاریاں تھیں سو حضرت علیؓ کو پیغمبر خدا پہنے ہوئے دیکھ کر غصہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے اس واسطے بھیجا تھا کہ اس کو پھاڑ کر عورتوں کے واسطے اوڑھنیاں اس کی بنا دو تو اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو ریشمی کپڑے سے کمال احتیاط چاہیے

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا۔

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا پہننا ریشمی کپڑے کا مگر اس قدر اور اٹھائیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیاں بیچ کی اور شہادت کی اور ملایا ان دونوں کو۔

ف۔ دریائی مشجر جو کپڑا بالکل ریشمی ہو دو انگل چوڑا گوٹ سنجاف اس کی لگا لینا درست ہے مرد کو

اسی قدر زینت بہت ہے ۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ — بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا — کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي — ریشم یہی پہنے گا دنیا میں جس کو کچھ نصیب
الْاٰخِرَةِ ۔ — نہ ہوگا آخرت میں ۔

ف ۔ یعنی جو مرد دنیا میں ریشم پہنے گا وہ اس پہناوے کی خوبیوں سے محروم رہے گا غرضکہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مرد کو ریشمی کپڑے اطلس اور مشجر اور کمخواب اور ریشمی مخمل وغیرہ لباس پہننا اور استعمال کرنا حرام ہے اور جو کرے وہ آخرت سے محروم ہے ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ — ترمذی اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر نے نقل
اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ — کیا کہ چلا ایک مرد اور اس کے بدن پر دو کپڑے سرخ تھے
اَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — سو اس نے سلام کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تو جواب نہ دیا
فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ ۔ — حضرت نے اس کے سلام کا وعلیک السلام ۔

ف ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرخ کپڑا پہننا مرد کو ایسا سخت حرام ہے کہ حضرت نے سرخ کپڑا پہنے ہوئے شخص کے سلام کا جواب نہ دیا حالانکہ سلام کا جواب واجب ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کے سلام کا بھی جواب دینا اچھا نہیں تاکہ وہ باز آئے پھر فاسق سے دوستی محبت رکھنے کا کیا ذکر ہے ۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّهَا — مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے
اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا — ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ میں نے خریدا ایک غالیچہ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى — کہ اس میں تصویریں تھیں پھر جب اس کو دیکھا پیغمبر خدا صلی
الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ — اللہ علیہ وسلم نے دروازہ پر کھڑے ہو رہے اور اندر نہ گئے
الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ — تو پہچانی میں نے ان کے چہرہ پر ناخوشی تو کہا میں نے یا رسول اللہ
اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهِ مَاذَا اَذْنَبْتُ — میں توبہ کرتی ہوں اللہ و رسول کے روبرو کیا گناہ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا — کیا میں نے تو فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کیسا ہے
بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا — غالیچہ میں نے کہا تمہارے لئے خریدا ہے کہ اس
لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ — پر بیٹھو اور اس کا تکیہ بناؤ سو پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا

وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰئِكَةُ۔

کہ مقرر ان تصویروں والے عذاب میں پھنسیں گے اور کہا جائے گا ان کو کہ جان ڈالو ان میں جو بنایا تم نے اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے نہیں آتے۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زینت کے واسطے بھی تصویر کی چیز کا مکان میں رکھنا نہ چاہیے یہ جائے کہ تصویریں بالخصوص بنانا اور خریدنا اور مکان میں زیب و زینت کے واسطے آئینوں میں لگانا بلکہ سب تصویروں کو ناپاک سمجھ کر مکان سے دور کیجئے کہ پیغمبر بھی خوش ہوں اور متقی پرہیزگار پیر اور پیغمبر اور فرشتے اس مکان میں آویں ان کے سبب مکان کی زینت اور رونق ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے مکان سے بھی مانوس ہونا نہ چاہیے جس میں تصویر سامنے رکھی ہو۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِىُّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِىْ جِبْرَئِيْلُ قَالَ اَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِىْ اَنْ اَكُوْنَ دَخَلْتُ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيْلُ وَكَانَ فِى الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَأْسِ التَّمَاثِيْلِ الَّتِىْ عَلٰى بَابِ الْبَيْتِ فَيُقْطَعُ فَتَصِيْرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُجْعَلْ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوْذَتَيْنِ تُوْطَاٰنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلعم يَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَّنْطِقُ يَقُوْلُ اِنِّىْ وُكِّلْتُ بِثَلٰثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِيْنَ۔

مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل کہا کہ آیا تھا میں تمہارے پاس کل سو نہ روکا مجھ کو کسی نے مکان میں جانے سے مگر اس سبب سے میں اندر نہ گیا کہ تھیں دروازے پر تصویریں اور گھر میں تھا رنگین پردہ کہ اس میں صورتیں تھیں اور گھر میں کتا تھا سو حکم کرو کہ سر دور کئے جاویں ان تصویروں کے جو دروازہ پر ہیں تو ہو جاویں جیسے درخت کی تصویر اور حکم کرو پردہ کو کہ پھاڑا جاوے تو بنائے جاویں دو تکیے پڑے رہیں پاؤں کے نیچے روندتے اور حکم کرو کتے کے واسطے کہ نکال دیا جاوے سو کیا رسول خدا نے ایسا ہی اور فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ نکلے گی ایک لمبی گردن دوزخ سے قیامت کے دن اس کی دو آنکھیں ہوں گی دیکھتی اور دو کان ہوں گے سنتے اور زبان ہوگی بولتی کہے گی میں متعین ہوں تین شخص پر ہر مغرور ڈھیٹ پر اور بالکل ایسے لوگوں پر جنہوں نے ٹھیرایا اللہ کے ساتھ اور معبود اور تصویر بنانے والوں پر۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر درخت کی تصویر ہو یا ایسی تصویر ہو کہ ذلیل وخوار پاؤں کے نیچے پڑی رہے اس سے کچھ خوبصورتی زینت چیز کی مقصود نہ ہوا ور وہ چیز کی نمود کی نہ ہو چھپی پڑی رہتی ہو جیسے تکیہ وغیرہ کسی چیز کے اندر تصویر ہو کہ ظاہر میں معلوم نہ ہوتی ہو تو مضائقہ نہیں مگر یہ زیب وزینت کے لئے مورتیں تصویریں رکھنا خواہ دروازے پر ہوں خواہ مکان کے اندر ہوں خواہ دیوار پر ہوں خواہ کپڑے پر ہوں اور دیوار گیریاں لگانا اور زینت کے واسطے کتے پالنا اور گھر میں رکھنا ایسا برا ہے کہ رحمت کے فرشتے اُس گھر میں نہیں آتے اور روز قیامت کو مصور اور کافر اور تکبر اور غرور اور سرکشی کرنے والے لوگ ایک ساتھ دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے اور دوزخ کی گردن دوڑ دوڑ کر ان کو پکڑے گی۔

اَخرَجَ الشَّیخانِ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَن جَرَّ ثَوبَہٗ خُیَلَاءَ لَم یَنظُرِ اللّٰہُ اِلَیہِ یَومَ القِیٰمَۃِ۔

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے لٹکایا اپنا کپڑا اترا کر اس سے تو نہ نظر کرے گا خدائے تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن۔

ف۔ اگر کسی کا پائجامہ یا قبا یا تہمد وغیرہ کپڑا اتفاقاً نیچا ہو گیا تو وہ بات علیحدہ ہے مگر زینت اور وضعداری کے واسطے کپڑا ٹخنے سے نیچا کرنا حرام ہے کہ اس شخص کی طرف اللہ تعالیٰ مہربانی کی نظر نہ کرے گا۔

اَخرَجَ البُخَارِیُّ عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَا اَسفَلَ مِنَ الکَعبَینِ مِنَ الاِزَارِ فِی النَّارِ۔

بخاری نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نیچی ہو ٹخنوں سے ازار وہ دوزخ میں ہے۔

ف ازار کہتے ہیں لنگی تہمد کو اس میں شامل ہے پائجامہ سو جس قدر کہ ٹخنے سے نیچا ہوا اتنا پاؤں دوزخ میں ڈالا جائے گا یعنی نیچا پہننا کام دوزخیوں کا ہے۔

اَخرَجَ اَبُو دَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابنُ مَاجَۃَ عَن سَالِمٍ عَن اَبِیہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ الاِسبَالُ فِی الاِزَارِ وَالقَمِیصِ وَالعِمَامَۃِ مَن جَرَّ مِنہَا شَیئًا خُیَلَاءَ لَم یَنظُرِ اللّٰہُ اِلَیہِ یَومَ القِیٰمَۃِ۔

ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ فرمایا حضرت نے کہ نیچا کپڑا کرنا پائجامہ میں اور قمیص میں اور پگڑی میں منع ہے جس نے نیچا کیا ان میں کچھ اترا نے سے نظر نہ کرے گا خدا اس کی طرف قیامت کے دن۔

ف۔ لنگی پائجامہ آدمی پنڈلی تک بہتر ہے اور ٹخنے سے اوپر تک جائز ہے اور آستین گٹے تک چاہئے اور دامن نصف ساق تک چاہئے اور عمامہ پگڑی کا شملہ آدمی پیٹھ تک درست ہے پھر اس سے زیادہ کوئی نیچا کپڑا اگر کوئی شخص کرے تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کو نظر رحمت کی نہ کرے گا۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ — امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ — نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کپڑا شہرہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا — ہونے کا پہنا دنیا میں پہنا دے گا اس کو اللہ تعالیٰ کپڑا

أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ — رسوائی کا قیامت کے دن۔

ف۔ یعنی جس نے ایسا کپڑا پہنا کہ اس کے سبب مشہور ہو کہ یہ شخص ایسا ہے مثلاً ایسا سبز عمامہ اس واسطے باندھا ہے کہ لوگ جانیں کہ یہ سید ہے یا سیاہ یا سبز لباس اس واسطے پہنے کہ لوگ حاجی جانیں یا اونچی ٹوپیاں تاج سر پر دھرنا اور سیلیاں اور کفنیاں پہنے کہ لوگ جانیں کہ یہ مشائخ ہیں یا عالم ہے یا بزرگ ہے خواہ کپڑا اس وضع کا ہو سو حرام ہے اور جزا اس کی قیامت کے روز رسوائی ہے مگر یہ معلوم رہے کہ سپاہیوں کی وردی اس سے باہر ہے اور وہ اور بات ہے

أَخْرَجَ أَبُوْ دَاؤُدَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ — ابوداؤد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ حضرت ابوبکر

أَبِيْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ — کی بیٹی بی بی اسماء آئیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ — ان کے بدن پر باریک کپڑے تھے سو منہ پھیر لیا ان کی طرف

عَنْهَا وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ — حضرت نے اور فرمایا کہ اے اسماء عورت جب پہنچے جوانی کو بھی مناسب

الْمَحِيْضَ لَنْ يَّصْلُحَ أَنْ يُّرٰى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا — نہیں اس کو کہ دکھائی دے اس کا بدن سوا اس کے اور اشارہ کیا

وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ۔ — حضرت نے اپنے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کی طرف۔

ف۔ یعنی ایسا باریک کپڑا جس سے بدن معلوم ہو پہننا نہیں درست اور کوئی عضو عورت کا کھلنا نہ چاہیے مگر چہرے کا اور گٹے تک کا ہاتھ کھلا رکھنا مضائقہ نہیں پھر لوٹ جالی اور گاچھا اور بک اور لاہی اور باریک جھولا وغیرہ ایسا کپڑا کہ جس سے بدن نظر آوے پہننا درست نہیں اور وہ عورت گویا ننگی ہے پھر جس کے سامنے عورت کو ننگے پھرنا درست ہے اس کے سامنے یہ بھی روا ہے۔

أَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ — امام مالک نے ذکر کیا کہ علقمہ ابن ابی علقمہ نے اپنی ماں سے سنا

أُمِّهٖ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ — جو نقل کیا کہ عبدالرحمٰن کی بیٹی بی بی حفصہ آئیں بی بی عائشہ

عَلٰى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ رَقِيْقٌ فَشَقَّتْهُ — پاس باریک اوڑھنی اوڑھے ہوئے تو پھاڑ ڈالی بی بی عائشہ

عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيْفًا۔ — نے وہ اوڑھنی اور اڑھائی ان کو موٹی اوڑھنی۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو عورتوں کی بھی محفل میں ایسا باریک کپڑا پہن کر جانا درست نہیں پھر دیور جیٹھ خاوند کے بھانجے بھتیجے وغیرہ مردوں کا تو ذکر کیا ہے سو یہ جو اس ملک میں رسم ہے کہ

عورتیں دیور جیٹھ وغیرہ مردوں سے پردہ نہیں کرتی ہیں اور ان کے سامنے کہنیوں تک ہاتھ اور گردن تک سر کھلے ہوئے بے دھڑک پھرا کرتی ہیں یہ محض حرام ہے باہر کے غیر مردوں میں اور ان مردوں میں پردے کے معاملہ میں کچھ فرق نہیں ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ شوہر کے بھائی بھتیجوں کے سامنے ہونا عورت کا درست ہے یا نہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ ایسے رشتہ دار عورت کے حق میں گویا موت ہیں یعنی جیسا لوگ موت سے ڈرتے اور بچتے اور پرہیز کرتے ہیں ویسا ہی خاوند کے بھائیوں وغیرہ سے عورت کو چھپنا اور پرہیز کرنا چاہیے مگر معلوم رہے کہ خاوند کے باپ سے یا بیٹے سے پردہ نہیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی خَاتَمًا مِّنْ ذَھَبٍ فِیْ یَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَہٗ فَطَرَحَہٗ فَقَالَ یَعْمِدُ اَحَدُکُمْ اِلٰی جَمْرَۃٍ مِّنْ نَّارٍ فَیَجْعَلُھَا فِیْ یَدِہٖ فَقِیْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَھَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَکَ اِنْتَفِعْ بِہٖ قَالَ لَا وَاللّٰہِ لَا اٰخُذُہٗ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

مشکوٰۃ کے باب الخاتم میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی سونے کی انگوٹھی ایک شخص کے ہاتھ میں تو نکالا اس کو اور پھینکا پھر فرمایا کہ متوجہ ہوتا ہے کوئی شخص تم میں کا آگ کی چنگاری کی طرف تو لیتا ہے اس کو اپنے ہاتھ میں پھر لوگوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھ جانیکے بعد اس آدمی سے کہا کہ لے اپنی انگوٹھی کچھ فائدہ حاصل کر لے اس سے اس نے کہا نہ لوں گا میں اس کو کبھی کہ پھینک دیا ہے اس کو پیغمبر خدا صلعم نے۔

ف۔ سبحان اللہ کامل مسلمان ایسے ہوتے ہیں کہ جیسا کہ وہ شخص تھا کہ اس نے اپنی سونے کی انگوٹھی کو پھر نہ اٹھایا اس لحاظ سے کہ جب خود حضرتؐ نے اس کو میرے ہاتھ سے نکال کر پھینک دیا پھر میں کیونکر اس کو اٹھاؤں باوجودیکہ اصحابوں نے اس کو سمجھایا کہ اٹھا لے اس سے اور کچھ فائدہ حاصل کیجیو بیچیو یا عورت کو دیجیو مگر اس نیک مرد نے نہ لی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کی انگوٹھی چھلا مرد کو پہننا حرام ہے اور گویا یہ دوزخ کی چنگاریاں ہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ عَلِیٍّؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِیْرًا فَجَعَلَہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ وَاَخَذَ ذَھَبًا فَجَعَلَہٗ فِیْ شِمَالِہٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ھٰذَیْنِ حَرَامٌ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ۔

مشکوٰۃ کے باب الخاتم میں لکھا ہے کہ امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا حریر اپنے داہنے ہاتھ میں اور لیا سونا اپنے بائیں ہاتھ میں پھر فرمایا کہ مقرر یہ دونوں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو استعمال کرنا زینت کے واسطے حریر اور سونے کا حرام ہے مگر ہاں

کوئی غرض صحیح اگر پیش آوے تو ہاتھ میں تھوڑی دیر لے لینا مضائقہ نہیں جیسے اشرفی تڑانے کو اور حریر بیچنے کو یا کسی کے دکھلانے کو ہاتھ میں لے لینا مباح ہے۔

أَخْرَجَ أَبُوْدَاوُدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُحَلِّقَ حَبِيْبَهُ حَلْقَةً مِنْ نَارٍ فَلْيُحَلِّقْهُ حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَوِّقَ حَبِيْبَهُ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسَوِّرَ حَبِيْبَهُ سِوَارًا مِنْ نَارٍ فَلْيُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِالْفِضَّةِ فَالْعَبُوْا بِهَا.

مشکوٰۃ کے باب الخاتم میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی جورو کو آگ کا بالا پہنانا چاہے تو وہ ایسا وہ سونے کا پہنائے … اپنی جورو کے آگ کی ہنسلی ڈالا چاہے تو اس کو چاہیے کہ ہنسلی ڈالے سونے کی اور جو کوئی چاہے کہ کڑے کنگن پہنا دے اپنی جورو کو آگ کے تو کڑا یا کنگن پہنائے سونے کا مگر جائز ہے تم پر چاندی سو کھیلو اس سے۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کا بالا بالیاں نتھ کڑے کنگن چوڑیاں ہنسلیاں عورتوں کو پہننا حرام ہے مگر اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سونا پہننا عورتوں کو جائز ہے اور مردوں کو سونا چاندی دونوں استعمال کرنا حرام ہیں خواہ دونوں ملے ہوئے ہوں خواہ علیحدہ علیحدہ تو ان مضمونوں کو یوں سمجھنا چاہیے کہ یا یہ مطلب یہ ہے کہ چاندی کا زیور عورتوں کو پہننا مطلق درست ہے اور سونا اگر نرا ہو جیسے کڑے ہنسلیاں بالے نتھ تو وہ نادرست ہے اور اگر اس میں چاندی ملی ہو یا ملمع ہو یا جڑاؤ ہو تو جائز [illegible] مباح ہے یا یہ مطلب ہے کہ سونا بھی مطلق مباح ہے مگر استعمال اس کا اچھا نہیں جیسے طلاق دینا جائز ہے پر اچھا نہیں یا یہ حدیث اُس زیور کے حق میں ہے جس کی زکوٰۃ نہ دے لیکن اس حدیث میں یوں فرمایا کہ سونے کا بالا اور ہنسلی اور کڑا گویا کہ آگ کا بالا اور ہنسلی اور کڑا ہے یعنی پہننے والے کا وہ جسم دوزخ میں جلے گا تو مسلمان کو بہر حال نرے سونے کے زیور سے پرہیز ہی کرنا چاہیے صرف زینت کے واسطے چاندی کیا کم ہے۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَأَنْ نَأْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ.

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ حذیفہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع فرمایا چاندی اور سونے کے برتن میں پینے اور کھانے سے اور حریر اور دیبا پہننے اور اس پر بیٹھنے سے۔

ف. دیبا نام ہے ایک ریشمی کپڑے کا سو دیبا اور دارائی کا پہننا اور مسندیں اس کی بنانا اور سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے اور اس میں داخل ہے چاندی کا عطردان اور پاندان اور خاصدان اور چمچ وغیرہ ظروف اور آلات چاندی سونے کے ان سب کا استعمال حرام ہے۔

اَخْرَجَہُ الدَّارَقُطْنِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءِ ذَھَبٍ اَوْ فِضَّۃٍ اَوْ اِنَاءٍ فِیْہِ شَیْءٌ مِّنْ ذٰلِکَ فَاِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ۔

مشکوٰۃ کے باب الاشربہ میں لکھا ہے کہ دارقطنی نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جس نے پیا برتن میں سونے کے یا چاندی کے یا اس برتن میں جس میں کچھ بھی سونا چاندی ہو سو وہ غرغر پتیا ہے اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ۔

ف. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کا برتن ہو یا چاندی کا یا دونوں سے ملا ہو یا جس برتن پر سونے یا چاندی کا ملمع یا گل بوٹے سونے کے بنے ہوئے ہوں یا فقط تحریریں سونے کی یا چاندی کی ہوں اس میں کھانا پینا ایسا برا ہے کہ قیامت کے روز اس کو دوزخ کی آگ پلائی جائے گی۔

اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ۔

بخاری نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ لعنت کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی وضع بننے والے مردوں کو اور مرد کی وضع بننے والی عورت پر۔

ف. یعنی جو عورت عورتوں کی وضع چھوڑ کر مردانی وضع اختیار کرے اور جو مرد مردانی وضع چھوڑ کر زنانی وضع اختیار کرے ان دونوں پر لعنت ہے یعنی خدا کی طرف سے پھٹکار پڑتی ہے کہ وہ شخص جیسا اسکو خدا نے بنایا ہے اس پر راضی نہیں دوسری قسم میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے پھر یہ جو بعضے نام کے مرد اپنے آپ کو ہیجڑا خوجہ کر ڈالتے ہیں سر پر بڑے بڑے بال رکھ کر داڑھی منڈا کر مہندی مسی لگا کر پان کھا کر چھلے انگوٹھیاں سرخ کپڑے پہن کر اپنے آپ کو عورت سا بناتے ہیں وہ سب اس میں داخل ہیں اور جو شخص جس قدر عورتوں کی وضع اختیار کرے وہ اس قدر اس میں شامل ہے اسی طرح جو عورت گھوڑے پر سوار ہو ہتھیار باندھے یا انگرکھا قبا ٹوپی پگڑی مردانہ لباس پہنے اور مردانی گفتگو کرے غرضکہ چال ڈھال وضع مردانی اختیار کرے تو اس پر بھی لعنت ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ عورت کو سرمہ اور مہندی نہ لگانا خوشبو نہ ملنا اور باوجود میسر ہونے کے زیور نہ پہننا رنگین کپڑے نہ پہننا اور سوا اپنے دین کی بات کے اور لکھنا پڑھنا زیادہ ہنر سیکھنا منع ہے۔

اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ

بخاری نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے مشابہت کرنیوالے مردوں کو عورتوں سے اور مشابہت کرنیوالی عورتوں کو مردوں سے۔

ف. مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے وضع میں لباس میں گفتگو میں چال میں نشست و برخاست میں مشابہت حرام ہے کہ مشابہت کرنے والے پر لعنت پڑتی ہے.

أَخْرَجَ أَبُوْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُخَنَّثٍ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوْا يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ فَأَمَرَ بِهِ فَنُفِيَ إِلَى النَّقِيْعِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلَا نَقْتُلُهُ فَقَالَ إِنِّي نُهِيْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّيْنَ.

ابوداود نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ لوگ لے پیغمبر خدا صلعم کے پاس ایک مخنث کو اس نے رنگے تھے اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مہندی سے سو فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے یہ شخص لوگوں نے کہا کہ اپنے آپ کو بنایا ہے عورتوں کی طرح تو حکم کیا حضرت نے اس کے لئے سو نکالا گیا بقیع کی طرف پھر لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اس کو قتل نہ کر ڈالیں فرمایا کہ مجھکو منع ہوا ہے قتل کرنا نمازیوں کا.

ف. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کو ذرا بات میں بھی عورتوں کی مشابہت کرنا نہ چاہئے کہ اس شخص نے مہندی ہاتھ پاؤں میں لگائی تھی سو حضرت نے اس کو نکلوا دیا اور بستی میں اس کا رہنا گوارا نہ کیا پھر زینت کے واسطے مرد کو پان کھانا سرمہ لگانا یا کرتہ کا گریبان آگے کو عورتوں کی طرح سے رکھنا یا نیچے پائجامے پہننا یا بڑے بڑے بال سر پر رکھنا غرضکہ جس بات میں عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہو مرد کو نہ چاہئے اور سرمہ شب کو لگانا مرد کے واسطے سنت ہے کہ اس میں کچھ زینت نہیں صرف فائدہ مقصود ہے اور یہ بھی اس حدیث سے دریافت ہوا کہ مخنث اور زنانے اور سدا سہاگن فقیر منہ دیکھنے کے قابل نہیں ہیں بلکہ اگر بے نماز ہوں تو قابل قتل کے ہیں.

أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَأَى رَجُلًا بِيَدِهِ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ قَالَ مَا هٰذِهِ أَلْقِهَا وَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ وَأَشْبَاهِهَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَإِنَّمَا يُؤَيِّدُ اللهُ لَكُمْ بِهَا فِي الدِّيْنِ وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ.

مشکوٰۃ باب اعداد آلات الجہاد میں لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم کے ہاتھ میں تھی کمان عربی سو دیکھا ایک آدمی کو اس کے ہاتھ میں تھی کمان فارسی فرمایا کہ یہ کیا ہے پھینک دے اس کو اور اختیار کرو ایسی اور اسی طرح کی اور تیر کہ اس سے مدد کرے گا اللہ تمہارے دین میں اور عمل دے گا تمہارا ملک میں.

ف. فارسی کمان سخت ہوتی ہے اور عربی کمان نرم ہوتی ہے سو فرمایا کہ ایسی فارسی کمان رکھنا نہ چاہئے اس واسطے کہ فتح و شکست اللہ کی طرف سے ہے سو عربی کمانیں اور تیر بھی کافی ہیں کہ اس کے سبب اللہ مدد کرے گا اور دین جاری ہوگا اور ملکوں میں عمل ہوگا تو اس سے معلوم ہوا کہ اپنی شجاعت اور جوانمردی اور

زور جانے کے واسطے بڑے بڑے تیغے اور بڑی بڑی ڈھالیں اور بھاری بھاری بندوقیں باندھنی اور سخت سخت کمانیں رکھنا نہ چاہئے شجاعت دل سے متعلق ہے اور فتح اللہ کی طرف سے ہے ظاہری اسباب کے واسطے ہلکے ہلکے ہتھیار کافی ہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ اِبِلٌ لِلشَّيَاطِيْنِ اَمَّا اِبِلٌ فَقَدْ رَاَيْتُهَا يَخْرُجُ اَحَدُكُمْ بِجُنَيْبَاتٍ مَعَهٗ قَدْ اَسْمَنَهَا فَلَا يَعْلُوْ بَعِيْرًا مِنْهَا وَيَمُرُّ بِاَخِيْهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهٖ فَلَا يَحْمِلُهٗ۔

مشکوٰۃ کے باب آداب السفر میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ بعضے اونٹ شیطان کے ہوتے ہیں سو وہ میں نے دیکھے کہ نکلتے ہیں بعضے شخص سانڈنیاں لیکر اپنے ساتھ کہ ان کو موٹا کر رکھا ہے سو وہ سوار نہیں ہوتے کسی اونٹ پر ان میں سے اور یوں نکلتے ہیں اپنے بھائی پر کہ وہ تھک گیا چلنے سے تو نہیں سوار کر لیتے اس کو۔

ف۔ یعنی یہ جو لوگ شان اور شوکت نام کے واسطے اونٹ پالتے ہیں پھر جلو کے واسطے سواری میں ساتھ لے کر چلتے ہیں کہ نہ خود اس پر چڑھتے ہیں اور نہ کسی مسلمان بھائی کو اگرچہ وہ بیچارہ منزل کا مارا تھکا ہو مگر اس پر چڑھا نہیں لیتے یہ صرف شان کے لئے ان سانڈنیوں کو کھلا کر موٹا کرتے ہیں سو وہ کسی کام تو آتی ہی نہیں مگر شیطانوں کی ٹھیر جاتی ہیں کہ شیطان اس بات سے خوش ہوتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جلو کی سانڈنیاں اونٹ شیطان کا کارخانہ ہے اور مسلمان کو چاہئے کہ اس کو شیطان کی سواری سمجھ کر دور کرے اور کام میں لگا دے اور اپنے آپ کو شیطان کی ذریت میں داخل نہ کرے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْلِ قَالَ فَالْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِیَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِیَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِیَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَّفَخْرًا وَنِوَاءً عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِیَ لَهٗ وِزْرٌ وَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِیَ لَهٗ سِتْرٌ وَاَمَّا هِیَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ۔

مشکوٰۃ کے کتاب الزکوٰۃ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پوچھا گیا پیغمبر خدا صلعم سے حال گھوڑوں کا فرمایا گھوڑے تین طرح کے ہیں ایک طرح کے گھوڑے آدمی کے واسطے گناہ ہیں اور ایک گھوڑے آدمی کے حق میں موجب عیب پوشی کا ہیں اور ایک قسم کے گھوڑے آدمی کیلئے ثواب ہیں سو وہ جو اس کیلئے گناہ ہیں وہ یوں ہے کہ آدمی نے گھوڑا باندھا دکھانے کو اور بڑائی کو اور چڑھائی کرنے کو مسلمان پر سو وہ گھوڑے اس کیلئے گناہ ہیں اور جو اسکے لئے پردہ ہیں سو وہ یوں ہے کہ آدمی نے گھوڑا باندھا اللہ کی راہ میں پھر نہ بھولا حق اللہ کا اس کی سواری میں اور نہ اس کی گردن میں یعنی کسی کو کبھی مانگے بھی دے اور اس

کی زکوٰۃ بھی دے اور خبرگیری اس کے کھانے پینے کی رکھے سو ایسے گھوڑے مسلمانوں کے واسطے موجب عیب پوشی کا ہیں کہ اس کو کوئی محتاج نہیں جانتا اور وہ جو اس کے لئے اجر ہیں سو وہ یوں ہے کہ آدمی نے گھوڑا باندھا اللہ کی راہ میں مسلمانوں کے واسطے یعنی اسلئے کہ تا کہ مسلمان اس پر سوار ہو کر جہاد کریں۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نام کے واسطے اور فخر کے لئے گھوڑے رکھنا حرام ہیں پھر کوتل گھوڑے سواریوں کے ساتھ رکھنا تو صرف گناہ کا کام ہے مگر ہاں گھوڑے سواری کے لئے یا جہاد کی نیت پر باندھنا درست اور بہتر ہے۔ سواری کے گھوڑوں میں دو حق اور بھی لگے ہوئے ہیں ایک یہ کہ کبھی کبھی مسلمان حاجتمند کو عاریۃً بھی سوار ہونے کو دے دوسرے یہ کہ اگر وہ گھوڑے جنگل سے چر آتے ہوں تو ان کی زکوٰۃ بھی دے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّفَقَۃُ کُلُّھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَیْرَ فِیْہِ۔

مشکوٰۃ کے کتاب الرقاق میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرچ سب اللہ کی راہ میں ہیں سوا مکان بنانے کے سو اس میں خیر نہیں۔

ف۔ اور جتنے خرچ ہیں اگرچہ اپنی خانہ داری کے امور میں ہوں اگر ان خرچوں میں نیت ثواب کی ہو تو ثواب ملتا ہے مگر عمارت بنانے میں اگرچہ نیت ثواب کی کرے مگر ثواب نہیں ملتا مثلاً کسی نے کپڑا اپنے واسطے اس نیت پر بنایا کہ اس کو پہنکر عبادت کروں گا یا اپنی جورو لڑکوں غلاموں چھوکریوں کو یا اور رشتہ داروں کو کھانا کپڑا دیا اچھا اس نیت پر کہ یہ اللہ کے بندے ہیں اور اللہ نے ان کا حق مجھ پر رکھا ہے تو البتہ ثواب ملے گا اور مکان رہنے کا اگر حاجت ضروری سے زیادہ بنایا خواہ اپنے لئے خواہ جورو لڑکوں کے لئے اس میں ثواب نہیں ملتا پھر مکان کی بہت سی زینت کرنا وہ تو محض رائگاں ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا وَنَحْنُ مَعَہٗ فَرَاٰی قُبَّۃً مُشْرِفَۃً فَقَالَ مَا ھٰذِہٖ قَالَ اَصْحَابُہٗ ھٰذِہٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَکَتَ وَحَمَلَھَا فِیْ نَفْسِہٖ حَتّٰی لَمَّا جَاءَ صَاحِبُھَا فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فِی النَّاسِ فَاَعْرَضَ عَنْہُ صَنَعَ ذٰلِکَ مِرَارًا حَتّٰی عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِیْہِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْہُ فَشَکٰی ذٰلِکَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ وَقَالَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ

مشکوٰۃ کے کتاب الرقاق میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے ایک دن اور ہم انکے ساتھ تھے تو دیکھا ایک گول بلند گھر سو فرمایا کہ یہ کیا ہے اصحابوں نے کہا کہ یہ فلانے آدمی کا گھر ہے انصاریں سے تو چپ ہو رہے اور اضمار رکھا اس بات کو اپنے دل میں اس وقت تک کہ وہ مالک اس کا آیا تو سلام کیا حضرت کو لوگوں میں تو منہ پھیر لیا حضرت نے اس سے کیا حضرت نے کئی بار اس قدر کہ پہچانا اس آدمی نے غصہ اس میں اور منہ پھیرنا

...ذکر رسول اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ...لو خرج فَرَاٰی قُبَّتَکَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰی قُبَّتِہٖ فَھَدَمَھَا حَتّٰی سَوّٰھَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَلَمْ یَرَھَا قَالَ مَا فَعَلَتِ الْقُبَّۃُ قَالُوْا شَکٰی اِلَیْنَا صَاحِبُھَا اِعْرَاضَکَ فَاَخْبَرْنَاہُ فَھَدَمَھَا فَقَالَ اَمَا اِنَّ کُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰی صَاحِبِہٖ اِلَّا مَا لَا یَعْنِیْ اِلَّا مَا لَا بُدَّ مِنْہُ۔

اپنی طرف سے سو شکوہ کیا اس نے ...... اس بات کا صحابوں سے اور کہا قسم خدا کی میں ناخوش پاتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحابوں نے کہا کہ آپ نکلتے تھے سو تیرا گول گھر دیکھا تھا تو پھر وہ آدمی اپنے گھر کی طرف سو کھود ڈالا اس کو ایسا کر برابر کر دیا زمین سے پھر نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تو نہ دیکھا اس گول گھر کو فرمایا کیا ہوا وہ گول گھر یاروں نے عرض کیا کہ شکوہ کیا ہمارے سامنے اس کے مالک نے آپ کے منہ پھیرنے کا سو ہم نے خبر کر دی سو کھود ڈالا اس نے تو فرمایا حضرت نے کہ خبردار ہو کہ کل مکان بنانا گناہ ہے مکان والے پر مگر جو ضرور ہے اس قدر لابد ہے ۔

ف یعنی جو مکان دن کے یا رات کے بیٹھنے رہنے کے واسطے ضروری ہے یا اسباب رکھنے کو جانور کے آرام کو سو اس کا مضائقہ نہیں یا جس مکان کے بنانے کا خدا اور رسول کا حکم ہو جیسے مسجد سو اس کے اور مکان بنانا اپنے مکان اونچے اونچے بلند بہت بنانا وبال و گناہ ہے چنانچہ اس مرد مسلمان انصار کا گول گھر بلند بنا ہوا دیکھا حضرت ایسے ناخوش ہوئے کہ اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور باوجودیکہ اس نے کئی مرتبہ سلام کیا حضرت نے جواب نہ دیا پھر اس نے حضرت کے ناخوش ہونے کے سبب وہ کھود ڈالا سو ہر مسلمان کو ایسا ہی چاہیے ۔

اَخْرَجَ اَبُوْ دَاؤُدَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ بُیُوْتٌ لِلشَّیَاطِیْنِ قَالَ سَعِیْدٌ لَا اُرَاھَا اِلَّا ھٰذِہِ الْاَقْفَاصَ الَّتِیْ یَسْتُرُ النَّاسُ بِالدِّیْبَاجِ۔

مشکوٰۃ کے باب آداب السفر میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوتے ہیں بعضے گھر شیطانوں کے سعید نے کہا کہ میں نہیں جانتا ان کو مگر یہ پنجرے کہ پوشش اکی کرتے ہیں لوگ دیبا سے یعنی ریشمین سے ۔

ف یعنی جو لوگ بعضی حویلی مکان کو آراستہ کرتے ہیں کہ اس میں ریشمیں دیوارگیریاں اور چھتیں اور پردے لگاتے ہیں یا عماریوں میں اور پالکیوں میں نالکیوں میں میانوں میں حریر وغیرہ لگا کر مزین کرتے ہیں سو یہی مکان شیطانی گھر ہیں المقصود مکان حاجت سے زیادہ یا بہت اونچا بنانا یا مکان کو بہت آراستہ چھتوں پردوں دیوارگیریوں سے کرنا یہ سب شیطان کے امور ہیں کہ ان سے مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیے ۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ۔

بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران لگانے سے مرد کو

ف۔ یعنی مرد کو خوشبو کے واسطے یا زینت کے لئے اپنے کپڑے میں یا بالوں میں یا ہاتھ پاؤں میں زعفران یعنی کیسر لگانے سے منع فرمایا سو مرد کو اس طرح پر زعفران کا استعمال کرنا حرام ہے۔

اَخرَجَ التِّرمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلَیْہِ خَلُوْقًا فَقَالَ اَلَکَ امْرَاَۃٌ قَالَ لَا قَالَ اِغْسِلْہُ ثُمَّ اغْسِلْہُ ثُمَّ اغْسِلْہُ ثُمَّ لَا تَعُدْہُ۔

ترمذی اور نسائی نے ذکر کیا کہ یعلی بن مرۃ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا خلوق اس کا لگا ہوا فرمایا کہ تیری عورت ہے شاید عورت کے بدن سے اس کے خلوق لگ گیا تو اس نے کہا نہیں فرمایا اس کو دھو پھر دھو پھر دھو پھر ایسا نہ کیجو۔

ف۔ عرب کی عورتیں کیسر وغیرہ کئی چیزیں خوشبو کی ملا کر اس کی خوشبو بناتی ہیں جیسے ہندوستان میں سو وہ مرد کو لگانا حرام ہے سو حضرت نے یعلی کو لگائے ہوئے دیکھا تو تین بار دھلوایا اور آئندہ کو منع فرمایا۔

اَخرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃَ رَجُلٍ فِیْ جَسَدِہٖ شَیْءٌ مِّنْ خَلُوْقٍ۔

ابو داؤد نے ذکر کیا کہ ابو موسی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نہیں قبول کرتا نماز اس شخص کی جس کے بدن میں کچھ بھی خلوق ہو۔

اَخرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ تَشَقَّقَتْ یَدَایَ فَخَلَّقُوْنِیْ بِزَعْفَرَانٍ فَغَدَوْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ وَقَالَ اِذْھَبْ فَاغْسِلْ ھٰذَا عَنْکَ۔

ابو داؤد نے ذکر کیا کہ عمار نے نقل کیا کہ میں آیا تھا اپنے گھر سفر سے اور پھٹ گئے تھے میرے ہاتھ سو گھر والوں نے میرے خلوق لگایا زعفران کا سو صبح کو میں آیا رسول خدا کے پاس تو سلام کیا میں نے تو نہ جواب دیا مجھ کو اور فرمایا کہ جا دھو ڈال اس کو بدن سے۔

اَخرَجَ التِّرمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طِیْبُ الرِّجَالِ مَا ظَھَرَ رِیْحُہٗ وَخَفِیَ لَوْنُہٗ وَطِیْبُ النِّسَاءِ مَا ظَھَرَ لَوْنُہٗ وَخَفِیَ رِیْحُہٗ۔

ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشبو مردوں کی وہ ہے جس کی کھلی ہووے بو اور چھپا ہو رنگ اور خوشبو عورتوں کی وہ جس کا ظاہر ہو رنگ اور چھپی ہو بو۔

ف۔ یعنی مردوں کو ایسی خوشبو لگانا حلال اور بہتر ہے کہ جس کی خوشبو تو معلوم ہو اور رنگ نہ معلوم ہو جیسے عطر اور عورتوں کو ایسی خوشبو لگانا چاہئے کہ جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو نزدیک سے معلوم ہو جیسے صندل اور زعفران سے رنگا کپڑا اور جو ایسی طرح کا ہو۔

اَخرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

مسلم نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهٗ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ نے فرمایا کہ ایک بچھونا مرد کے لئے اور ایک اس کی
وَفِرَاشٌ لِامْرَاَتِهٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَ عورت کیلیے اور تیسرا مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان
کے لئے .
اَلرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ .

ف . یہ بیس حدیثیں مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھی ہیں نشان کے لئے حاشیہ پر ہندسہ ہے یعنی
اپنے اور عورت کیواسطے ایک ایک بچھونا اور مہمان کے واسطے ایک بچھونا زیادہ چاہیے پھر جس کے ہاں مہمان
اکثر آیا کرتے ہوں اس قدر اس کو مضائقہ نہیں مگر ان تین قسم سے زیادہ بچھونا ہو وہ بچھونا شیطان کے لئے
ہوگا یعنی وہ ریا اور اسراف اور تکبر کے اسباب میں داخل ہے شیطانی کام تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
یہ جو لوگ کسے ہوئے پلنگ اور مسہریاں اور گوبخیں طیار بچھونے بچھے ہوئے مکان میں زینت کے واسطے
رکھا کرتے ہیں اور ہر مکان میں فرش بچھے ہوئے رکھتے ہیں سو یہ سب سامان شیطانی ہیں .

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ فرمایا کہ مخالفت کرو مشرکوں سے بڑی بڑی کرو داڑھیاں
اور کم کرو مونچھیں
اَوْفِرُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ

ف . کافروں کے ملک میں اکثر نصاری ڈاڑھی مونچھیں منڈواتے ہیں اور سکھ ڈاڑھی مونچھ دونوں
رکھتے ہیں اور ہندو اکثر ڈاڑھی منڈواتے ہیں اور مونچھیں رکھتے ہیں اور بعضے گل مچھے رکھتے ہیں اور
بعضے خوبصورتی کے واسطے ڈاڑھی رکھ کر بیچ میں سے چیر کر کانوں پر باندھتے ہیں اور مسلمانوں کو کافروں
سے مخالفت چاہیے اور ڈاڑھی مونچھ آدمی کے چہرہ پر ہوتی ہے اور پہلے چہرہ ہی پر خیال جاتا ہے سو
فرمایا کہ ڈاڑھی مونچھ اس طرح پر رکھو کہ کسی طرح کافروں سے مشابہ نہ ہو کہ صورت ہی دیکھنے سے معلوم
ہو جاوے کہ یہ شخص مسلمان ہے سو ڈاڑھیاں بڑی بڑی کرو یعنی ایسی کہ جس جگہ سے یہ معلوم ہو کہ یہ آدمی ہے
وہیں سے اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ اس کے منہ پر ڈاڑھی بھی ہے سیاہی یا چونا منہ پر نہیں لگا اور
مونچھیں کم کرو یعنی جیسے بھویں . اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑی ڈاڑھی گویا علامت اور نشانی دین
اسلام کی ہے بلکہ مسلمان کی وردی کے قائمقام ہے اور ایک مشت سے ڈاڑھی کم کرنا یا مونچھیں بڑی
بڑی کرنا علامت کفر کی ہے اور ڈاڑھی منڈانا یا تھوڑی پر کم اور چپ و راست زیادہ رکھنا یہ علامت
اور نشانی فسق کی ہے اور شعار اسلام سے بعید .

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ مغفل نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا. کنگھی کرنے سے مگر کبھی کبھی.

ف. یعنی ہر روز کنگھی کرنا سر کے بالوں میں مرد کو یا ڈاڑھی میں یہ تکلف ہے اور محض زینت اور سنگار کے واسطے ہے سو یہ منع ہے ہاں کبھی کبھی ایک روز یا دو روز یا تین روز یا ہفتہ کے بعد کر لیا کرے تاکہ بال خراب نہ ہو جاویں.

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّیْبَ فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ شَابَ شَیْبَةً فِی الْاِسْلَامِ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةً وَرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً.

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ عمرو بن شعیب نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت اکھاڑو بال سفید اس لئے کہ یہ نور ہے مسلمان کا جس کا سفید ہوا بال مسلمانی کی حالت میں لکھتا ہے خدا اس کے لئے اس سفیدی کے سبب نیکی اور معاف کرتا ہے اس سے اس کا گناہ اور بلند کرتا ہے اس سے اس کا مرتبہ.

ف. معلوم ہوا کہ سفید بال ہونے سے مسلمان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے کہ ایک بال سفید ہونے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آتا ہے اور ایک نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ اللہ کے ہاں اس کا بلند ہوتا ہے تو جوں جوں اس کے بال سفید ہوتے جاتے ہیں اتنا ہی نور بڑھتا جاتا ہے اور گناہ معاف ہوتے جاتے ہیں سبحان اللہ جس کو حاجت توبہ کی ہو اس کے واسطے بال سفید ہونا خود بخود توبہ ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور عابدوں کے لئے خود بخود بے مشقت عبادت ہے کہ ثواب زیادہ ہوتا جاتا ہے اور درجے بلند ہوتے جاتے ہیں اور نور بڑھتا جاتا ہے پھر جسکو سفید بال ڈاڑھی کا یا اپنے سر کا بُرا لگے اور وہ اکھاڑے تو وہ شخص اپنے گناہوں کی معافی یا اپنا بلند درجہ اور زیادہ ثواب اور خدا کا نور نہیں چاہتا بلکہ طالب برائیوں کا…

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی صَبِیًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ اَحْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْا كُلَّهٗ.

مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک لڑکے کو کہ مونڈا ہوا تھا تھوڑا سا سر اس کا اور چھوڑا ہوا تھا تھوڑا سا سو منع کیا اس کے وارثوں کو اس سے اور فرمایا کہ مونڈو سب سر اس کا یا چھوڑو سب سر اس کا.

ف. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پٹے یا ببری یا چندوا یا کاکلیں یا قالبین یا قلیں یا چوٹیاں لڑکوں کے سر پر رکھنا نہیں درست باوجودیکہ لڑکے غیر مکلف ہیں مگر اس سے ان کے وارثوں پر گناہ ہوتا ہے سو ان کو چاہیئے کہ اس کا سر منڈائیں یا سب سر پر بال رکھیں اور جب لڑکے غیر مکلف کو اس طرح بال رکھنا

نہ چاہئے تو بڑوں کو تو بدرجۂ اولیٰ نہ چاہئے بلکہ ہر مسلمان کو مناسب ہے کہ جس مسلمان جوان یا لڑکے کو اس طرح پر بال رکھے ہوئے دیکھے تو سنت کی پیروی کر کے منع کردے ۔

اَخرَجَ اَبُوداؤدَ عَنِ الحَجّاجِ بنِ حَبّانَ قَالَ دَخَلنَا عَلیٰ اَنَسِ بنِ مَالِكٍ فَحَدَّثَتنِی اُختِی المُغِیرَۃُ قَالَت وَاَنتَ یَومَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرنَانِ اَو قُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَأسَكَ وَبَرَّكَ عَلَیكَ وَقَالَ احلِقُوا هٰذَینِ اَو قُصُّوهُمَا فَاِنَّ هٰذَا زِیُّ الیَهُودِ ۔

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ حجاج بن حبان نے نقل کیا کہ ہم گئے تھے انس بن مالکؓ کے پاس سو مجھ سے ذکر کیا کہ میری بہن مغیرہ نے کہا کہ ان دنوں تو لڑکا تھا اور تیری دو کاکلیں کندھی پر پڑی ہوئی تھیں یا کہا کہ دو چوٹیاں تھیں سو انس نے تیرے سر پر ہاتھ پھیرا اور بارک اللہ کہا تجھکو اور فرمایا کہ منڈوا دو دونوں کو یا کتروا دو دونوں کو اسلئے کہ یہ وضع یہود کی ہے ۔

ف ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کاکلیں چوٹیاں پٹے رکھنا یہود کی علامت اور وردی ہے مسلمان کو نہ چاہئے کہ اپنی اولاد کو کافروں کی سی اولاد بنائے اور اگر کسی نے بے خبری سے ایسے بال رکھے ہوں تو دور کردے منڈوا ڈالے یا کتروا ڈالے ایسے کہ اور بالوں میں ملجاویں اور حضرت کے اصحاب جو بڑے بزرگ تھے جب وہ کاکل اور چوٹی رکھنے سے ناراض ہوتے تھے تو اور بزرگ چوٹیاں اور کاکلیں رکھنے سے کب خوش ہوں گے بزرگوں کے ناموں کی چوٹیاں اور کاکلیں رکھنا اور زیادہ حماقت ہے اور نادانی ہے بزرگوں کو بالوں سے کیا مطلب ۔

اَخرَجَ اَبُوداؤدَ عَن اَبِی الحَنظَلَةِ رَجُلٍ مِن اَصحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ نِعمَ الرَّجُلُ خُرَیمٌ الاَسَدِیُّ لَولَا طُولُ جُمَّتِهٖ وَاِسبَالُ اِزَارِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَیمًا فَاَخَذَ شَفرَۃً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلیٰ اُذُنَیهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلیٰ اَنصَافِ سَاقَیهِ ۔

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں میں سے کہا کہ ابوحنظلہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا خوب آدمی ہے خریم اسدی اگر بڑی نہ ہوتی اس کی چوٹی اور نہ لٹکتی ہوتی اس کی ازار سو پہونچی یہ خبر خریم کو تو لی اس نے چھری پھر کاٹی چوٹی دونوں کانوں تک اور اونچی کر لی ازار پنڈلیوں کے آدھ بیچ تک ۔

ف ۔ یعنی خریم اسدی ایک اصحاب تھے ان کے حق میں حضرت نے فرمایا کہ اس میں سب خوبیاں ہیں اور بہت اچھا آدمی ہے مگر یہ دو نقصان ہیں ایک تو یہ کہ اس کے بال سر کے لمبے لمبے ہیں دوسرے یہ کہ اس کی ازار نیچی ہے سو یہ خبر حضرت خریم کو پہنچی کہ حضرت نے میرے حق میں یوں فرمایا تو انہوں نے فوراً اپنے سر کے بال کاٹ کر دونوں کانوں تک رکھے اور ازار اونچی کرکے باندھی کہ پنڈلی کے درمیان میں رکھی

زانو سے نیچے ٹخنے سے اوپر زانو اور ٹخنے کے درمیان میں. تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سر کے بال زیادہ لمبے رکھنا اور ازار یعنی تہمد یا پائجامہ نیچا رکھنا ممنوع ہے بہتر یوں ہی ہے جیسا حضرت خریم نے کیا.

أَخْرَجَ أَبُو دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلعم قَالَ يَكُونُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُونَ بِهٰذَا السَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَجِدُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ. ابو داؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ہوگی ایک قوم اخیر زمانہ میں کہ خضاب کریں گے اس سیاہی سے جیسے سینہ کبوتر کا وہ نہ پاویں گے خوشبو بہشت کی.

ف. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب کرنا چمکتا ہوا جیسے کبوتر کا سینہ حرام ہے اور کرنے والے کو بو بھی بہشت کی نصیب ہوگی مگر ہاں سرخ یا زرد خضاب جہاد میں اگر مسلمان کرے تاکہ کافر اس کو بوڑھا نہ جانیں تو درست ہے سیاہ وہاں بھی درست نہیں اور اپنی زینت کے واسطے کیسا ہی خضاب ہو کروہ ہے.

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے بالوں میں جوڑ ملانے والی اور ملوانے والی پہ اور نیلا گودنے والی اور گدوانے والی پر.

ف. یعنی خدا کی لعنت پڑتی ہے جس کے بال جوڑے جاویں اُس عورت پر بھی اور جو عورت اپنے ہاتھ سے جوڑے اس پر بھی اور جو اپنے بدن پر نیلا گودے اس پر بھی اور جو اپنے ہاتھ سے گودے اس پر بھی لعنت ہے.

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ. بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن مسعود نے نقل کیا کہ لعنت کی اللہ نے ان عورتوں پر جو نیلا گودیں اور جو اپنے نیلا گودا دیں اور ماتھے کے بال اکھاڑنے والیاں اور جو خوبصورتی کے لئے اپنے دانت الگ الگ کریں کہ یہ بدل ڈالنے والیاں ہیں اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو.

ف. یعنی بعضی عورتوں کے دانت بڑے بڑے ہوتے ہیں سو وہ ریت کر چھوٹے چھوٹے الگ الگ کرتی ہیں خوبصورتی کیلئے اور بعض عورتوں کے سر کے بال ماتھے تک ہوتے ہیں تو وہ اپنا ماتھا بڑا کرنے کو وہ بال اکھاڑتی ہیں اور بعضی عورتیں نیلا گودتی اور گوداتی ہیں سو یہ سب خدا کی لعنت میں گرفتار ہیں کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت بدل ڈالتے ہیں.

أَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ. ابو داؤد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ لعنت فرمائی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد بننے والی عورت پر.

ف: یہ بیس حدیثیں مشکوٰۃ کے باب الترجل میں لکھی ہیں نشان اس کا ترجمہ پر ہندسہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت مردوں کا لباس پہنے یعنی قبا انگرکھا جو تا مردوں کا سا پہنے پگڑی منڈاسا ہتھیار باندھے گھوڑے پر سوار ہووے مردوں کی سی گفتگو کرے مردوں کی طرح پاجامہ پہنے یا اور باتیں مردوں کی سی کرے تو اس پر خدا کی لعنت پڑتی ہے پھر عورت کو اپنی زینت اور سنگار نہ کرنا یعنی مہندی سرمہ نہ لگانا یہ بھی گویا مردوں کی وضع اختیار کرنا ہے ہرچند زینت کے متعلق اور بہت باتیں ممنوع ہیں کہ لوگوں میں رائج ہیں مگر بسبب خوف طول ہونے کتاب کے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قدر پر کفایت کی اس خاکسار ہیچمداں مترجم نے بھی اسی لحاظ سے راہ اختصار اختیار کی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وعترتہ وعلی کل من اتخذ سبیلہ وجعل القرآن دلیلہ کہ یہ ترجمہ اتمام کو پہنچا اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے قبول کرے اور اس گنہگار کو اور سب بھائی مسلمانوں کو توفیق دے کہ عقیدۂ توحید خوب درست کریں اور جمیع انواع شرک سے بچیں اور سنت رسول کریم کو اختیار کریں اور بدعات سے اجتناب رکھیں اور تقدیر پر ایمان مضبوط کر کے ایمان اپنا ٹھیک کریں توکل اللہ پر کریں اور حضرت کے اصحاب اور اہل بیت بلکہ جمیع متوسلین سے محبت رکھیں اور ان کے رویہ کو اختیار کریں اور بدعات قبور اور بدعات رسوم سے توبہ کریں اور راگ باجا سننا اور اپنے نسب پر فخر کرنا اور شادیوں میں بیجا خرچ کرنا اور بہت سی زینت دنیا کے امور میں کرنا ترک کر کے پاک باطن اور صاف ظاہر خالص مسلمان ہو جاویں۔

اَللّٰهُمَّ اٰمِيْنَ ثُمَّ اٰمِيْنَ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تمت

نقل خط جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب در جواب خط ملا بغدادی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لمن من تفرد بالقدم فکل شیٔ سواہ مسبوق بالعدم لا شریک له فی الخلق والتدبیر الاختیار لاحد فی ملکه من النقیر والقطمیر حتی لا یشفع الانبیاء الا بعد اذنه ولا نجاة لاحد الا بلطفه ومنه ونصلی علی افضل البرایا شفیع الامم الذی لولاه ما اخرجت الدنیا من العدم والذی علمنا براهین التوحید والاسلام واخرجنا من ظلمات الاشراك وعبادة الاصنام وعلی اٰله واصحابه وعلی ناصری دینه ومحبه اما بعد فنخص بالتحیة والسلام ذات من ترقی علی مدارج الاسلام سلالة السید المحبوب الجیلانی السید عبد اللہ البغدادی العالم الربانی لا یخفی علیکم انی لما رایت عوام مسلمی الهند قد انهمکوا بجهلهم فی الاشراك والبدعات وتمسکوا بالشبهات الواهیات وجعلوا یعبدون القبور واهلها وسألوا بهم حاجاتهم قلها وجلها الفت رسالة فی رد الاشراك باللہ واستدللت فیها بستة وعشرین اٰیة من کلام اللہ وترجمتها بالهندی تسهیلا لاستفادتهم وکشفا للغطاء عن قبح تمسکاتهم واستدلالاتهم فبحمد اللہ قد هدی الوفا من النساء والرجال

سب تعریف اس خدا کیلئے ہے جو قدامت میں یکتا ہے اور اسکے سوا ہر شے حادث اور فانی ہے پیدا کرنے اور کام بنا دینے میں کوئی اسکا شریک نہیں اور اسکی سلطنت میں چھلکے بلکہ تل برابر کسی کو دخل نہیں اسکی اجازت بغیر انبیا کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے اور اسکی مہربانی اور احسان نہ ہو تو کسی کو نجات نہیں مل سکتی اور ہم اس افضل الخلائق شفیع الامم پر درود بھیجتے ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا ہی نہ ہوتی انہوں نے ہم کو توحید و اسلام کی دلیلیں بتائیں اور شرک و بت پرستی کی اندھیریوں سے نکالا اور ان کی تمام آل و اصحاب اور دین کے مددگاروں اور محبوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اما بعد اب ہم تحیہ و سلام کے ساتھ اس شخص کو مخصوص کرتے ہیں جو اسلام کے درجوں میں ترقی کر گئے اور جو حضرت محبوب جیلانی کے خلاصۂ خاندان ہیں وہ کون عالم ربانی سید عبد اللہ بغدادی۔ مخفی نہ رہے کہ میں نے جب ہندوستان کے عام مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی کہ اپنے جہل کے سبب شرک و بدعت میں محو ہو گئے ہیں اور واہی تباہی شبہوں کو حجت بنائے بیٹھے ہیں اور قبروں اور مردوں کی پوجا کرتے اور ان سے چھوٹی بڑی حاجتیں مانگنے لگے ہیں تو رد شرک میں ایک رسالہ لکھا اس میں قرآن مجید کی چھبیس آیتیں بطور دلیل پیش کی ہیں اور لوگوں کے فائدے حاصل کرنے اور ان کی بری حجتوں اور بدنما دلیلوں کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کیلئے اس کا اردو میں ترجمہ کیا الحمد للہ کہ ہزار ہا مرد و عورت راہ راست پر آ گئے۔

تردد فیہا الا بعض المعاندین الجہال و بلغنی
ان رسالتی ہذہ قد قرئت بین یدیکم فقلتم
...ش الان تساوی الاصنام وجمیع النّاس و
الانبیاء فی باب المخلوقیۃ و علم الاختیار وان
الاعتقاد اخلا فی العقیدۃ لکنہ نوع من سوء الادب
لا بد لہ من سند ودلیل لان الصنم نجس فکیف
یذکر مع سید الطاہرین صلعم. اقول و باللّٰہ
التوفیق ہذہ العبارۃ قد وقعت فی رسالتی
رد السؤال العوام حیث یقولون الاستعانۃ و
العبادۃ والسجدۃ انما ہی ممنوعۃ للاصنام لا للانبیاء
الکرام والاولیاء العظام فعلت الاستعانۃ الحقیقیۃ
لا تجوز عند العقل الامن الذی لہ اختیار فی
تدبیر العالم و قد ثبت من النصوص القطعیۃ
القرآنیۃ ان لا اختیار لغیر اللّٰہ فلیس للانبیاء و
والاولیاء فی ہذا الامر الخاص اعنی استحقاق
السجدۃ وانزال المطر واعطاء الاولاد علی الاصنام
وجمیع الناس ترجیح اما قرب الانبیاء عند اللّٰہ تعالٰی
وکمالاتہم وفضائلہم التی لا یصل دون سواہا تہا
...یرہم فمسلم وہو امر آخر لا دخل لہ فی الربوبیۃ
والالوہیۃ انتہٰی. والعجب کل العجب من خبابکم
انکم اقررتم ان ہذا الامر حق داخل فی العقیدۃ
ثم قلتم انہ سوء الادب، لیت شعری اذا کان
ثابتا من البراہین داخلا فی العقیدۃ کیف یتصور
انہ سوء الادب فکلامکم یشیر الی اجتماع الضدین
والسند یطلب لما ثبت بالدلیل وہذا الامر

اور بعض سرکش جاہلوں کے سوا کسی کو تردد باقی نہیں رہا. مجھے
خبر ملی ہے کہ جب میرا رسالہ آپ کے سامنے پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا
کہ یہ بالکل حق ہے لیکن خدا کی مخلوق اور بے اختیار ہونے میں
بتوں اور عام آدمیوں اور انبیار کو برابر کر دینا اگرچہ
حق اور عقیدہ میں داخل ہے مگر یہ ایک طرح کی بے ادبی ہے
اس کے لئے کوئی سند اور دلیل چاہیئے کیونکہ بت ناپاک ہیں
پھر سید الطاہرین رسول اللہ صلعم کے ساتھ ان کا تذکرہ کیوں ہو
میں توفیق الٰہی سے اس کا جواب دیتا ہوں (سنئے) میرے رسالہ میں
یہ عبارت ان عام لوگوں کے سوال کی تردید میں واقع ہوئی ہے
جو یہ کہتے ہیں کہ صرف بتوں سے مدد مانگنی ان کی پوجا اور انہیں سجدہ
کرنا ممنوع ہے انبیار اولیار کے ساتھ یہ فعل کیا جائے تو ناجائز
نہیں معلوم ہوتا. میں یہ کہتا ہوں کہ فی الحقیقت مدد اسی سے مانگی چاہیئے
جس کو دنیا کے تمام کاموں کا اختیار حاصل ہو اور قرآن مجید کی
ظاہر آیتوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو کسی چیز کا
اختیار نہیں پس اس خاص بات یعنی استحقاق سجدہ اور مینہ برسانے
اور اولاد دینے میں انبیار و اولیار کو بتوں اور دیگر لوگوں پر ترجیح
نہیں ہو سکتی. مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیار کا قرب ان کے کمالات
اور ایسی فضیلتیں کہ اس رتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا
ان سب باتوں کو ہم مانتے ہیں اور یہ دوسری بات ہے جس کو ربوبیت
اور خدائی میں کچھ دخل نہیں (انتہٰی) اور آپ کی حالت پر تعجب
آتا ہے کہ اس امر کے حق اور داخل عقیدہ ہونے کا اقرار کر چکے ہو
اور پھر اسے بے ادبی بتلاتے ہو. سوچنے کی بات ہے کہ جب یہ دلائل
سے ثابت اور عقیدہ میں داخل ہے تو اس سے بے ادبی کیونکر
خیال میں آسکتی ہے بس تو آپ کا کلام اجتماع ضدین کی طرف
اشارہ کر رہا ہے اور اس بات کی دلیل مانگی جاتی ہے جو خود دلیل سے ثابت

ثابت اجمالا فی القرآن فما الجرم فی تفصیل الاجمال
ومع ذلک فقد قال اللہ تعالی لنبیہ فی القرآن
قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد
ولا یخفی ان المخاطبین بقولہ انما انا بشر مثلکم
ھم المشرکون فکیف مثل اللہ تعالی فی البشریۃ
نبیہ بالمشرکین الذین ثبت نجاستھم فی القرآن
حیث قال اللہ تعالی انما المشرکون نجس فلا یقربوا
المسجد الحرام والاصنام من حیث انھا احجار
وجمادات لا نجاسۃ فیھا والا یلزم ان یکون کل
حجر نجسا انما النجاسۃ فیھا بسبب المشرکین
الذین صوروھا وجعلوھا معبودین فالمشرکون
اشد نجاسۃ من الاصنام فافھم وتامل۔ ان
قیل وان کان ھذا الامر ثابتا ولکن ما الضرورۃ
فی ذکرہ قلت الضرورۃ فی ذکرہ رد شبھۃ
العوام حیث یزعمون ان الانبیاء والاولیاء
یتصرفون فی العالم یفعلون ما یشاؤن۔ ھذا و
قد تحقق عندی ان الرجل الفنجابی یوسوسکم
فیا شیخ انک لست تعلم حالہ فانہ رجل مخبط
العقل ومختل الحواس غبی جاھل ویزعم لنفسہ
انہ نحریر فاضل لا یدری الیمین من الشمال
فانہ فی الحقیقۃ نائب الدجال لانہ یقول
تارۃ انا عبد المحبوب السبحانی وتارۃ یقول ان
عبد القادر ھو الرزاق معاذ اللہ من ھذہ
الکلمات الکفریۃ التی لا یجوزھا الجھلاء فضلا
من العلماء فالمسئول من جنابکم ان لا تصدقوا

یہ امر قرآن مجید سے مجملاً ثابت ہے میں نے اجمال کی تفصیل
کردی تو کیا گناہ کیا بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے نبی کو
مخاطب کر کے فرمایا ہے قل انما انا بشر الآیۃ اے نبی ان سے کہدے کہ میں بھی
تم جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر اس بات کی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود
خدائے یکتا ہے اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ متکلم کا خطاب مشرکین کی طرف
ہے پس تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بشریت میں ان مشرکوں کی برابر
کیوں کر دیا جن کی نجاست قرآن مجید سے ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ
کا قول ہے کہ مشرک ناپاک ہیں اسلئے مسجد حرام کے پاس نہ پھٹکیں
اور بت چونکہ پتھر اور جمادات ہیں اس لئے ان میں نجاست نہیں
پائی جاتی ورنہ کل پتھروں کا نجس ہونا لازم آئے گا بلکہ بتوں میں
ان مشرکین کے فعل سے نجاست آگئی ہے جنہوں نے ان کو گھڑا
اور معبود بنا لیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرک بتوں سے زیادہ ناپاک
ہیں (ذرا سوچئے اور سمجھیے) اگر یہ کہا جاوے کہ یہ بات ہے تو
بیشک ٹھیک مگر اس کا ذکر کرنا ہی کیا ضرور تھا تو میں اسکے جواب میں
یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے ذکر کرنے سے عوام کا شبہ رفع کردینا مقصود
ہے جن کا یہ گمان ہے کہ انبیاء و اولیاء سارے جہان میں تصرف کرتے
ہیں جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں (اسے یاد رکھنا چاہیے) مجھے معلوم ہوا ہے
کہ ایک پنجابی ڈھگا آپ کے دل میں کچھ وسوسے ڈالتا ہے اے شیخ
آپ اس کے حال سے واقف نہیں وہ تو ایک بے عقل مخبوط الحواس
غبی اور جاہل آدمی ہے اور اپنے آپ کو بڑا فاضل جانتا ہے حالانکہ
اسے داہنے بائیں کی تمیز نہیں وہ فی الواقع دجال کا نائب ہے کیونکہ کبھی
بکا اٹھتا ہے کہ میں محبوب سبحانی کا بندہ ہوں اور کبھی کہتا ہے کہ
عبد القادر جیلانی روزی دینے والے ہیں ایسے کلمات کفریہ کہ
جن کو علماء سے قطع نظر جہلا بھی گوارا نہیں کرسکتے خدا کی پناہ
آپ سے توقع ہے کہ غیب کے بارہ میں اس کے کلام کی تصدیق

...ه فی امری لانه رجل سامری هداه الله
...راط المستقیم وثبتنا وایاکم علی دینه
...ویم وصلی الله علی سیدنا ومطاعنا وشفیعنا
...ن المصطفیٰ وعلی اله شموس الهدی واصحابه
...ر الدجی۔ فقط۔
تم هذا المکتوب حین کنت نزیلا فی کانفور
سنة الف ومائتین واربعین الی السید
البغدادی حین وسوسه الجهال فبعد قراءته
کتابی هذا جاءنی معتذرا وقال لقد صدقت
فیما الفت رسالتك وما قلت فیك کان من
عدم درایة کلامك لان کلامك فی رسالتك
کان هندیا وانا رجل عربی لا افهم الهندی
والرجل الفنجابی قد افتری علیك واغلط فی
الترجمة کثیرا فلا تغضب۔

...کریں کیونکہ وہ شخص سامری صفت ہے خدا اس کو سیدھی
راہ دکھائے اور ہمیں تمہیں اپنے معبود دین پر ثابت رکھے
اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار مخدوم شفیع محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
جو منتخب ہیں اور ان کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں اور ان
کے اصحاب پر جو اندھیری رات کے چاند ہیں اپنی رحمت نازل فرمائے
فقط۔ یہ خط سنہ بارہ سو چالیس میں اس وقت تمام ہوا جبکہ میں
کانپور میں تھا اور سید بغدادی کے نام بھیجا گیا جبکہ جاہلوں نے
ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا۔ اسے پڑھ لینے کے بعد وہ عذر
کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور کہا کہ تم نے اپنی کتاب (تقویۃ الایمان)
میں جو کچھ لکھا ہے بالکل ٹھیک ہے اور میں نے جو کچھ آپ کی
نسبت کہا وہ محض اس وجہ سے تھا کہ میں آپ کا کلام سمجھ نہ سکا
کیونکہ آپ کا رسالہ اردو زبان میں تھا اور میں عرب کا رہنے والا ہوں
اردو بالکل نہیں سمجھتا، اس پنجابی نے آپ پر بہتان لیا
اور مجھے غلط ترجمہ کر کے سنایا آپ مجھ سے خفا نہ ہوں۔

تمت

واضح ہو:—

کہ یہ خط بلاریب مولانا محمد اسماعیل صاحب کا ہے اس کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ سید بغدادی صاحب
نے مولانا مغفور کو کانپور میں ایک خط لکھ بھیجا اس کا جواب مولانا مرحوم نے کانپور سے بغدادی صاحب کی طرف
دہلی میں روانہ کیا بغدادی صاحب نے وہ خط مدرسہ میں مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم کو سنایا کیونکہ بغدادی
صاحب مولانا محمد یعقوب صاحب کے مدرسہ میں رہتے تھے اس وقت حاضرین مجلس سے دو تین شخصوں نے
اس خط کی نقل کر لی بعدہ مولوی نصیر الدین صاحب و مولوی محبوب علی صاحب نے بھی اس خط کی نقل کی
پھر اس عاجز نے مولوی نصیر الدین صاحب مرحوم کے خط سے اسے نقل کر لیا۔

الراقم

سید محمد نذیر حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال وجواب متعلقہ رسالہ تقویۃ الایمان وتذکیر الاخوان

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان دو مسئلوں میں ۔ مسئلہ اول یہ ہے کہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم جو ہمراہ جناب سید احمد صاحب مرحوم براہ خداوند کریم شہید ہو گئے تھے ان کو مردود کہنا اور بے ایمان کافر کہنا مذہب جناب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں درست ہے یا نہیں ۔ اور اگر نادرست ہے تو مردود اور بے ایمان اور کافر کہنے والا گنہگار کس درجہ کا ہے ۔ مسئلہ ثانی یہ ہے کہ جو کتاب تقویۃ الایمان کہ مشہور ہے اس میں آیات الٰہی وحدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب مرحوم یا دیگر کسی عالم نے کیا ہے وہ کتاب اچھی سمجھ کر اپنے پاس رکھنا چاہئے رکھنے سے کافر ہوتا ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ جواب مسئلہ اولیٰ کا یہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب عالم صالح متقی بدعت کے قلع قمع کرنے والے سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے تمام عمر اسی حال میں رہے اور آخر جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس جس کا ایسا حال ہو وہ وہ ولی اور شہید اور جنتی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاءہ الا المتقون (ترجمہ) نہیں اولیاء اللہ کے مگر متقی سو موافق اس آیت کریمہ کے مولوی صاحب ممدوح ولی ہوتے ہیں جو کوئی ایسا ہو کہ ساری عمر تقوے کے ساتھ رہے اور فی سبیل اللہ شہید ہوئے وہ قطعی اہل جنت ہے اور ولی شہید ہے اور ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مومن کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (ترجمہ) جس نے عداوت کی میرے ولی سے تو میں اس کو اطلاع دیتا ہوں اپنی لڑائی کرنے کی ۔ پس دیکھو خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والا کون ہے بہر حال ایسے عالم مقبول کو مردود کافر کہنا سب ائمہ کے نزدیک قریب کفر کے ہے اور حق یہ ہے کہ مولوی صاحب سے اہل بدعت کو اس واسطے عداوت ہے کہ انہوں نے بدعت کو مٹا دیا اور بدعتیوں کے بازار کو بے رونق کر دیا اس لئے سب وشتم کرتے ہیں جیسا روافض حضرت اہل سنت پیارے شاہ عبد العزیز صاحب اور اہل تصنیف رد روافض کو لعن کرتے سو مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو لعن کرنے والے ملعون ہیں کہ حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی کو لعن کرتا ہے اگر وہ محل لعن نہیں تو کرنے والے پر لعنت الٹ کر آتی ہے اور معلوم ہو چکا ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مہبط رحمت الٰہی ہیں تو الٹ کر لعنت کرنے والے انہی کے ملعون ہیں واللہ تعالیٰ اعلم ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال وجواب متعلقہ رسالہ تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین ان دو مسئلوں میں ۔ مسئلہ اول یہ ہے کہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم جو ہمراہ جناب سید احمد صاحب مرحوم براہ خدا وندکریم شہید ہو گئے تھے ان کو مردود کہنا اور بے ایمان کافر کہنا مذہب جناب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں درست ہے یا نہیں ، اور اگر نادرست ہے تو مردود اور بے ایمان اور کافر کہنے والا گنہگار کس درجہ کا ہے ۔ مسئلہ ثانی یہ ہے کہ جو کتاب تقویۃ الایمان کہ مشہور ہے اس میں آیات الٰہی وحدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب مرحوم یا دیگر کسی عالم نے کیا ہے وہ کتاب اچھی سمجھ کر اپنے پاس رکھنا چاہئے رکھنے سے کافر ہوتا ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ جواب مسئلہ اولیٰ کا یہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب عالم صالح مفتی بدعت کے قلع قمع کرنے والے سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنیوالے تھے تمام عمر اسی حال میں رہے اور آخر جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس جس کا ایسا حال ہووے وہ ولی اور شہید اور جنتی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاءہ الا المتقون (ترجمہ نہیں اولیار اللہ کے مگر متقی سو موافق اس آیت کریمہ کے مولوی صاحب ممدوح ولی ہوتے ہیں جو کوئی ایسا ہو کہ ساری عمر تقوے کیساتھ رہے اور فی سبیل اللہ شہید ہووے وہ قطعی اہل جنت ہے اور ولی شہید ہے اور ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مومن کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے من عادی اولیائی فقد اذنتہ بالحرب (ترجمہ) جس نے عداوت کی میرے ولی سے تو میں اس کو اطلاع دیتا ہوں اپنی لڑائی کرنے کی ۔ پس دیکھو خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والا کون ہے بہر حال ایسے عالم مقبول کو مردود و کافر کہنا سب ائمہ کے نزدیک قریب کفر کے ہے اور حق یہ ہے کہ مولوی صاحب سے اہل بدعت کو اس واسطے عداوت ہے کہ انہوں نے بدعات کو اکھاڑا اور بدعتیوں کے بازار کو بے رونق کر دیا اس لئے سب وشتم کرتے ہیں جیسا روافض شیخین اور اہل سنت میں سے شاہ عبد العزیز صاحب اور اہل تصنیف رد روافض کو لعن کرتے سو مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو لعن کرنے والے ملعون ہیں کہ حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی کو لعن کرتا ہے اگر وہ محل لعن نہیں تو کرنے والے پر لعنت الٹ کر آتی ہے اور معلوم ہو چکا ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مہبط رحمت الٰہی ہیں تو بالضرور لعنت کرنے والے ان کے ملعون ہیں واللہ تعالیٰ اعلم ۔

جواب سوال دوم. کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کی بالکل کتاب اور احادیث سے ہے اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو کفر کہتا ہے خود یا کافر ہے یا فاسق بدعتی ہے اگر اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے تو اس کا قصور فہم ہے کتاب یا مؤلف کتاب کی کیا تقصیر ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال اضل ہے فقط واللہ تعالی اعلم. کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ. مہر مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی [ابومسعود رشید احمد] الجواب صحیح محمد حسن. الجواب صحیح. محمد علی رضا عفی عنہ. الجواب صحیح والمجیب مصیب، محمد اسمعیل عفی عنہ گنگوہی. الجواب صحیح امیر حسن عفی عنہ. الجواب ثابت موافق للشرع عنایت الٰہی عفی عنہ سہارنپوری. ہذا الجواب صحیح حق بلاریب کانہ سیف قاطع عنق المبتدعین والمتعصبین. احمد علی.

عبارت فتوائے مولوی عبدالرب صاحب واعظ دہلوی. مولوی اسمعیل صاحب شہید فی سبیل اللہ مہاجر الی اللہ کا حال جو اپنے والد ماجد محمد عبدالخالق مرحوم سے اور دیگر علماء سے جو سنا گیا وہ ایسا نہیں ہے کہ یہ منور قرطاس اس کی تحریر کو وفا کرے حضرات کو ان کے اشتیاق میں یہی کہتے سنا

وہ صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

اور ان کے وصف قرآن شریف اور حدیث سے ثابت اور ظاہر ہوتے ہیں. ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم پھر ایسے شخص کو جو کافر کہے وہ کمال خسران اور ضلال میں ہے. ینبغی لہ ان یتوب ویدعوان یتوب اللہ علیہ. مہر عمدۃ الواعظین مولوی عبدالرب صاحب دہلوی. [محمد عبدالرب] جو کوئی مولوی محمد اسماعیل صاحب ولی کامل کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے اور مصداق ہے حدیث "من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ" فقط [محمد اکبر علی خاں] مہر محمد عبدالقادر دہلوی. [ھو القادر وخلاق الخیر] مولوی اسماعیل صاحب کو کافر کہنے والے کا کفر رجوع کرتا ہے طرف اسی کی. محمد عبدالحکیم ساکن عظیم آباد پٹنہ. مکفر مولوی اسمعیل صاحب کا خود کافر ہے. حررہ خادم حسین عفی عنہ ساکن اعظم گڑھ. مکفر مولوی اسمعیل صاحب کا خود کافر ہے. حررہ العبد المفتاق الی اللہ الہادی الاحد اللہ عوبخش احمد القاضی فوری عفی عنہ. بخشس احمد قاضی فوری. مکفر مولوی اسمعیل صاحب کا خود کافر مردود ہے. تقویۃ الایمان سراسر خلاصۂ قرآن و حدیث ہے. حررہ محمد اسد علی متوطن اسلام آباد در اضلاع کلکتہ صدر اسد علی مکفر مولوی اسماعیل صاحب کا خود کافر ہے راقم سید محمد ابراہیم غفر اللہ لہ ساکن ہاپوڑ فقط.

سوال ۔ مولانا مولوی محمد اسماعیل شہید اور مولوی خرم علی صاحب انبیار اور اولیار کی اہانت کے کلمے بیان کرنے سے جو تقویۃ الایمان میں ہیں اور ان کی کتاب پھاڑ ڈالنے کے لائق ہے کئی وجہوں سے وجہ اول یہ کہ شرک کی مذمت کے باب میں اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں کہ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عظیم لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اور اسی طرح کے اور کلمے لکھتے ہیں اور پہلی پچھلی کسی تفسیر میں کسی مفسر نے اس طرح سے معنی اور فائدہ نہیں بیان کئے شریعت کی چاروں دلیلوں سے جواب فرمایئے

جواب ۔ معلوم ہوا کہ صاحب تقویۃ الایمان پر معترض کے اعتراض کا منشا یا تو غور نہ کرنا ان کے کلام میں ہے یا تعصب اور کند ذہنی ہے اگر وہ مصنف کے طرز کلام اور تقریر کے رویہ کو غور اور تامل سے اور ساری کتاب کو انصاف کی رو سے دیکھتا تو ہرگز اس طرح اٹکل پچو عیب نہ پکڑتا اور الزام نہ دیتا اس واسطے کہ رب العالمین نے قرآن شریف میں غور و تامل نہ کرنے سے اہل کتاب اور مشرکوں کو بارہا الزام دیا ہے اور فرمایا ہے افلا یتدبرون القرآن ۔ یہ قرآن شریف جاننے والوں پر کچھ چھپا نہیں اور اگر اعتراض بسبب تعصب اور کند ذہنی کے ہے تو اس کا کچھ علاج ہی نہیں ۔ شعر

ناکس کا صف کہش سے مطلب بر آئے جو کور ہو عینک سے اسے کب نظر آئے

علمار شریعت کے دل روشن پر خوب روشن ہے کہ جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب مغفور و مرحوم کا مقصود اصلی بیان کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے حکموں کا اور نصیحت و پند ہے اور تنبیہ اور ڈرانا ہے ان عوام لوگوں کا جو بیچارے مانند اور حیوانوں کے کچھ سمجھ اور بوجھ نہیں رکھتے مسلمانوں کے فرقے میں بدکیش نا عاقبت اندیش ہیں اور فقہار کا قاعدہ کلیہ ہے الامور بمقاصدھا ۔ اسی پر جناب مولوی صاحب مغفور نے عمل کیا اس واسطے کہ عوام لوگ اپنے جھوٹے گمان اور فاسد اعتقاد میں یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیار اللہ مختار ہیں جو چاہیں سو کریں جس کو چاہتے ہیں اولاد اور مال اور منصب و عزت آبرو دیتے ہیں جسے چاہتے ہیں ذلیل و رسوا کرتے ہیں اور اسی اعتقاد کے سبب نذر و نیاز میں شرک کرتے ہیں اور ان کے ناموں کا وظیفہ ورد مقرر کرتے ہیں کوئی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہتا ہے کوئی یا علی یا علی یا حسین یا حسین یا خواجہ جی خواجہ جی یا بہت تقرب اور عجز و نیاز سے ان وظیفوں کا اہتمام کرتے ہیں اور رات دن پیر پرستی اور گور پرستی کے دریا میں ڈوبے رہتے ہیں اور شریعت کے حکموں سے بالکل غافل اور بے خبر ہیں کچھ خوف ہی نہیں رکھتے اور جس قدر اولیار اللہ سے ڈرتے ہیں اس کا عشر عشیر بھی خدا کا خوف نہیں رکھتے اور جاہل مسلمانوں کا شرک و بدعت میں وہی حال ہو گیا ہے جیسے پہلے زمانہ

کے کافروں کا تھا ایسے لوگوں کے اعتقاد کو رد کیا ہے اسی واسطے لکھا ہے امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں
سورہ یونس کی اس آیت شریف کے تحت میں یعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم و
یقولون ھؤلاء شفعائنا عند اللہ آخر آیت تک کہ ان لوگوں نے اپنے نبیوں اور بزرگوں کی صورتوں
میں بت بنائے تھے اور یہ گمان کیا تھا کہ ہم ان کی تصویروں کی پرستش کریں گے تو وہ ہماری اللہ تعالے
سے شفاعت کریں گے اسی طرح اس زمانہ میں بہت خلقت بزرگوں کی قبروں کی تعظیم کرتی ہے اس
اعتقاد سے کہ جب ہم ان کی قبروں کی تعظیم کریں گے تو یہ ہمارے شفیع ہوں گے قیامت کو۔ انتہی۔
یہ ضروری مضمون تفسیر کبیر سے لکھا اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ تفسیر آیت شریف فلا تجعلوا
للہ انداداً کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ چوتھے پیر پرست کہتے ہیں کہ جب کوئی بزرگ اپنی کمال ریاضت
اور مجاہدہ کے سبب اللہ کی درگاہ میں مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعۃ ہو جاتا ہے جب اس جہان
سے گذرتا ہے اس کی روح کو بہت بڑی قوت اور وسعت حاصل ہو جاتی ہے جو اس کی صورت کو
برزخ کرے یا اس کی نشست برخاست کے مکان یا اس کی قبر پر سجدہ سے اپنی عاجزی کرے تو
اس بزرگ کی روح کو بسبب اطلاق و وسعت کے خبر ہو جاتی ہے اور دنیا اور آخرت میں اسکے حق میں شفاعت
کرتے ہیں یہ مختصر مضمون تفسیر عزیزی سے لکھا ہے اور تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت من
اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعائھم غافلون ہ

دلی کز نور الٰہی نیست روشن — مخوانش دل کہ آں سنگ است و آہن
دلے کز گرد غفلت زنگ دارد — ازاں دل سنگ و آہن ننگ دارد

لکھا ہے اس لئے کہ یا وہ پتھر ہیں یعنی بت یا بندے تابعدار یعنی بزرگ اپنے حال میں گھرے ہوئے
اور واحد قہار عظیم الشان اپنے مقربان مخلص کو مشرکوں کے فاسد گمان کے سبب ڈراتا ہے اور فرماتا
ہے لو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون یعنی یہ انبیاء کہ ایسی فضیلت رکھتے ہیں اور ان کی ایسی
عالی شان ہے اگر شرک کریں تو ان کے عمل مٹ جائیں اوروں کی طرح ان کے عمل بھی حبط ہو جائیں
کہ ان اعمال کا کچھ ثواب نہ ملے یہ مضمون تفسیر بیضاوی اور تفسیر کبیر سے لکھا ہے دیکھو اس کو جو ان تفسیروں
میں لکھا ہے کہ اوروں کی طرح یہ بھی ہو جاویں اس میں کیا نکتہ ہے اور اللہ جل شانہ ان لوگوں کے اعتقاد
فاسد کے رد کرنے کو فرماتا ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کے درجہ سے خدائی کے
رتبہ کو پہنچایا۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا
ان اراد ان یھلک المسیح بن مریم و امہ ومن فی الارض جمیعا جن کو خدا نے عقل دی ہے

وہ جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ قابل ہلاکت اور عذاب کے نہیں ہیں اللہ جل شانہ نے صرف ان کے ایسے معتقدوں کے گمان رد کرنے کو یہ تنبیہ وزجر فرمائی کہ وہ لوگ اپنے عقیدہ باطل سے توبہ کریں اور خداوند قہار وجبار کا حکم بجا لاویں تو اس سبب سے صاحب تقویۃ الایمان علیہ الرحمۃ والغفران نے ایسے عوام لوگوں کے گمان باطل کرنے کو جو بزرگان دین اور اولیاء اللہ کو سمجھتے ہیں جو چاہیں سو کریں لکھا ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے، جاننا چاہیئے کہ یہاں درمیان دو نسبتوں کے امتیاز کا بیان ہے ایک تو نسبت مخلوق کی خالق سے اور دوسری نسبت ایک مخلوق کی دوسری مخلوق سے تو یہاں پہلی نسبت کا ہی بیان ہے یعنی مقصود صاحب تقویۃ الایمان کا صرف یہی ہے کہ نسبت مخلوق کے مراتب کی خالق کے مراتب کی نسبت بالکل کچھ بھی نہیں ہے ایک ذرہ کے برابر بھی مخلوق کا مرتبہ خالق کے مراتب کے آگے نہیں ہے اس واسطے کہ تمام مخلوق حادث ہے ممتاج ہے قدیم پیدا کرنے والے قدرت والے کی اس کو اس سے کچھ بھی مناسبت اور مشابہت نہیں ہے۔ لیس کمثلہ شئ وھو السمیع العلیم الآیۃ اس کی شان تو انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئ والیہ ترجعون ٥ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

حرفے ست کاف کن ز طوامیر صنع او — از قاف تا بقاف بریں حرف گشتہ دال

اس دلیل سے یہ قول صاحب تقویۃ الایمان کا کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے بہت بجا اور راست ہے کیونکہ ہر موحد عقلمند کا یہی اعتقاد ہے کہ اس عزیز ذو انتقام کی عزت عظیم کے آگے ہر مخلوق ذلیل ہے یعنی نہایت ضعیف اور عاجز بے سروسامان ذرہ کی طرح بلکہ اس سے بھی معرض فنا وزوال میں ہے ؎ ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی۔ اور اس سے زیادہ کیا ذلیل ہو گا کہ کل شئ ھالک الا وجھہ اسی کی شان ہے اور مراد ذلیل سے نہایت ضعیف و بیچارہ ہے تقویۃ الایمان میں اس واسطے کہ ذلت کی نقیض عزت ہے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے عزت ذاتی قدیمی اور کسی کے واسطے نہیں ذلت سے منزہ اور مبرّو وہی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ولم یکن لہ ولی من الذل یعنی نہیں ذلیل کہ مددگار کی حاجت ہو وکبرہ تکبیرا یعنی اس کی عظمت بیان کر بڑی عظمت کہ اس کے واسطے بیٹا اور شریک اور ذلت اور جو اس کی شان کے لائق نہیں نہ ٹھہرا امام احمدؒ نے اپنی مسند میں حضرت معاذ رضؓ جہنی سے روایت کی ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے آیت عزت کی یہ تفسیر جلالین میں لکھا ہے ان العزۃ للّٰہ جمیعا الآیۃ وان القوۃ للّٰہ جمیعا الآیہ ان اللہ

ھو الرزاق ذو القوۃ المتین ؎

کیواں غلام بارگاہ کبریائی تست گردوں غلام گردش دولت سرائے تست

پس شان ہر مخلوق کی اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اس خالق زمین و آسمان کی عظمت و شان کے سامنے جس کی صفتیں لاانتہا ہیں اور سب کمالات اس کے ذاتی ہیں ذرہ کے برابر بھی نہیں بلکہ چمار کی شان دنیا کے بادشا کی شان کے روبرو کچھ ہے بھی کیونکہ بادشاہ اور چمار وجود اور زندگی کی اور جو بشریت کی باتیں ہیں انکے دونوں برابر محتاج اور عزت اور آبرو اور شوکت جو بادشاہ کو ہے وہ عارضی ہے اگرچہ اس میں برابر نہیں لیکن یہ باتیں فنا ہونے والی اور متغیر ہونے والی ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ تبارک و تعالیٰ مالک الملک کبھی بادشاہ صاحب شوکت کو تخت سلطنت سے اتار کر فقیری کے بوریے پر بٹھا دیتا ہے اور کبھی چمار جیسے ذلیل کو ذلت کے بستر سے عزت کے تخت پر پہنچا دیتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر الآیۃ ؎

قادر اقدرت بے عجز نہ دادی بکس قدرت بے عجز تو داری و بس

اس پروردگار کی یہ ایک قدرت کا شمہ اور اس کی صنعت کا نمونہ ہے اس کی وہ شان ہے لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ۔ اس کے آگے سب ذلیل و خوار ہیں اور یہ حق اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اس کا منکر مشرک اور شقی ہے۔ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون یہ اس کی شان ہے خلقکم و ما تعملون ثنا اسی کی شان ہے تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر الذی خلق الموت والحیاۃ اسی کی عظمت و قدرت کا بیان ہے وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر ۔ جس رب العالمین احسن الخالقین کی ایسی ہی شان ہے اس کے آگے تمام مخلوقات لاچار و ذلیل ہے اور ذرہ بے مقدار و ضعیف و خوار ہے اور اس کی قدرت کاملہ سے مجبور و مقہور رہے اور چمار بادشاہ کی نسبت ایسا لاچار نہیں اس واسطے کہ وہ اور بادشاہ وجود اور بقار اور لوازم بشری میں برابر ہیں اور مخلوق کو خالق سے کچھ بھی کسی طرح کی مناسبت و مشابہت نہیں اور صاحب تقویۃ الایمان کے کلام کے یہی معنیٰ ہیں اہل عقل و نقل کے نزدیک منصف سے کچھ چھپی نہیں اور کلام الٰہی میں جو وھو القاھر ہے وہ صاف حصر کا فائدہ دیتا ہے یعنی اس کے سوا کسی کو کمال قدرت اور کمال علم نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ کامل وہی ہے اور اس کے سوا سب ناقص ہیں۔ جب تم نے یہ جان لیا تو ہم کہتے ہیں کیا اس کے قاہر ہونے کی قدرت پر

دلیل یہ ہے کہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا ممکن بالوجود لذاتہ ہیں کسی کا وجود اس کے عدم پر ترجیح نہیں رکھتا اور نہ اس کا عدم وجود پر ترجیح رکھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ہی کے ترجیح دینے سے اور مہت کرنے سے اور پیدا اور ظہور میں لانے سے تو پس وہ قاہر ممکنات پر کبھی وجود کو عدم پر ترجیح دیتا رہتا ہے اور کبھی عدم کو وجود پر ترجیح دیتا ہے اور اس باب میں داخل ہے مارنا اور محتاج کرنا اور ذلیل کرنا اور اس میں داخل ہیں سب باتیں جو آیۃ قل اللّٰھم مالک الملک میں ہیں یہ مضمون تفسیر کبیر سے لکھا ہے معترض غافل کو چاہیئے کہ سورہ اخلاص کی تلاوت کیا کرے کہ اس خلاق علیم و قہار حکیم کی عظمت و شان اس کے دل میں سما جائے اس واسطے کہ اس سورہ شریف میں دو شے کا بیان ہے ایک احدیت دوسری صمدیت کا اور باقی صفتیں سب انہی کی شاخیں ہیں کیونکہ شرکت کبھی تو عدد میں ہوتی ہے اُس کو تو لفظ احد نے رد کر دیا اور کبھی شرکت مرتبہ اور منصب اور آبرو میں ہوتی ہے وہ لفظ صمد سے جاتی رہی اور کبھی نسبت میں ہوتی ہے اس کو لم یلد ولم یولد سے مٹا دیا اور کبھی کفو میں ہوتی ہے اُسے ولم یکن لہ کفوا احد سے باطل کیا اور صمد کے معنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور اس کے سب محتاج ہوں اور وجود کے سلسلہ میں ایسی ذات ہے جو صمد ہو کسی کو چارہ نہیں اس واسطے کہ تمام عالم سراسر احتیاج رکھتا ہے اور جب ہر چیز احتیاج رکھتی ہے تو ضرور ایسی ذات ہو کہ سب کی حاجتیں رفع کرے اور خود کسی کا محتاج نہ ہو اور نہیں تو حاجتوں کا سلسلہ کبھی منقطع ہی نہ ہو۔ یہ افادہ بعضے اہل تفسیر علماء کا ہے لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر اُسی ذات صمدیت صفات پر صادق آتا ہے اور سب مخلوق ان صفتوں سے کوسوں دور فرسنگوں پرے ہے اور یہی معنی ہیں کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے یعنی محض ضعیف و لاچار ہے کچھ ہست و نیست کوئی نہیں کر سکتا ہر آن ایک نہ ایک حادثہ میں گرفتار ہے اور ہر لحظہ حاجتیں لگی ہوئی ہیں ؎ خداوندا مائی و ما بندہ ایم ٭ بہ نیروئے تو یک بیک زندہ ایم۔ ہمہ زیر دستیم و فرماں پذیر ٭ یاوری دہ توئی دستگیر۔ چو در لشکر دشمن آری رحیل ٭ بمرغاں کشی فیل و اصحاب فیل تو بس خالق بے نیاز و غنی ہے اور ہر مخلوق سراسر احتیاج و محتاج ہیں کسی طرح کی مناسبت اور برابری اور شرکت اور مقابلہ نہیں کیونکہ وہ خالق مطلق اور رازق برحق ازل سے ابد تک عزیز و قوی و مالک الملک و قاہر و غالب قدیم ہے ولہ الکبریاء فی السموات والارض الآیۃ اور حدیث قدسی الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری اسی عزیز السلطان کی شان ہے ؎ مرا در ارسد کبریا و منی ٭ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی ؎ ہر کہ ہست آفریدہ و بندہ است ٭ بندہ در بندِ آفرینندہ است۔ پس کی

بندہ کہ در بندرت ٭ لائق شرکت خداوندست۔ چنانچہ وہ رب العزت اپنی شان عزت وجلالت کے مقتضا سے آپ فرماتا ہے ان کل من فی السموات والارض الا اتی الرحمن عبدا۔ عبد کے معنی ذلیل اور عاجز ٭ تفسیر معالم التنزیل میں ہے اور ان میں سے حضرت عزیر وحضرت عیسیٰ نبی علیہما السلام کی تفسیر جلالین میں تصریح کی اوصاف ذکر کیا ہے اور ذلیل گنا ہے کیا بے ادبی کی ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہو ٭ ہنر بچشم عداوت قبیح تر باشد ٭ حسد بجاسد بہی فصیح تر باشد۔ اور تفسیر مدارک میں اتی الرحمن عبدا کے معنی عاجز اور ذلیل لکھے ہیں اور تفسیر کبیر میں مطیع وخاشع لکھے ہیں اور خشوع کے معنی عاجزی اور مفردات القرآن میں امام راغب نے ضعیف وذلیل کے معنی لکھے ہیں۔ معترض غافل مزاج کاش کہ نظامی علیہ الرحمۃ کا سکندر نامہ دیکھتا تو صاحب تقویۃ الایمان پر ایسا بچرا اعتراض نہ کرتا اور بیہودہ باتیں نہ بناتا ٭

زتعظیم تو پیش تو ہست ونیست ٭ اگر باشد وگر نہ باشد یکے ست۔ یعنی تیرے جلال ذات والصفات کے مقابل موجودات ومعدومات اگر ہوں یا نہ ہوں برابر ہے اس واسطے کہ تو قادر مطلق ہے نیست کو ہست کرنے پر اور ہست کے نیست کرنے پر تیری جلال شان کے سامنے سب ذلیل وضعیف ہیں اور یہی صاحب تقویۃ الایمان کی مراد ہے کہ چمار سے بھی ذلیل ہے ٭ آہ۔ بارہا گفتہ ام وبار دگر می گویم ٭ من گم گشتہ نہ این رہ تو خود می پویم ٭ در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ٭ آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم۔ اس معنی سے بادشاہ دنیا کے سامنے چمار ایسا ذلیل نہیں جیسے تمام خواص وعوام اس خالق منعام وعزیز علام کے روبرو ذلیل علی الدوام ہیں اور اسی وجہ سے ملا علی قاری ہروی نے کہ بڑے علماء حنفیہ سے ہیں مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں باب قدر میں انبیاء واولیاء اور کفار فجار سب کو شامل ایک طور پر ذکر کیا ہے اس حدیث شریف کے تحت میں عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قلوب بنی آدم کلہا بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلب کل واحد ویصرف کیف یشاء ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتک یوں لکھا ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قلوب بنی آدم ای ہذا الجنس وخص لخصوصیتہ قابلیۃ التقلیب وبہ اکد بقولہ کلہا لیشمل الانبیاء والاولیاء والفجرۃ والکفرۃ من الاشقیاء بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلب کل واحد ویصرف کیف یشاء ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ والظاہر ان کل واحد من العباد کما یفتقر الیہ تعالیٰ فی الایجاد لا یستغنی عنہ ساعۃ من الامداد کما رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ۔ ٭ اس تصرف پر جو قادر تو خدا اس کو ہے یہ تصرف کب بھلا۔ اور اس بے نیازی کی ایسی والشان ہے کہ لو ان اللہ عزوجل عذب

اهل سمٰوٰته واهل ارضه عذبهم وهو غیر ظالم لهم اس حدیث شریف کو اختصار سے ذکر کیا ہے احمد و ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب و ابن مسعود و حذیفہ و زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مشکوٰۃ وغیرہ میں خوب شرح و بسط کے ساتھ بیان ہے اور اسی سبب سے قول صاحب تقویۃ الایمان کا مطابق واقع ہے اور سب عقلمند مانتے ہیں بخلاف بیوقوفوں کے وما قدروا اللہ حق قدرہٖ وهو العلی الکبیر المتعالٰ وهو شدید المحال۔ معترض فاضل مزاج نے اول ملا علی قاری کی تکفیر کرنا کہ انبیاء و اولیاء اور کفار و فجار سب کو شامل ایک طور پر اللہ کے تصرف میں لکھا ہے اور کچھ حفظ مراتب نہیں کیا بعد اس کے صاحب تقویۃ الایمان کی تکفیر کرنا نعوذ باللہ من سوء الظن ؎

منکراں چوں دیدہ شرم وحیا برہم نہند — تہمت آلودگی بر دامن مریم نہند

حاشا وکلا دونوں بزرگوں کے کلام میں حقارت اور اہانت بزرگوں کی ہرگز نہیں بلکہ مقصود احکام شرعیہ بیان کرنے موافق مدعاء کلام الٰہی اور سنت رسول اللہ علیہ وسلم میں جیسا کہ سید احمد طحطاوی اور مختار کے محشی نذر غیر کے باب میں لکھتے ہیں۔ اعلم ان بیان احکام الشریعۃ مما یجب علی العلماء ولیس فی ذٰلک تنقیص الولی کما یظنہ بعض من لاخلاق لہ هل هذا مما یرضی بہ الولی لو کان حیا وسئل عنہ ذٰلک اجاب بالحق واغضبه نسبة التاثیر له وتامل قوله فی حق السید عیسٰی علیه السلام ان هو الا عبد انعمنا علیه۔ یہ طحطاوی میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان هو الا عبد انعمنا علیه یعنی عیسٰی بندہ ہے مانند اور بندوں کے۔ اب غور کرنا چاہیے کہ اس طرح کیوں لکھا اگر اہانت و استخفاف کی راہ سے لکھا تو کافر ہوا معاذ اللہ یہ امام کا مقصود نہیں بلکہ بد اعتقادوں کے رد کے واسطے اللہ تعالیٰ کے تنزیہ کو لکھا کہ اس کی ذات پاک شرک سے مبرا ہے اور تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کریمہ کے تحت میں لکھا ہے ما فی السمٰوٰت والارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور رحیم۔ یوں افادہ کیا ہے۔ ثم ذٰلک لازم الملک والحکم فقال یغفر لمن یشاء تعمیم لفضلہ وان کان من الایاسۃ والفراغۃ ویعذب من یشاء بحکم الالٰہیۃ والقدرۃ وان کان من الملائکۃ المقربین والمصدقین مختصر کرکے لکھا گیا اور عیسٰی ومریم علیہما السلام کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ، کسائر النساء اللتی یلازمن الصدق او یصدقن الانبیاء، کانا یاکلان الطعام ویفتقران الیہ افتقار الحیوانات۔ یہ بیضاوی سے مختصر کرکے لکھا ہے اور جلالین میں لکھا ہے کانا یاکلان الطعام کغیرهما من الحیوانات۔ پس صاحب تفسیر بیضاوی اور جلالین نے حضرت عیسٰی اور مریم علیہما السلام کو بسبب احتیاج اور ضعف اور اختیار نہ ہونے کے مانند اور حیوانوں کے لکھا نہ ان کی حقارت کو اور مراتب کے تفاوت کو نعوذ باللہ من سوء الفہم اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی اس خالق قہار د

عزیز جبار کی جلالت شان میں فرمایا ہے ؎ گر بحشر خطاب قہر کند :: انبیاء را چہ جائے معذرت ست
پردہ از لطف گو بردارد :: کاشقیاں را امید مغفرت ست۔ ایسا ہی صاحب تقویۃ الایمان کا قول ہے کہ چمار
سے بھی ذلیل ہے سمجھنا چاہیئے کہ ذلیل کے معنی ضعیف اور عاجز اور لاچار و بے اختیار کے ہیں اس واسطے
کہ وہ جل شانہ مالک الملک و عزیز و سلطان اور قادر مطلق ہے اور سب مخلوق کیا اعلیٰ اور کیا ادنی
اس کی عزت و قدرت کاملہ کے آگے مانند ذرہ کے ذلیل و خوار بیشک اسلام کے عقیدہ میں ہے الملک
ہو القدرۃ و المالک ہو القادر فقولہ مالک الملک معناہ القادر علی القدرۃ والمعنی ان قدرۃ الخلق علی کل
ما یقدرون علیہ لیست الا باقدار اللہ تعالیٰ فہو الذی یقدر کل قادر علی مقدورہ یملک کل مالک علی مملوکہ
یہ تفسیر کبیر سے مختصر کرکے لکھا ہے اور تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت میں کہ۔ ہو القاہر فوق عبادہ
لکھا ہے۔ القہر بلوغ المراد بمنع غیرہ عن بلوغہ اور ذلیل سے یہی معنی مراد ہیں یعنی ذلیل اور ضعیف ہے
مقابلہ اور برابری سے اللہ کے کارخانوں میں اس لیے کہ وہ عاجز بالکل ہے نفع و ضرر اور موت و حیات
و تندرستی و بیماری میں اور اپنی حاجت براری میں ایک ذرہ بھی قدرت نہیں رکھتا جیسا کہ عقل و شرع
سے ثابت ہے اور صاحب تقویۃ الایمان کا قول اس پر صادق ہے چنانچہ وہ مالک الملک مشرکوں کے
گمان باطل کرنے کو سورۂ فرقان میں خود فرماتا ہے۔ واتخذوا من دونہ آلہۃ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون و
لا یملکون لانفسہم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیاۃ ولا نشورا۔ ؎ حسن غیور را و نہ پسندد شریک راز
آئینہ را بدست نگیرد ز نگار را۔ اب ذل و ذلت کے معنی جان لینے چاہئیں کہ کیا ہیں ذُل بالضم خواری
ضد عزت اور یہی ذلت کے معنی کذا فی الصراح اور راغب مفردات قرآن میں لکھتے ہیں الذل ما کان
عن قہر ویقال الذل القل الذلۃ القلۃ مختصر کرکے لکھا ہے غرض ذل و ذلت کے معنی ضعف و عجز
و ناتوانی و بے سرو سامانی ہے دوسرے کے مقابلہ سے اور اس کی ضد و نقیض عزت بمعنی قوت و غلبہ
ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے اس آیہ کریمہ کے تحت میں لکھا ہے تفسیر کبیر میں ولقد نصرکم اللہ ببدر
وانتم اذلۃ معنی الذل الضعف عن المقاومۃ ونقیضہ العزۃ وہو القوۃ والغلبۃ ظاہر ہے کہ ہر مخلوق مقابلہ میں
خالق بدیع السموات والارض کی قوت و غلبہ کے بلا ریب ذلیل ہے یعنی ذرہ کی مانند ضعیف و خوار طرح
طرح کے حوادثات میں گرفتار ہے اور اس کا منکر دیوانہ اور مسخرا ہے اور ایسے منکروں کے حق میں پڑھنا
چاہیئے سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون۔ اور انھیں کا حال ہے ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون تفسیر
ابو سعود میں لکھا ہے اذلۃ جمع ذلیل و انما جمع جمع قلۃ للایذان باتصافہم حینئذ بوصفی القلۃ والذلۃ اذ کانوا
ثلثمائۃ وبضعۃ عشر وکان ضعف حالہم فی الغایۃ انتہی مختصر۔ اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے وانما قال

اذلۃ ولم یقل ذلائل لیدل علی قلتھم وذلتھم بضعف الحالۃ وقلۃ المراکب والسلاح انتہیٰ کلامہ پس قرآن شریف اور تفسیروں سے صاف واضح ہوا کہ اس مالک الملک نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بسبب ضعف وقلت مال کہ کفار کے مقابلہ بے ضعیف وبے سرمایہ تھے ذلیل فرمایا چہ جائیکہ اس مالک الملک کی عزت کاملہ وسلطنت قاہرہ کے آگے اور قوت باہرہ کے سامنے کیونکر ضعیف وذلیل وخفیف نہ گنے جائیں اسلئے کہ ذلت وضعف ومحتاجی انسان کا نشان ہے اور فرمان عالیشان اللہ تعالیٰ کا اس پر دلیل ہے وہ فرماتا ہے خلق الانسان ضعیفا اسی کی شان ہے ہو القاہر فوق عبادہ امام راغب نے مفردات قرآن میں لکھا ہے القہر ہو الغلبۃ والتذلیل معاً ویستعمل فی کل واحد منہما پس معنیٰ آیہ کریمہ کے یہ ہیں کہ وہی غالب اور ذلیل کرنے والا ہے اپنے بندوں کا تذلیل کرنے والا ہے اور دنیا کے بادشاہ کے پکڑ اور گرفتاری چار ذلیل وضعیف کے بمقابلہ مؤاخذہ قدیر ذوالجلال کے ذرہ بھر بھی نہیں ان بطش ربک لشدید یعنی پکڑ تیرے رب کی بڑی سخت ہے اس واسطے کہ اوروں کی پکڑ سے تو خلاصی گریہ وزاری وجبر دستی وسفارش سے ممکن ہے اور خدا کے عذاب سے کسی طور ممکن نہیں اوروں کی پکڑ کی نہایت یہ ہے کہ مار ڈالیں ہلاک کردیں پھر مرنے کے بعد کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ پھر جلا نہیں سکتے تو ہمیشہ عذاب نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ مرجانے اور خاک ہو جانے کے بعد بھی زندہ کر سکتا ہے اس کا عذاب ابد الآباد ہمیشہ ہے اس واسطے کہ انہ ہو یبدئ ویعید جیسے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے اور آیہ کریمہ فیومئذ لا یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد بھی اسی کی عزت وقدرت کاملہ پر ناطق ہے کہ ہر مخلوق اس کے مقابلہ میں ذرہ وار ذلیل وخوار وشرمسار ہے وکل یوم ہو فی شان ای امر یظہرہ فی العالم علی ما قدرہ فی الازل من احیاء واماتۃ واعزاز واذلال واعدام واعطاء وغیر ذلک صفات عزت لا انتہا اسی جل شانہ کے واسطے خاص ہیں انسان اگرچہ کیسا ہی کامل واکمل ہو خدا تعالیٰ کی صفات سے مشابہ ومتصف نہیں ہو سکتا سب عقلمندوں پہ اظہر من الشمس ہے حاصل کلام یہ کہ وہ خداوند خلاق ومالک علی الاطلاق اپنی شان عزت خالقیت اور شان عزت الوہیت اور شان عزت ربوبیت اور شان عزت قیومیت اور شان عزت قہاریت میں موصوف سرمدی ہے اور ہر مخلوق اپنی شان ذلت عبدیت اور شان ذلت عبودیت اور شان ذلت مقہوریت اور شان ذلت احتیاج میں مجبور و گرفتار ابدی ہے تو مخلوق خالق غنی وبے نیاز کے ایسے طرح طرح کے نشانوں کے مقابلہ میں سراپا طرح طرح کی ذلتوں میں عاجز وسرنگوں ہے۔ ؎ شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار۔ کہ اگر خار وگر گل ہمہ پروردہ تست
پس تقویۃ الایمان کی عبارت وبیان اللہ کے کلام ورسول اللہ کے فرمان کے مطابق ہے اور علمائے ذی شان کے طرز پر ہے اب اہل انصاف کو لازم ہے کہ بمقتضائے مکارم اخلاق غور فرمائیں اور صاحب تقویۃ الایمان

پر عقیدہ نہ کریں اور غضب نہ ہوں سے نہ گے یا تو تقسیم نہ چاہیں تو سیدھے ہو کر دل آزردہ نہ ہوں ورنہ ان میں بیاست

سوال دوم ۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہا حالانکہ سب انبیاء کو آرزو رہی کہ ان کی اتباع اور امت ہوتے اور اگر خود آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ یا امت کو بھائی فرمایا تو لازم نہیں کہ اور بھی کہیں ۔

جواب ۔ معترض کا اعتراض تقویۃ الایمان کی اس نا سمجھی پر ہے جو اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم یعنی اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کو عزت دو اور گرامی جانو معترض کا حدیث کے تحت میں لکھا ہے خبر دیتا ہے کہ معترض جاہل ہے اور اس کو قرآن شریف اور حدیث پر عبور نہیں اور دو وجہوں سے مدفوع اور رد ہے اول یہ وجہ کہ سب مسلمان آپس میں کیا اولاد کیا امتی ایک اصل یعنی ایمان و اسلام کے نسب میں ہیں ایمان اور اسلام سب کا باپ ہے سب مسلمان دینی بھائی ہیں اور دینی اور اسلامی نسبت افضل و اشرف ہے آباؤ اجداد کے نسب سے جیسے کفار کفر کی ملت کے سبب آپس میں بھائی ہیں سو خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :

انما المؤمنون اخوۃ یعنی تحقیق سب مسلمان آپس میں دینی بھائی ہیں اس لئے کہ اس کی اصل ایمان ہے

تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ انما المؤمنون اخوۃ من حیث انہم ینتسبون الی اصل واحد وہو الایمان الموجب للحیاۃ الابدیۃ ۔ پہلا مسئلہ قولہ تعالیٰ انما المؤمنون اخوۃ بعضے اہل لغت نے کہا ہے کہ اخوۃ وہ بھائی ہیں جو نسب میں ہوں اور اخوان وہ بھائی ہیں جو دوستی کے سبب ہیں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما المؤمنون اخوۃ تاکید امر کے واسطے کہا اور اشارہ اس بات پر ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک باپ کی اولاد ہیں ان کا باپ اسلام ہے کسی نے ان میں سے کہا ہے ابی الاسلام لا اب لی سواہ اذا افتخروا بقیس او تمیم یہ تفسیر کبیر میں اور اور تفسیروں میں ہے کیا خوب کہا ہے ؎ ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد ۔ فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

اور خوب ظاہر ہے کہ صیغہ مؤمنون اور مسلمون الفاظ عام میں سے ہے العام ہو اللفظ المستغرق لجمیع ما یصلح لہ بحسب وضع واحد ایسا ہی لکھا ہے کتب اصول فقہ میں تو آیہ کریمہ انما المؤمنون اخوۃ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں اور سب امت اور عورتیں مؤمنہ اور جب تک کوئی مخصص شرع نہ ہو تخصیص غیر معقول اور مردود ہے سب بڑے بڑے علماء اہل اصول کے نزدیک لان اخلاء المعنی من اللفظ العام الموضوع غیر معقول کما لا یخفی علی الماہر بالاصول اگر معترض یہاں قیاس کو دخل دے اور کہے کہ میں ناقص اور بدحال کہاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف سراسر فیض کمال کہاں اس وجہ سے ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عموم نص میں انما المؤمنون اخوۃ اور فاخوانکم فی الدین وغیرہ میں شامل نہیں پس اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برادر ہونے میں داخل نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو بڑا بھائی کہنا جائز ورد انہیں ہے اور جب جائز ورد انہیں تو سراسر گناہ اور بے ادبی ہے تو اس کو جواب
میں کہتا ہوں کہ نص عام کو قیاس سے خاص کرنا شیطان کا کام ہے کہ اُس نے قیاس سے اپنے تئیں خاص
کیا اور ملعون ہوا جیسا کہ تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے۔ والرابع انہ تعالی امر الملائکۃ بالسجود لآدم حیث قال و
اذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ثم ان ابلیس لم یدفع ہذا النص بالکلیۃ بل خصص نفسہ عن ذلک
العموم بقیاس ہو قولہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ثم اجمع العلماء علی انہ جعل القیاس مقدمۃ علی النص و صار
بذلک السبب ملعونا وہذا یدل علی ان تخصیص النص بالقیاس تقدیم للقیاس علی النص وانہ غیر جائز۔ تفسیر
کبیر سورہ نساء میں ہے واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور اسی سبب سے ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالی عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ
نہ فرمایا اور انکار نہ کیا اور اس بیان کا شروع یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ میں تمہارا
بھائی ہوں نکاح کس طرح ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میرے دینی و اسلامی بھائی
ہو بموجب اللہ کی کتاب کے اور عائشہ سے میرا نکاح جائز ہے اور وہ مجھ پر حلال ہے اور دینی بھائی
ہونا نکاح کو مانع نہیں ہے بلکہ نسب یا دودھ پینے کے سبب بھائی ہونا مانع نکاح ہے سو یہ نہیں ہے چنانچہ
صحیح بخاری میں موجود ہے عن عروۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب عائشۃ الی ابی بکر فقال لہ ابوبکر انما انا اخوک فقال
انت اخی فی دین اللہ وکتابہ ایسا ہی صحیح بخاری میں باب تزویج الصغار من الکبار کے اکیسویں پارہ میں ہے قول
فقال لہ ابوبکر انما انا اخوک فقال صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وہی لی حلال نکاحہا لان الاخوۃ
المانعۃ من ذلک اخوۃ النسب والرضاع لا اخوۃ الدین۔ ایسا ہی قسطلانی اور فتح الباری میں ہے۔ اور حدیث
عروہ کی صورت میں ارسال ہے الا معنی میں مرفوع ہے جیسا کہ فتح الباری وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے اور کچھ چھپا
نہیں اُن پر جو حدیث سے ماہر ہیں اور آیہ کریمہ سورہ برات میں ہے فان تابوا واقاموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ
فاخوانکم فی الدین یعنی اگر کافر کفر سے توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ ادا کریں تو وہ تمہارے بھائی ہیں
دین اسلام میں ان کے واسطے ہے جو تمہارے واسطے ہے اور ان پر ہے جو تم پہ ہے یہ آیت بھی پہلی آیت
کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت زیادہ مقتضی ہے کیونکہ آپ داعی
اور ہادی اسلام کے اور بہت کامل اور بہت عالم اور بڑے متقی اور نہایت معزز ہیں تو اس خطاب کا
منکر بلاشک گمراہ ہے چنانچہ ماہرین نصوص پر مخفی نہیں اسی واسطے تفسیر کبیر میں سورہ اعراف میں لکھا ہے
لا یجوز تخصیص النص بالقیاس انتہی مختصراً۔ اس سے لکھا گیا پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں

یتوں مذکورہ کی دلیل سے اسلامی بھائی ہونے کی راہ سے بڑے بھائی اور بزرگ تر ہوئے اور تمام امت
مسلمان چھوٹے بھائی اور کمتر ہوئے ایمان کی حیثیت سے اس واسطے کہ ایمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کا تمام امت مسلمان کے ایمان سے کروڑوں درجہ زیادہ اور افضل ہے جیسا کہ اپنے موقع پر بیان ہے
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی المقبرۃ فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا انشاء اللہ
بکم لاحقون وددت انا قد رأینا اخواننا قالوا اولسنا اخوانک یارسول اللہ قال انتم اصحابی واخواننا الذین لم
یاتوا بعد الی آخر ما رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ فی الفصل الثالث من کتاب الطہارۃ قال العلامۃ الطیبی فی شرح
ہذا الحدیث لیس نفیا لاخوتہم لکن ذکرہ مزیۃ لہم بالصحبۃ علی الاخوۃ فہم اخوۃ وصحابۃ واللاحقون اخوۃ کما قال اللہ
تعالیٰ انما المؤمنون اخوۃ۔ انتہی کلام الطیبی فی شرح المشکوٰۃ۔ اس حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ دوست
رکھتا ہوں اور مجھے آرزو ہے کہ کاش کہ ہیں اور جو میرے ساتھ ہیں اپنے بھائیوں کو دیکھتے یعنی جو بعد
میں آئیں گے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو ساتھ تھے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ان لوگوں کو
بھائی فرماتے ہیں کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں فرمایا تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو
میرے بعد آئیں گے اور وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ یہ ترجمہ ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اور
در جذب القلوب میں اور شیخ جلال الدین نے جمع الجوامع میں کئی حدیثیں اس مضمون کی نقل کی ہیں اور اسی سبب
سے شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکی کے پانچویں باب میں لکھا ہے فضلۃ الصحابۃ فانہم حصلوا الذات
وحصلنا نحن الاسم ولما راعینا الاسم مراعاتہم الذات ضوعف لنا الاجر والفیا الحسرۃ التی لم تکن لہم فکان لنا
تضعیف علی التضعیف فنحن الاخوان وہم الاصحاب۔ انتہی کلامہ۔ تو بس قول صاحب تقویۃ الایمان کا مطابق
ہے قرآن مجید کے اور قول و تقریر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابوبکر صدیق اور صحابہ رضی اللہ عنہم
کے معترض نادان کو مجال گفتگو نہیں رہی اسے توبہ کرنی چاہیے اور اگر قرآن مجید اور فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر اعتقاد نہیں رکھتا تو بلاشک خطادار و گنہگار و شرمسار ہے اور آیہ کریمہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ
حسنۃ پر اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اس میں دو جہان کی بہتری کی خوشخبری ہے اور شریعت کے دائرہ سے قدم
باہر نہ رکھنا چاہیے جاء الحق وزہق الباطل صاحب تقویۃ الایمان کی صداقت پر صادق ہے اور معترض متعصب
نادان کی حماقت پر صاحب تقویۃ الایمان کو حق پر سمجھنا چاہیے۔ افسوس صد افسوس کہ معترضوں کے عقل و حواس
ایسے بدل گئے ہیں کہ نصوص میں غور و تامل ہی نہیں کرتے اور حق تو سمجھتے نہیں ناحق بیہودہ اعتراض صاحب
رسالہ پر کرتے ہیں عارف رومی علیہ الرحمۃ والغفران ایسے ناسمجھوں کے حق میں فرماتے ہیں ؎

از شراب قہر چوں مستی دہی ❁ نیست ہا را صورت ہستی دہی

چیست مستی بند چشم از دید چشم تا نماید سنگ گوہر پشم پشم چیست مستی حسہا مبدل شدن چوب گز اندر نظر صندل شدن
دوسری وجہ جو صاحب تقویۃ الایمان نے کہا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سوان کی تعظیم انسان کی سی چاہیے نہ خدا کی سی الی آخرہ۔ تو واسطے رد کرنے برے اعتقاد جاہل مسلمانوں کے ہے اور بعضے نادان صوفیوں کے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوازم بشریت اور مرتبہ نبوت اور منصب رسالت سے بڑھا کر الوہیت کے درجہ پر سمجھتے ہیں اور محال باتیں جو اللہ تعالیٰ ذوالجلال کی ذات اور صفات و افعال کے ساتھ خاص ہیں وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اس اعتقاد سے شرک و کفر میں گرفتار ہو گئے ہیں لکھا ہے اور مطابق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خوب لکھا ہے اور غفلت و بیخبری کا پردہ جاہلوں کے منہ کے آگے سے ہٹا دیا ہے تفصیل اس اجمال کی اس طرح ہے کہ بعضے جاہل صوفی جو اپنے تئیں دین اسلام کا پیشوا جانتے ہیں یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجسم ہیں اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسم اللہ کے مظہر ہیں اور سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگ اللہ کے اور ناموں کے مظہر ہیں جیسے رحمٰن و رحیم و قاہر و مضل اور مظہر اس معنیٰ سے کہتے ہیں کہ اسم اللہ جو متعین ہوا احمد نام ہوا اور اگر محمد مطلق ہووے اللہ ہو جاوے نعوذ باللہ منہا۔ ہندو مہادیو اور رام کو اوتار کہتے ہیں انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا شاید کوئی بت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا بنالیں اور اس کی پرستش کریں۔ انتہی۔ یہ کلام مولوی ظہور الحق صاحب عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ انہوں نے تنویر الطالبین میں جو جاہل صوفیوں کے رد میں لکھی ہے لکھا ہے اور یہ صریح کفر ہے بیشک بالکل برابر ہے ایک فرقہ نصاریٰ یعقوبیہ کے قول کی جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم الآیۃ وھو قول الیعقوبیۃ لانھم یقولون ولعل معنی ھذا المذھب انھم یقولون اللہ تعالیٰ حل فی ذات عیسیٰ واتحد بذات عیسیٰ ثم حکی تعالیٰ عن المسیح انہ قال وھذا تنبیہ علی ما ھو الحجۃ القاطعۃ علی فساد قول النصاری وذلک لانہ علیہ الصلوۃ والسلام لم یفرق بین نفسہ وبین غیرہ فی ان دلائل الحدوث ظاہرۃ علیہ۔ یہ تفسیر کبیر میں ہے سورۂ مائدہ میں اور تفسیر مدارک میں ہے کہ بعضے نصاریٰ کہتے تھے کہ مسیح ہی بعینہ اللہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی صورت میں تجلی کرتا ہے اب عیسیٰ کی صورت میں تجلی کی ہے اور اسی سبب سے عیسیٰ سے وہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں جو کسی سے نہیں ہوئیں ہیں مختصراً لکھا اور شاہ عبد القادر شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہما کے چھوٹے بھائی سورۂ انعام کی اس آیت کریمہ کے تحت میں لکھتے ہیں قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحیٰ الی قل ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر افلا تتفکرون صاحب تقویۃ الایمان کے قول کے مطابق موضح القرآن میں لکھتے

یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ اور نہیں ہو جاتے کہ ان سے محال باتیں طلب کرے ایک اندھے اور دیکھنے کا فرق
ہے۔ انتہی کلامہ اور صاحب تفسیر کبیر شرک کے عقیدے کے رد کرنے میں صاحب تقویۃ الایمان کی تقریر
کے مطابق اسی آیت کے آیت میں لکھتے ہیں فی الآیۃ مسائل المسئلۃ الاولی۔ اعلم ان ہذا من بقیۃ الکلام علی
قولہ لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ فقال اللہ تعالی قل ہولاء القوم انما بعثت مبشرا و منذرا ولیس لی ان احکم علی
اللہ تعالی وامرہ اللہ تعالی ان ینفی عن نفسہ امورا ثلثۃ۔ اولہا قولہ لا اقول لکم عندی خزائن اللہ فاعلم ان
القوم کانو یقولون لہ ان کنت رسولا من عند اللہ فاطلب من اللہ حتی یوسع علینا منافع الدنیا وخیراتہا
ویفتح علینا ابواب سعاداتہا فقال تعالی قل لہم انی لا اقول لکم عندی خزائن اللہ فہو تعالی یؤتی الملک من
یشاء ویعز من یشاء ویذل من یشاء بیدہ الخیر لا بیدی وثانیہا قولہ ولا اعلم الغیب ومعناہ ان القوم کانوا
یقولون لہ ان کنت رسولا من عند اللہ فلابد ان تخبرنا عما یقع فی المستقبل من المصالح والمضار حتی نستعد
لتحصیل تلک المصالح ولدفع تلک المضار فقال تعالی قل انی لا اعلم الغیب فکیف تطلبون منی ہذا
المطالب والحاصل انہم کانو فی المقام الاول یطلبون الاموال الکثیرۃ والخیرات الواسعۃ وفی المقام الثانی
کانوا یطلبون منہ الاخبار عن الغیب لیتوسلوا بمعرفۃ تلک الغیوب الی الفوز بالمنافع والاجتناب عن المفاسد
والمفاسد وثالثہا قولہ ولا اقول لکم انی ملک ومعناہ ان القوم کانوا یقولون ما لہذا الرسول یاکل الطعام ویمشی
فی الاسواق ویتزوج ویخالط الناس فقال تعالی قل لہم انی لست من الملئکۃ۔ واعلم ان الناس اختلفوا
فی انہ ما الفائدۃ فی ذکر نفی ہذہ الاحوال الثلثۃ فالقول الاول ان المراد منہ ان یظہر الرسول من نفسہ التواضع
للہ والخضوع لہ والاعتراف بعبودیتہ حتی لا یعتقد فیہ مثل اعتقاد النصاری فی المسیح علیہ السلام والقول الثانی
ان القوم کانوا یقترحون منہ اظہار المعجزات القاہرۃ القویۃ لقولہم وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض
ینبوعا آخر الآیۃ۔ فقال تعالی فی آخر الآیۃ۔ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا یعنی لا ادعی الا الرسالۃ والنبوۃ
واما ہذہ الامور التی تطلبوہا فلا یمکن تحصیلہا الا بقدرۃ اللہ تعالی فکان المقصود من ہذہ الکلام اظہار العجز والضعف
وانہ لا یستقل تحصیل ہذہ المعجزات التی طلبوہا منہ۔ والقول الثالث ان المراد من قولہ لا اقول لکم عندی
خزائن اللہ معناہ انی لا ادعی کونی موصوفا بالقدرۃ المنتسبۃ باللہ تعالی وقولہ ولا اعلم الغیب ای ولا ادعی
کونی موصوفا بعلم اللہ تعالی اذ بمجموع ہذین الکلامین حصل انہ لا یدعی الالوہیۃ ثم قال ولا اقول لکم انی
ملک، وذلک لانہ لیس بعد الالہیۃ المدعیۃ الاعلی خالا من الملئکۃ فصار حاصل الکلام کانہ یقول لا ادعی
الالہیۃ ولکنی ادعی الرسالۃ وہذا منصب لا تمنع حصولہ للبشر فکیف اطبقتم علی استنکار قولی ودفع دعوی ما انتہی
ما فی تفسیر الکبیر للامام الرازی۔ پس جیسی تقریر صاحب تفسیر کی ہے اشقیاء کے باطل کرنے کو ویسی ہی صاحب

تقویۃ الایمان کی ہے کند ذہنوں بدعقیدوں کے رد کرنے میں اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ سورۂ جن کی
تفسیر میں لکھتے ہیں جاننا چاہیے کہ ذکر و عبادت مستلزم ہے طلب حضور اس شے کو یعنی جس شے کے حضور کی
طلب ہوتی ہے اسی کا ذکر اسی کی عبادت کرتے ہیں تو جس مقام میں کہ وہ خدا تعالیٰ کے واسطے ہے غیر کا ذکر
عبادت اس میں اس قسم سے ہے کہ جیسے ایک مکان ایک بادشاہ کے اترنے اور آنے کے واسطے تیار
کریں اور اس کے ساتھ کسی اور کو بھی رعیت میں سے بلا دیں تو کمال بے ادبی ہے وانہ لما قام عبد اللہ اور
وہ خدا کا بندہ جس وقت اٹھتا ہے اس لئے کہ وہ بندہ ہے اپنے خدا کو بلانا اسے ضرور ہے کہ اس سے اپنے
مطلب عرض کرے اور اسی واسطے وہ اسی لئے اٹھتا ہے کہ یدعوہ کہ بلائے اپنے خدا کو اور اس کے بلانے
اور یاد کرنے سے حق تعالیٰ اس کے دل پر تجلی فرمائے اور اس کے عمدہ مکان میں جو دل ہے اللہ کا نور نازل
ہو اور اللہ اس محل میں مہمان ہوگا۔ کادوا یکونون علیہ لبدا تو قریب ہے کہ آدمی اور جن اس پر ہجوم کریں
جیسے بندہ کی تہ پر ہو جاویں کوئی تو اس سے فرزند مانگتا ہے اور کوئی روزی طلب کرتا ہے اور کوئی دنیا
کی خدمتیں اور کوئی چاہتا ہے کشف ہو جائے علیٰ ہذا القیاس۔ اور اسی طرح غرض اس کے وقت کو بھی پریشان
کرتے ہیں اور آپ بھی شرک و کفر میں گرفتار ہوتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ جب اس کے دل میں بسبب
ذکر و عبادت کے اللہ کا نور سمایا ہے تو یہ گویا بندۂ خدا کے کارخانے کا شریک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک
اس کو آبرو اور مرتبہ حاصل ہو گیا جو کچھ یہ کہے گا اللہ کر دے گا چنانچہ دنیا میں مہمان کی خاطرداری میزبان
کرتا ہے اور اسی وجہ سے دنیادار تلاش میں رہتے ہیں کہ اور بادشاہ یا حاکم فوجدار جس کے گھر میں آتے ہیں
اس سے اپنی حاجت روائی چاہتے ہیں یہی خیال فاسد خدا کے بندوں سے کر کے پیر پرستی میں گرفتار ہوتے
ہیں اور اس حادثہ میں جن اور آدمی دونوں شریک ہیں اور تجھکو اے نبی دونوں کی رسالت کا منصب ہے
اگر اس امر میں اپنے حق میں تو خوف کرے تو ان دونوں فرقوں سے کھولدے یہ بات قل انما ادعو ربی کہدے کہ
تحقیق میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں کہ میرے دل کو اپنے اپنے نور کی تجلی سے روشن کر دے ولا اشرک بہ احد
اور میں اور کسی کو ہرگز شریک نہیں کرتا اور جب میں اس کے ساتھ اور کسی کو شریک نہیں کرتا اور اس کے بلانے
میں مشغول ہوا تو مجھے کب گوارا ہے اور میں کب روا رکھوں گا کہ اور لوگ مجھ کو بلائیں یا مجھکو اس کے ساتھ شریک
کریں اور یہ جو دونوں فرقے یعنی آدمی اور جن تجھ سے نفع کی امید یا ضرر کی رکھیں تو صاف کہدے قل انی لا
املک لکم ضرا ولا نفعا کہہ تحقیق میں مالک نہیں ہوں تمہارے واسطے ضرر کا نہ ایسی تدبیر کا جس سے مطلب
نکلے جیسے پہلے جنوں کے وکیل اور ایلچی اور آدمیوں کی روحیں گمراہ دنیاداروں کو نفع کی طمع دینے اور ضرر
سے ڈرانے کے سبب فریب دیتے تھے اور ان کے نزدیک اپنے تئیں نفع و ضرر کا مالک جتلاتے تھے کہ

اب وہ دفتر گاؤ خوردہ ہوگیا اور جو کسی حادثہ اور مصیبت میں تجھ سے پناہ لیں اور خدا کے غضب سے تیری پاس چھپیں
تو صاف صاف کہدے قل انی لن یجیرنی من اللہ احد کہ بیشک میرا یہ حال ہے کہ مجھے خدا کے غضب سے
ہرگز کوئی نہیں بچا سکتا۔ ولن اجد من دونہ ملتحدا اور ہرگز نہیں پانے کا اپنے دل میں کبھی کسی وقت خدا کے
سوا کوئی ایسی جائے کہ اس طرف رجوع ہوں اور میل کروں۔ تمام ہوا کلام شاہ عبدالعزیز صاحب کا تفسیر
عزیزی میں۔ ومعنی الکلام ان النافع والضار والمرشد والمغوی ہو اللہ وان احدا من الخلق لا قدرۃ لہ علیہ
یہ تفسیر کبیر میں ہے۔ جاننا چاہیئے کہ صاحب تقویۃ الایمان کی طرز وروش اور مولوی خورم علی مرحوم کی نصیحت
المسلمین میں شرک کے رد کرنے میں اور فاسد عقیدوں کے باطل کرنے میں عام لوگوں کی مانند نہیں
طرز وروش مولانا شاہ عبدالعزیز وصاحب تفسیر کبیر کے ہے جو کتابوں سے ماہر ہیں ان سے یہ بات چھپی
ہوئی نہیں پھر صاحب تقویۃ الایمان اور نصیحۃ المسلمین پر قیل وقال کرنا جہالت اور کند ذہنی سے خالی نہیں
نعوذ باللہ من الغبی الغوی۔ جاننا چاہیئے کہ اب وہ اصل حدیث لکھی جاتی ہے جس کے فائدے میں مولوی
محمد اسمٰعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اور اس پر معترض نے اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے عن عائشۃ
رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ
یارسول اللہ تسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک۔ فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت آمرا
احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجہا الی آخرہا فی المشکوۃ کما رواہ احمد۔ ترجمہ اس کا یہ ہے
کہ روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلعم انصار و مہاجرین اصحابوں میں اپنے تشریف رکھتے تھے
کہ ایک اونٹ نے آکر آپ کو سجدہ کیا تو صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کو چارپائے اور
درخت سجدہ کرتے ہیں ان سے ہم سزاوار تر ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں آپ نے فرمایا کہ اپنے پروردگار کی
عبادت کرو اور اپنے بھائی کو عزیز رکھو اور اس کی آبرو اور بھائی سے مراد اپنی ذات شریف رکھی اور
جو میں کسی کو کسی کے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو امر کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اس حدیث کے
دو فائدے نکلے ایک یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کمال محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم
زیادہ چاہی ایسی کہ آپ کو سجدہ کریں لیکن آپ نے سجدہ کی اجازت نہ دی کہ غیر مشروع اور ناروا ہے اس
واسطے کہ سجدہ اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہے اس سے بڑھ کر کوئی تعظیم نہیں تو ایسے کے واسطے ہے جو اعلیٰ درجہ کی
تعظیم ذاتی رکھتا ہو سو وہ ذات رب العالمین کی ہے دوسرا یہ فائدہ نکلا کہ صحابہؓ کا قیاس جو انہوں نے جانوروں
اور درختوں کے سجدہ کرنے پر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک صحیح اور مقبول نہ ہوا کیونکہ وہ قیاس
قیاس مع الفارق تھا اس واسطے کہ چارپائے اور درخت مکلف نہیں جیسے آدمی اور جن مکلف انبیاء

کے احکام شریعت کے ہیں کہ ان کا سجدہ کرنا اللہ کے مسخر کرنے سے ہے اور یہ امر مباحث شرعیہ کے خارج ہے بخلاف جن و انسان کے کہ یہ بواسطہ انبیاء کے احکام شرعیہ کے تابعدار ہیں ان کو پابندی احکام شرعیہ بہت ضرور ہے اور اسی واسطے فرمایا اعبدوا ربکم کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو کہ عبادت اسی کے واسطے خاص ہے اور صحیح بخاری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لا تطرونی کما اطرت عیسیٰ بن مریم فانما انا عبد اللہ و رسولہ یعنی میری تعریف میں حد عبدیت سے زیادہ مبالغہ نہ کرو جیسا حضرت عیسیٰ ابن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا گیا کہ عبدیت کی حد سے الوہیت کے درجہ کو پہنچایا اور کہو اور اعتقاد رکھو کہ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نویں رسالہ میں اپنے مکتوبات کے الدین النصیحۃ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی جتنے ہیں وہ سب عبدہ و رسولہ میں آگئے اور عبودیت خاص آپ کی ذات شریف سے مخصوص ہے کہ حقیقی بندہ آپ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا خدا خدا ہے اور وہ بندے اس کے انتہی کلامہ مختصراً اس لئے فرمایا اکرموا اخاکم یعنی بسبب منصب رسالت صفات بشریت سے ممتاز ہو کر صفات الوہیت سے میں متصف نہیں ہو گیا کہ میری عبادت کرو اور سجدہ کرو ملکہ انا سید ولد آدم ولا فخر جان لو اور اکرام کرو اور بزرگ جانو اور بھائی کہنا ہی آدم ہونے کے سبب انا بشر مثلکم کے ہے اور بزرگ اور بڑا کہنا بسبب اکرام کے اور مضمون انا سید ولد آدم کا اچھی طرح نکل آیا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم یعنی من جنسکم عربی مثلکم انتہی ما فی البیضاوی و قولہ من انفسکم و فی تفسیرہ وجوہ الاول یرید انہ بشر مثلکم کقولہ تعالیٰ: اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منہم۔ و قولہ انا بشر مثلکم والمقصود وانہ لو کان من جنس الملائکۃ لصعب الامر بسببہ علی الناس علی ما تقریرہ فی سورۃ الانعام۔ یہ تفسیر کبیر سے لکھا ہے مختصر کر کے اور سورۂ فصلت میں لکھا ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی بیان اسم جواب کا کانہ یقول انی لا اقدر علی ان احملکم علی الایمان جبرا و قہرا فانی بشر مثلکم ولا امتیاز بینی و بینکم الا بمجرد ان اللہ اوحی الی و ما یوحی الیکم فانما ابلغ ہذا الوحی الیکم۔ انتہی تفسیر کبیر میں یہ ہے اور تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت میں لکھا ہی قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم الہ واحد لست ملکا ولا جنیا لا یمکنہم التلقی منہ۔ یہ تفسیر بیضاوی وغیرہ تفسیروں میں ہی۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر ای جماعۃ من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ ای لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصحابہ یا رسول اللہ تسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک۔ فقال اعبدوا ربکم ای بتخصیص السجدۃ لہ فانہا غایۃ العبودیۃ و نہایۃ العبادۃ واکرموا اخاکم ای عظموہ تعظیما یلیق بہ من المحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی الاطاعۃ الظاہریۃ والباطنیۃ وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ وما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین۔ و ایماء الی ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان

اعبدوا اللّٰہ ربی وربکم واما سجدۃ البعیر فخرق للعادۃ واقع بتسخیر اللّٰہ تعالیٰ فامرہ فلا مدخل لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی فعلہ والبعیر معذور واکرموا اخاکم ہو مثلکم ومفرع من صلب ابیکم آدم اکرموا فانہ اکرمہ اللّٰہ واختارہ واوحی اللّٰہ الیہ کقولہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی۔ انتہیٰ مافی المرقات شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری بقدر الحاجۃ۔ قولہ انما انا بشر مثلکم یوحی الخ البشر یطلق علی الجماعۃ والواحد یعنی انہ منہم والمراد انہ مشارک للبشر فی اصل الخلقۃ ولو زاد علیہم بالمزایا التی اختص بہا فی ذاتہ وصفاتہ والحصر مجازی لانہ اتی بہ ردا علی زعم ان من کان رسولا فانہ یعلم کل غیب حتی لا یخفی علیہ المظلوم۔ انتہیٰ۔ یہ فتح الباری میں ہے وانما یعلم الانبیاء من الغیب ما اعلموا بہ بوجہ من وجوہ الوحی یہ عینی شرح بخاری میں ہے مختصر کر کے لکھا اگر معترض غافل مزاج سورۂ اعراف کو غور و تامل سے تلاوت کرتا ایسی خرافات زبان پر نہ لاتا اس واسطے کہ خدا تعالیٰ نے ایسی بشریت ہم جنسیت اور بنی آدم ہونے کے سبب حضرت ہود و حضرت صالح اور حضرت شعیب کو کافروں اور مشرکوں کا بھائی فرمایا باوصفیکہ کافر مشرک نجس ہیں جیسے خدا فرماتا ہے۔ انما المشرکون نجس۔ والی عادٍ اخاھم ہودًا والی مدین اخاھم شعیبًا الآیۃ۔ تو اس صورت میں اگر صاحب تقویۃ الایمان نے ایسے جاہلوں کے گمان فاسد رد کرنے کو جو پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو الوہیت کے درجہ کو پہنچائیں اور بعضے تو خدا کے کارخانہ میں مختار کل جانتے ہیں بڑا بھائی اور بزرگ کہا اور اس کی تحقیق اوپر بیان ہو چکی ہے تو شرعاً کیا گناہ کیا بیان کرے شرع کی دلیل کتاب اللّٰہ اور سنت رسول اللّٰہ سے اور نہیں تو صرف اعتراض سے کیا نکلتا ہے،

لان الدعوی لا تسمع الا بالبینۃ ؎ آخر اے آہوے مشکیں کہ رمیدی از ما چہ گناہ رفت چہ کردیم و چہ دیدی از ما

صاحب تقویۃ الایمان نے کسی جائے نہیں لکھا کہ بزرگان دین بری خصلتیں ہیں چمار کی مانند ہیں حاشا وکلا کہ ادنیٰ آدمی بھی یوں نہیں کہہ سکتا۔ مولوی صاحب مرحوم ایسا کب کہنے لگے اور میرے دعوے کے ثبوت کو مولوی صاحب مرحوم کا کلام جابجا تقویۃ الایمان میں شاہد عدل ہے اول کلام متنازع فیہ جس میں تنازع ہے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا آہ یہی کہے دیتا ہے کہ مراتب میں لوگوں کے تفاوت ہے سب برابر نہیں۔ دوسرے اس آیۃ کریمہ کے تحت میں کہ قل لا املک لکم ضرًا ورشدًا لکھتے ہیں کہ سب بڑوں کے بڑے پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم رات دن اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے آہ تیسرے اس آیت کریمہ کے فائدے میں لکھتے ہیں کہ اس آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللّٰہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہے کہ اللّٰہ کی راہ بتاتے ہیں آہ۔ چوتھے اعرابی کی حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں سبحان اللّٰہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللّٰہ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت آہ۔ یہ تھوڑا سا بطور نمونہ معترض کے سمجھانے کو نقل کیا گیا اور مولوی صاحب خود شرع کی بے ادبی کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں کہ کسی نے یہ بیت کہی ہے ؎

دل از مہر محمد ریشں دارم ؎ رقابت باخدائے خویش دارم ؛ اور کسی نے کہا ہے ؎ باخدا دیوانہ باش و بامحمد ہوشیار

اور کسی نے یوں کہا ہے کہ حقیقت محمدی الوہیت سے افضل ہے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے ایسی باتوں سے

کہ اچھی بیت کہی ہے کسی شاعر نے ؎ از خدا خواہیم توفیق ادب ؎ بے ادب محروم گشت از لطف رب

تقویۃ الایمان سے لکھا طرفہ تماشا ہے کہ مولوی صاحب تو شریعت کی بے ادبی کرنے والوں کو بے ادب

لکھتے ہیں اور یہ غافل مولوی صاحب کو بے ادب بتاتے ہیں حالانکہ مولوی صاحب مرحوم اپنے دو ورق

رسالہ میں جو عربی زبان میں سید عبد اللہ بغدادی نے شبہے اور وسوسے مٹانے کو لکھا تھا معترضوں کے

سب سوالوں کا اچھی طرح جواب دے چکے ہیں مگر کج فہمی اور غباوت کا کچھ علاج نہیں کس واسطے کہ

جب کج فہمی و کند ذہنی و عداوت کے بھٹکے لوگ قرآن مجید کی شان میں کہہ چکے ہیں کہ ماذا اراد اللہ

بہذا مثلا اور اس طرف سے جواب پا چکے ہیں یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا و ما یضل بہ الا الفاسقین

الذین الآیۃ تو مولوی صاحب کب گمراہوں کو راہ پر لا سکتے ہیں، کیا خوب کہا ہے ؎

کسانیکہ زیں راہ برگشتہ اند ؎ برفتند و بسیار سرگشتہ اند۔ اور معترض کا قول حالانکہ جمیع انبیاء خواہش

آہ اس کی بھی قرآن و حدیث سے دلیل نہیں اگر ہے تو بیان کرے علماء ماہرین منصف کی خدمت میں

گذارش ہے کہ بموجب اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ کے عدل و انصاف کو کام فرما دیں ان اوراق صدق

وفاق میں غور و تامل سے نظر کریں اور بموجب اپنے علم و فضل کے آداب کے شور و شغب اور غیظ و غضب

نہ کریں کہ موجب صلاح و فلاح ہے ؎ حافظا علم و ادب ورز کہ در حضرت شاہ ؎ ہر کرا نیست ادب لائق خدمت نبود

و ما علینا الا البلاغ۔ عوارف المعارف سے نقل کیا ہے کہ لا یؤمن احدکم حتی یکون الناس عندہ کالاباعر

یعنی کوئی مؤمن نہیں ہوتا جب تک اس کے نزدیک سب آدمی مانند مینگنی کے نہ ہوں یہ حق ہے یا نہیں؟

جواب جو صاحب تذکیر الاخوان نے نقل کیا ہے حق ہے فماذا بعد الحق الا الضلال۔ اس کی عبارت یوں

ہے ترسٹھویں باب ذکر ہدایت و نہایت میں، لا یتحقق صدقہ و اخلاصہ الا بالشیئین متابعۃ امر الشرع و

قطع النظر عن الخلق فکل الآفات علی البدایات لموضع نظرہم الی الخلق و بلغنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث۔ انہ قال لا یکمل ایمان المرء حتی یکون الناس عندہ کالاباعر۔ انتہی۔ اور فوائد الفوائد کی تیسری جلد

آٹھویں مجلس میں حضرت نظام الدین اولیاء کے ملفوظات میں ہے کہ کچھ ذکر توکل کا آیا فرمایا کہ اللہ پر

اعتماد کرنا چاہیے اور کسی پر نظر نہ رکھنی چاہیے بعد اس کے فرمایا کہ کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ

اس کو تمام خلقت ایسی دکھائی دے جیسے کہ اونٹ کی مینگنی تو دونوں کتابوں مذکور کا مضمون کتاب اللہ

اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہے۔ قرآن مجید میں ہے اللہ الذی جعل لکم الارض

قرارا والسماء بناءً وصورکم فاحسن صورکم ورزقکم من الطیبات ذلکم اللہ ربکم فتبارک اللہ رب العالمین
ھو الحی لاالٰہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للہ رب العالمین اور فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً
ویرزقہ من حیث لایحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شیءٍ قدراً۔
اور آیا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا ذلک امر اللہ انزلہ الیکم الآیۃ اور سب مخلوقات کو اونٹ
کی مینگنی سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ موجود ہونے پر اور معدوم ہونے پر کچھ قدرت نہیں مخلوقات
کو اپنے اختیار سے اور مینگنی بہ نسبت انسان کے محض ناچیز اور حقیر سراسر ہے اسے کچھ اختیار نہیں
چاہو آگ میں جلاؤ چاہو پانی میں ڈالو چاہو پاؤں کے تلے اس کو چورا چورا کر ڈالو اسی طرح سب مخلوق
عرش سے فرش تک اُس قادر مطلق و قاہر برحق کی قدرت قاہرہ و سلطنت باہرہ کے آگے عاجز و
لاچار ہے وجود و بقاء و فنا میں بے اختیار ہے نفع حاصل کرنے میں اور نقصان دور کرنے میں
اللہ کے ارادے اور مشیئت میں مجبور و مقہور ہے وماتشاؤن الا ان یشاء اللہ ؎ تیغ بگرفت بکف
گفت کہ نازم این ست ؂ سر فرو بردم و گفتم کہ نیازم این ست ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان یمسسک
اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ وھو الغفور الرحیم
الآیۃ ؎ گر مرا بردار بندد یار بہر امتحان ؂ کیست کانساعت بہ تیغ از دار بکشاید مرا ۔ جاننا چاہیے کہ
اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آخر میں جتایا ہے کہ ممکنات اسی کی طرف مستند ہیں اور سب کائنات
اس کی محتاج ہے اور جمیع عقول اس میں حیران و شیدا ہیں اور رحمت اور جود اور وجود سب اسی سے
فائض ہیں اور آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ نقصان اور فائدہ دونوں اللہ کے قضا و قدر سے
ہیں تو اس میں کفر و ایمان اور اطاعت و عصیان اور رنج و راحت اور افادات و خیرات اور لذات و
جراحات سب داخل ہیں تو ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے واسطے شر مقدر کیا ہے اس کا کوئی دور کرنے والا
نہیں مگر وہی ہے اور جس کے واسطے تقدیر الٰہی میں خیر ہے تو اس کے فضل کا کوئی رد کرنے والا نہیں
یہ تفسیر کبیر سے مختصر لکھا ہے اور نو دس سطر اس سے پہلے لکھا ہے کہ جس نے اپنے مولا کو نہ پہچانا پھر اس کے
بعد اگر وہ غیر کی طرف التفات کرے تو یہ شرک ہوگا اور یہ شرک وہی ہے جسے اولیاء شرک خفی کہتے ہیں
اور چھٹی قید اللہ کا فرمانا ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک اور ممکن لذاتہ اپنی ذات کی جہت
سے معدوم ہے اور اللہ کی ایجاد کی نظر سے موجود ہے تو جب یہ امر ہوا تو خدا کے سوا کسی کی ہستی نہیں مگر
اللہ کے ایجاد سے تو اس صورت میں نہ کوئی نفع دینے والا ہے نہ نقصان پہنچانے والا مگر اللہ ہی ہے
کل شیءٍ ھالک الا وجھہ یعنی خدا کے سوا سب چیزیں ہالک ہیں اور جب یوں ہوا تو اللہ کے سوا کسی کا

حکم نہ کسی کی طرف رجوع دونوں جہان میں پھر آیت کے آخر میں فرمایا، فان فعلت فانک اذا من الظالمین سورہ یونس میں، یعنی اگر نفع وضرر میں اللہ کے سوا کسی غیر سے مدد طلب کی تو ظالم ہے کیونکہ ظلم کہتے ہیں ایک شے کی جگہ سے بے جگہ رکھنے کو اور جب اللہ کے سوا کسی کو اختیار نہیں تو جب غیر سے مدد طلب کی تو ایک شے کو جگہ سے بے جگہ رکھا تو ظلم کیا اور اگر کہو کہ کھانا کھلانے سے میری طلب کرنی اور پانی پینے سے پیاس بجھانی اخلاص کے مخالف ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ باتیں اخلاص میں خلل نہیں لاتیں کیونکہ روٹی اور روٹی کا سیر کرنا سب اللہ کی ایجاد سے ہے اور جس شے کو نفع کے واسطے اللہ نے پیدا کیا ہے اس سے نفع طلب کرنا اخلاص کے خلاف نہیں بالکل لیکن اخلاص کی یہ شرط ہے کہ عقل کی آنکھ جس چیز پر پڑے یہ جان لے کہ اپنی ذات سے یہ چیز معدوم ہے اور اللہ کے ایجاد سے موجود ہے اور اپنی ذات کی رو سے ہالک وفانی ہے اور اللہ کے باقی رکھنے سے باقی ہے تو اس صورت میں اللہ کے سوا سب کو معدوم محض دیکھے گا ان کی ذات کی رو سے اور اللہ کا نور وجود اور فیض احسان سب پر دیکھے گا یہ تفسیر کبیر کی پانچویں جلد میں ہے تو اس نظر سے اس کے نزدیک تمام خلقت ایسی ہوگی جیسے اونٹ کی مینگنی اور چمار سے بھی ذلیل اس واسطے کہ میدان قہر جلال لایزال اس ایزد متعال قابل التوبۃ شدید المحال کا نہایت ہی وسیع اور فسیح ہے کہ جو اس کانٹوں کے بیابان خونخوار ناپیدا کنار میں اپنی اصل کی خاکساری سے ذرہ وار تسلیم ورضا کی راہ کی گرد کو اپنے دل کی بینائی کا سرمہ کحل الجواہر بنائے وہ بڑا مرد بہادر ہے ؎

شہسوار یکہ منم گرد رہ جولانش   آفتاب از مژہ جاروب کشد می دانش

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام

علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

—



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقائد نامہ شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی منظوم بزبان اردو

وہی خالق خلق و معبود ہے
جہاں تک کہ پہنچے اس کو موجود ہے

اگر برگ گل ہے دگر نوک خار
ہر اک ذاکر حمد پروردگار ہے

نہیں تری کنہ پائے خیال
تصور اسیر کمند محال

تری کنہ میں عقل ششدر رہی
خرد عجز کا پہنے زیور رہی

سیاہی سے کاغذ پہ موے رواں
قلم کو ہے عذر عقد اللسان

جبہ فرسائے خامہ نگاریں بتحریر نعت سید المرسلین

معلّے ہے رتبہ سخن کا مرے
کہ تر ہے سبزہ چمن کا مرے

فرشتے مرے آج مشتاق ہیں
کہ ممنون احسان عشاق ہیں

مرے بخت شورید کھلتے ہیں آج
سعادت مجھے بخشتی ہے خراج

ہما سایہ افگن ہے سر پہ مرے
سرے عجز و تمکین ہے در پہ مرے

ستارہ مرا اوج تابندہ ہے
چراغ فلک جس کا شرمندہ ہے

عجب کیا ہے اسکی عنایات سے
مجھے رستگاری ہو سیئات سے

خطائیں مری داخل سہو ہوں
گناہوں کے دفتر مرے محو ہوں

کہ ہیں مادح شاہ لولاک ہوں
غلام در حضرت پاک ہوں

شفیع الامم خاتم انبیا
کثیر الثناء و عمیم العطا

وہ ایسا ہے سلطان امت پناہ
کہ ہم ہیں گنہگار وہ عذر خواہ

سمند قلم لاکھ گر بند ہو
در نعت پر عجز سے کند ہو

بشر کیا کرے اسکا وصف مبین
کہے حق جسے رحمۃ للعالمین

فضیلت میں آدم سے افضل ہوا
یہ آخر ہوا گو وہ اول ہوا

کیا مطلع شرع و احکام سے
بچایا ہمیں شرک و اصنام سے

توقع بڑی حسن انجام کی
دکھائی ہمیں راہ اسلام کی

وجود اس کا شمع ہدایت ہوا
کلید در باغ جنت ہوا

مٹایا رہ و رسم کفار کو
مروج کیا دین مختار کو

بتوں کی پرستش کو باطل کیا
بنائے شریعت کو کامل کیا

کوئی امر گر اس میں ایجاد ہو
وہ بدعت ہے گو فعل اوتاد ہو

زبان شریعت سے تا تابعین
ہدایت ہے باقی ضلال مبین

غرض اٹھ گئے شیوۂ دین سب
کیے اس نے منسوخ آئین سب

کبھی سنگ خارا کو گویا کیا
کبھی اس نے مردوں کو جیا کیا

کبھی شق کیا اس نے مہتاب کو
کفایت کیا جرعۂ آب کو

خدا نے کیا اس پہ نعمت تمام
علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

سلام اس پہ جو صاحب غار تھا
بلا و مصیبت میں غمخوار تھا

منقبت خلیفہ بالتحقیق ابی بکر صدیق رض

صف مومنین کا ہوا وہ امام
سوا د رسالت کا قائم مقام

امامت پہ اس کی ہوا اتفاق
تمام امت خاص کا بے نفاق

خلافت سے جو اس کی بیزار ہے
اسے ساری امت سے انکار ہے

ہوئے متفق اس پہ سب اہل دین
یہ ہیں سب نائب سید المرسلین

علی مرتضیٰ نے بھی بیعت کیا
خلافت میں اس کی اطاعت کیا

تجھے صدیق سے گر ہے انحراف
تو کیوں کھل کے کہتا نہیں صاف صاف

کہ ہم فیض صحبت کے قائل نہیں
نبی پر کبھی دل سے مائل نہیں

✽ ✽

نیاز گزاری خامۂ منطوق بمنقبت حضرت عمر فاروق و کامل الحیار والایمان حضرت عثمان و خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضیٰ و ستہ باقیہ عشرہ مبشرہ و سبطین رسول الثقلین رضوان اللہ علیہم اجمعین

سلام اُس پہ جو صاحب عدل تھا
امام جہاں ابن خطاب نامدار
بنا دین کی ان سے برپا ہوئی
زبیر اور طلحہ و سعد و سعید
بن عوف بھی انہیں محبوب ہیں
پیمبر کے لختِ جگر نورِ عین

انیس نبی جامع فضل تھا
علی ولی صاحبِ ذوالفقار
مقدم انہیں فکر عقبیٰ ہوئی
فضائل میں ہر ایک وحید فرید
یہ دس یار بے شبہ محبوب ہیں
امام حسنؓ اور امام حسینؓ

و راس پر حیا ہیں جو فاضل ہوا
اٹھا داغ کفران کی شمشیر سے
سوا ان کے جو ہیں بشیر بہشت
رقم کیا کروں بوعبیدہ کا حال
جہاں سے یہ سب پاک ہو کر گئے
ستونہائے امامت کی دیوار ہیں

شہادت کا وہ بدر کامل ہوا
شجاعت میں فائق تھے وہ شیر سے
شہنشاہ جنت امیر بہشت
سپہر کرامت پہ بدر کمال
نہ پابند سیآت و عصیاں گئے
جوانانِ جنت کے سردار ہیں

بیان کف لسان بخدیات صحابہ علیہم الرضوان و معرکۂ شام

نبی کا جسے فیض صحبت ملا
خدا جانے کیا ان کی تقصیر ہے
امام زماں سے پھرے اہل شام
ادہر ابن عم رسول امین
کہ تھا حق و منصب علی کیلئے
نہ بڑھ اس جگہ خامۂ سحر کار

اسے مفت ہیں باغ جنت ملا
ہر اک خواب کی اُلٹی تعبیر ہے
بغاوت خلیفہ سے کی لاکلام
اُدھر کو اخ مادر مؤمنین
نہ اہل خطار و بغی کے لئے
خموشی کر اس بات میں اختیار

خطا سے کہیں گے نہ معصوم اسے
ہمیں چاہیئے پاس صحبت ضرور
مگر ہم پہ لازم نہیں طعن و دم
بس اتنا ہمیں جاننا چاہیئے
زمانِ خلافت رہا تیس سال
زر نعت کو درّۃ التاج کر

کریں گے نکوئی سے موسوم اسے
گناہوں کا سب کے خدا ہے غفور
کر دیں اسکے بدلہ میں لعن و شتم
ہر اک شخص کو ماننا چاہیئے
ہوا پھر امیرانہ جاہ و جلال
بیان شب وصل معراج کر

بیان معراج نبینا صلی اللہ علیہ وسلم

وہ شب جس سے ہو چاک دامن صبح
اگر صبح صادق اسے دیکھ پائے
دل افکار امت سے اندوہگین
جگایا شہنشاہ افلاک کو
جسد سے گئے بیت اقصیٰ تلک
خدا جانے کیا کیا وہاں سیر کی

تو پردہ میں ظلمات منہ کو چھپائے
کہ حاضر ہوئے جبرئیل امین
کہا مژدہ خالق پاک کو
بلاریب و بے شبہ بے وہم و شک
پلک مارتے رجعت خیر کی

رسول عرب شاہ گردوں جناب
لئے ساتھ اک مرکب تیز گام
بٹھایا سر زیں پہ لیکر شتاب
وہاں سے جہاں تک کہ تھا امر حق
رہ آورد سے سب کو حصہ دیا

پھٹے لاکھ جاسے گریبان صبح
مکان مقدس میں مشغول خواب
سبک عقل سے وہم سے خوش خرام
رکابی ہوا اتمام کردہ رکاب
گئے آپ طے کرکے ہر ہر طبق
چھپے راز کو اس نے افشا کیا

آغاز داستان در ماہیت اشیاء و توحید بہیتا و احتراز از شرک و ریا

سخن ساز ہو خامۂ موشگاف
خدا نے جو عالم کو پیدا کیا

اصول عقائد کو لکھ صاف صاف
ہر اک چیز کو اک حقیقت دیا

نہ ہو قاصد نکتہ ہائے دقیق
نہ آتش پہ اطلاق ہو آب کا

نہ دے دیدہ طبع میں کحل ضیق
نہ پانی پہ ہو وہم سیماب کا

نہ داخل کا جو کوئی قائل رہے	وہ راہ ضلالت پہ مائل رہے	وگر شک کرے علم و تعیین پہ	تو برہان قائم ہے ہر چیز پر
عقیل و بلید اس سے آگاہ ہے	وہ عالم ہے جو ماسوی اللہ ہے	عدم سے دیا اس کو قید وجود	نمایا علامات سودا و سود
کریگا وہ اک روز معدوم اسے	بنایا ہے کیا نقش موہوم اسے	ملک عرش و کرسی بہشت و جحیم	نہ ہوں گے بجز ذات پاک قدیم
وہ بے واسطہ آپ موجود ہے	کسی کا نہ والد نہ مولود ہے	کیا کن سے سب عرصۂ کائنات	فلک ارض و ارواح موت و حیات
وہ عالم نہ تھے جب وہ موجود تھا	اسے خلق سے عرفی مقصود تھا	نہ محتاج یاور مددگار ہے	غرض فعل کا اپنے مختار ہے
اگر روز و شب ہے دگر صبح و شام	یہ ہیں رشحہ کلک قدرت تمام	جہاں سب ہے حادث وہی ہے قدیم	قدیر و بصیر و علیم و حکیم
جو چاہے کرے پل میں عالم سیاہ	منور کرے ساتھ خورشید و ماہ	منزہ حدود و مکانات سے	مبرہ بلیات و آفات سے
برنگ بشر قامت و سر نہیں	اسے مبدأ و جسم و جوہر نہیں	نہ ترکیب کوئی نہ ہیئت کوئی	معین نہیں اس کی صورت کوئی
نہ قید تعلق نہ قید جہات	مگر ہے قدیم اس کی ذات و صفات	نہیں کنہ اسکی سے کچھ آگہی	ازل سے ابد تک وہی ہے وہی
زوال و ترقی سے وہ پاک ہے	خرد عاجز فہم و ادراک ہے	نہیں علم سے اسکے باہر کوئی	نہیں وضع سے اسکی ماہر کوئی
کسی کا وہ محتاج و طالب نہیں	خدا پر کوئی چیز واجب نہیں	یہ واجب ہو تو جب کہ محکوم ہو	بشر کی طرح خلق معدوم ہو
ہر اک فعل حکمت سے آلودہ ہے	تدارک میں جسکے خرد سودہ ہے	کسی کو ضلالت میں رکھے مدام	پلائے کسی کو ہدایت کا جام
کسی کو جہنم کا رستہ دکھائے	کسی کو کرم سے بہشتی بنائے	بہت اسکے مشہور نام و صفات	فقط اک اللہ ہے اسم ذات
اسے فارسی میں خدا یا کہیں	جو ترکی میں تنکری تعالیٰ کہیں	نہ کوئی شریک اور نہ کوئی سہیم	صفات احد اس پہ سب مستقیم
دوئی جسکے دل میں گذارا کیے	اگر موم ہے سنگ خارا کرے	تعصب سے باز آ دوئی چھوڑ دی	بس اب رشتۂ وہم کو توڑ دے
اگر مثل پیدا کرے مثل کو	تو واجب پہ اطلاق واجب ہو	پڑے ایک سے ایک کو انتفا	نہ باقی رہے شان پروردگار

بیان شناعت شرک و اقسامش

ذبیحہ کیا اسنے اپنا غریک			خدا ایک ہے وحدہ لاشریک
چھپا جسکے سینہ میں ہے خار شرک	پڑا جس کی گردن میں ہے نار شرک	نہیں اس پہ اطلاق اسلام کا	وہ ہے بندۂ خاص اصنام کا
مگر شرک کے بھی کئی نام ہیں	خفی اور جلی اسکے اقسام ہیں	خدا گرد سے اسکی مصئون کرے	نہ مشرک بنا کر کے ملعون کرے
عبادت کا ہے شرک کفر عظیم	جزا اس کی لکھی ہے نار جحیم	یہ جس طرح کرنا رکوع و سجود	بعنوان تعظیم رب ودود
خدا کے سوا غیر کے واسطے	ضرر ہووے ماتھے کے واسطے	دیا لنسبت صوم کرنا کبھی	یہ صوم نبی ہے یہ صوم علی
ثواب اس کا البتہ معمول ہے	ذبیحہ بھی اس طرح مقبول ہے	پکارے نہ گر نسبت خاص سے	محبت سے ہو یا کہ اخلاص سے

فصل در بیان شرک فی العلم والقدرۃ

مقال دوم علم و قدرت میں ہے			مجاز اس خطا کا ضلالت میں ہے
وہ کیا ہے سمجھنا کسی کو علیم	خبردار اسرار ہائے قدیم	سمجھنا کرامت کو مصداق غیب	سراپا غلط ہے سراپا ہے ریب
وہ بندہ ہے جو کچھ کہ چاہے کرے	طلسمات عالم کے پل میں دکھائے	کرے شق کبھی ماہ پر نور کو	جلائے برنگ خطب طور کو

بشر دعوئ غیب دانی کرے	تو سو کہے میں گھر اپنا پانی کرے	نبی کو جب انکار ہو غیب سے	تو سمجھو ہیں شعبدے ریب کے
رہا شرک قدرت وہ معلوم ہے	شناعت میں اس سے بھی مذموم ہے	خدا کے سوا کوئی قادر نہیں	خبردار و اسرار ناظر نہیں
بشر کے تصرف کا قائل نہ ہو	طلسم خیالی کا مائل نہ ہو	مقام ان کے گو قرب معراج ہیں	مگر انبیا اس کے محتاج ہیں
سوا اس کے ایک اور بھی تم ہے	کہ جس کا مخفی عرف میں اہم ہے	وہ کیا ہے کسی سے مدد مانگنا	مجھے رزق گلسے ولد مانگنا
نہ بعد مکانی پہ کرنا نظر	نبی یا نبی کہنا آٹھوں پہر	سلام ایسی سنت تو معیوب ہے	مگر بندگی سب کو محبوب ہے
خرافات حکم ہمیشہ رہا	**بیان امتناع اسماء ناشروع**		جہاں بدعت و شرک کا گھر ہوا
رواج اس زمانہ میں ہے نام کا	نتیجہ ہو بد جس کے انجام کا	خدا بخش سے آگیا ہے نفور	ولی بخش پہ دل ہی یاں ہے حضور
نبی بخش ہو یا کہ سالار بخش	یہ اسماء شریعت میں ہیں خوار بخش	قسم اللہ کی صاف اللہ کی	رہی مصحف و حضرت شاہ کی
رسائی پہ آجا سمند خیال	**فصل در بیان تنزیہ باری عز اسمہ**		بیان کر ذرا قدرت ذوالجلال
کیا آگاہ خلقت کو توحید سے	رہ و رسم پرہیز و تجرید سے	نہیں ذات واجب کا کوئی عدیل	نہ کوئی معاون نہ کوئی کفیل
نہ نور قمر ہے نہ وہ بوئے گل	یہ مخلوق وہ خالق جزو و کل	نہ قائم نہ قاعد نہ نائم کبھی	یہ لائق نہیں اسکو دائم کبھی
غرور و تکبر سے بیزار ہے	اسی کے لئے سب سزاوار ہے	رضا اس کی گر تجھکو مطلوب ہو	تو مسلوک افعال محبوب ہو
قدم رکھ شریعت پہ بے خوف و بیم	کہ بیشک ہے یہ جادۂ مستقیم	اگر تو نے چھوڑے یہ اعمال زشت	تو حصے میں ہے تیرے باغ بہشت
گناہوں کی گر تجھ کو عادت رہی	تو پھر سینکڑوں کوس جنت رہی	وہ ہر چند ہے فاعل کاروبار	مگر رد ہے تشکیک جبر اختیار
یہی ہے ترے امتحان کا مقام	کھلے گا اسی جا یہ پختہ و خام	اگر تجھ کو رضا و تسلیم ہے	تو مٹی ترے ہاتھ میں سیم ہے
دگر جہر سے آشنا دل ہوا	**بیان توحید رب العزت واتباع رسالت**		تو نار جہنم کے قابل ہوا
اگر بوئے ایمان سے کچھ کار ہے	تو اول ضلالت سے بیزار ہے	تو پی صاغر صاف توحید کو	نہ کر کور چشمان امید کو
صداقت سے سن لے کلام رسل	بہت مرتفع ہیں مقام رسل	زباں ان کی جس شے پہ ناطق ہوئی	خبر وہ ہر آئینہ صادق ہوئی
اطاعت ہے ان کی دلیل بہشت	ہدایت ہے ان کی وکیل بہشت	نواہی و امر ان کے مانا کرو	انہیں صادق القول جانا کرو
خطا سے مبرا و محرم ہیں	گناہوں سے یہ لوگ معصوم ہیں	نہ پندان کی محمول بیہودہ تھی	ہدایت انہیں سب کی مقصود تھی
طریق روش ان کی کر اعتقاد	جہاں میں ہیں یہ نائب کردگار	نبی اک سے ایک افضل ہوئے	کمالات و خوبی میں اکمل ہوئے
ہر اک صاحب کشف و اعجاز تھا	براہین قاطع سے ممتاز تھا	مگر سب پہ آدم کو تقدیم ہے	ملائک نے کی جسکی تعظیم ہے
ہوئے مہبط وحی پھر بے شمار	کم و بیش اک لاکھ چوبیس ہزار	مگر سب سے افضل نبی کریم	کیا جس نے منسوخ شرع قدیم
امیر عرب خاتم انبیاء	رسول دو عالم حبیب خدا	ملائک سے افضل بشر بے شریک	غرض ہیں یہ اشخاص خیر و لطیف
کتاب ان پہ جو کہ نازل ہوئی	وہ تسلیم کرنے کے قابل ہوئی	صد و چار ان میں سے مشہور ہیں	مگر چار ان سب میں مفخور ہیں

مسیحا کو انجیل حاصل ہوئی
تو موسیٰ پہ توریت نازل ہوئی

زبور اسنے بھیجا تھا داؤد کو
محمدؐ پہ قرآن محمود کو

فصاحت بلاغت سو ممتاز ہے
نبی کا ہمارے یہ اعجاز ہے

مبرا ہے وہ قصر و تطویل سے
معرا ہے تحریف و تبدیل سے

نہیں اس میں ہو ویگا کم اور فزوں
کہا اس نے انا لہ حافظون

داستان در رویت خمسہ واجب العزت و خدمات ملائکہ علیہم السلام

اگر تجھ کو ایماں ترے دل میں ہے
تو فردوس صفا تیرے محل میں ہے

وہ خرم دلوں جس کے دل مشتاق ہو
ترا باغ امید آباد ہو

مسرت کوئی اس سے افزوں نہیں
برابر کوئی گنج قاروں نہیں

کریگا خداوند ناز و نعیم
زبس جلوۂ نور پاک قدیم

جمال اس کا دیکھیں گے سب مومنین
بقدر مراتب کہیں اور کہیں

نہ پردہ ہو حائل نہ بند نقاب
ہر اک جگہ مہ چاردہ بے حجاب

کوئی ایک ہفتہ کوئی ایک سال
کوئی عمر بھر میں علیٰ قدر حال

ملائک کی رویت خبر میں نہیں
حدیث و کتاب و اثر میں نہیں

نہیں ان کے معلوم نام و شمار
مگر علم قدرت میں ہو انحصار

مگر چار ان سب میں مشہور ہیں
ہر اک اپنے کام پہ مامور ہیں

کی خدمت وحی جبریل کو
دم صور محشر سرافیل کو

ہے میکائیل کو امر رزق و فتوح
رہا ایک وہ صاحب قبض روح

تداخل نہیں باہم افعال میں
تصرف نہیں انکے اعمال میں

گناہ و تکبر سے یہ پاک ہیں
عبادت میں کیا چست و چالاک ہیں

نہ غفلت نہ شہوت نہ کذب و ریا
سدا ذاکر نام پاک خدا

عزازیل معروف ابلیس ہے
یہی صاحب مکر و تلبیس ہے

حقیقت میں جن ہی فرشتہ نہ تھا
عبادت سے جا ان میں داخل ہوا

کوئیں میں جو بابل کے محبوس ہیں
وہ ہاروت ماروت مشہور ہیں

نظر کر ذرا آخر کار پر
خبردار ہو کر خبردار کر

داستان در بیان معاد و پارۂ از احوال قیامت

کہ اس فصل میں شرع و احکام کی
ہے لازم تجھے فکر انجام کی

مصدق ہے اسکی خبر اور کتاب
کہ فساق ہیں مستحق عذاب

جہنم ہے کفار کے واسطے
بہشت اہل ابرار کے واسطے

مسافر پہ واجب ہے تدبیر ساز
رہ پرخطر ایسی منزل دراز

عبادت کے مرکب پہ ہولے سوار
جدھر چاہے جا تو برنگ غبار

ریاضت کے توشہ کو ہمراہ لے
گذر کر جہاں پر آفات سے

دگر حب دنیا سے دل ریش ہے
جزائے عمل تجھ کو درپیش ہے

نعیم و سقر کا نمونہ ہے گور
مکافات ہونا یہاں ہے ضرور

ہو امر کے گو طعمۂ دام و دد
گڑھے کا نہیں نام کچھ لحد

کریں گے سوال آکے منکر نکیر
کوئی جز عمل وال نہ ہو دستگیر

قیامت کو اٹھیں گے سب خواب سے
ملاقات ہووے گی احباب سے

یقین جان سن کر اس اخبار کو
میں لکھتا ہوں محشر کے آثار کو

یہی شیوہ اہل عالم رہے
زنا غیبت و کذب باہم رہے

محبت اٹھے خویش و اخوان سے
علاقہ رہے کچھ نہ ایمان سے

وقوع غضب و ورد دجال ہو
جو اس عہد میں ہو برا حال ہو

پھر آئے زمان ظہور امام
نزول مسیحا علیہ السلام

پھکے صور ہو باب توبہ کا بند
چڑھے غرب سے آفتاب بلند

اٹھیں شور سے خفتگان زمین
صغیر و کبیرہ کہین وہین

تلیں پھر عمل نیک و بدکار کے
ملیں سب مکاتیب کردار کے

گراں جس کی میزان اعمال ہو
وہی صاحب بخت و اقبال ہو

بزہ کاریوں کا نتیجہ کھلے
متاع عمل ذرہ ذرہ تلے

ملے حوض کوثر نبی کے لئے
سقائی عطا ہو علی کے لئے

مزے میں وہ جو شہد سے خوشگوار
خجالت دہ بوئے مشک تتار

کہوں شیر یا اس کو پانی کہوں
دریا چشمۂ زندگانی کہوں

علی مرتضیٰ ساقی آب ہوں
نبی بکرے جو کہ ناراض ہے
اگر تشنۂ آب کوثر ہے تو
ملائک دے ضرب پشت دوزخ پر
دم تیغ سے ہو کہ باریک ہے
پیادہ کوئی ہو کوئی ہو سوار
چراغ گذر نور ایماں ہے
شفاعت نہ ہووے کسی کی ہو سبیل
شفاعت میں جوہر دمیدان نبی
شفاعت کریں انبیاء اولیاء
وسیلے لگا کرکے بخشے گناہ
نہ بخشے تو کچھ اس پہ لازم نہ ہو
عجب کیا ہے گر بخشدے کردگار
اگر ایمان کامل ہے تو ہے نیر
گناہ و خطا کوئی اصغر نہیں
مگر اہل حق پہ مائل ہوئے
لواطت زنا قتل غیر صواب
عناد و حسد اکل مال یتیم
جہاد اور فطرے سے کرنا گریز
سمجھنا نہ ماں باپ کو محترم
تراویح پڑھتے تو ہوں لڈوں شغل
اگر گنج قارون کا بھی ہاتھ لگے
اگر لحم خنزیر کے ہوں کباب
کہاں کا خدا اور کہاں کا عذاب
غرض جس کو اللہ کہدے حرام

بلائیں انھیں ہو کے احباب ہوں
اسے جام کوثر سے اعراض ہے
صداقت کن قول حیدر ہے تو

علی کی محبت جو دل میں نہ ہو
نہ دوں حوض سے اس کو اک جرعہ آب
غبار تعصب سے دل پاک کر

داستان در بیان صراط و شفاعت سید المرسلین و دیگر انبیاء و اولیاء

سفر دور کا راہ تاریک ہے
کوئی سست کوئی ز رنگ غبار
عصا دستگیری پیراں نے
مگر اذن جس کے لئے ہو نزول
رہا کار فوج اسیراں نے
بقدر اپنے رتبہ کے ہر اک جدا
کرے کچھ نہ افعال بد پر نگاہ
خدا پر کوئی شخص حاکم نہ ہو
گناہان معدود کو ایک بار

کوئی برق کی طرح جائے گذر
عمل کے سوا کوئی مرکب نہ ہو
توجہ جو در لیئے رحمت کرے
ترا فکر روز جزا لازم ہست
وہ ہو ذات پاک رسول امین
مگر سب اسی کے یہ الطاف ہیں
نہیں تو اگر اذن ثابت نہ ہو
ہوئی خیر کے ساتھ موسوم ہے
نگر ہے مقدم جزائے عمل

داستان در محرمات شرعیہ

عمامہ نہیں جیب و چادر نہیں
خطا ہائے اکبر کے قائل ہوئے
نفاق و دغل شرک شرب شراب
قسم جھوٹ کھانا بلا خوف و بیم
رہ رسم دنیا میں چالاک و تیز
اقارب پہ رکھنا بنائے ستم
جو میلے لگے جائیں واں بکھر بل
تو کعبہ مدینہ کو جایا نہ جائے
اگر زک اس کی ہو اور کیف شراب
بہشت اپنی دنیا ہے پی لیں شراب
اسی پر اقامت اسی پر دوام

خطا جو کہ ہو اس کو اعظم سمجھ
قلیل ان سے قالب میں لا تا ہوں میں
قذف سود سرقہ حلق کشف راز
نہ کرنا تمیز حلال و حرام
تنازع پہ باہم کمر باندھنا
زمانا اگر دیوے فرصت کبھی
بساط اور شطرنج پہ جان دیں
اوامر و نواہی سے بیزار ہوں
نہ سمجھیں کسی ایک کو بھی حرام
شہادت اگر راست ہو منہ چھپائیں
مزا اس تخلف کا نزدیک ہے

تو تو آب کوثر سے پھر ہاتھ دھو
یہی کہتے تھے شاہ عالیجناب
مواعید قاطع کو ادراک کر
برائے گذر کردن جزو کل
کسی کو کسی کی نہووے خبر
سیاہی دل کے سوا شب نہ ہو
معاصی کی صالح شفاعت کرے
محمد شفیع و خدا حاکم ست
کریم الامم شافع مذنبین
سراپا عنایات و اعطاف ہیں
شفاعت مفید شفاعت نہ ہو
یہ امت بلا شبہ مرحوم ہے
نہ ہو نیش عقرب سے پیدا اثر
نہ کر امتیاز صغیر و کبیر
ہلاہل سمجھ نشتر غم سمجھ
بیان مطالب لاتا ہوں میں
زر راز نشا ترک صوم و نماز
مزامیر سننا سر صبح و شام
فساد و فتن کی سپر باندھنا
نہ کھولیں کتاب نصیحت کبھی
لگا شرط بیں دین و ایمان دین
یہ لوگ اس زمانہ میں بیدار ہوں
بیئیں شیر مادر سمجھ کر مدام
جو جھوٹی ہو تو بن بلائے بھی جائیں
نمونہ ذرا گور تاریک ہے

تجھے کام آئے گا واں پر عمل — عمل کر عمل کر عمل کر عمل — خدا کی نہ رحمت سے مایوس ہو — نہ مفتون دنیا سے سالوس ہو

تجھے چاہیے دل سے امید و بیم — اگر بخش دے تو ہے غفور رحیم

داستان دربیان تصدیق ایمان و مدح صداقت

دلا شرط ایمان سے آگاہ ہو — نہ کذب و ہوا کا ہوا خواہ ہو — مگر نور وحدت کا عاشق رہے — زبان ناطق و قلب صادق رہے

صداقت ہی بنیان اسلام ہے — صداقت دلیل خوش انجام ہے — صداقت رہی منصب انبیاء — صداقت ہے سرمایۂ اولیاء

صداقت رہ و رسم صدیق ہے — دغل طرز بوجہل زندیق ہے — اگر خوف جاں سے کرے باک تو — رکھے قلب کو پاک اور صاف تو

زباں گو کہ منطوق تکفیر ہو — نہ اصلاً تو ماخوذ تعزیر ہو — اگر فدیۂ راہ اسلام ہے — شہیدوں میں داخل ترا نام ہے

ابھی وقت باقی ہے اے بے خبر — صداقت کو کر کسب نور بصر — نہ نقد جوانی کو غفلت میں کھو — غنیمت سمجھ اس کو حسرت میں کھو

دم نزع جینے سے جب یاس ہو — سر رخصت و حالت یاس ہو — نہ کام آئے اس وقت زاری تری — نہ توبہ نہ انکساری تری

نہ ہو مثل فرعون ایماں قبول — جہنم ترا ہو مکان نزول

مجھے فکر بحث کرامات ہے — جسے کہتے ہیں خرق عادات ہے

دربیان کرامت اولیاء کرام و فضیلت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ

کرامت نہیں نام تلبیس کا — یہ ہے شعبدہ مکر ابلیس کا — کرامت نہیں گنج و دستار ہیں — کرامت نہیں سبحہ زنار ہیں

ریا و کرامت میں باہم تضاد — نصیبوں میں ہووے کہیں اتحاد — اگر تو ہے خواہان کشف مبین — تو کر اتباع رسول امین

کرامت ہے عکس آپ کے سینہ کا — مقابل رہا کر اس آئینہ کا — کرامت کی تحقیق میں شک نہیں — کہ ناطق ہے اس میں کلام مبین

زمان صحابہ سے تا ایں زماں — نہیں اہل باطن کا حد بیاں — خوارق جو سب انکے مشہور ہیں — ہمیں دل سے مقبول و منظور ہیں

انہیں اپنا مولیٰ سمجھتے ہیں ہم — در راہ عقبیٰ سمجھتے ہیں ہم — کواکب جو چرخ کرامت پہ ہیں — بقدر اپنے نور ہدایت پہ ہیں

مگر سب میں جو اکمل النور ہے — لقب دستگیر اسکا مشہور ہے — شہنشاہ بغداد سالار جیل — سواد طریقت کا کامل دلیل

اور اس عہد میں جس پہ ہو یہ مدار — وہ ہے سید احمد نامدار — نہ کیونکر ہو تبلیغ دین میں وجیہ — وہ سید ہے الولد سر ابیہ

خدا اس کو منصور دین پر کرے — نشان اس کا قائم زمین پر کرے

عوام اور فاسق سے جو خرق ہو — معونہ کہو اور تمہل کہو

داستان صدور خوارق از کفار و فساق و عوام اہل اسلام و انبیاء علیہم السلام

خوارق جو کافر سے پائیں ظہور — اسے درج کہتے ہیں اہل شعور — ولی و نبی سے جو یہ سانحہ ہو — وہ بیشک کرامات و اعجاز ہو

جو مسلم سے ہو بعض افعال کفر — نمایاں ہوں اطوار اعمال کفر — ملامت کریں کفر دائر کہیں — نہ ہم اہل قبلہ کو کافر کہیں

ہیں اب خاتمہ پر کمر بستہ ہوں — ہجوم تردد سے دل خستہ ہوں

داستان درخاتمہ کتاب وجواز فاتحہ وغیرہ

مرے پند روشن کو سن بے خبر — کہ میں ہوں زباں چراغ سحر — ولی لاکھ رتبے میں ہو سر بلند — نہ پہنچے نبوت پہ اس کی کمند

کرے لاکھ بندہ پرستندگی — نہ بندے سے ہے مفترق بندگی — اگر جذب ہووے تو مجبور ہے — تکالیف شرعی سے معذور ہے

عقیدت اگر ان سے رکھتا ہے تو — ذرا نیک و بد کو سمجھتا ہے تو — مقابر کو ان کے نہ کر سجدہ گاہ — کہ یہ مشرکوں کی ہے آئین راہ

سلام ان پر بھیج اور درود و فتوح
طباقوں کو لے ہاتھ میں قل پڑھیں
چراغ اور پردوں کی ہووے بہار
یہ پیران نابالغ و بد مآب
بنے گرد سر و چراغاں ضرور
مگر دیں نہ للہ اک جام آب
بس اب طبع جادو خیالی نہ کر
کہ وقت تری ہم کو معلوم ہے
موانع گئی اس کو درپیش تھے
کتاب اک عقائد میں چھپنی ہی تھی
کیا آرزو نے اسی دن تمام
ہزاروں زباں سے اسی کو رواں
کیے اس نے مرسل نبی و رسول
اسی سے ہے قائم قیام و قعود
بس اصحاب ایماں کو معلوم ہے
وہ آگاہ معقول و منقول ہے
غرض اس کے اوصاف ہیں بے شمار
سن ہجرت پاک سے تھا شمار

دعا کر کہ تا شاد ہو ان کی روح
مزاروں پہ رومال چادر چڑھیں
لگے گا دم ردنگیوں کی قطار
نہ محتاج کو دیکے بخشیں ثواب
وہیں متصل سنگ فرش بلور
کہ ہوتا ہے مرنے سے رفع عذاب

عجب دور اپنا پر آشوب ہے
انھیں جان کر دل سے حاجت روا
غرض شمع و گل پر کرامات ہے
درود اور قرآن نہ کوئی پڑھے
یہ حسن اور تکلف تو سارا کریں
خدا دے نہ جاہل سے صحبت کبھی

داستان وجہ نظم کتاب

جہاں میں تری فکر کی دھوم ہے
سر خامہ بے ریش پر ریش تھے
رقم کردہ عبد حق دہلوی

قلم نے یہاں کند پائی سی کی
نہ نشو و نما مجھ کو منظور تھا
ہوا امر استاد عالیجناب

خاتمۃ الطبع

کیا خلق کو جس نے ایماں عطا
کہ پادیں ہدایت ظلوم و جہول
اسی سے وجود رکوع و سجود
عقائد میں یہ نظم منظوم ہے
سخن اس کا ہر فن میں مقبول ہے
و لے ہے مناسب یہاں اختصار
زباں پر دو صد شصت و ہفت ہزار
تو مومن کو توفیق دے سیر کی

ممیز کیا کفر و ایمان میں
خصوصاً وہ صدر صف انبیاء
درود اس پہ جو کہ اصحاب تھے
مصنف کا ہے نام حیدر حسین
ذہانت پہ اس کی یہی ہے دلیل
گہ طبع ایں نظم صافی ادا
رہے فیض سے تیرے اے کردگار
مصنف کو اسکے جزا خیر کی

کہ جو منع ہے سب کو مرغوب ہے
کریں اپنی حاجت میں التجا
لحد گاہ کیلئے کہ شب راتی ہے
مگر قبر میت پہ طغرا لکھے
عروسانہ مرقد سنوارا کریں
عداوت ہے بے عقل کی دوستی
جواہر سے گنجینہ خالی نہ کر
تصور نے کچھ نارسائی سی کی
میں اک امر پر خیر مامور تھا
کہ دے صورت نظم اسکو شتاب
سخن ختم ہوتا ہے بس والسلام
مبصر کیا نفع و نقصان میں
ہوئی دین کی جس سے محکم بنا
عقائد کے جن سے قواعد بنے
صفات حسن جس سے بازیب و زین
لکھی ایک دن میں یہ نظم جلیل
مہینا جمادی کا تھا دوسرا
یہ باغ عقائد ہمیشہ بہار

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ عقائد نامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی تمام ہوا

فتویٰ از علمائے حنفیہ در مسئلہ علم غیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے محققین احناف رحمہم اللہ مسئلہ ہذا میں کہ زید کہتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کل غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا اور اب بھی آپ مخلوق کے ہر ایک حال ظاہر و باطن خیر و شر سے بخوبی واقف ہیں یہانتک کہ مچھر کے پر ہلانے کا بھی آپ کو علم ہوجاتا ہے اور ہر ایک کی آواز خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں بذات خود سن لیتے ہیں پس یہ عقیدہ کیسا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مذہب احناف اور کتب معتبرہ حنفیہ کی رو سے مسلمان رہا یا کافر و مشرک ہوگیا۔ بینوا توجروا۔

جواب از علمائے دیوبند وغیرہ زید مجدہم۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔ صاحب بحر الرائق کتاب النکاح میں صاف تحریر فرماتے ہیں کہ جو کوئی نکاح کے شاہدین اللہ اور رسول اللہ مقرر کرے اور اعتقاد یہ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے اور مشرک۔ تو اسی کو کہتے ہیں کہ کسی مخلوق کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے اور عبادت کے شریک کرے اس واسطے کہ اشتراک فی الذات یعنی تعدد آلہ کا قائل تو بہت ہی کم کوئی ہوا ہوگا۔ شامی نے رد المحتار کی کتاب الارتداد میں صاف طور سے ایسے عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر کی ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محشر میں بھی بعض لوگوں میں قابل سقی بار کوثر ہونے کا احتمال ہوگا اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا انک لا تدری ما احدثوا بعدک اخرجہ البخاری الحدیث۔ الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند۔ اصاب المجیب عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ۔ اصاب من اجاب محمد ناظر حسن دیوبندی۔ الجواب صحیح۔ خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ اصاب من اجاب محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ الجواب صواب۔ عبد المؤمن مدرس مدرسہ میرٹھ۔ ہذا ہو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔ اسمہ احمد۔ الجواب صحیح۔ محمد اسحاق عفی عنہ مدرس مدرسہ میرٹھ۔ الجواب صحیح خاکسار سراج احمد عفی عنہ میرٹھی۔ احمد حسن الحسینی الامروہی غفرلہٗ۔

جواب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی دامت برکاتہم۔ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں (رشید احمد)

جواب از جانب علماء دہلی۔ بیشک یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کل علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا تھا یا مخلوقات کے تمام حالات جزئی و کلی سے آپ واقف ہیں اور بذات خود ہمارے تمام اقوال و احوال کو خواہ ہم کہیں ہوں آپ سنتے اور دیکھتے ہیں کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ احیانا و ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ یعنی انبیاء علیہم السلام امور غیبی سے واقف نہ تھے مگر جتنا جس وقت اللہ نے ان کو بتلا دیا اور حنفیوں نے صراحت کے ساتھ فتویٰ دیا ہے کہ جو آپ کی غیب دانی کا اعتقاد رکھے کافر ہے کیونکہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ (قل لا یعلم الخ) کے، اس عبارت سے احناف کرام کا مذہب بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ ایسا مذہب رکھنے والے کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں کہے کافر کہتے ہیں زیادہ تفصیل کتب مطولات فقہ میں موجود ہے من شاء فلیراجع الیہ اور رسالہ میں اس عقیدہ واہیہ کے ابطال میں ایک فتویٰ مطبع انصاری دہلی میں چھپا ہے۔ مذہب حقہ احناف کرام معلوم کرنے کے لئے وہی کفایت کرتا ہے واللہ اعلم بالصواب

امیدوار شفاعت
محمد عبد القادر

العقیدۃ عندی ان الرسول لا یعلم الغیب الا باخبار من اللہ والہام منہ وہذا ایضا بعض الاشیاء لا کلہا و لا یعلم الغیب بدون ہذہ الطرق ایضا ۱۲ حررہ فتح محمد عفی عنہ (میرا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں نہ تھے اور بجز ان طرق وحی یا الہام یا کشف کے غیب معلوم نہ کر سکتے تھے اور وہ بھی بعض غیب نہ کل) بلاریب عقیدہ مذکورہ سوال از عقائد اہل سنت والجماعت نیست تا احناف کرام چہ رسد و آنچہ عقیدہ اہل سنت و بران کل اجماع امت شدہ آنست کہ علم کسے مثل علم خداوندی نخواہد شد و احاطہ علم کل اشیاء کسے را نیست اگرچہ باطلاع خداوندی باشد۔ فقط محمد سیف الرحمن عفی عنہ پشاوری ٹونکی حال وارد دہلی۔ کوئی مسلمان جس کو ذرا بھی قرآن و احادیث و علم عقائد کی کتابوں سے بہرہ ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اور کوئی نبی غیب دانی میں حق سبحانہ کی برابر ہے اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حق سبحانہ نے جملہ غیب کسی بشر کو عطا فرما دیئے ہوں کس لئے کہ آیت وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا اللہ وغیرہا بہت سی وارد ہیں اور نہ کسی آیت و حدیث سے یہ بات ثابت ہے اور کتب عقائد اسلامیہ میں بھی یہی ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے ۱۲ ابو محمد عبد الحق عفی عنہ۔ العجب کل العجب یتسم بسمۃ اہل العلم و یتزی بزیہم کیف یتردد فی تکفیر مثل ہذا الشخص وکیف لا یقطع بکفرہ ومن یقول من اہل العلم انہ صلعم لم یکن یعلم بعض الاشیاء باخبار اللہ ایضا بل ہو صلعم اعلم الانبیاء بل النبوۃ کمال علمی کما سطر فی الکلام انما الداہیۃ الدہیاء ممن یشیع الفاحشۃ علی المنابر ویذیع الباطلۃ فوق المنائر من انہ ادعی علم کل الاشیاء بعضہا و قضیضہا فانہ اشراک صریح اتفقت کلماتہم علی تکفیر مثل ذلک والتعجب کیف یستنصر ہذا القائل وہو مخالف للسنۃ عن آخرہا

واللہ ولی الامور۔ انور شاہ کشمیری (قل الخیر والا فاسکت) مدرس مدرسہ امینیہ۔ ترجمۃ: بڑا تعجب ہے اس شخص سے
جو زمرۂ علماء میں ہو کر ایسے شخص کی تکفیر میں تردد کرے اور قطعاً اس کو کافر نہ کہے بھلا کوئی عالم یہ کہہ سکتا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے تبلائے سے بھی بعض چیزوں کی خبر نہ ہو ہرگز نہیں بلکہ آپ تو تمام انبیاء
علیہم السلام سے زیادہ عالم تھے اور نبوت تو نام ہی کمال علمی کا ہے جیسا کہ علم کلام میں مسطور ہے بڑا فتور تو وہ شخص
برپا کر رہا ہے جو ہر جگہ یہ کہتا پھرتا ہے کہ آپ کو جمیع اشیاء کا علم دیا گیا ہے حالانکہ یہ صریح شرک ہے اور تمام فقہاء متفق
اللفظ ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ یہ شخص کس دلیل سے حجت پکڑتا ہے حالانکہ یہ تمام احادیث کے
مخالف ہے واللہ ولی الامور ۱۲۔ الجواب صحیح۔ بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ۔ رأیت ہذا الجواب فوجدتہ
صحیحا۔ عبد الرحمٰن عفی عنہ جانشین مولوی عبد الرب صاحب مرحوم۔ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ واللہ لا ادری و
انا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم۔ اس حدیث کی شرح میں جناب شیخ المحدثین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی یوں
فرماتے ہیں والحاصل انہ یرید نفی علم الغیب عن نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ لیس یطلع علیہ وانہ غیر واقف ولا مطلع
علی المقدور لہ ولا لغیرہ والمکنون من امرہ وامر غیرہ۔ دیکھو یہ استاذ المحدثین صاف صاف مکرر الفاظ سے فرماتے
ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز غیب داں نہ تھے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد حسین عفا اللہ عنہ ابراہیم۔
جواب از مولوی کرامت اللہ صاحب۔ علم غیب بالذات خداوند تعالیٰ ہی کے واسطے ہے اور اس کے علم
کی برابر کسی کو علم نہیں ہو سکتا جیسا وہ اپنی ذات میں یکتا ہے اپنی صفت علم میں بھی یکتا ہے اگر کوئی اس طرح کے
علم میں اس کا کسی کو شریک بنا دے وہ بیشک مشرک ہے اور یہی مراد فقہاء حنفیہ کی ہے جہاں نفی علم غیب
غیر سے کرتے ہیں اور جن احادیث سے غیر کا عالم بالغیب ہونا ثابت ہوتا ہے وہ باطلاع اللہ تعالیٰ بالعرض
مراد ہے، فثبت التوفیق بین القولین۔ اب مطلق انکار یا اثبات دلیل جہالت ہے ہمارے حضور پر نور فخر
الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو بیشک بعض غیوبات من غیب اللہ تعالیٰ کا علم ہے اس کو خداوند تعالیٰ
ہی جانتا ہے ہاں بعد خداوند تعالیٰ کے جس قدر آپ کو علم ہے وہ بیشک تمام مخلوق سے خواہ فرشتہ ہو یا نبی
یا غوث یا جن یا شیاطین کوئی بھی ہو بڑھ کر ہے اور آپ کا کوئی مماثل نہیں اس صفت میں۔ حررہ محمد کرامت اللہ

(محمد کرامت اللہ)

فتویٰ در علم غیب از جانب غیر مقلدین

ہذا بلاغ للناس ولینذروا بہ ولیعلموا انما ہو الہ واحد ولیذکر اولوا الالباب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح ہو کہ
مولوی ہدایت رسول صاحب لکھنوی وارد حال دہلی اپنے اکثر وعظوں میں یہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا کل علم غیب عطا فرما دیا تھا اور اب بھی آپ کو غیب کا علم ہے اور مخلوق

کے تمام حالات سے آپ بخوبی واقف ہیں حتیٰ کہ گھر کے پر مارنے کا بھی آپ کو علم ہو جاتا ہے اور ہمارے رسولؐ کہنے کی آواز آپ یہاں سے سن لیتے ہیں لکھنوی صاحب کو باوجود ان عقائد شرکیہ کے حنفیت کا بھی دعویٰ ہے جاننا چاہیے کہ یہ عقائد شرکیہ ہیں اور شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ شریعت میں نہیں ہے نہ اس کی بلا توبہ مغفرت ہے پس تمام بھائی مسلمانوں کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اس سے بچیں اور اپنے احباب و اقارب کو بھی بچائیں قرآن مجید فرقان حمید میں ہے اور بہت سی صحیح حدیثوں میں بصراحت مذکور ہے کہ علم غیب خاص خدائے تعالیٰ ہی کو ہے اور اس کے سوا کسی کو حتیٰ کہ ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہ تھا جن میں سے چند آیتیں اور حدیثیں نقل کرتا ہوں واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم وآیت اول وللہ غیب السموات والارض پارہ ۲۰ سورہ نمل (آیت چہارم) وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ہو پارہ ۷ سورہ انعام (آیت سوم) لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ پارہ ۲۰ سورہ نمل (آیت چہارم) قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب پارہ ۷ سورہ انعام (آیت پنجم) ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء پارہ ۹ سورہ اعراف (آیت ششم) قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم پارہ ۲۶ سورہ احقاف ترجمہ خاص اللہ ہی کے لئے ہے غیب آسمانوں اور زمین کا اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا اس کو کوئی سوا اس کے اور زمین و آسمان میں کوئی شخص بھی خدا کے سوا ایسا نہیں ہے جو غیب جانتا ہو۔ اے محمد کہدو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس ہیں اور جو میں غیب جانتا ہوتا تو کثرت سے بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی برائی چھوتی بھی نہیں میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آوے اور تمہارے ساتھ کیا۔ اب چند حدیثیں نقل کرتا ہوں۔ (اول) ام علاءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باوجودیکہ میں خدا کا نبی ہوں پر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آوے رواہ البخاری (دوم) ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ چند لڑکیاں گا رہی تھیں ان میں سے ایک بولی کہ ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو جانتا ہے کل کیا ہوگا، آپ نے فرمایا کہ ایسا مت کہہ بلکہ جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا رواہ البخاری۔ (سوم) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جو تم سے کہے کہ حضرت جانتے تھے قیامت کب ہوگی یا مینہ کب برسے گا یا مادہ کے پیٹ میں کیا ہے یا کل کیا ہوگا یا آدمی کہاں مرے گا وہ بڑا جھوٹا ہے۔ رواہ البخاری۔ علاوہ اس کے ہزارہا واقعات سرور کائنات کی حیات بابرکات کے ایسے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم غیب نہ جانتے تھے چنانچہ چند نقل کرتا ہوں۔ (اول) واقعہ افک کہ محبوب رب العالمین کی محبوبہ صدیقہؓ پر جو لوگوں نے تہمت لگائی اور ہر چند کہ آپ اس واقعہ کی تحقیق اور تفتیش میں لگے رہے اور اکابر صحابہ سے مشورے کیے لیکن حقیقت

الامر آپ پر منکشف نہ ہوئی بعد ایک ماہ کامل بذریعہ وحی آپ کو خدا نے بتلایا کہ صدیقہؓ اس تہمت سے پاک ہیں۔ (دوم) شان نزول سورہ تحریم۔ حضرت کو شہد بہت بھاتا تھا اور آپ حضرت زینب کے پاس اکثر تشریف فرما ہو کر شہد نوش فرماتے تھے حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ نے مشورہ کیا کہ کوئی ایسی ترکیب نکالنی چاہیئے کہ آپ کی حضرت زینب پاس کی زیادہ نشست کم ہو جائے چنانچہ آپس میں مشورہ ہو گیا کہ ہم میں سے جس کے پاس اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لادیں وہ آپ سے یہ کہدے کہ آپ کے مُنہ سے مغافیر کی بو آتی ہے آپ ضرور فرمادیں گے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو یہ جواب دے کہ شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھتی ہوگی، پس چونکہ آپ کو بدبو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرمائیں گے اور حضرت زینب کے پاس کی نشست کم ہو جاوے گی چنانچہ انکی بات چل گئی اور سرور عالم نے قسم کھالی کہ اب کبھی شہد نہ پیوں گا (سوم) واقعہ بیر معونہ کا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کردیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی ہو جاؤں گا آپ نے ستر صحابہ جلیل القدر قاری قرآن اس کے ہمراہ کر دیئے راستہ میں وہ سب کے سب غدر اور بے وفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے جس پر آپ کو کمال حزن و ملال ہوا کہ ایک مہینہ تک قاتلین کے اوپر صبح کی نماز میں بددعا فرماتے رہے۔ یہ تینوں حدیثیں چونکہ صحاح ستہ کی سب کتب میں موجود ہیں حوالہ کی ضرورت نہیں۔ پس ان ہر سہ واقعات سے ہر ایک پر روشن ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں افک کے معاملہ میں ایسے متردد و متفکر ہوتے اور کیوں اتنی مدت صدیقہؓ کا گریہ و زاری و بے قراری میں رہنا پسند کرتے بلکہ صاف اسی وقت فرما دیتے کہ عائشہؓ پاک ہیں اور مفتری جھوٹے، اور کیوں حضرت حفصہؓ اور عائشہؓ کی ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھالیتے علی ہذا القیاس اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ یہ لوگ شہید کر ڈالیں جائیں گے تو آپ ان کو کیوں روانہ فرماتے اور اگر بھیجتے بھی تو ان کے مدد و معاون ضرور لگائے رکھتے کہ وقت پر ان کی مدد کرتے اور بھی اس مضمون کی آیتیں اور حدیثیں قرآن شریف اور کتب حدیث میں بکثرت پائی جاتی ہیں جن میں سے تھوڑی ذکر کی گئی ہیں اور ماننے والے کو یہی بس اور کفایت کرتی ہیں اور ان کے آگے کسی اور عقلی و نقلی دلیل لانے کی ضرورت نہیں لیکن بعض اشخاص جن کی صرف قرآن اور حدیث سے سیری نہیں ہوتی اور ان کے نہ سمجھنے . . .

. . . یا ان میں ناسخ و منسوخ واقع ہونے کا بہانہ کر کے مذہب فقہاء کے طالب ہوتے ہیں لہذا ان کے لئے چند اقوال کتب فقہ حنفیہ و علماء محققین کے ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ پھر انہیں کچھ چون و چرا کی گنجائش نہ رہے اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہونا تو کجا ان کے مذہب اور علماء کے عین موافق

ہے۔ فتاوی قاضی خاں صفحہ ۲۹ جلد ۳ میں ہے کہ ومن ادعی علم الغیب کان کافرا۔ یعنی جو شخص علم غیب کا دعوی کرے کافر ہے اور اسی میں ہے صفحہ ۲۶ جلد ۳۔ رجل تزوج امرأۃ بغیر شہود فقال الرجل والمرأۃ خدا و پیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کافرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وہو ما کان یعلم الغیب فی الحیاۃ فکیف بعد الموت۔ یعنی اگر کسی نے اپنے نکاح میں خدا اور رسول کو گواہ کیا تو اس کہنے سے کفر لازم آیا کیونکہ اس نے رسول صلعم کی غیب دانی کا اعتقاد کیا حالانکہ رسول صلعم اپنی حیات میں تو غیب داں تھے نہیں بعد وفات آپ کیسے غیب داں ہو گئے اور اسی طرح در مختار اور اس کی شرح میں ہے اور فقہ اکبر صفحہ ۱۸۴ جو خاص امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی تالیف و تصنیف مشہور ہے اس کی شرح میں ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں۔

ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کو غیب کی چیزوں کی خبر نہ تھی مگر جس قدر اللہ تعالی نے وقتاً فوقتاً انھیں بتائی اور حنفیوں نے اس عقیدہ رکھنے والے پر کہ رسول اللہ صلعم غیب داں تھے صراحت کے ساتھ کفر کا فتوی دیا ہے کیونکہ یہ مخالف ہے قول اللہ تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کے یعنی اللہ تعالی تو فرماتا ہے کہ زمین و آسمان میں میرے سوا کوئی شخص بھی غیب داں نہیں اور یہ برخلاف فرمودہ خدا پیغمبر صاحب کو غیب داں بتاتا ہے اور فتاوی بزازیہ وغیرہ میں ہے من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر یعنی جو شخص کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر اور ہمارے حال سے واقف ہیں وہ کافر ہے از مأتہ مسائل مولانا شاہ اسحاق صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب نے جابجا اپنی تفسیر میں اس عقیدۂ باطلہ کا رد فرمایا ہے علی الخصوص آیہ سورۂ جن عالم الغیب الخ کے فوق و تحت میں لکھتے ہیں کہ میں (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) غیب داں نہیں ہوں اور نہ میں نے تم سے کبھی غیب دانی کا دعوی کیا بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدائے تعالی ہی عالم الغیب ہے اس کے سوا کسی کو یہ علم حاصل نہیں مگر بطریق معجزہ جس قدر رسولوں کو اس نے معلوم کرایا تاکہ وہ اور لوگوں کو پہنچائیں (ملخصا) اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رسالہ مالا بد منہ میں جو فارسی میں فقہ حنفیہ کی ابتدائی کتاب اور درس میں داخل ہے لکھتے ہیں کہ انبیاء و ملائکہ باوجود اشرف المخلوقات و مقربان درگاہ اند لیکن مثل سائر مخلوقات ہیچ علم و قدرت نہ دارند مگر آنچہ آنہا را علم دادہ است و قدرت دادہ ہست الخ پھر آگے لکھتے ہیں کہ بندگان خاص الہی را در صفات واجبی (محشی گوید اے صفاتیکہ مختص بواجب تعالی ست مثل رزق و اماتت و احیاء و تکوین و علم غیب الخ) شریک داشتن یا آنہا را در عبادت شریک ساختن کفر ست اور مولانا شاہ اسحاق صاحب مہاجر بیت اللہ مأتہ مسائل کے ۴۲ سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر غیر خدا را ایں اعتقاد می گوید کہ ہر وقت کہ من ندا می کنم او می شنود پس ایں قسم ندا کردن غیر خدا را

موجب شرک وکفر ست چنانچہ آیات قرآنی واحادیث رسول اللہ صلعم وروایات فقہیہ براینہاں دال اند۔
قال اللہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے چند
آیتیں اور حدیثیں اور فقہ کی عبارتیں نقل فرمائی ہیں جن میں سے بعض ہم نے بھی نقل کی ہیں اب اگر کوئی
شخص یوں کہے کہ آنحضرت عالم الغیب نہ تھے تو پھر یہ سینکڑوں چیزیں غیب کی جو آپ نے بیان کیں تو کیونکر
کیں۔ جواب یہ ہے اور ہم اہل سنت والجماعت کا اعتقاد یہی ہے کہ سینکڑوں کیا ہزاروں چیزیں زمانۂ
ماضی وحال واستقبال کی آپ نے بیان فرمائیں مثلاً قصص انبیاء سابقہ اور ان کی امتوں کے احوال اور
قیامت کے احوال بعث ونشر وحشر کا ذکر دوزخ اور اس کی تکالیف جنت اور اس کی نعماء وغیر ذلک من
الملاحم وغیرہ لیکن یہ سب باتیں وقتاً فوقتاً اللہ تبارک وتعالیٰ علام الغیوب کے معلوم کرانے سے بطریق معجزہ
اور بذریعہ آپ سے ظہور میں آئیں اور یہ دونوں یعنی معجزہ اور وحی آپ کے اختیار میں نہ تھے کہ جب آپ
چاہیں معجزہ کر دکھائیں اور وحی لے آئیں تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے اور قرآن مجید کی بہت سی آیتیں
اس پر شاہد ہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ۔ ترجمہ۔ کسی رسول
سے نہیں ہو سکتا کہ بے اذن خدا کوئی نشانی (معجزہ) لے آئے اور آنحضرت کو ارشاد ہوتا ہے وان کان
کبر علیک الخ ترجمہ اگر تم پر کفار کا اعتراض سخت گذرتا ہے پس اگر تم میں اتنی طاقت ہے تو زمین میں سرنگ
کھود کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی معجزہ لے آؤ علیٰ ہذا القیاس وحی بھی آپ کے اختیار میں نہ تھی بلکہ
چند مرتبہ وحی کی آپ کو اشد ضرورت پڑی اور نزول وحی کے لئے نہایت آرزو ظاہر فرمائی پھر بھی وحی نازل
نہ ہوئی چنانچہ جب کفار نے یہود کے کہنے سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین
اور روح کا حال دریافت کیا آپ نے فرمایا میں کل بتادونگا اس پر اٹھارہ روز تک وحی نازل نہ ہوئی آپ نہایت
بیتاب وبیقرار ہوئے خیال کا مقام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ کس سے دشمنان اسلام سے
وقت پر پورا نہ ہونا آپ پر کتنا شاق گذرا ہوگا آپ کو صادق الوعدہ ہونے کا خیال دشمنوں کے طعن تشنیع کا
ملال پھر اکھٹے اٹھارہ روز کا وقفہ العظمۃ للہ کوئی آپ کے حزن وملال کا اندازہ کر سکتا ہے ہرگز نہیں اگر
نزول وحی پر آپ کو اختیار ہوتا یا اس غیبی واقعہ کے معلوم کرنے کی آپ کو قدرت ہوتی تو اس موقع پر ضرور
اس کا اظہار فرماتے اور اس قدر صدمہ جانکاہ نہ اٹھاتے اٹھارہ روز بعد نزول وحی ہوا تو سبب توقف بھی
یہی نکلا کہ آپ نے بغیر انشاء اللہ کہے وعدہ کر لیا تھا جس سے ایک شائبۂ قدرت سمجھا جاتا تھا خداوند کریم
کو یہ بھی منظور نہ ہوا اور ارشاد ہوا لا تقولن لشیٔ انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ ہرگز بغیر انشاء اللہ کہے
یہ مت کہا کرو کہ میں یہ کام کل کروں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جبرئیل امین سے فرمایا کہ تم نے بہت

بہت انتظار کرایا اتنی تاخیر کیوں ہوگئی تو انہوں نے جواب دیا وما نتنزل الا بامر ربک ہم بغیر حکم ربی نہیں اتر
سکتے پس معلوم ہوا کہ معجزہ اور وحی دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں نہ تھے کہ جب آپ چاہتے
بذریعہ وحی یا معجزہ غیب معلوم کر لیتے پس جو کچھ آپ نے ہمیں بتلایا اور غیب کے حالات سے اطلاع دی وہ سب
اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے سے نہ اپنی قدرت اختیار سے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عالم الغیب فلا یظہر
علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی خدا ہی عالم الغیب ہے اپنا غیب کسی پر — ظاہر نہیں فرماتا مگر جس
رسول کو پسند کرے اس پر کچھ کچھ تھوڑا سا ظاہر فرما دیتا ہے چنانچہ کتب تفسیر دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے
تفسیر مدارک میں لکھا ہے الا رسولا قد ارتضاہ لعلم بعض الغیب لیکون اخبارہ عن الغیب معجزۃ فانہ یطلعہ
علی غیبہ ما شاء وکذا فی الخازن والکبیر وغیرہم (ترجمہ) مگر جس رسول پر خدا کی مرضی ہوتی ہے تھوڑا سا غیب
اس پر ظاہر فرما دیتا ہے تاکہ اخبار بالغیب اس کا معجزہ ہو پس جس قدر خدا چاہتا ہے اپنے غیب پر مطلع فرما دیتا ہے
اور ایسا ہی خازن اور کبیر وغیرہ میں بھی لکھا ہے اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم الغیب ہونا اس حدیث کی
مانا جاتا ہے کہ خدا نے آپ کو چند امور غیبیہ پر اطلاع دیدی تھی کیونکہ خدا کے علم غیر محدود کے آگے لاکھوں باتیں
بھی چند سے زیادہ نہیں اور وہ آپ کو معلوم نہیں پس اس حیثیت سے ہر ایک شخص عالم الغیب ہو سکتا ہے
اور صرف قیامت نامہ پڑھنے والا بھی بہت سے غیب پر مطلع ہو سکتا ہے کیونکہ جس اللہ تعالیٰ نے ان کو
غیب کی باتوں کی خبر دی اور اس سے آپ عالم الغیب ہو گئے پس وہ سب غیب اور شہادت جو آپ پہ نازل
اور آپ کو معلوم ہوا آپ نے امت مرحومہ کو بتا دیا کیونکہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے پیغمبر کو جو غیب معلوم ہو جاتا ہے
اس کے بتلانے اور اظہار کرنے میں وہ بخیل نہیں ہے وما ہو علی الغیب بضنین اور آپ کیوں نہ بتلا دیتے
آپ کو تو ارشاد رب العالمین یہی تھا کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ
یعنی اے رسول لوگوں کو پہنچا دو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے اترا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اپنی رسالت
تم نے نہیں پہنچائی پس کیا اس سے ساری امت محمدیہ عالم الغیب ہو جائے گی اور شاید ان مدعیوں کا یہی
عقیدہ ہو العیاذ باللہ العیاذ باللہ اور اگر آپ کو عالم الغیب کہنے سے یہ مطلب ہے کہ خدا نے آپ کو ایسی
قدرت عنایت فرمائی تھی کہ جب اور جو آپ چاہتے غیب معلوم کر لیتے تو بفضلہ تعالیٰ اس کی تردید قرآن اور
حدیث اور آثار صحابہ واقوال مجتہدین اور علمائے محققین سے بخوبی کر دی گئی فالحمد للہ علی ذلک کثیرا کثیرا
اب آخر میں عرض اس ناچیز کی یہ ہے کہ منجملہ کثیر التعداد آیات واحادیث واقوال فقہاء کے چند آیتیں اور
حدیثیں اور قول عاجز نے پیش کیے جن سے بخوبی کالشمس فی نصف النہار روشن ہو گیا کہ سوائے اس معبود
علام الغیوب کے کوئی نبی مرسل حتی کہ خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء اور کوئی فرشتہ مقرب اور کوئی فرد بشر بھی

علم غیب سے واقف نہیں مگر جس قدر اور جس وقت خدا اپنی مرضی سے انھیں بتلا دے مولوی ہدایت رسول یا کوئی ان کا مؤید ہم مشرب ان آیات و احادیث کے مقابلہ میں ایک ہی آیت اور ایک ہی صحیح حدیث اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کریں ورنہ خدا سے ڈریں اور ان عقائد باطلہ شرکیہ سے توبہ کریں کیونکہ شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ان الشرک لظلم عظیم اور نہ اس کی بلا توبہ بخشش ہوگی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اور ہر امر میں اتباع رسول صلعم کا خیال رکھیں لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور ان کی مخالفت سے ڈریں فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم کیونکہ مسلمان کی شان سے بعید ہے کہ جب کسی امر میں خدا اور رسول صلعم کا فرمان معلوم ہووے تو اس کے قبول کرنے میں ذرا تامل کرے اور زید و عمرو کے قول کا پابند بنا رہے۔ ما کان لمومن و لا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ۔ کیونکہ خدا اور رسول صلعم کی نافرمانی میں سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں۔ و من یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالا مبینا فقط۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ راقم خاکسار ذرۃ ناچیز خادم اہل حدیث محمد عبد العزیز عفی عنہ۔

رسالہ طارق الاشرار از جناب شیخ فتح اللہ صاحب مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

...ہی تو ہی غفار ہے	سب کے عیبوں کا تو ہی ستار ہے	تیرے آگے ہر کوئی لاچار ہے	کل شیٔ کا تو ہی مختار ہے	فضل تیرا ہر طرح درکار ہے
...کے کہنے کو کیا ہمکو مجال	عرش و کرسی و زمین و آسماں	حور و غلمان و ملائک انس و جان	ہو سکے کب تیری قدرت کا بیان	عاجز اس جا پہ مری گفتار ہے
...صفت تیری کہے جب مصطفیٰ	ما عبدناک حق لا احصی ثنا	پھر کسی کو طاقت و جرأت ہو کیا	کر سکے تعریف جو تیری ادا	خامہ اور کاغذ نحیف و زار ہے
...انبیاء و مرسلین کو صبح و شام	فخر ہے تیری غلامی سے مدام	اولیاء و غوث و قطب و سب امام	ہیں تیری درگاہ والا کے غلام	کیا بلند عالی تری سرکار ہے
...تو چاہے کرے دم میں تباہ	دے گدا کو شاہی تخت و کلاہ	سب نے پایا ہے تجھی سے عز و جاہ	تیرے آگے سب کی ہے نیچی نگاہ	کیا گدا کیا و شاہ کیا سردار ہے
...تیرا جب کسی پر ہو نزول	نہ امام ہرگز نہ کام آوے رسول	تو ہی جب چاہے شفاعت ہو قبول	جو نہ مانے یہ سخن وہ ہے جہول	ناصحش تلوار ہے یا دار ہے
...غالب ہے کہ ساری جنتی	چاہے تو دوزخ میں بھیجے دائمی	جنت اعلیٰ میں کرے دوزخی	کوئی بھی ہرگز نہ دم مارے کبھی	مالک اپنے ملک کا مختار ہے
...تیرے مہر کی پا کر چمک	ہو گئی مسجود وہ حور و ملک	قہر سے تیرے فلک کے تہ تلک	ہے ذلیل و خوار و رسوا اب تلک	لعنت اب اسکے گلے کا ہار ہے
...سجدہ تو لائق حمد و ثنا	شان تیری ہے غنی و کبریا	تجھ سے جو جس چیز کا سائل ہوا	بیشک اس کا مدعا حاصل ہوا	لطف تیرا کم نہیں بسیار ہے
...سے شفیع کشا کوئی نہیں	دینے والا مدعا کوئی نہیں	تجھ سوا باقی رہا کوئی نہیں	سچ ہے جس کو ہو بقا کوئی نہیں	پھر مدد کرنا اسے دشوار ہے
...سوا لگے جو غیر دل سے مدد	فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد	دوسرا اس سا نہیں نہ تھا نہ ہے	ہو گئے ہیں اسکے حبل من مسد	سب سے اوپر لعنت و پھٹکار ہے
...الٰہی شرک مجھ سے دور کر	دل مرا توحید سے معمور کر	خلعت عرفاں سے پر نور کر	دولت ایماں سے مسرور کر	بس مدد تیری ہی بیڑا پار ہے

لا ولی لا نصیری تجھ سوا
لا شفیع و لا حمیم اے ربنا
لا الٰہ غیرک لا ربنا
ہیں گواہ اس بات کے ارض و سما
از ازل یہ تا ابد قرا

بھیج رحمت بیحد و عد یا خدا
بر محمدؐ آل و اصحابش صفا
رحمۃ للعالمین جس کی ثنا
از طفیلش بخش سب کے گناہ
من مقرر یہ سخت بد اطو

یار اسکے چار تھے عادل عمرؓ
سب صحابہ تھے دلاور بیشتر
بعدہ عثمانؓ صاحب با وقر
پیشوا صدیق اول نامور
ثانی اثنین اذ ہما فی ا

ہے فضیلت انکو بھی بر یک نجم
مرتبہ والا ہے بوبکر از عمرؓ
ہے عمر عثمان علی سے مفتخر
ہیں علی عثمان برابر در خبر
ذات ان کی مطلع انوا

انمیں سے جو ایک کو جانے جدا
اس کو یہ سمجھیں تمامی انبیاء
دشمن انکا ہے عدو مصطفیٰ
لعنت اس پر کر قبیل سنو و سما
دین و دنیا میں وہ مو

بعد ازیں مجھکو ہے اب آرزو
شرک و دھڑے میں کرون کچھ گفتگو
راستی کی دے مجھے توفیق تو
کذب اور باطل نہ ہو اسمیں کبھو
نام اس کا صادق الا

جو کہ قرآن میں لکھا ہے وہ کہوں
مصطفیٰ نے جو کہا ہے وہ کہوں
عالموں سے جو سنا ہے وہ کہوں
مشرکوں پر جو ہوا ہے وہ کہوں
نسخہ احوال اور اخبار

یا مقبول کر میرا کلام
گرچہ ہو وہ ذرہ من شعر خام
پر دعا یہ ہے کہ سمجھیں خاص و عام
جبلی ہیں جو ہو رہے ہیں کالانعام
واسطے انکے کیا اشعار

ہے نصیحت اس کے شرک اس کی
تا ہر اک من شرک سے توبہ کرے
اس کو بھی سنکر جو حق سے ڈرے
کفر کی حالت میں وہ ہیں بیشک مرے
رہ میں یہ مردود ناہنجار

بر خلاف شرع جو ہے رسم و چال
سب بیان کرنا تو اس میں ہے محال
کچھ بیان کرتا ہوں جے وہم خیال
مستمع غفلت کو اب سے نکال
ہوش میں آجا اگر ہشیار

پاک کر اول تو کلمہ سے زبان
شاد رکھ اس کلام میں بس اپنی بھی
اور عمل بھی اس پہ کر تو بے گمان
معنی اسکے یہ ہو اے مہربان
ایک اللہ ہی فقط کرتار

اس نے بھیجا فضل سے اپنے رسول
جس میں بتلائی فرع سب اصول
سب پیام اسکے کئے ہم نے قبول
ہے طفیل اسکے ہمیں ایماں حصول
اور زبان و دل سے بھی اقرا

ہے یہی حکم خدا و مصطفےٰ
نہ کوئی معبود ہے غیر از خدا
بلکہ اس تاکید میں ہیں انبیاء
لعنت اور اچانک کہ اسکے سوا
ہو جو تجھے کچھ خواہش گلزار

جو ہیں اسکی شان پر موقوف کلم
خلق سے جس کا نہ ہو کچھ انصرام
غیر حق سے مانگنا وہ ہے حرام
شرع سے تحقیق کر اے نیک نام
یہ اسی تکرار کا اظہا

جب پڑی مشکل خدا ہی کو پکار
ہر مصیبت میں وہی ہوتا ہے یار
وہ کہے تو باغ ہو جاتی ہے نار
نرد بان بام وصلش کرد دار
فضل اس کا ہر طرح درکا

اس نے آدم کی کری توبہ قبول
تا خلافت اور نبوت ہو حصول
جب ہوا نوح نبی ماطر ملول
دی امان اسکو ڈبائی سب جھولی
یہ حدیث اور آیت اخبا

جب خلیل اسکو پکارا بے قرار
آگ کو اس پر کیا باغ و بہار
جب ہوئے سختی میں یعقوب اشکبار
لے گیا گر دو الئی اسکو جون شرار
آسمان پر اب وہ خوش گ

ہوئی ذبیح اللہ کو اسنے امان
قصۂ یوسف بھی ہے سب پر عیاں
بادشاہی اسکو بخشی بے گمان
کھو دیا اس سے غلامی کا نشان
دل میں سوچو یہ اسی کا کا

جب ہوا ایوب غم میں مبتلا
نیش نو کیڑے کی بے طاقت کیا
تب پکارا اس کو یا رب دی شفا
آن میں اس کو کیا چنگا بھلا
ایسی تکلیفوں میں اختیا

دی انگوٹھی جب سلیمان نے گنوا
سلطنت پائی جن قابض ہوا
تب ہوا نالاں بدرگاہ خدا
دی خدا نے سلطنت انکو دلا
جانتا اس کو ہر اک ہشیا

پیٹ سے مچھلی کے یونس کو نجات
دی اسی نے ہے کریم اسکی صفات
قوم بھی کر دی مسلمان انکو ساتھ
ہو گئے بے تعداد بس اسکے صفات
کیا لکھے خامہ یہ بے مقدا

ہود کو جب عاد نے عاجز کیا
تند آدمی سے دیا اس کو اڑا
لوطیوں کو لوط سے کر کے جدا
شہران کا زیر و بالا کر دیا
اس طرح کا قادر بید

جب محمدؐ نے پکارا یا الٰہ
کافروں سے میں ہوں عاجز بادشاہ
چاہئے میری تئیں پشت و پناہ
دی عمر کو فضل سے مولا نے راہ
اور کہا لو یہ تمہارا یا

اب ہمارے دین کا طالب ہوگیا یہ
کافر کش پیغامبر ہوگا یہ
تو شاد جان قالب ہوگا یہ
مستحق رحمت رب ہوگا یہ
وہ اشداء علی الکفا

جب کیا حق نے عمر کو دیندار
دین کے گلزار میں آئی بہار
دن بدن ہونے لگے کفار خوار
مٹ گئی جنگ بدر میں سب وفا
نام ان کا اور فخر

الغرض جبتک رہے حضرت حیات
شیخ احمد پر سدا پروانہ تھا
دور حضرت کے بھی وہ مرد خدا
تا ملک فاروقی ذکی کارزار
روس و ایران کو کافر پہلوان
وعدۂ تا مہد حق کا تھا اثر
ایسا مالک چھوڑ کر کے روز و شب
تو یہ پڑھتے ہیں جس سے نا روا
خدا کو جانتے ہیں جوں بشر
ہے وہ ہر اک سخی
کرتا ہے زیارات قبور
ہو گئے جا در دین کچھ پور
حنفی ہیں یہ پلید
دیکھتے ہیں مسئلہ گدا
سب کا وہ انقی ہر رب
ہی منافی ہے کھلا
ابراہیم اور نوح یعقوب سب
آدم سے پہلے کون تھا
باچہ خود
چادر غلاف
تو تختہ اکھاڑ
بلندی تیلہ
رکھ
اشعار
باطل ماجرا

ہر قرانی میں تھا وہ جانباز سا
عشق میں ثابت قدم مردانہ تھا
کافروں سے روز و شب لڑتا رہا
روم اور لندن تلک دریا کے پار
کانپتا تھا جسکی ہیبت سے جہاں
ورنہ تھا ادنی عرب کی عمر رفو
مدعا قبروں سے کرتے ہیں طلب
واسطے حاجت کے رنگ کے سدا
تا مسنین پیروں کے کہنے سے خبر
ہر غرض کی نہیں رکھتا ہے قید
واسطے دینے کے حرمت کے گور
اولیا کی قبر کے ہیں صد و خور
واسطے دنیا کے کرتے ہیں مرید
مانگتے ہیں لیکے نام اولیا
ہیں انہی کے موز و شب مرزوق سب
بلکہ یہاں کی کتابوں میں لکھا
یونس ایوب و یوسف پر لقب
اور ملک کو آدمی سے ربط کیا
ورنہ بس اٹھ جائے گا ایمان و نور
یا چراغاں ہووے یا رقص و طواف
چھت کو اور گنبد کو قبروں کی اکھاڑ
مرثیہ خوانوں کا ہووے رو سیاہ
دیکھئے اسکو نجانا ایمان رکھ
ہے سدا سے یاد رکھا ہے ہوشیار
شبر و شبیر نے جو سر دیا

زندگی کی سر دھڑ کی بازی ہاتھ
صحبت اعدا سے بیگانہ تھا
بعد اسکے پھر وہ جب اٹھ گیا
فارس و ایران کو بھیجا مددگار
سب کو مارا اور ڈالے وہ مکان
جو پکارا ہے اسے خستہ جگر
پیر ولیوں کا جو کرتے ہیں سب
روز و شب ہے اولیا سے التجا
عرض کرتا ہے انکو ہر دکھ رہبر
غرض کرواتا ہے شیطانوں کا کھیل
ہے رنگ ساہو کی سنت صرف
عرس ہے قبر ... کرواتے ہیں شور
حق و باطل کی نہیں کچھ انکو دید
نقشبند و غوث اعظم مرتضے
بے ولادت انکے کچھ ملتا ہے کب
مدعا یہ ہے کہ حضرت مرتضیٰ
جب مصیبت سے ہوئے تھے مضطرب
کیا سبق جبرئیل نے اس پڑھا
ورنہ عالم سے ڈر کر بھاگ دوڑ
تھا نبوت کا جہاں اسکی بچا
مسجدیں مضبوط کر مثل پہاڑ
ہیں کرے ہیں بد طرق زشت
مرثیہ حسین کا پہچان رکھ
نوحہ کر ہلاکت سینہ پر نہ مار
جو مگر اس بات سے راضی خدا

پاسبان لشکر کا ہو ملساری رات
صورت جاناں پر دیوانہ تھا
کوئی بھی گھر ... تک جو چڑھا
دین روشن کر دیا تلوار مار
زیر مسلمانوں کو ان کی بیٹیاں
کی مدد انکی خدا نے آن کر
فاسق و ظالم و مشرک ہیں یہ سب
ہر جگہ ابلیس ان کا پیشوا
سیکڑوں کو موت کرتے ہیں سفر
رحمت حق سے ہے مشرک یا امید
... کو جو یاد رکھو باشعور
چھینتے ہیں مال ہر اک سے بزور
کسبیوں کا مال کھاتے ہیں یہ پلید
ناروا ہے ناروا ان کی عدا
بے ضمیر دل کو ملتا ہے کب
مرشد و استاد ہے جبرئیل کا
کی اعانت مرتضیٰ نے کی تب
انبیا تھے جب کہاں تھے مرتضیٰ
جو کچی کرتا ہے حق سے بے شعور
نبی تجھ سے کہہ دیا اب صاف صاف
تعزیہ قندیل کو ہاتھوں سے پھاڑ
رات دن عشق پہ ... کی نگاہ
مرثیوں پر تو نہ ہرگز دھیان رکھ
کافروں کا یہ طریقہ ہے زینہار
بخشندہ امت کی ہے تا ابد

دیدۂ عاشق سدا بیدار ہے
جان عاشق فرق الوار ہے
بوجھ سے علما کو لگتا ہے
کیا قوی بازو کیا تلوار ہے
یہ اسی کے عہد کا طومار ہے
اس سواد کے سبب اجاڑ ہے
حق سے کفر کا کیا کوئی نجم ہے
جائے ان کو تشبیہ ...
ہر برس ایک عید نئی تیار ہے
نحن اقرب سے انہیں انکار ہے
... کو اولیا پر اہم ہے
گرم حق ہو جالوت کا بازار ہے
... کا جبہ و دستار ہے
بھیک ان کی بے شبہ مردار ہے
پیر کی تعمیر میں خود بیمار ہے
اور یہ بہتان کا طومار ہے
یہ کل اور جھوٹ کی بھرمار ہے
یہ کسی گمراہی کی گفتار ہے
وہ برائی الواقعی حکار ہے
یاد رکھ یہ نکتہ اسرار ہے
دین احمد میں تیرے بیکار ہے
بت پرستی صاف انکار ہے
سر بسر جھوٹ کا طومار ہے
یہ جو کرے ابلیس کا دلدار ہے
رضوان اللہ کو نگہ دار ہے

ترک سب کر کام ہو جب اذاں
گرچہ شہر طیں سب ملیں تو ہی بھلا
سنھ نہ تو ہر گز نصیحت سے پھرا
ایک دن یونس نے مانا تھا برا
بار سا تھا تو بری الفت کا دم
سختیاں کھائے حضرت کہیں
یا کہ فاسق ہم کو بے سفر کہیں
یعنی ان کی جھڑکیاں کھاتے ہیں ہم
اگر پھر جس وقت اُٹھا خیال
ہم نے اس کوچہ کا پایا ہے مزا
ہم کو کافی ہے فقط ذات خدا
دوست میرے یہ نصیحت یاد رکھ
مومنوں کو قید خانہ ہے جہاں
ماتم رشتیوں مصیبت میں نہ کر
سینہ زنی ہوتا ہے مردوں کا کام
جب کوئی مرتا ہے وارث مالدار
تعزیہ بھی خوب ہے زینت بھرا
یعنی تم کیسے ہو مردک بے ایمان
صبر کر تجھ پر جو کچھ آوے بلا
یاد کر آدم کو کیا کیا دکھ ہوا
نوح کی کیا ذکر کروں گرچہ بیاں
سن چکا تو ذکر ابراہیم کا
پھر ہوا یعقوب رنج و غم کا صید
باپ یوسف کو ابھی بھولا نہ تھا
روتے اک دم نہیں پایا قرار

ہے یہی ایمان مومن کا نشان
بے شبہ جمعہ وہاں کرنا ادا
دین کی باتیں سناتا رہ سدا
بھاگ اپنی قوم سے ہو کر خفا
کیوں نہ ٹھہرا عشق میں ثابت قدم
آپ نے جز صبر دم مارا نہیں
یا وہابی اور بے ایمان کہیں
لذتیں پھر طعن میں پاتے ہیں ہم
پاس آنکے کہی حضرت جبرئیل
حق نہ دکھلا دے ہمیں در غیر کا
پیر جی صاحب ہمیں پوچھے گیا
صبر سے تو جان و دل کو شاد رکھ
قیدیوں کو چین و راحت ہے کہاں
ورنہ تو ہو جائیگا اہل سقر
صبر کرنا ہے جوانمردوں کا کام
رنڈیاں روتی ہیں چیخیں مار مار
فرش ہے اور روشنی ہے جا بجا
توڑ ڈالا اپنا معبود الامان
ہر گھڑی راضی رہا کر بر رضا
فرقت حوا میں کیا صدمہ سہا
تھرتھرا جاویں زمین و آسمان
آگ میں پھینکا تھا اُنکو ناخطا
بھائیوں نے جب کیا یوسف کو بند
ابن یامین کا پھر اک صدمہ ہوا
انکو یہ ایذا رہی تھی لیل و نہار

جمعہ کا تارک ہے بے شک بے ایمان
لیک جس جا شرط ہو کم اے خفا
گالیاں دے کوئی یا مانے برا
اس گھڑی آیا یہ پھر حکم خدا
راہ میری گھر کی ہے رنج و الم
کی نصیحت سب طرح اٹھ گئیں
یا ہمیں گمراہ بد طینت کہیں
ٹلکے اس کوچہ سے کب جاتے ہیں ہم
اور کہا تو کہہ یہ تیرا ہی کہیں
جو برا کہتا وہ خود ہے برا
وہ کسی کی کیا کریں ہمسر روا
خاطر اپنی حرص سے آزاد رکھ
فاسقوں کو ہے یہ تمغہ بے گماں
ہاں جو تو ہو رنج میں خستہ جگر
اشکباری ہے تو افسردوں کا کام
رافضی بدتر ہیں ان سے نابکار
سجدہ ہے تعظیم ہے قرآن دھرا
تم سا بدکردار ہوتا ہے کہاں
ابتدا سے پھر زمانہ میں سدا
داغ پھر ہابیل کا اُن کو ملا
کافروں کی مار سے اے مومناں
ذبح اسمعیل کا پھر غم ہوا
روتے روتے ہو گئیں آنکھیں سفید
ہو گئے مضطر کہا وا حسرتا
سب وہ کرتے تھے لو ملت بدشعار

سورہ جمعہ میں ہے اس کا بیان
تو بھی جمعہ کو نہ کر ہرگز قضا
جان یہ نعمت ہے ارث انبیا
واہ یونس تو نہ ایذا سہ سکا
درد و ایذا ہے ستم پر ہے ستم
تا کہ سید کی راہ پر آوے لعین
یا کہ کافر اور بے عزت کہیں
سر کو کب قبر و قلق ٹکراتے ہیں ہم
آپ بولے کافی ہے رب جلیل
حق تعالی ان کو رستہ دے بتا
قبر کا صدقہ ہے ان کی غذا
کچھ شکایت لب پہ نہ فریاد رکھ
زیست بھر کر لیں وہ اس پر جو بیاں
ہے تجھے رخصت کہ کر لے چشم تر
منع کرنا اس سے ہے بیدردوں کا کام
روتی ہیں نوبت بجا کر بار بار
بعد دس دن کو اسے ٹکڑی کیا
میں بھی ہوں بیزار تم سے بیگماں
دوستاں حق کو غم ہوتا رہا
غم سے خالی تھا نہ جب تک دم رہا
ریزہ ریزہ ہو گئیں تھیں ہڈیاں
ہات سے بیٹے کا کٹوایا گلا
اور کیا یوسف کو زنداں میں بھی قید
صبر دے مولا جو سخت آئی بلا
آپ ہوتے اس سے دلفگار

لیک بارہ شرط کی تکرار ہے
ظہر بھی پڑھ لے تو بہتر کار ہے
نوح اور یونس کا وثیقہ ہے
تو ہمارا یار کیا یار ہے
دیکھ دگل کی نشانی خار ہے
ہم کو بھی سنت نبی درکار ہے
اپنے حق میں صیقل زنگار ہے
اک زمانہ ہم سے گو بیزار ہے
غیر کی نصرت نہیں درکار ہے
دو خصم رکھے وہ زن بدکار ہے
پیر کیا ہے مال مردم خوار ہے
گرچہ فاسق ہر کوئی زردار ہے
دم جو نکلا داخل فی النار ہے
شور و غل کرنا نہایت خوار ہے
دیدہ نمناک گوہر بار ہے
شور و غل ہی نوحہ للکار ہے
اور کہا شیطان کے مکار ہے
یہ تمہارا فعل ناہنجار ہے
عقل اس پر جو نہ چیرا خار ہے
یہ چشم گریاں ابر دریا بار ہے
جائی مرہم طعن بد گفتار ہے
حکم کرداری سے برخوردار ہے
تہمت و رسوائی بازار ہے
اب زمانہ در پے آزار ہے
آخرش الٹا پڑا گھر بار ہے

کیا ستم صالح پہ کافر نے کیا
مار ڈالی ناقۃ اللہ بے خطا
اپنی بدکرداری کی پائی سزا
پنجۂ عزرائیل نے ماری جو آ
جس کو دیکھو وہ بخود مردار ہے

ہود کی عادی ثمودی یار تھے
ایک نے سچا نہیں جانا اہا
زور میں اپنے وہ اندھے ہو گئے
نخل کی مانند اوندھے گر پڑے
مر گیا سو راندہ دربار ہے

ہے بہت ایوب کا مشہور حال
گر پڑی تھی سب بدن کی گل کے کھال
ہو گئیں آنکھیں تمام اولاد و مال
آپ تھے ایسی بلا میں چند سال
مستحق رحم وہ بیمار ہے

اور تھے فرعون سے موسیٰ بہ جنگ
کرتے تھے ہر بار اس سے بحث و جنگ
حق نے جب آکر دکھایا اپنا رنگ
ہو گئی غرق اہل باطل بے درنگ
مر گیا ہر اک بحال زار ہے

ذکریا کے سر پہ بھی آرا چلا
اور کٹا یحییٰ کا خنجر سے گلا
خاک میں فی الحقیقت پھر خون ملا
سیکڑوں مارے گئے ہیں انبیا
لاابالی رب کی کیا سرکار ہے

بادشاہی گو سلیماں کو ملی
لیکن ان کو اس پہ بھی ایذا رہی
رحلت اس دنیا میں انکو کیا ہوئی
تھے عجب غم میں انکو غمی ہو گئی
گھات میں اقبال کی ادبار ہے

باپ تھا داؤد ان کا بادشاہ
قوت ان کی تھی زرہ سازی کی راہ
اس مشقت پر ذرا کرنا نگاہ
کیا مقام خوف ہے دنیا میں آہ
کیا یہاں تقدیر سے تکرار ہے

مومنوں مشہور ہے یونس کا غم
قوم نے ان کو دیا رنج و الم
شہر سے باہر نکالا با ستم
کھا گئی مچھلی مگر مارا نہ دم
دل میں ڈر ہے لب پہ استغفار ہے

اہل مدین آذری ہوئے عاجز شعیب
سو طرح کے آپ کو دیتے تھے عیب
اور نبوت میں کیا تھا شک و ریب
اک صدائے غیب جو آئی زغیب
انکا ویران آج تک گھر بار ہے

ایک بھی کافر نہ جب آیا نظر
مر گئے فانی ہوئے سب گھر کے گھر
بلکہ سارے گر پڑے دیوار و در
کوئی واں بستا نہیں اب تک بشر
بچ گئے مومن خدا غفار ہے

بعلبک والے بھی تھے الیاس کو
رنج دیتے پوجتے بت رہے
آگ برسی مر گئے سب زار و زرد
مومنوں کی حق نے رکھ لی آبرو
حق کے رحم و فضل کا آثار ہے

بعد موسیٰ کے ہوئے جتنے نبی
ہو گئے ان کے یہودی مدعی
سالہا جنگ و جدال ان سے رہی
مارنے میں کچھ نہ کی انکے کمی
دار پر کھینچا کہ بد کردار ہے

حق تعالیٰ نے وہ بدلہ تب لیا
جب عمر فاروق کا عہد آگیا
قتل سب قوم نصاریٰ کو کیا
بچ گئے جو جزیہ دینا لکھ دیا
آج تک جزیہ رساں کفار ہے

روم کا سلطان لیتا ہے خراج
ہے عمر کی رسم ڈالی زند آج
لونڈیاں دو سو تکمن خوش نما
پہنچتی ہیں ہر برس وہ لاعلاج
کیا عمر کی ہیبت تلوار ہے

بعد عیسیٰ کے نبی آخر زماں
تھے سدا کفار سے زحمت کشاں
ہاں مگر دینا نہیں جائے اماں
دوستو نکلے ہے مقام امتحان
ہر چمن میں پاس گل کے خار ہے

ہر نبی و ہر ولی سے اشقیا
بحث کرتے آئے ہیں اب تک سدا
جو ہی سمجھاتا انہیں راہ خدا
اسکے دشمن ہوتے ہیں وہ بے حیا
رنج سہنا سنت ابرار ہے

تھے جو اسمٰعیل غازی مولوی
علم کے دریا مراتب میں ولی
اک کتاب جنتے انہوں نے جب لکھی
اس میں تفریق حق و باطل ہوئی
پھر گیا جو مرد نا ہنجار ہے

اک زمانہ دشمن ان کا ہو گیا
رنج و ایذا آپ کو دینے کا
یعنی جس کا ریورٹی گنا چھٹا
قبر کا صدقہ جو کھاتے تھے سدا
مرد کو نیکی اور بیگار ہے

سیدنی کا کیوں کیا جانا حرام
سیکڑوں برسوں سے تھی یہ دھوم دھام
مفت کا تھا ناچ اور لڈو کی کمال
پیر جی کی روح خوش تھی لاکلام
گھنگروں کی ہر طرف جھنکار ہے

صوفیوں کو رنگ سے آتا تھا حال
مست ہوتے تھے بیاد ذوالجلال
پیر جی کا ہر برس بڑھتا کمال
خادموں کی تا لگ جاتا تھا لال
کیا چڑھی ہے چادر زرکار ہے

کسبیوں کے ناچ چھکے کا مزا
قبر میں سر دیکھتے ہیں اولیا
روح ان کی شاد ہوتی ہے سدا
منع خود کرتے اگر ہوتا برا
منع کرنا ان پہ کیا دشوار ہے

اس طرح تقریر کرتے ہیں غوی
بلکہ کہتے ہیں وہابی مولوی
دین میں راہیں نکالی ہیں نئی
ہو گئے ان کے یہ شیطاں مدعی
اب جواب انکے میں یہ گفتار ہے

یعنی تم فاسق ہوئے ہو سب کے سب
کرتے ہو انکار سن آیات سب
آیتوں سے کر دیا ثابت برا
بد عتی گمراہ تم ہو سب کے سب
پھر رہی کس بات کی تکرار ہے

تم اگر سچے ہو تو لاؤ دلیل
کس لیے جھگڑا ہے یہ طول طویل
ورنہ چھوڑو شیطنت کی قال و قیل
پیر جی کے روبرو ہو کے ذلیل
حشر کے دن تجھ سے وہ بیزار ہے

زندگی میں جب نہ دیکھا ناچ و رنگ
قبر میں اس فسق سے دم ہے تنگ
اولیا سے خوب تم کرتے ہو جنگ
ڈھولک اور سر دنگ ہے تیر و تفنگ
اور نگاہ کسبیاں تلوار ہے

رات کو زانی سی کردائیں زنا
زانی و بھنگڑ وہاں لادیں نذر
کسبیاں بھی سو طرح کر کے سنگار
سانوں اب آیا ہے قطب الدین کے گھر
فاسقونکا بھی گذارا ہوئیگا
آئے ہے آویگا حال صوفیاں
کوئی کہتا ہے مجھے فرزند دو
کوئی کہتا ہے مجھے دولت ملی
کوئی کہتا ہے فلانی دو دلدار
کوئی کہتی ہے مجھے کر دو حسین
کوئی کہتی ہے مرا کر دو یہ کام
تعزیوں پر بھی ہے یہی ماجرا
آشنا جسکے نہ ملتے ہوں کبھو
رافضی ان بدعتونکے ہیں امام
اہل سنت جو بناوے تعزیہ
دوستو بتخانہ میں ہوتا ہے کیا
یعنی اک صورت دجال ہے
وہ اسی صورت سے نکلیگا جب ظہور
جو کہ ان باتوں پہ کرتے ہیں عمل
پوچھنے کو اک فقط اللہ ہے
رافضی کی اصل ہے آتش پرست
رافضی مکہ میں جب جاتا ہے شوم
رافضی زن ہے مجوسی ہے خصم
ہو غزوہ کا کہیں پر اتفاق
جب خصم اس کو نظر آیا قوی

دن کو ناچیں پیش قبر اولیا
ریوڑی گھٹے چڑھاویں قبر پر
ناچتی ہیں اور دکھاتی ہیں بہار
کسبیاں بھی جائیں کی سنگھار کر
گھات بھی ہوگی اشارہ ہوئیگا
رات دن شیطان کریگا انگلیاں
آنکھ پھوٹی ہے مری اچھی کر دو
حشر میں مجھ کو بچانا آگ سے
چھٹ گئی مجھ سے کہیں اور دلربا
خوب کھائی کوٹھے کپڑے مہین
ہے خصم سرکش وہ ہو جاوے غلام
ملک ان پر دھوم ہے اس سے سوا
تعزیوں پر ہو وہ حاصل آرزو
معتقد ہی ہیں دیکھنے والے تمام
دینداران کو سمجھتا ہے خطا
غیر تصویرات مخلوق خدا
اور سواری کو گدھا چنڈال ہے
سب شیاطین ہوئیگے اسکے حضور
دین میں کیونکر نہ ڈالیں وہ خلل
دوسرے کی کیا بھلا پرواہ ہے
بغض سے اصحاب کے بیہودہ مست
طور کرتا ہے مثال اہل روم
ہوگئے صحبت میں ملت میں بہم
یہ خصم جورو کو دے بھاگے طلاق
اس کی جورو بن گیا یہ رافضی

خوب تحفہ پیر جی کو یہ ملا
کسبیوں کے حسن پر کر کے نظر
دیکھتے ہیں خوب خوش ہوتے ہیں یار
پھول کا پنکھا چڑھے گا قبر پر
دید بازی اور نظارہ ہوئیگا
فرش پر تڑپیں گے جیسے مچھلیاں
تم بڑھا دو میری روزی رزق کو
مارتی ہے جوتیاں جورو مجھے
پوچھنے آیاں ہوں بی نیچا مزار
یار میرا رات دن چھوٹے نہیں
جھوٹیاں ڈالدوں نہ بولے کچھ کلام
وقت شب ہے ساتھیں سب آشنا
پھرتے ہیں لاکھوں حسیں ہر جا وہاں
اہل سنت سے نہیں ہوتا یہ کام
بت پرست اور اسمیں ہے فرق کیا
تعزیہ خانہ ہی ہے کیا ہی دھرا
مورد چھل شیطان لئے دنبال ہے
یہ اسی کی نقل سمجھو بے قصور
کیوں نہ اسمٰعیل سے ہو ان کو چھل
بے خلل اور صاف سیدھی راہ ہے
دی عمر نے اہل ایران کو شکست
مذہب اپنا وہ چھپا لیتا ہے لوم
اہل دین میں جنگ کے ساماں ہیں کم
پھر یہ زن منصلت مسلمان با نفاق
دین وآئین اور رسوم اسکی سبھی

کیا کرامت کا مگر دفتر کھلا
پہنچے ہیں انکو پھر انکے گھر
رات کو شہوت کا چڑھتا ہے بخار
پیر جی کا شکر کرنے کو مگر
ناچنا دل کو پیارا ہوئے گا
واہ وا ہوگی بجیں کی تالیاں
پیر جی مجھ سے لڑتی جورو نہ ہو
پیر جی قدرت سے سمجھا دو اسے
وہ ملا دو میرا بچھڑا کدھر ہے پیار
ہوش کھو دی دیکھ کر انکھیاں کی چین
رت جگا تیرا کروں با مراد ھا
ہاتھ پکڑا جھٹ سے بوسہ لے لیا
ڈھونڈتے یار نکو اس دن کو بکو
کیونکہ ہیں بیزار ان سب سے امام
بلکہ بھائی ہے وہ آذر کا بڑا
وہ ہی بتخانہ براق اس کا گدھا
اسکی امت دیکھیں بہت خوشحال ہے
بھاگنا لاحول پڑھ کر اس سے دور
کیوں نہ جاویں میں نئی ہیں کج بل
اس سے جو بہکا وہی گمراہ ہے
وہ عداوت آتی ہے ویدہ دست
ہو گیا کھل تو عجب مچتی ہے دھوم
لیک ہیں اسلام میں ثابت قدم
پاؤں پڑا کر گری با اشتیاق
کہیں قبول اس نے بچایا اپنا جی

فاسقوں کا گرم اک بازار ہے
قبر کیا مشاطہ مکار ہے
کیا مرید پیر بد اطوار ہے
گرمی لگتی ہو مواد رکار ہے
بج رہا مردنگ او وینا تار ہے
دم بخود ہے عقل حیران کار ہے
آپ پر صدقہ مرا گھر بار ہے
پھر کڑاہی آپ کی تیار ہے
زندگی اس بن مجھے دشوار ہے
پیر جی مجھ کو بھی درکار ہے
گھٹ گلا چلا بھی چکر دار ہے
شہوت افزا کوچہ و بازار ہے
کیوں نہ چہل زیادہ ہو ماتم وار ہے
ان کی بدعتیں خوشی دشوار ہے
خوب بتخانہ کیا تیار ہے
راکب اک دجال خر بردار ہے
وائے اس دانش پہ اور پھٹکار ہے
دینداری کا یہی اطوار ہے
پیشوا ابلیس سا مکار ہے
اس سوا جو راہ ہے پر خار ہے
جز علی سب سے عداوت دار ہے
ہر طرف سے ضربت بیزار ہے
یعنی شرک و کفر سے انکار ہے
اس طرح ان پر ہوا سو بار ہے
واقف اس سے ہر کوئی دیندار ہے

اور تقیہ نام ہے اس کار کا
معنی اسکے یہ کہ ڈر کر چھپ گیا
اور یہ کہتا ہے اماموں نے کیا
ان کو بھی سمجھا ہے یہ ڈرپوک کیا
اسکے مذہب خدا کی مار ہے

ان کی یہ جرأت کا پہا سہرا بڑا
بدعتی کا پر نہیں کہنا کیا
لوٹری ہو کر نہ کونے میں چھپا
دور کر مردکت دل سے افترا
اس تبرے کہنے سے انکو پیار ہے

ہے سوال اک تجھ سے میرا رافضی
کس نبی نے یوں بچایا اپنا
یا دلی کوئی بنا لیوں لوٹری
بلکہ ہے قرآن میں نص جلی
وہ منافق ہے یہ جس کا کار ہے

ظاہر اور باطن برابر چاہیئے
دین کا مصحف نہ ابتر چاہیئے
پر تجھے اے رافضی ڈر چاہیئے
لوٹری بننا مقرر چاہیئے
دل میں کچھ ظاہر میں کچھ اقرار ہے

ہو دلاور تجھ کو آوے مارتا
دوڑ کے اسکے قدم پر لوٹ جا
دین اس کا مان کر جی کو بچا
اس سبب تجھ پر تقیہ ہے روا
کربلا کا تو بڑا زوار ہے

یعنی ہے تیرے مسائل میں لکھا
کربلا میں جو کہ تم میں سے گیا
واجب اس کو ہے کہ جنت دے خدا
گرچہ ماں سے کی کئی ہوں سو زنا
اور باتوں کا تو کیا اذکار ہے

جب زنا سو بار ماں سے تو کرے
جنت الفردوس پھر تجھ کو ملے
پھر خطا اس سے زیادہ کون ہے
جسکے کرنے سے تو دوزخ سے بچے
دین تقویٰ کیا تجھے درکار ہے

اک روایت دھر دی ہے یہ خبر
جو غم حسنین میں ہو چشم تر
فرض واجب ہو گیا اللہ پر
جنت الماویٰ ہے اسکا عوض
گو وہ فاسق ہے کہ بدکردار ہے

اور رونا بھی اگر آوے نہیں
تو بنا دیں آپ کو اندوگہیں
تو بھی جنت دے اگر جان آفریں
واہ کیا آسان ملی خلد بریں
ہو گیا اللہ تابعدار ہے

فرض واجب اک ہے تو کیوں ادا
اور زکوٰۃ مال دی تیری بلا
اور جہاد و حج سے تجھ کو کام کیا
رو لیا بس جنتی تو ہو لیا
تیرا اس رونے سے بیڑا پار ہے

مصطفیٰ پیچھے کو اٹھتے ہے بدا گئے
اس قدر تھا آپ کو شوق قیام
پاؤں پر آماس ہوتا تھا تمام
بارہا اس شان پر تھا یہ کلام
حشر کے دن مجھ کو خوف نار ہے

اور کہا کرتے تمور و کر یا خدا
مجھ کو تو نے کس لئے پیدا کیا
یعنی مجھ کو ڈر ہے حشر و نار کا
تھر تھراتا ہے جگر اور دل مرا
میں ہوں عاجز اور تو قہار ہے

فاطمہ کو ایک دن فرما دیا
لے یہاں مجھ سے جو جی چاہے ترا
کچھ نہ تیرے کام واں آوے خدا
وہ عمل کر جس سے راضی ہو خدا
نار سے بچ گرچہ تو ہشیار ہے

ایسی باتوں سے وہ خر تھا بے خبر
جسنے جنت سہل کر دی اسقدر
یا بسورے یا کرے چشم تر
جب مرے جنت میں جاویں بے خبر
تھا گدھا جو واضع اخبار ہے

بس اسی کی ہیں شیطان تابعین
فکر اور دانش ذرا انکو نہیں
کیا بنی ہیں وارث خلد بریں
ہے انھیں اس جزر کے کہنے کا یقیں
خواب دیکھا انہیں سبزہ زار ہے

اس سخن کو کرنہ فتح اللہ طول
حد سے زائد سر پھرانا کیا حصول
کب کریں گے یہ غبی اسکو قبول
شرک اور بدعت میں ڈوبے ہیں جہول
راہ پر آنا بہت دشوار ہے

جیسے بوطالب سے احمد نے کہا
اے چچا اللہ پر ایمان لا
لاؤں تو ایماں کہا اے مصطفیٰ
پر مجھے ہے پاس اپنی قوم کا
بولہب اور مشرکوں سے عار ہے

یعنی میری قوم اور مادر پدر
طعنہ زن ہو وینگے مجھ پر سر بسر
مجھ کو ہے ان کی ملامت سے حذر
کچھ نہیں تیری نصیحت پر نظر
جاہلوں کو بھی وہی انکار ہے

پھر پھنا قبروں کی عادت ہو گئی
شرک کی رسموں کو مدت ہو گئی
سیدنی خواجہ کی سنت ہو گئی
چھوڑ دیں تو ناک کٹ جاوے ابھی
عار پر کیا اختیار نار ہے

لوگ جانیں گے یہ بیٹا نا خلف
ترک کر بیٹھا ہے سب رسم سلف
آبرو سب اسکی ہو جاوے تلف
پیر سے توڑے جو بیعت کی حلف
قوم کی آنکھوں میں ناہموار ہے

یا کرے خواجہ کی ناغہ سیدنی
سب کہیں منکر ہوا یہ دوزخی
تعزیہ داری اگر چھوڑے کوئی
قوم میں اسکی بھی ہووے بے عزتی
صورت بوطالب ان کو عار ہے

سبق ہو جاوے خدا الطاف حق
تقویت ایمان کا لیوے سبق
طبع اسمعیل کا روشن طبق
ہر جز اس کا ہے ہدایت کا ورق
شرک کے حق میں عجب تلوار ہے

مومنوں کے حق میں تقویت ہے وہ
فاسقوں کو باعث لعنت ہے وہ
فاقبلوا من ربکم نعمت ہے وہ
قد خلت من ربکم سنت ہے وہ
آسمانی علم کا اظہار ہے

دین اک مدت سے سوتا تھا پڑا
غازی دین نے دیا دین کو جگا
ورنہ رفتہ رفتہ قبر اولیا
سجدہ گاہ ہے خلق ہوتی بر ملا
منکر خالق کا ہیں درکار ہے

اور عزا کی بھی ادا سنت ہوئی
بعد فاروق اس سے یہ ہمت ہوئی
یہ سوا اسلاف سے جرأت ہوئی
توپ اور بندوق کی شدت ہوئی
بس سلف میں تیر اور تلوار ہے

یہی ساقی پی گئی یوں سن گھڑی
غازیوں کے پاس شمشیر و سپر
گر پڑے توپوں پہ آخر پہلوان
سب کیا بندوق کا فرنے وار
وار جس کافر نے نیزہ کا کیا
تیغ تھی غازی کی یا برق دودم
نیزہ غازی کے ہوا سینہ کے پار
تھا عجب حیرت میں آئے پیر فلک
تھا عجب حیرت میں چرخ سبز رنگ
اس لڑائی میں کوئی کافر نہ تھا
توپ پر شمشیر بازی جا لگی
بیسے دس دس کو مارا بے خلاف
سید احمد ساتھ تھوڑے مومنین
لڑتے لڑتے جب سر اک غازی تھکا
ہر تن واحد نے کیں سر بازیاں
حق نے اسمعیل کی عزت یہ کی
سید احمد کو بھی وہ رتبہ ملا
رافضی سے یہ کوئی پوچھے ذرا
ہے کسی شیطان نے ایسا لکھا
موت سے خائف ہو خود وہ امام
جس مسلمانوں کو نہیں ذوق غزا
وہ غنی تو جا نکل میدان میں
دینداری کی حمیت چلکے کر
تو مدد کر دیکھ اپنے کارزار
قصر کے بدلے تجھے دیگا خدا

تھا مقابل نہیں توپ تفنگ
بلکہ خالی ہاتھ مومن پیشتر
باٹا در جھنڈی میں جی کی اپنی جان نثار
پیش قدمی کی لیا جا اسکو مار
چھین کر نیزہ دو ہیں اسکو جھڑا
جبر کم آئی سر سے کاٹا تا قدم
اور اسی حالت میں اپنا کیا وار
یہ تماشا تھا نہ دیکھا ابتلک
دیکھ جس کو تنگ ہوا اہل فرنگ
جو گولی سے مرا زخمی ہوا
ایک سے پھر دوسرے جی چلنے نہ دی
کافروں سے کر دیا میدان کو صاف
جا گری فوراً میان لشکر کیں
گولی اور باروت بھی سب جھڑ چکا
عاشقوں کی طرح بے وہم و گمان
لاش کو کفار سے ذلت نہ دی
لاش کا انکی نہیں پایا پتا
لکھنؤ سا شہر تھا تم سے بھرا
مہدی غازی امام اولیا
کیوں نہ ہوں ڈرپوک پھر اسکے غلام
وہ مسلماں ہی نہیں نزد خدا
ٹھان لے مرنا تو اپنے دھیان میں
دیندار دلکی حمایت چلکے کر
کس طرح کرتے ہیں حق پر جان نثار
خیمہ ہائے پر تکلف بر ملا

اس غزا کا کچھ عجب نادر تھا رنگ
اور ہزاروں توپ بندوقیں ادہر
تیغ پھر چلنے لگی آتش فشاں
اسقدر کی پھرتیاں کیں ایکبار
آپ جھٹ پٹ اسکے گھوڑے پر چڑھا
رعد ساں غازی گرجتے تھے بہم
سر لیا کافر کا بھی تن سے اتار
غازیوں کے تھی ثنا خواں سب ملک
دم بدم تھے وار کرتے بیدرنگ
مار کر میدان سارا بھر دیا
سینکڑوں کو واں شہادت ہوگئی
دوش پر شمشیر باری خوش غلاف
جرأتیں ہر اک نے اچھی خوب کیں
اور سوار اسّی ہزار آکر جھکا
ہوگئے سب فضل حق سے اس زباں
پردہ رحمت میں اپنے ڈھانک لی
ورنہ ان دونوں کو کافر بیچیا
کونسا تم ہیں مرنے کو گیا
ڈر کے باعث غار میں جا کر چھپا
لغو ہیں انکی کتابیں لا کلام
ناز و نعمت میں اگر زندہ رہا
صرف کر زر جنگ کے سامان میں
تیز لڑنے پر طبیعت چلکے کر
خرچ کر زر دیکھ لے یہ بھی بہار
عورتوں کے بدلے حوریں با حیا

ماہیان غازی تھے اور کافر نہنگ
جا ہوئے آخر مقابل شیر نر
تیر اور نیزہ تبر اور برچھیاں
زخمیوں کا تن تھا گلزار بہار
وار شمشیر و سپر کرنے لگا
ہر تن واحد نہ تھا رستم سے کم
کس نے دیکھی اس طرح کی کارزار
مرحبا تھا عرش سے لے تا سمک
فرط عجلت سے ہوئے سب لوگ دنگ
غرب سے تا شرق تھا قہر خدا
اور شکست کافراں فتح مومنی
چاک کافر کو کیا تا زیر ناف
خون سے کفار کے تر کی زمین
پھر پراگندہ ہر اک غازی ہوا
مستحق رحمت و حور جنان
کی تلاش اعدا نے لیکن کب ملی
کھینچتے اور کرتے رسوا جابجا
ایک بھی شاید نہ اس قابل ہوا
جب وہ نکلے تب لڑے وہ باصفا
کذب ہے بہتان ہے باطل حرام
حشر تک جیتا رہا تو کیا ہوا
لطف پیدا کر ذرا ایمان میں
مرد بنجا آدمیت چلکے کر
نام مردوں کا رہیگا یادگار
قتل ہونے کے بدل انکا صفا

اس طرح لڑنا بہت دشوار ہے
کون ایسی موت سے بیزار ہے
توپ اور بندوق کی بھرمار ہے
خوں فشانی چہرہ گلنار ہے
ایک تن کا دو ہزار کا چار ہے
سید احمد سپہ سالار ہے
سر جدا ہے مارتا تلوار ہے
آفریں خواں فرقہ ابرار ہے
کیسی مار لاگی ہے کیا بھرمار ہے
حامی دین نبی غفار ہے
مار ڈالا فوج کا سردار ہے
مثل گرگٹ لوٹتا مردار ہے
آگ بلی جیسے کہ لالہ زار ہے
ہر طرف سے غلبۂ کفار ہے
دیکھ لے یہ رتبۂ ابرار ہے
دشت دیکھا گرچہ سو سو بار ہے
دوست کی ذلت سے حق کو عار ہے
دوستدار حیدر کرار ہے
کیا برا یہ فرقہ مکار ہے
غرق کر دینا انہیں درکار ہے
ایک دن مرنا سے ناچار ہے
اس سے کیا زائد تجھے درکار ہے
کیا گرفتار زن مکار ہے
مر گیا تو داخل گلزار ہے
دیکھ گویا خوش ادا دلدار ہے

شاہ غازی ہیں شاہ دمچگاہ
اب جو سالک ہیں پیر انکا شعار
گھر مرید و ننگا مگر جا گیر ہے
اے عزیز و حق تعالی سے ڈرو
کر دیا عاجز نے یہ نسخہ تمام
تعزیہ قبروں کا جو ہے ماجرا

جنت انکی ہوتی ہے آرام گاہ
کہتے ہیں بیٹھو مرید و حلقہ وار
روز کھانیکو برنج و شیر ہے
شرک اور بدعات سے ڈرتے رہو
ہے مذمت شرک کی یہ لاکلام
کھول کر سب اس میں لکھا برملا

ان پہ ہو اللہ کی دائم نگاہ
منتر ان پر پھونکتے ہیں بار بار
ہے ضلالت مکر کی تقریر ہے
مصطفٰے نے جو کیا ہے وہ کرو
اولیا سے بغض ہے کافر کا کام
خوش ہو کوئی یا برا مانے تو کیا

طالب مولیٰ کی سیدھی یہ راہ
یعنی لاگمرو جو کچھ رکھتا ہے یار
یہ تصوف کیا ہے کہ ترک و پیر ہے
سنت اور قرآن کے پابند ہو
شرک سے بچنا ہے مقصد اے ہمام
لیکن فتح اللہ سے راضی ہو خدا

دو ستر ق یہ گر دشوار ہے
یہ توجہ کا کھلا اسرار ہے
شاہ جی کا گرم کیا بازار ہے
دین کی نعمت اگر درکار ہے
اس کو وہ مانے گا جو بیدار ہے
تلخ لگتی سب کو سچ گفتار ہے

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کے بعد احقر انام محمد بیگ بن حاجی مرزا رحیم بیگ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اہل اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ایک رسالہ منظوم گناہ کبیرہ کا میری نظر سے گذرا چونکہ اس میں اکثر غلطیاں تھیں اور نیز اس کی زبان بھی محاورہ و حال کے موافق نہ تھی اس لئے اس رسالہ کو حسب تحریر علامہ عصر فرید دہر قدوۃ الکاملین رہنمۃ السالکین رافع اعلام دین حضرتنا و مولانا شاہ رفیع الدین قدس اللہ سرہ کہ راہ نجات میں آپ نے تحریر فرمائے ہیں اسے مرتب کرکے تمام اشعار کو درست کیا اور سارے کبیرہ گناہ کی تفصیل کو نظم میں لکھدیا تاکہ ہر مسلمان کو حفظ یاد کرنے میں سہولت ہو اور نام اس رسالہ کا ہدایت الایمان رکھا گیا۔ اللہ تعالی مجھ کو اور کل اہل اسلام کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

ہدایۃ الایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس حمد و نعت رسول خدا
سکھائیں اسے اپنے اطفال کو
نہ کر توڑنا ہے یہ جرم عظیم
لواطت ہے بدساری عصیاں سے ہے
نظر غیر کی عورتوں پر نہ کر
بچانا ہو دوزخ سے اگر آپ کو

پس مدحت پاک آل عبا
وہ خود یاد رکھیں ان اقوال کو
مقرر ہے اس پر عذاب جحیم
یہ ثابت ہے آیات قرآن سے
بلا سے وہ ہیں حور سے خوب تر
نہ دے تو کبھی رنج ماں باپ کو

گناہ کبیرہ کروں میں بیاں
رہو شرک سے سب کے سب تم نفور
کسی پر زنا کی ہے تہمت گناہ
کسی حال میں تو نہ پینا شراب
نہ لے اور نہ دے ترک کر سود کو
مسلمان کو کافر نہ کہہ منہ سنبھال

کہ آگاہ ہوں اس سے پیر و جوان
کہ ہو تم سے راضی خدائے غفور
کسی سے کسی کی ہے غیبت گناہ
نہ کرنا کبھی دین و دنیا خراب
مٹائے خدا ایسے بیہودہ کو
کیا ہو جو وعدہ تو ہرگز نہ ٹال

جو ناحق لٹائے گا مال یتیم ـ قیامت میں ہوگا عذاب الیم ـ بجومی کی باتوں کو سچا نہ جان ـ وہ کیسا ہی سچا ہو لیکن زبان

ہو تو ایک ہو اور کافر ہوں دو ـ نہ بھاگ ان کے آگے سو بارہ ہوں تو ـ کسی شخص سے بدگمانی نہ کر ـ نہ اوروں سے خود کو سمجھ نیک تر

نہ کر جھوٹی باتیں زباں کو بچا ـ روا ہے مگر بولنا تین جا ـ کسی کی ہے جہاں یا ہو جہاد ـ کرے اس سے یا اپنی زوجہ کو شاد

سو اس کے ہے رو سیاہی دروغ ـ تجھے رو سیاہی نہ دیگی فروغ ـ بھلا تو نہ پڑھ پڑھ کے قرآن کو ـ نہ دے ہاتھ سے اپنے ایمان کو

کسی پر تو جھوٹی گواہی نہ دے ـ قیامت کی یہ رو سیاہی نہ لے ـ گواہی جو سچ ہو تو کر دے بیان ـ کہ ہے جرم اگر امر حق ہو نہاں

امانت میں ہرگز خیانت نہ کر ـ کہ ہے یہ خلاف دیانت نہ کر ـ سماعت شکایت کی ہے ناروا ـ نہ سننا ہے ایسے مرض کی دوا

خدا کے کرم کی تو رکھ دل میں آس ـ مگر شرط ایمان ہے خوف و ہراس ـ قسم ایسی جھوٹی نہ کھا جان کر ـ کہ جس سے کسی شخص کا ہو ضرر

نہ کر خون ناحق مسلمان کا ـ اگر تجھ کو ہے پاس ایمان کا ـ نہ ہو مدت حیض جب تک تمام ـ نہ کر قرب عورت ہے یہ حرام

جو اکھیلنا ہے نہایت گناہ ـ کہ ہے کام ان کا جو ہیں روسیاہ ـ نہ کر فیصلہ کوئی حق کے خلاف ـ حقوق خلائق نہ ہونگے معاف

نہ کر رسم کفار کو تو پسند ـ اگر تجھ کو ہے عقل اے ارجمند ـ کسی وقت فرض خدا کو نہ چھوڑ ـ کبھی اس کے احکام سے منہ نہ موڑ

نہ کر ظلم ناحق کسی شخص پر ـ قیامت کے دن سے تو رکھ دل میں ڈر ـ قسم غیر نام خدا کی نہ کھا ـ یہ شرک خفی ہے یہ ہے ناروا

بجز حق کے ہی سجدہ سب کو حرام ـ اسے یاد رکھنا تو اے نیک نام ـ پڑھا جائے جس جا کلام مجید ـ نہ کر دوسرا ذکر تو اے سعید

عبادت دکھلانے کی ہے ناروا ـ چرانا بر لیے برا ہے برا ـ سدا ناچ گانے سے رہ پرحذر ـ کہ اس میں ترے دین کا ہو ضرر

برا تو ہرگز نہ کھانے کو بتا ـ کہ ہے وہ بھلا جو خدا نے دیا ـ مصیبت میں اگر صبر ہو خوب ہے ـ بہت شور سے گریہ معیوب ہے

نماز جماعت کا رکھ التزام ـ کہ ہے اس میں تاکید خیر الانام ـ خوشامد نہ کرنا ستمگار کی ـ خوشامد نہیں خوش دل آزار کی

مقرر بہت جمعہ کا ہے ثواب ـ عذاب اس کے تارک کو ہے بے حساب ـ کسی نے اگر لی کوئی تجھ سے چیز ـ نہ دے وزن میں کم کبھی اے عزیز

کسی غیر کے گھر میں داخل نہ ہو ـ اجازت نہ ہو جب تلک اے نیک خو ـ عبادت پر اپنی نہ کر تو غرور ـ اگر کچھ بھی ہے تجھ کو عقل و شعور

ہوئی جب کسی شے کی قیمت تمام ـ نہ کر اسکے دینے میں پھر کچھ کلام ـ گرانی سے غلہ کی جو شاد ہو ـ یقین ہے کہ مال اس کا برباد ہو

نہ بیگانہ عورت کی خلوت میں رہ ـ اگر ہو ضرورت تو جلوت میں رہ ـ کسی جانور سے نہ کر فعل بد ـ وگرنہ لگے گی قیامت میں حد

نہ رہ حسب طاقت نصیحت سے باز ـ خدا کیلیے ہو نصیحت طراز ـ ظرافت سے مت کر کسی کو خفیف ـ نصیحت مری یاد رکھ اے ظریف

سو اس کے بھی ہیں بہت سے گناہ ـ الہی گناہوں سے تیری پناہ ـ بہت شاخیں ہیں نخل ایمان کی ـ بہت باتیں ہیں بر و احسان کی

یہ ستر کچھ اوپر ہیں شعبے تمام ـ عمل چاہیے سب پر اے نیک نام ـ جو ڈرتا رہا حق سے ناجی ہوا ـ نڈر جو ہوا سخت ناری ہوا

بڑھیں نیکیاں جسکی میزان میں ـ وہ کامل رہا دین و ایمان میں ـ اسی کی ہے جنت اسی کا ہے عیش ـ ہمیشہ ہمیشہ خوشی کا ہے عیش

بدی بڑھ گئی تو ملے گی سزا ـ بدی را بدی نیک باشد جزا ـ الہی ہمیں تیری رحمت نصیب ـ الہی گناہوں سے نفرت نصیب

الہی تو اپنا بنا لے ہمیں ـ مقام رضا میں بلا لے ہمیں ـ الہی بحق رسول کریم ـ دکھا دے ہمیں تو رہ مستقیم